نظمیات نظیر

(1)

نظیر محراب عبادت میں

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم
الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس، معلےٰ منزہ 1 عظیم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کرد گار
کیے ہیں جہاں میں وہ نقش و نگار
پہونچتی نہیں عقل انہیں ذرہ وار
تحیر میں ہیں دیکھ کر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

زمیں پر سموات گرداں کئے
نجوم ان میں کیا کیا درخشاں کئے
نباتات بے حد نمایاں کئے
عیاں بحر سے در 2 و مرجاں کئے
حجر سے جواہر بھی، اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل، بہ فصل بہار
عنادل بھی اور قمری و کبک و سار 3
برو برگ و نخل و شجر، شاخسار
طراوت سے، خوشبو سے ہنگام کار
رواں کی صبا ہر طرف، اور نسیم
بیاں کب ہو خلقت کی انواع کا
جو کچھ حصر 4 ہووے تو جاوے کہا
خصوصاً نبی آدم خوش لقا
شرف ان سبھوں میں انہیں کو دیا
بہ اسلام و ایمان و دین قدیم
عطا کی انہیں دولت معرفت
عبادت، اطاعت نکو منزلت
حیا، حسن، الفت، ادب، مصلحت
تمیز سخن، خلق خوش، مکر مست
فراواں دیے اور ناز و نعیم
ترا شکر احسان ہو کس سے ادا
ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا
نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

(2)

اے برتر از خیال و قیاس و گمان ما

یا رب، ہے تیری ذات کو، دونوں جہاں میں برتری
ہے یاد تیرے فضل کو، رسم خلائق پروری
دائم ہے خاص و عام پر لطف و عطا، حفظ آوری
کیا انسیاں، 1 کیا طائراں، کیا وحش، کیا جن و پری
پالے ہے سب کو، ہر زماں تیرا کرم اور یاوری

تو خالق ارض و سما، تو حاکم قدرت نما
ہے حکم تیرا جا بجا، عرش تا تحت الثریٰ
برتر، مقدس، ذوالعلا، بندے ترے شاہ و گدا
دنیا و دیں کی یا خدا برحق تجھی کو ہے روا
فرمانروائی، حاکمی، شاہی، و صورت گری

تو نے بنائے سب فلک، پیدا کیے حور و ملک
انساں صبیح 3 و پر نمک، حیواں عجائب یک بیک
ہر جا تجلی اور جھمک، بے انتہا نور اور چمک
کہتی ہے دانش انکو تک ہے یہ بھی قدرت کی جھلک
چمکے ہیں جس سے اس قدر خورشید و ماہ و مشتری

تو قادر و سبحان، ہے، اقدس معلا شان ہے
خالق ہے، اور رحمان ہے رزاق اور منان 4 ہے
تیرا کرم ہر آن ہے، احسان بے پایان ہے

ہم کو یہی شایان ہے، جب تک بدن میں جان ہے
ہر آن میں لاویں بجا شکرانہ و فرمانبرداری

جو جو ہیں تیری قدرتیں کیا کیا بیاں ان کا کریں
آئی نہیں کچھ فہم میں، جز یہ کہ ان کو تک رہیں
کیا کیا بنائیں نعمتیں، کیا کیا بنائیں رحمتیں
کب شکر ان کا کر سکیں لیکن یہی ہر دم کہیں
یا رب ترا فضل و کرم لطف و عنایت گستری

ہے تو ہی رب العالمیں، اور تو ہی خیر الراحمیں
یکتائی ہے تیری تئیں، ہمسر ترا کوئی نہیں
لے آسماں سے تا زمیں، ہیں سب عباد و تابعیں
ہے یہ نظیر عصیاں قریں، جانے ہے باصدق و یقیں
ہو گی ترے ہی فضل سے ہر جا مری کھوٹی کھری

(3)

ہواللہ الخالق الباری المصور لا الاسماء الحسنٰی

اس ارض و سما کے عرصے میں یہ جتنا کچھم کھچا 1 ہے
یہ ٹھاٹھ تجھی نے باندھا ہے، یہ رنگ تجھی نے رچا ہے
حیواں، پکھیرو 2، نرناری کیا بوڑھا، بالک بچا ہے
کیا دانا، بینا، ہوش بھرا، کیا بھولا، ناداں کچا ہے
کل عالم تیری یاد کرے تو صاحب سب کا سچا ہے

کوئی خالق باری رب مولا رحمان رحیم اللہ تنگری 3
کوئی الک 4 روپ کرتار کہے، نرکال نرنجن 5 دھاری
کوئی رام رام کہہ کر سمرے کوئی بولے شیو شیو ہری ہری
کوئی داناد نیت، دیوائل کوئی راچھس، دیوت جن پری
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے

دریا و سمندر جھیل نہر ندی نالے ڈبرے 6 جوہر 7
سیپی، گھونگے کوڑی موتی گھڑیال اور ناکے 8 سوس مگر
جونکیں بھینسیں گوہیں جھینگے مرغابی لٹخ بیل انبر 9
کیا لاچی، پروی اور بہنور کیا کچھ، مچھ اور کیا جی جنتر 10
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے

پھلواری باڑی باغ چمن ہے سب کو یاد تری ہی بھلی
تو مالی والی رکھوالی کیا برچھ پھلی، کیا پیڑ بلی
کوئی مالا پھیرے کوئی سمرن ہے سب کے دل میں یاد دھلی

کیا چوٹی جڑ کیا پھل کونپل کیا ٹہنی پتا، کلی کلی
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
ہشیار و دانا مست سڑا غیار نظر، ناقص، کامل
سردار غریب ادنیٰ اعلیٰ زیرک سیانا ناداں غافل
رمال نجومی گھڑیالی ملا مجھن پنڈت عاقل
کیا بید مہندس ابجد داں کیا عالم فاضل کیا جاہل
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
سیار ثوابت لوح و قلم جنات عدن فردوس فلک
خورشید سے لے مہتاب تلک مہتاب سے لے خورشید تلک
آثار طبائع قوس و جدی میزان اسد سرطان ہریک
کیا رضواں غلماں جنت کے کیا عرش بریں کیا حور و ملک
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
ہیں دشت بیاباں اور وادی عرصہ میداں صحرا جنگل
ویرانہ پربت جھاڑ، شجر بوٹی جھاڑی پیڑ اور جبل
پیلو 11 پاکھر 12 نرما سنجھل کچنار سنبھالو بڑ پیپل
کیا ابر ہوا کیا برق گھٹا کیا دل بادل کیا جل اور تھل
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
رابیل نگیر اور مولسری مدمالت بیلا اور سمن
دوپہری گیندا گل لالہ نافرماں کرنا بان مدن
جائی جوئی شبو، نرگس سنگار چنبیلی سیم بدن
کیا پھول گلابی گل طرہ کیا ڈیلا 13 بانسہ 14 سکھ درسن
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے

انگور، سنگترہ، نارنگی، برسیو 15 سدا پھل 16 سیتا پھل
نارنج، جھنبیلی، اور کولے کھٹے میٹھے کمرکھ، گلگل 17
آنب، املی جامن ملکری بادام چھہارے اور جا پھل
کیا گولر کھٹے مولسری کیا شفتالو کیا کٹھل بڑھل
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
گڑھ پنکھ، کلنگ، اور بار کوئی، سارس بگلا کویل تیتر
سرخاب ترمتی زاغ و زغن سیمرغ اور سارس مور سفر
بہری لگھڑ طوفا مینا ہد ہد شکرے باشے، تیتر
کیا بلبل قمری لعل بیا کیا مکھی بھنگا، اور مچھر
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
گج گینڈا، ارنا شیر، پلنگ آہو ہرنی روبہ گیدڑ
سیہی نیولا سانڈا بچھو افعی، چیتل چتی، اژدر
کج کوہی پاڑا گرگ، چرغ گرگٹ چلپاسہ موش دگر
کیا جل مانس کیا بن مانس کیا ہاتھی گھوڑا پیل شتر
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے
ابدل قطب اورغوث ولی ہے دھیان میں تیرے دل سب کا
کیا گیانی دھیانی نارومن کیا جوگی جنگم گر چیلا
تو پالنے والا ہے سب کا اور سب کا تجھ سے دھیان لگا
کیا شاہ نظیر اور کیا راجا کیا مفلس کیا کنگال گدا
کل عالم تیری یاد کرتے تو صاحب سب کا سچا ہے

(4)

تو کار جہاں را نکو ساختی

خدا کی ذات ہے وہ ذوالجلال والا کرام،
کہ جس سے ہوتے ہیں پروردہ، سب خواص و عوام
اسی نے ارض و سموات کو دیا ہے نظام
اسی کی ذات کو ہے دائما ثبات و قیام
قدیر و حی و کریم و مہیمن و منعام
فلک پہ تاروں کی کیا کیا مرصع کاری کی
پھر ان میں زیب فزا کہکشاں نگاری کی
ضیا و نور کی کیا کیا تجلی باری کی
بروج بارہ میں لا کر رکھی وہ باریکی
کہ جس کو پہونچے نہ فکرت نہ دانش و اوہام
بنائی کرسی 1 و عرش اور لامکاں درآں
پھر اور سدرۂ در فرف سے درج نار و جناں
طہور 2 و حور و قصور و ملائک و رضواں
ادھر فرشتہ کروبی اور ادھر غلماں
قلم کو لوح پہ بخشی ہے طاقت ارقام
ثوابت 1 اس نے بنائے ہیں اس قدر سیار
کہ روز حشر تلک ہو سکے نہ جن کا شمار
مگر یہ نام ہیں ان کے جو سات ہیں سیار

یہ دو ہیں شمس و قمر، اور ساتھ ان کے یار
عطارد و زحل و زہرہ، مشتری، بہرام
ہوا ہے حکم ازل سے جو ان کو پھرنے کا
کریں گے دور یہ ہمراہ آسماں کے سدا
قوی کسی کا کہاں حکم ہو سکے ایسا
جو چاہیں ایک پلک ٹھہریں یہ، سو طاقت کیا
پھرا کریں گے یہ آغاز سے لے تا انجام
جو کچھ ہے اس نے بنایا یہ کل نہان و عیاں
اسی کی صنعت و قدرت کے ہیں یہ سب شایاں
ہیں ایسے ایسے مکاں اور اس کے بے پایاں
بشر جو چاہے سو سمجھے انہیں ہے کیا امکاں
ہے یاں فرشتوں کی عاجز عقول اور افہام
زمیں کو دیکھو تو کل آب پر دیا ہے قرار
پھر اس میں اور بنائے ہیں کوہ و بر و بحار 1
کیا ہے اور نباتات کے تئیں اظہار
نکالے ان سے گل و میوہ شاخ گل اور بار
سب اس کے لطف و کرم کے ہیں عام یہ انعام
اسی کے حکم سے ہم اس جہاں میں آتے ہیں
زبان و عقل و خرد، چشم و گوش پاتے ہیں
اسی کے لطف سے پھولے نہیں سماتے ہیں
اسی کے باغ سے دل شاد ہو کے کھاتے ہیں
پھوہار کشمش و انجیر و پستہ و بادام

ہے وہ ہی خالق و رازق وہی رؤف و غفور
اسی کے مہر سے پلتے ہیں انس و وحش و طیور
اسی کے حکم سے خلقت کا یاں ہوا ہے ظہور
چمک رہا ہے اسی کی یہ قدرتوں کا نور
بہر زمان و بہر ساعت و بہر ہنگام
اسی نے حکم کیا ہے ہمیں عبادت کا
اسی نے طاعت و تقویٰ کا حکم ہم کو دیا
جو غور کی تو ہمارا بھی ہے اسی میں بھلا
کہ اس کا شکر کریں شب سے تا بروز ادا
اطاعت اس کی بجا لاویں صبح سے تا شام
جو اس میں لطف و عنایت ہے کب کسی میں ہو
ہر اک طرف ہے اسی کے گل کرم کی بو
عبادت اس کی ہے جو ہووے دل کی خو
نظیر نکتہ سمجھ مہر و فضل خالق کو
اسی کے فضل سے دونوں جہاں میں ہے آرام

(5)

چڑیوں کی تسبیح

(وان من شئی الایسبح بحمدہ ولکن لا یفقھون تسبیحھم)

وقت سحر کو روحیں کیا کیا ہوں ہوں کرتی ہیں
ہوں ہوں ہوں ہوں، کر کر ذکر کن اور فیکوں کرتی ہیں
مرغے بولے ککڑوں ککڑوں مرغیاں کوں کوں کرتی ہیں
طوطیاں بھی سب یاد میں اس کی بھوں بھوں کرتی ہیں
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں
پنکھ 2 بڑھا گڑھ پنکھ اسی کے غم کو تپ میں تپتے ہیں
عنقا اور سیمرغ اسی کی فرقت بیچ تڑپتے ہیں
سارس گدھ حواصل 1 بزے بگلے پنکھ کلپتے ہیں
پنکھ پکھیرو جتنے ہیں سب نام اسی کا جپتے ہیں
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں
قمری بولے حق سرہ بلبل بولے بسم اللہ،
کبک ٹیڑی چاروں قل، اور تیتر بھی سبحان اللہ،
دادر 2 مور پپیہے، کوئل کوک رہے اللہ اللہ،

فاختہ کو کو تیہو، ہو ہو، طوطے بولیں، حق اللہ،
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بچوں بچوں کرتی ہیں
شکرا 2 چیخ اور لگھڑ باشے، اور ترمتی، باز کوئی 4
کونج 5، کبوتر، سبزک، جھانپو، کاکل، سارو، مار چوئی 6
لعل پڑھے صم بکم جس پہنے پوشاک سوئی
پدڑی، پدی، پودنے شکر خورے بولیں توئی توئی
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بچوں بچوں کرتی ہیں
چیل کھلی 7 السجل کہے ہے، چلوں چلوں، مت جان، میاں
کوے قاں قاں، کرتے ہیں الآں کم کان 8 میاں
مر مر بولے مرغابی کل من علیہا فان، میاں
جتنے پنکھ بکھیرو ہیں سب پڑھتے ہیں قرآن میاں
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بچوں بچوں کرتی ہیں
ہنس، ہما، سرخاب، تدرویں بولیں یا رحمان، میاں
سارو، ہریل اور لٹورے، دھیڑیا حنان، میاں
قفس، تیتر، چکوہ، چکوی بولیں یا منان، میاں
ہد ہد بولیں احد احد کچھ تو بھی تو کر دھیان، میاں
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بچوں بچوں کرتی ہیں

بوم چغد اور سبزک ابابیل اور چکوریں شام چڑی
کھنجن، جھپاں، لوے، کلنگ اور غوغائی کی دھوم پڑی
تتلی، ٹڈی، ڈانس 1 بھنبھیری، کتری بھنوری اور پڑی
مکھی، مچھر، بھنگے بول رہے سب گھڑی گھڑی
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں
تن تن، اور لم ڈھیک، ممولا حق حق تار پروتے ہیں
اگھن، بئے، چنڈول، ابابیلے یاد میں اس کی روتے ہیں
طائر تو سب تخم محبت اس کا دل میں بوتے ہیں
پنچھی اس کی یاد کریں، ہم پاؤں پسارے سوتے ہیں
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں
کس کس کالوں نام غرض، ہیں جتنے طائر خورد و کبیر
کوئی کہے، یا حی توانا، کوئی کہے، یا رب قدیر
پنکھی تو سب یاد کریں، اور ہم غفلت میں رہیں اسیر
ہم سا غافل دنیا میں اب کوئی نہ ہو گا آہ! نظیر
سانجھ سویرے چڑیاں مل کر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں چوں کیا؟ سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں

نظیر بارگاہ رسالت میں

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
سر گروہ مسلمیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
قبلہ اہل یقیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

آسماں تم نے شب معراج کو روشن کیا
عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دے نور و ضیا
رنگ و بو گلشن کی جنت کے بڑھائی برملا
جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

ہے تمہاری پشت پر مہر نبوت کا نشاں
اور تمہارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسیں 2 میں عیاں
معجزے جو ہیں تمہارے ان کا کب ہووے بیاں
کشور اعجاز جو ہے اس کے تم با عزو شاں
صاحب تاج و نگیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

تم کو ختم الانبیا حق بھی حبیب اپنا کہے
اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے
ہے نبوت کا جو اقدس بحر تم اس بحر کے
گوہر یکتا تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

ہیں جو یہ دونوں جہاں کی آفرینش کی چمن
جس میں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنع خالق کے جتن
باعث خلق ان کے ہو تم یا حبیب ذوالمنن
اور اک مطلع پڑھوں میں یمن سے جس کے سخن
سو سعادت کے قریں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

مطلع ثانی

تم ظہور اولین ہو یامحمدؐ مصطفےٰ
ہم دم جاں آفریں ہو یامحمدؐ مصطفےٰ
وجہ قرآن مبیں ہو یامحمدؐ مصطفےٰ
زنہت بستان دیں ہو یامحمدؐ مصطفےٰ
زینت خلد بریں ہو یامحمدؐ مصطفےٰ

احمدؐ مختار ہو تم یا شہ ہر دو سرا
ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق میں خواہش سے تم جس امر کی رکھو بنا
دیر اک پل درمیاں آوے تو یہ امکان کیا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یامحمدؐ مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمیں
دیکھتا ہے اس کی رفعت رات دن عرش بریں
راز تو خلقت کے تم کو ہی کھلے ہیں شاہ دیں
اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرار رب العالمیں

سب کے تم پر حق امیں ہو یا محمدؐ مصطفٰے

آپ کا فضل و کرم کونین میں مشہور ہے
اور تمہیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے
کیا ہوا لیکن دل اس امید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبیں ہو یا محمدؐ مصطفٰے

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا
سرور ہر دو سرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا
کیا نظیر اک، اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفٰے

(7)

اقرار باللسان وتصدیق بالقلب

رکھ اپنے دل میں اے آدم کے بن کلمہ محمدؐ کا
اور اپنی انگلیوں اوپر بھی گن کلمہ محمدؐ کا
پڑھے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمدؐ کا
مسلماں ہو تو مت بھول اک چھن کلمہ محمدؐ کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا
میاں یہ کلمہ طیب تو شفیع المذنبیں کا ہے

خدا کے دوست برحق رحمۃ للعالمیں کا ہے
محمدؐ مصطفٰے یعنی کہ ختم المرسلیں کا ہے
بھروسا آسرا تکیہ بھی یہ دنیا و دیں کا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر اک در
یہ کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں چمن کے پھول سب کھل کر
یہ سب کلموں سے ہے بہتر یہ سب کلموں سے ہے برتر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں ثنا خوانی
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں فلک ارض اور پون پانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے سے ہیں اے دل زمین و آسماں روشن
مہ و خورشید، تارے عرش و کرسی لا مکاں روشن
اسی کلمے سے ہیں جنت کے باغ اور باغباں روشن
غرض جنت تو کیا اس سے تو ہیں دونوں جہاں روشن
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ارمان نبیوں کو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ عارف کو
اسے حور و ملک غلماں پڑھیں ہیں ہر سحر منھ دھو

وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پڑھیں اس کو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے کی برکت سے تو اب یاں بھی سلامت ہے
اگر یاں سے تو جاویگا تو پھر واں بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اس کا دل و جاں بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

چلے گا جس گھڑی تو چھوڑ کر یہ عالم فانی
پڑے گا قبر کے جا کر اندھیرے میں ہو زندانی
نکیر و منکر آ کر جب کریں گے تجھ پہ طغیانی
یہی کلمہ کرے گا واں تری مشکل کی آسانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے
اسی کلمے نے تنگی کو لحد کو کھول ڈالا ہے
پڑے گا قبر کا تجھ پر میاں وہ دن جو کالا ہے
یہی کلمہ ترا واں تھی اندھیرے کا اجالا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر میں جب دہشت کا تجھ پر وار اترے گا
یہی کلمہ ترا اس جا رفیق دیار اترے گا
گناہوں کا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اترے گا
اسی کلمے کی دولت سے میاں تو پار اترے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر ڈالے گا
تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤں کھا لے گا
لگے گا جب وہاں گرنے تو یہ کلمہ بچا لے گا
یہی بازو پکڑ لے گا یہی تجھ کو سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جبکہ ہو گا آفتاب آیا
ہر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑے گا جب ترے تن پر بھی شعلہ اس کا گرمایا
یہی کلمہ چھتر بن کر کرے گا تجھ پہ واں سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلیں گے جب وہاں سب کے عمل میزاں کے پلے پر
جو ہلکے ہیں پڑیں گے آتشیں گزر ان کے کلے پر
تجھے تو لیں گے جس دم اس ترازو کے محلے پر
یہی کلمہ میاں واں بھی ترے ہووے گا پلے پر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو پورے ہیں میاں ان کو تو ہو گی گرم بازاری
مکی ہے جنس جس کی اس کی ہو گی واں بڑی خواری
ترا پلہ بھی جب کرنے لگا گا واں سبک ساری
یہی کلمہ نباوے گا ترے پلے کو واں بھاری
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑے گا تشنگی کا شور اس میداں میں جب آ کر
پھریں گے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر

تری بھی جب لگے گی سوکھنے تالو زباں یکسر
یہی کلمہ تجھے پانی پلاوے گا، میاں بھر بھر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاوے گا
محمدؐ کی شفاعت سے بھی تجھ کو بخشوا دے گا
بہشتی کر کے حلے نور کے تجھ کو پنھاوے گا
بڑی عزت بی حرمت سے جنت میں لے جاوے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے واں جام کوثر کا پلاوے گا
یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کا دکھاوے گا
یہی کلمہ ترا منھ چاند سا روشن بناوے گا
یہی کلمہ ترے ہر وقت پر واں کام آوے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا
اسی کلمے سے ہو گی روح تیری عرش کا تارا
اسی کلمے سے ہے ہم سب گنہگاروں کا چھٹکارا
اسی کلمے سے ہو گا دین اور دنیا کا نستارا 1
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں اب یہ جو کلمہ ہے تو حق کی خاص رحمت ہے
یہ صدقے سے رسول اللہ کے ہم پر عنایت ہے
اسی سے یاں نظیر سقوط عین اسی سے واں شفاعت ہے
یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

(8)

منقبت

علیؑ کی یاد میں رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
علیؑ کا وصف کچھ کہنا سعادت اس کو کہتے ہیں
علیؑ کی مدح کا پڑھنا کرامت اس کو کہتے ہیں
علیؑ کے نام کا لینا حلاوت اس کو کہتے ہیں
علیؑ کی حب میں مر جانا شہادت اس کو کہتے ہیں

اسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے
اسی کو لافتی 1 ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے
اسی کو دمک دمی کہا اس شاہ برتر نے
خداو مصطفٰے سے ہم قرابت اس کو کہتے ہیں

کیا مولا سے میرے گر کسی نے اک سوال آ کر
جو مانگا اک شتر اس کو دلائے سینکڑوں اشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اس قدر گوہر
کہ اس کا گھر بھر اور اس کے ہمسایوں کا گھر باہر
کریم و اہل ہمت میں سخاوت اس کو کہتے ہیں

امیر المومنین گردشت میں پڑھنے نماز آوے

رہیں قامت 2 کے کہنے کے لیے جبریل آ جاوے
صفیں حور و ملک غلمان 3 و جن و انس کی لاوے
مرا مولا ہر اک سجدے میں وصل حق ہی دکھلاوے
نبوت کے جو مالک ہیں امامت اس کو کہتے ہیں

اسی نے ایک حملے سے گرایا باب خیبر 4 کا
کڑوڑوں کافروں سے جا لڑا وہ اک تن تنہا
چہ 5 بیر العلم میں کود کر دیوؤں کو جا مارا
ہزاروں پہلوانوں سے کبھی اپنا نہ منھ موڑا
بہادر بے دل و یکتا شجاعت اس کو کہتے ہیں

کہ اس شاہ نے ''روز قیامت میں جو آؤں گا''
وہاں عرصات 2 میں اپنے محبوں کو جو پاؤں گا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھوں کو بخشواؤں گا
پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہنچواؤں گا
علیؑ کے دوستو، سن لو شعاعت اس کو کہتے ہیں

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستاں دیکھیں
تو پھر حسنین کے صدقے سے ان کو ہم بھی واں دیکھیں
اور اب دنیا میں آنکھوں سے نجف کا آستاں دیکھیں
سروں پر اپنے وہ دامان عالی 7 سائباں دیکھیں
قسم ایمان کی ہم عین راحت اس کو کہتے ہیں

حضرت علیؑ کا معجزہ

سنتے ہو اے علی کے محبان دوستدار
ایک معجزہ میں کہتا ہوں اس شہ کا آشکار
ہے تازہ واردات بہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت میں نامدار
اک روز وہ کیا تھا کہیں کھیلنے شکار

جس دشت میں شکار کو گذرا تھا وہ غنی
واں ایک شیر رہتا تھا اور اس کی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
دو بچے اس بنی میں تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیر خوار

بچوں کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زباں
دونوں کو بیٹھی دودھ پلاتی تھی شادماں
بندوق کی جو آئی صدا اس میں ناگہاں
نر مادہ دونوں بھاگ گئے ہو کے نیم جاں
بچے اکیلے رہ گئے جنگل میں بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونوں بچوں پر اس کی پڑی نگاہ
رکھوا کے ان کو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اس شکار گاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلوں میں اپنے آن کے اس نے لیا قرار

جب آئے شیر [1] و شیرنی با حالت تباہ
اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے انہیں نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اک بار کر کے آہ
اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وو نہیں راہ
سر پیٹتی چلی وہ بیاباں سے سوگوار
القصہ کتنے روز میں وہ شیرنی غریب
بھوکی، پیاسی، پھیرتی ہونٹوں پہ خشک جیب [2]
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچوں سے بے نصیب
آپہونچی یک بیک نجف [3] اشرف کے عنقریب
پنجوں سے اپنے سر پہ اڑائی ہوئی غبار
بازار میں نجف کے جب آئی وہ نیم جاں
ہر اک دکان سے واں کی اٹھا شور اور فغاں
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہاں
ہیبت [4] سے اس کی چھپنے لگے پیر اور جواں
چاروں طرف سے دھوم مچی آ کے ایک بار
وہ تو کسی طرف کو نہ گھکی بتاتی تھی
نے منھ کو موڑتی تھی، نہ پنجہ اٹھاتی تھی
آنکھوں سے اس ہجوم میں آنسو بہاتی تھی
شاہ [5] نجف کے روضے پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اس پر خوف سے کہتے تھے بار بار
جس دم وہ پہونچی حیدر صفدر کے در تلک
دربان اس کے خوف سے یکسر گئے سرک

داخل ہوئی وہ روضہ انور میں یک بیک
رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگی قطار
آنکھوں سے اس کی آنسو کی ندی جو بہتی تھی
بچوں کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منہ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی
گویا وہ شہ سے اپنی زبان میں یہ کہتی تھی
بچے مرے دلائی یا شیر کردگار
روتی تھی یوں وہ شیرنی آنسو بہا بہا
مظلوم جیسے روئے ہے عادل کے پاس آ
اور کچھ زباں سے اپنی سناتی تھی بغبغا 6
نکلے تھی آغا آغا کی منہ اس کے سے صدا
کہہ آغا آغا درد سے روتی تھی زار زار
فریادی بن کے ساقی کوثر کے سامنے
محتاج بن کے صاحب قنبر 7 کے سامنے
یوں دیکھتی تھی روضہ انور کے سامنے
مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہے اس کے حکم کا رہ رہ کے انتظار
لوگوں کے دل سے جب تو ہوا خوف اس کا کم
سب اس کے پاس آن کے دیکھیں تھے اس کا غم
ہر آن اپنے سر کو ٹپک کر کے چشم نم
پنجوں کو اس طرح وہ اٹھاتی تھی دمبدم

فریادی داد مانگے ہے جوں ہاتھ کو پسار
فریاد وہ تو مانگے تھی آغا سے جھوم جھوم
یعنی فلک نے مجھ کو دکھایا یہ روز شوم
اس بات سے تمام نجف میں پڑی یہ دھوم
گرد اس کے مرد وزن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت میں تھے تمام چہ ناداں، چہ ہوشیار
کوئی 1 پانی اس کے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا
لیکن اسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
بچوں کا داغ ہوش سب اس کے اڑاتا تھا
جو اس کو دیکھتا تھا اسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کر ٹپکتی تھی بار بار
جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی
ناچار ان شریفوں نے دیکھ اس کی بیکلی
جس طرح واں قدیم سے کہنے کی راہ تھی
اس طرح سے جناب مقدس میں عرض کی
باسینہ الم کش وبا چشم اشکبار
آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے
اک شخص کے یہ ظلم وستم کی ستائی ہے
بچوں نے اس کے قید کی آفت جو پائی ہے
سو اب ہمارے روضے پہ فریادی آئی ہے
کل اس کا بھید 2 ہوئے گا تم سب پر آشکار
یاں تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب

واں جا پلنگ الٹ دیا اس کا بعین خواب
فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہیں دل کباب
بھجوا دے ان کو شہر نجف میں تو کل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہو گا شرمسار

ماں ان کے واسطے آنسو بہاتی ہے
اور تین دن ہوئے ہیں نہ پیتی نہ کھاتی ہے
فریادی ہو کے روتی ہے اور غل مچاتی ہے
غش ہو ہمارے روضے میں جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے ان کو بھیج دے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اٹھا اور ہو کر عذر خواہ
جانا یہ اس نے یہ ہیں شہنشاہ دیں پناہ
بولا نجف تو پندرہ دن کی ہے یاں سے راہ
بھجوا دوں کس طرح سے انہیں کل میں پر گناہ؟
اتنا تو اس غلام میں کب ہے گا اختیار

تب حکم یہ ہو اسے ''جس وقت ہو سحر''
جلدی سے دونوں بچوں کو رکھوا کے اونٹ پر
بھجوا دے اپنے شہر کی آبادی سے ادھر
جب پہونچیں گے یہ شہر کے دروازے کے اوپر
واں پیدا ہو گا غیب سے اک ناقہ و سوار

ہوتے ہی صبح اس نے منگا کر وہ دو بچے 3
رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی رواں کیے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے کنے 4

کیا دیکھیں ایک شخص کو واں آدھی رات سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوئے مہار
جاتے ہی دونوں بچوں انہوں نے اسے دیے
با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
وہ ان بچوں کو لے کے چلا اس شتاب سے
آ پہونچا اس مکان میں اک پہر دن چڑھے
یکبار اس کا شہر نجف میں ہوا گذار
بچوں کے آنے آنے کی جب 1 غل ہوئی کروڑ
وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منھ کو موڑ
جب لا کے اس کے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ
یوں خوش ہو چاٹنے لگی الفت کی کر جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہے بچوں کو اپنے پیار
بچے بھی دوڑ ماں کے گلے سے لپٹ گئے
یوں جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جا دودھ سے لگے
اس شیرنی کے جیسے کلیجے میں داغ تھے
ویسی ہی اس کے منھ پہ خوشی کی ہوئی بہار
جب اس نے بچے پائے تو ہو کر وہ شادماں
بچوں سمیت اٹھ کے وہ حیوان بے زباں
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہاں
پھر آستانہ چوم ہوئی واں سے وہ رواں
جا پہونچی اپنے دشت میں خوش ہو کے ایک بار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ
خلقت تمام واں کی پکاری یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے اے شاہ دیں پناہ
حامی و منصف اور نہیں کوئی تم سا شاہ
ہے ختم تم پہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیواں تمہارے لطف سے جس وقت ہوویں شاد
انساں پھر مکان سے رہیں کیونکر نامراد
جیسے تمہارے در سے ملی شیرنی کی داد
احساں ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہیں 1 گے تمہارے صفحہ عالم میں یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمہارا غلام ہے
رکھتا سوا تمہارے کسی 3 سے نہ کام ہے
عاصی ہے پر گناہ ہے اور نا تمام ہے
دن رات اس کا آپ سے اب یہ کلام ہے
رکھ لیجیو میری آبرو یا شیر کرد گار

(10)

خیبر کی لڑائی

ہو کیوں 4 نہ برا غم سے خوارج کا دہاڑا؟
جڑ پیڑ سے کفر ان کا نہ کیوں جائے اکھاڑا؟

گھر طیش مخالف کا رہے کیوں نہ اجاڑا؟
''لے نام علی'' جب کہوں للکار جباڑا 5
دریائے فلک کا بھی دہل جائے کڑاڑا 6
پہلے تو پیمبر سے لڑا تھا وہ کڑک کے
رستم کے تئیں ٹوک لے، دے زال 7 کو دھکے
چھٹ جائیں وہاں سام و نریمان 8 کے چھکے
ہیں شاہ کی جرأت کے جہاں دھوم دھڑکے
نیزوں کے تئیں آن کے میدان میں گاڑا
دکھتی تھی مرے شاہ کی جب آنکھ سراسر
پیش آیا جبھی معرکہ قلعہ خیبر
اس واسطے گھر چھوڑ گئے ان کو پیمبر
اور آپ نبی لے کے چلے دین کا لشکر
جھنڈوں کے تئیں آن کے میدان میں گاڑا
دن رات مچی ان کے خیبر کی لڑائی
اور فتح کئی روز تلک ہاتھ نہ آئی
لے ناد 1 علی حق نے پیمبرؐ کو بھجائی
جبریل نے یہ بات وہیں آن سنائی
یہ گڑھ 2 تو کسی طرح نہ جاوے کا اکھاڑا
اور یوں ہی بہت روز تلک تم سے لڑیگا
لشکر پہ لڑائی کا بڑا بوجھ پڑے گا
پامال نہ ہو، خاک میں ہرگز نہ گڑے گا
جب تک نہ علیؑ آن کے اس گڑھ پہ چڑھے 3 گا

یہ گڑھ تو اسی شاہ سے جاوے گا اکھاڑا

یہ سنتے ہی حضرت نے مرے شہ کو بلایا
آئے تو وہیں چھاتی سے بس اپنی لگایا
آنکھوں میں لب پاک لگا کر یہ سنایا
اس فتح کا ہے حکم ترے 4 نام پہ آیا
بے شک یہ مکاں تم سے ہی جاوے گا اکھاڑا

یہ سنتے ہی حیدر 5 نے زرہ، خود پہن کر
دلدل پہ چڑھے کہہ کے جو ''اللہ اکبر!''
آئے وہ وہاں پر تھا جہاں قلعہ خیبر
کاوے 6 کو لگا کر دیا رہوار کو چکر
نیزے کو ہلایا کبھی ترچھا کبھی آڑا

کہتے ہیں کہ خیبر ہے بڑے کوہ کے اوپر
گرد اس کے دھرا ہے وہاں اک سخت سا پتھر
دلدل کو پھرا شاہ نے دروازے پہ آ کر
ہمت کر اٹھا ہاتھ کو مارا جو زمیں پر
پتھر میں وہیں گڑ گیا نیزہ جو ہیں گاڑا

جب آ کے ہوئے واں اسد اللہ نمایاں
تب چلنے لگے تیر و تبر، خنجر و پیکاں
دروازے پہ خیبر کے جو بیٹھا تھا نگہباں
حیدرؑ کے خط و خال پہ جب اس کا گیا دھیان
منھ دیکھ کے کافر نے وہیں شاہ کو تاڑا

چلا کے جبھی اس نے یہ آواز سنائی

''کیا بیٹھا ہے کم بخت ہے شامت تری آئی''
جو کچھ کہ نشانی تھی بزرگوں نے بتائی
سب اس اسد اللہ میں دیتی ہے دکھائی
اب گڑھ ترا جاتا ہے اسی دم میں اکھاڑا

دستی 7 ہے نجوموں کی سفیدی میں سیاہی
جاتے ہی مکاں لیوے گا یہ شیر الٰہی
یہ تیر، یہ پیکان ہیں حیدر کی گواہی
آئی ہے ترے کفر کی کشتی پہ تباہی
آیا ہے وہیں شیر الٰہی کا نواڑا 8

یہ سنتے ہی مرحب کو غضب طیش چڑھ آیا
آواز سے حارث کو وہیں اس نے بلایا
لے لشکر کفار کو باہر نکل آیا
حیدر سے چڑھا لڑنے کو وہ دیو کا جایا 9

تیار کیا لڑنے کو کشتی کا اکھاڑا
صف باندھے ادھر لشکر کفار کھڑا تھا
اور ایک طرف کو تھا علم فوج علیؑ کا
اور دونوں طرف تیز طبل جنگ کا باجا 10

آواز نقیبوں نے وہیں زور کی دی آ
اور جنگ کا میداں میں جما آ کے اکھاڑا
پہلے تو ہوئی جنگ عمودوں کی نمودار
پھر ان کی کمندوں کا کھلا حلقہ خونخوار
پھر برق کی صورت سے چمکنے لگی تلوار

شیروں سے ہوا آن کے میدان نمودار
جوں رعد کے ہوتا ہے گرجنے میں جھنگاڑا
ہر سمت سے آتے ہی گھٹا چھا گئی گھنگھور
تیروں کا برسنے لگا منھ آن کے پر زور
شمشیر کی بجلی بھی چمکنے لگی چو [1] اور
ایدھر سے ہوا لشکر اسلام کا غل شور
ادھر سے ہر اک کافر بدکیش دہاڑا [2]
مرحب نے اکھاڑے میں قدم آ کے دیے گاڑ
حارث بھی اسی آن بنا آن کے اک تاڑ
خم ٹھونک بدل تیوری کو بازو کے تئیں جھاڑ
اس زور سے نعرہ کیا واں آن کے چنگھاڑ
کہ قاف کے پردے میں گویا دیو چنگھاڑا
یوں کہنے لگا لشکر اسلام کو للکار
آوے جو ہو کوئی تم میں پہلوان نمودار
تو ہاتھ مرا دیکھ لے اور زور کے آثار
کیا تاب ہے مجھ سے جو لڑے آن کے اک بار
میں نے تو سدا دیو کے سینے کو ہے پھاڑا
یہ سنتے ہی حیدر نے دی رکھ ہاتھ سے صمصام [3]
اور سیدھے چلے آئے اکھاڑے میں اٹھا گام
قنبر نے لیا دوڑ کے دلدل [4] کے تئیں تھام
مرحب سے لڑے لے کے جب اللہ کا وہ نام
آپ میں لگا ہونے کو زوروں کا جھڑاڑا

مرحب تو وہیں گر پڑا یہ دیکھ کے ساماں
سب پر ہوئے مولیٰ کے مرے زور نمایاں
اس کافر بدکیش کے تب چھٹ گئے اوساں
مولیٰ نے اسے مار کے ٹھوکر سے اسی آں
حارث کو کچل کوٹ کے، مرحب کو پچھاڑا

تھا ان میں ہی اک اور پہلوان زور آور
مرحب کو اٹھانے لگا آ کر وہ زور آور
دلدل نے اسے دیکھ کے جلدی سے اچھل کر
اک لات جڑی قہر کی دانتوں سے پکڑ کر
یوں چاب لیا جیسے چباتے ہیں سنگھاڑا

حارث کو گرا شام کو مرحب کے تئیں مار
میداں میں کئے فتح کے آثار نمودار
حملہ کیا خیبر کے اپر آن کے اک بار
گھوڑے کے اپر حیدری نعرے کے تئیں مار
پتال 5 کی جڑ سے در خیبر کو اکھاڑ

تھیں شاہ کی جرأت کی جہاں تک کہ ترنگیں
سب کانپ گئیں قلعہ خیبر کی اُنگیں 6
کتنے تو وہاں بھاگ گئے مار شلنگیں 7
اور کتنے گئے بھول وہاں آن کے جنگیں
ہر گبر کو پھر تب سے چڑھا آن کے جاڑا

تب ان پہ چلی آن کے اسلام کی تلوار
بھاگا کوئی زخمی، کوئی بسمل، کوئی خوں بار

ڈھونڈھے نہ ملا پھر کسی بدکیش کا آثار
سب دور ہوئے گلشن دنیا سے خس و خار
اور کفر کے جنگل پہ بجا دیں کا کلھاڑا
کی فتح غرض شاہ نے خیبر کی لڑائی
بد کیشوں کی پل مارتے میں کر دی صفائی
کفار میں اسلام کی نوبت کو بجائی
خیبر میں پھری آن کے حیدر کی دہائی
سب اڑ گیا پھر آن کے کفار کا دھاڑا 1
میں مدح نظیر اب جو بناتا ہوں ہمیشہ
دولت ہی کا انعام میں پاتا ہوں ہمیشہ
کھاتا ہوں کھلاتا ہوں لٹاتا ہوں ہمیشہ
خیرات اسی در سے میں پاتا ہوں ہمیشہ
جاری ہے سدا میرے شہنشاہ کا باڑا 2

(11)

مناقب شیر خدا

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھوں
روح روان جسم پیمبرؐ کو کیا لکھوں
دریائے معرفت کے شناور 3 کو کیا لکھوں
دونوں جہاں کے گوہر انور کو کیا لکھوں

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں؟

گر نور اس کا دیکھ کہوں شمس اور قمر
اور اس کا ذرہ نور کا وہ اس کا فیض بر
تارے تو جوں ستارے 4 ہیں اس کفش پا اپر
اور قطب 5 بھی تو اس سے ہی قائم ہے بے خطر

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

گر فی المثل میں اس کو کہوں روضہ جناں
جھکتی ہیں بار عجز سے جنت کی ڈالیاں
اور جو بھلا میں خوبی رضواں سے دوں نشاں
سو وہ بھی اس کے باغ کا ادنیٰ ہے باغباں

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اور جو کہوں کہ چشمہ آب حیات ہے
یا خضر ہے، تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے؟
اس کے عرق 6 سے جسم کے یہ قطر جات ہے
اور اس کی اس کے فضل سے یارو نجات ہے

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا
کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہیں یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک میں گڑا
اور یہ بھی ہو نثار سدا آب میں رہا

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

شاہا تری جو مدح 7 بناتا ہے اب نظیر

تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر
صلوات پڑھ کے یہ ہی سناتا ہے تب نظیر
حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

(12)

زورِ بازوئے علیؑ

ایک معجزہ کہتا ہوں میں اس شاہ کا سن کر
موتی سے سخن ہیں لو اسے دھاگے سے چن کر
اک کافر بد ذات چلا لڑنے کی دھن 1 کر
آ سامنے حیدر کے غضب آگ سا بھن کر
جوں اونٹ ذبح کرتے ہیں چلا کے دہاڑا 2
کہنے لگا میں تم سے علی کشتی لڑوں گا
کشتی کے جو ہیں پیچ علی تم سے کروں گا
خم ٹھونک کے میدان میں علی تم سے اڑوں گا
ہاں، یا علی میں آپ سے کچھ گر نہ پڑوں گا
ہر چند علی آپ نے دیووں کو پچھاڑا
جب شاہ اٹھے جوش میں آ طیش و غضب کے
یک بارگی اس کا فرید ذات سے لپٹے
کہ یاد خدا ہاتھ کمربند 3 میں اس کے

اک ہاتھ سے پھینکا جو اسے تین چرخ دے
یوں گر پڑا جوں گرتا ہے دریا کا کڑاڑا

چاہا جو اٹھنے خوٹ سے وہ کانپ دھڑک کر
اس شاہ نے ماری وہیں اک لات کڑک کر
روح اس کی نکلنے لگی نتھنوں سے پھڑک کر
نتھنوں سے لہو ڈال کے ماتھے پر چھڑک کر
منکر کا اجل لے چلی دریا کو نواڑا

دانتوں سے پکڑ تنکا وہ بولا علی، آیا
تقصیر ہوئی مجھ سے میں اپنا کیا پایا
پھر اس کو مسلماں کیا، کلمہ کو پڑھایا
کفار میں جا دین کے ڈنکے کو بجایا
دیں داری کو جاری کیا اور کفر کو گاڑا

(13)

مدح پنجتن

کروں کیا وصف میں ان کا الم ناک
کہ جن کی شان میں آیا ہے لولاک 4
پھرا جو عرش اور کرسی پہ چالاک
کہاں وہ اور کہاں میرا یہ ادراک 5
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمدؐ رحمتہ للعالمیں ہے
حبیب حق شفیع المذنبیں ہے
رسول پاک ختم المرسلیں ہے
کوئی ایسا خدائی میں نہیں ہے

لگا تحت الثری 2 سے تا بہ افلاک
محمدؐ اور علیؑ یاقوت احمر
در بحر خدا خاتون اطہر
زمرد لعل ہیں شبیر و شبر
جواہر خانہ قدرت کے اندر
یہی پانچوں گہر ہیں پنجتن پاک

انہیں کے واسطے خلد عدن 1 ہے
انہیں کے واسطے نہر لبن 2 ہے
جنہیں 3 ان کی محبت کا چلن ہے
بہشتی حلہ اور ان کا بدن ہے

سدا سیر بہشت اور سایہ تاک
جسے ان کے محبت پل 3 بہ پل ہے
اسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی ان کی الفت میں دخل 4 ہے
تو اس کی مرتد کی یارو یہ مثل ہے

کہ جیسے لیوے طوبیٰ 5 بیچ کر ڈھاک
علی جو شہسوار لافتا ہے
امیر المومنیں شیر خدا ہے

فلک ہیبت سے اس کی کانپتا ہے
علی جو صفدر 6 روز وغا ہے
کہ جس کی شرق سے ہے غرب تک دھاک
علی ہے قاتل کفار گمراہ
علی کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبی کا قوت بازو ید اللہ
اٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جائے دم میں چرخ کا چاک
علی نے مہد میں چیرا ہے اژدر
علی نے کاٹ ڈالے عمر و عنتر
الٹ ڈالا ہے اک حملے سے خیبر
خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سرور
تو ہو تریاک 7 زہر اور زہر تریاک
علی کو مصطفٰے نے جی کہا ہے
علی کو جسمک جسمی کہا ہے
علی کو لحمل لحمی کہا ہے
علی کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جس کو ادراک
علی کو خاص نسبت ہے نبی سے
نبی کو راہ دل میں ہے علی سے
وہ دونوں ایک تن اور ایک جی سے
کسی کو تاب کیا غیر از علی سے

جو پہنے مصطفٰے کے تن کی پوشاک
علی کو جو کوئی پہچانتا ہے
برابر مصطفٰے کے مانتا ہے
جو ان میں کچھ تفاوت جانتا ہے
وہ اپنے خاک سر پر چھانتا ہے
لگائی اس نے دوزخ کی مگر تاک
علی کی دوستی میں جو مرے گا
اسی کو باغ جنت کا ملے گا
علی کے بغض میں جو جان دے گا
وہ ملعوں دوزخ اندر یوں جلے گا
کہ جیسے آپ پر جلتا ہے خاشاک
جسے وصف علی کچھ سالتا 8 ہے
اسی کو دوزخ آخر ڈھالتا 9 ہے
جو ان کا بغض دل میں پالتا ہے
گویا بھر بھر کے ڈلیاں 10 1 ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان میں خاک
جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو
وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سکی سے نام مرتضٰی کو
نہ جاوے اس شقی کے منھ سے بدبو
کرے گر شاخ سے طوبٰی کی مسواک
پڑھوں جس دم مناقب میں علیؑ کا

پھٹے سینہ مخالف خارجی کا
حواس اڑ جائے ہر اک ناصبی کا
دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا
عدو کا دم میں ہو جائے جگر چاک
رہوں یاں جب تلک رکھ میری عزت
مروں تو کچھ نہ ہو مجھ کو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
نظیر اپنے کی واں بھی رکھیو عزت
خداوند بحق پنجتن پاک

(14)

مدح پنجتن پاک

ہے دل میں میرے یاد جو بارہ امام کی
اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
یہ بیت مجھ کو ورد ہے ہر صبح و شام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور ان کے نام کی
سمرن 1 مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی
اول تو دل ہو صاف، دوم جسم تابناک
سویم کہاؤں دونوں جہاں میں گنہ سے پاک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک

اور پانچویں میں ڈالوں مخالف کے سر پہ خاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
ہو روح شاد، دل نہ ہو میرا کبھو ملول
دونوں جہاں میں خوش رہوں از خدمت رسول
روزہ، نماز، ورد، وظائف ہوں سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل، کانپ اٹھے بھوت اور پلید
ٹل جاویں دیو، چھپنے لگیں منکر شدید
جن و پری ہوں دل سے مرے آن کر مرید
جتیا رہوں تو شاہ، جو مر جاؤں تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کروں جو حیدری، ہل جاویں سب پہاڑ
تھراویں چشمہ سار، ہلیں ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ
پگڑی کو اس کی پھینک کے داڑھی کو لوں اکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام
جس کے طفیل اتنے بر آتے ہیں سب کے کام
جو ہیں سو ہیں یہی ختم الخیر والسلام
اور میں جو ہوں نظیر تو کہتا ہوں صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

ثمرۂ عقیدت

جو محبت ہیں خاندان مصطفٰے کے دوستدار
اور علی مرتضٰی پر جان و دل سے ہیں نثار
سب سنیں دل شاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار
ہیں جو عباس علی کرار، غازی، نامدار
ان کا میں اک معجزہ لکھتا ہوں با عز و وقار

آڑ کاٹ اک شہر ہے واں ایک ساہوکار تھا
جتنے واں زردار تھے ان سب میں وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر میں اس کے جابجا انبار تھا
اس کے اک بیٹا سعادت مند، برخوردار تھا
گل بدن، گل پیرہن، گلرنگ، گل رد نامدار

دوسرا اس کے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر
ایک بیٹا تھا وہی سرور واں رشک قمر
تھا پنھاتا اس کو پوشاک اور جواہر سر بسر
بسکہ اکلوتا جو تھا، اس واسطے اس کے اپر
باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی دل سے تھی نثار

ان دنوں میں تھا برس تیرہ کا اس کا سن و سال
جب نظر آتا اسے ماہ محرم کا ہلال
تعزیہ خانوں میں جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال

مرثیوں میں سن کے شاہ کربلا کے غم کا حال
پیٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار
تعزیے کے سامنے ہو کے مودب سر جھکا
مورچھل رو رو ضریح پاک پر جھلتا کھڑا
جب علم اٹھتے تو پھر لڑکوں کے ساتھ آنسو بہا
یا حسین ابن علی کہہ کر علم لیتا اٹھا
لوگ دیکھ اس کی محبت ہوتے تھے حیران کار
شام سے آ کر وہ قندیلیں جلاتا دمبدم
قمقمے اور جھاڑ پر شمعیں چڑھاتا دمبدم
عود سوزوں میں اگر لا کر گراتا دمبدم
اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا واں کا کاروبار
لیکن اس کے باپ کو ہرگز خبر اب تک نہ تھی
جب سنا اس نے تو بیٹھے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے، خوب سی تنبیہہ کی
اور کہا ''اے بے حیا، بدبخت، موذی، مدعی''
ذات سے کیا تو نکالے گا مجھے اے نابکار؟
اس کے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا
تعزیہ پر دھیان تھا، اور مرثیے پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت، اور وہ خاموش تھا
نے طمانچوں کا اسے، نے جھڑکیوں کا ہوش تھا
اٹھ گیا تھا اس کے دل سے صاف سب کا ننگ و عار

باپ نے تو دن میں یہ اس پر کیا رنج و عتاب
رات کو پھر تعزیہ خانوں میں جا پہونچا شتاب
پھر پکڑ لایا اسے جا کر بصد حال خراب
الغرض سو سو طرح اس پر کیے رنج و عذاب
اس نے پر جانا نہ چھوڑا اس مکاں کا زینہار
اپنا بیگانہ اسے جا کر بہت سمجھاتا تھا
پر کسی کا کب کہا خاطر میں اس کی آتا تھا
روتا اور ماتم ہی کرنا اس کے دل کو بھاتا تھا
تعزیہ خانے کی جانب یوں وہ دوڑا جاتا تھا
جس طرح عاشق کسی معشوق کا ہو بے قرار
جب تو سب نے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانہ بہم
جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اٹھاتا ہے علم
کیوں نہ اب اس دم وہی ہاتھ اس کا کر ڈالو قلم؟
کہہ کے یہ آخر کو سب نے ہے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اس بے گنہ کا ایک بار
الغرض کو ہاتھ اس مظلوم کا تن سے جدا
کوٹھری میں کر کے بند اور قفل 1 اوپر جڑ دیا
نے اسے کھانا کھلایا نے اسے پانی دیا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری میں تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا دھاڑھیں مار مار
وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک وہ پانی کی پیاس
ہاتھ سے لہو کی بوندیں بھی ٹپکتیں آس پاس

کس مصیبت میں پڑا وہ گلبدن زریں لباس
ہاتھ زخمی، خون جاری، دل پریشاں، جی اداس
کس سے مانگے داد، اور کس کو پکارے بار بار
وہ تو اپنی بیکسی کے دور میں روتا تھا واں
اس میں کیا ہے دیکھتا اس کوٹھری کے درمیان
ہو گیا اک بارگی نور تجلی کا نشاں
اس تجلی میں نظر آیا اسے اک نوجواں
کاندھے کے اوپر علم پہلو میں تیغ آبدار
داستانہ 2 ہاتھ میں اور پشت کے اوپر سپر
تن میں ایک سیمیں زرہ اور خود زریں فرق پر
دائیں کو تیر و کماں بائیں کو شمشیر و تیر
جس طرح ابر سیہ میں برق ہووے جلوہ گر
اس طرح اس کوٹھری میں آ گیا وہ شہسوار
اس نے جب اس نوجواں کے نور کی دیکھی جھلک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پاؤں تک
دیکھتے ہی اس کا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
مند گئیں آنکھیں وہیں، اور کھا گئیں پلکیں جھپک
ہو گیا بے ہوش وہ مجبور زخمی دل فگار
تاب کس کی ہے جو اس چہرے کے آگے تاب لائے
ماہ کی گرتمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت، یہ نصیبا کون پائے
ایسا شہزادہ مقدس جس کے گھر تشریف لائے

آدمی کیا ہے فرشتوں کا نہیں عز و وقار
وہ تو وہ نور تجلی دیکھ بے خود تھا پڑا
اس عنایت اس کرم کی کچھ بھی یارو انتہا
آپ گھوڑے سے اتر کے نور چشم لافتا
اس بریدہ دست کو اس کے دیا تن سے ملا
اور کہا اٹھ جلد اے آل نبی کے دوستدار
وہ جو آنکھیں کھول کر دیکھے عجب انوار 3 ہے
روشنی ہے جس کی روشن سب در و دیوار ہے
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے
نہ تو اس میں درد ہے نہ خون کا آثار ہے
رہ گیا یک بارگی حیرت میں وہ مظلوم زار
پھر جو اس لڑکے کو اس میں ہوش سا کچھ آ گیا
ہو تصدق اور وہیں پاؤں کے اوپر گر پڑا
اور کہا رو رو مرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا
یہ تمہیں سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار؟
باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا
ہاتھ کاٹا قید کی، اور سو تعدی و جفا
مجھ سے بیکس پر جو تم نے کی یہ کچھ لطف و عطا
اب خدا کے واسطے جلدی سے اے بحر سخا
اپنا کچھ نام و نشاں مجھ سے کہو تفصیل وار
جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہیں اے عزیز

بندۂ درگاہ رب العالمیں ہیں، اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگیں ہیں اے عزیز
جن کا تو کرتا ہے ماتم وہ ہمیں ہیں، اے عزیز
آفریں صد آفریں اے پاک مومن دیندار
یہ ہمارا ہے نشاں اے پاک طینت متقی
نام کو پیچھے تو ہے گا نام عباس علی
کربلا کے دشت میں دولت شہادت کی ملی
جو ہمیں چاہے ہمارا بھی اسے چاہے ہے جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہیں اس کے غمگسار
سنتے ہی اس بات کے اک بار وہ لڑکا غریب
ہو گیا شاد اور وہیں سر رکھ کے قدموں کے قریب
یوں لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب
میں کہاں عاجز کہاں اللہ کے خاصے حبیب
میں تصدق ہوں تمہارا یا شہ والا تبار
یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو؟
مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو؟
تم نے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو
یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو؟
اس عنایت اس کرم کا ہے تمہیں پر کاروبار
میں جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم برملا
اور اٹھاتا تھا علم کو میں تمہارے جا بجا
حق اگر پوچھو تو کس کا ہاتھ ہے کٹ کر ملا؟

یہ تمہیں سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا
ورنہ کس میں تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ ابھی راغب تھا اپنے درد کے اظہار کا
ایک پل میں پھر نہ دیکھا نقش اس اسوار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا
معجزہ دیکھو یہ ابن حیدر کرار کا

کس میں یہ قدرت ہے جز فرزند شیر کردگار
اب جو اس کے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ
کچھ حکیموں سے نہ ہوتا گروہ پھرتا دہ بدہ
اب انہوں نے کر دیا اک آن میں آتے ہی یہ
یہ نہیں دست اور کا دست ید الٰہی ہے ہے
جزید اللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار 1؟

کیا حسین ابن علی نے جس 2 لیا میدان میں!
اور ہیں عباس علی کی بخششیں ہر آن میں
جن کے بیٹوں کے رہیں دل خلق کے احسان میں
کیوں نہ پھر خالق کہے ان کے پدر کی شان میں
لا فتے 3 الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا
باپ ماں دیکھیں تو اس کا ہاتھ تن سے ہے ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اس نے سب کہا
سنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی زنار کو ڈالا اتار

پھر ہوئی اس معجزے کی شہر کی خلقت میں دھوم
ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا آ کر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اس کے ہاتھ چوم
اور لگا آنکھوں سے یوں کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم
یہ انہیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اس پر جان و دل سے ہو فدا
لے کے لڑکے کو چلے دل شاد سوے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اس کی زیارت جا بجا
جب وہ منزل پہ اترتے تھے تو واں کے لوگ آ
دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اس پر نثار

کوبکو شہر نجف میں بھی یہ شور و غل پڑے
اک محبّ پاک دل آیا ہے ہندوستان سے
واں کے بھی لوگ آئے سب اس کی زیارت کے لیے
اور لاکھوں شخص آئے دور اور نزدیک کے
اس قدر یہ معجزہ سب میں ہوا واں آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جس گھڑی وہ ماہتاب
ان شریفوں کو ہوا حکم شہ عالی جناب
اک ہمارا دوست آتا ہے چلا جوں موج آب
کر کے استقبال تم جا کر اسے لاؤ شتاب
اس کی لازم ہے تمہیں دلداری کرنی بیشمار

کربلا کے لوگ نکلے اس کے استقبال کو
لے گئے اسپ و شتر آرائش و اجلال کو

کر زیارت چوم اس کے دست خوش افعال کو
سو تجمل سے غرض اس صاحب اقبال کو
شہر میں لائے بصد اکرام و عز و افتخار
کام کیا کیا کچھ ہوئے اس سے خدا کی راہ کے
پھر خدا نے بھی انہیں یہ دست قدرت کے دیے
اس نے کٹوایا تو ہاتھ اب ان کے ماتم کے لیے
کیوں نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہیں بڑے
سیکھ جاوے ان سے نصفت 1؎ آ کے ہر نصفت شعار
جب ہوئے روضے میں داخل وہ محبان علیؑ
کر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے ہر گھڑی
واں انہوں نے کچھ مکاں بنوانے کی تجویز کی
لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ میں لے کر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگیں منقش، زرنگار
دین بھی اس کو ملا دنیا بھی یارو، دیکھیو
اور محبت پاک کہلوایا ٹک اس کو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہے یہ خوشبو، دیکھیو
کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے محبو دیکھیو
ان کی الفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار
یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر
سب کے تم مشکل کشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل سے اب تمہارے نام کا ہو کر فقیر
یہ غلام روسیہ اب جس کو کہتے ہیں نظیر

آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہے امیدوار

(16)

عشق اللہ

یعنی آزادوں کا سلام

پہلے اس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ
صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دیں کی طراوت سے کہو عشق اللہ
نور حق شافع امت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہے جس سے ہرا باغ امامت کا چمن
سبز پوش چمن جنت فردوس حسن
زہر نے جس کا زمرد سا کیا سبز بدن
یاد کر مومنو اس کا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہے گلزار شہادت کا کھلا
لے گئے دشت بلا میں جو اسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا
لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا

گوہر درج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہے نام شہ زین العبادؑ
کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ گرتا
جل کے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا
پر سوا حق کی رضا اس نے نہ کچھ دم مارا
اس جواں مرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقرؑ و جعفرؑ کاظمؑ و رضاؑ شاہ شہاں
اور تقیؑ نور نبی اور وہ نقیؑ قبلہ جاں
عسکریؑ، مہدیؑ ہادی وہ امام دوراں
ہیں زمانے میں یہی بارہ امام اے یاراں
سب ہر اک صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں ولی پیغمبرؑ
عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنہوں نے کہ ذرا حق کے اپر کر کے نظر
راہ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
ان شہیدوں کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہیں جہاں تک کہ جہاں میں جو ولی اور فقرا
ہر دم ان سب کے دلوں میں ہے بھرا عشق خدا
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہ مولا
مال و جاں دولت و گھر بار تلک بخش دیا
اس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہیں جو وہ صابر و شاکر بہ رضائے اللہ

راہ مولا میں چلے لے کر تو کل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں لگا حق پہ نگاہ
دل میں خوش بیٹھے ہوئے کرتے ہیں اللہ اللہ
ان جوانوں کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے
بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہوئے
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہیں ہر دم سجدے
کہیں ہیں بات نہ لوٹے ہیں عبادت کے مزے
دوستو ان کی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہیں احوال دو عالم کے کھلے
چلتے دریا میں ہیں اور روے ہوا پر اڑتے
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں نظروں سے
چاہیں اکسیر کریں خاک کو ہر دم لے لے
ان کی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر
پنجتن پاک کا عالم ہے کہاتا ہے نظیر
ریختہ، فرد، رباعی بھی بناتا ہے نظیر
کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر
اس کے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

نظیر روضہ حضرت سلیم چشتیؒ پر

نظیر کا حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کی مدح میں اس طرح سرگرم کلام ہونا کہ ایک ایک شعر ایک ایک لفظ ایک ایک حرف میں عقیدت اور ستائش و مدحت کا ایک ذخار دریا موجزن ہے نظیر کی فراخ مشربی روشن دماغی کی زبردست دلیل ہے۔ پھر یہی نہیں کہ وہ صرف مدح کرتا اور گذر جاتا ہے بلکہ وہ ان سے اسی طرح التجا بھی کرتا ہے جیسے کسی اپنے مذہب کے پیشوا سے۔

رکھیو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجد ہر احساں حضرت سلیم چشتی

شیخ سلیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت بہاء الدینؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت فرید الدین گنج شکر کی اولاد میں سے تھے، آپ ہندوستان میں شیخ الاسلام اور عرب میں شیخ الہند کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت سے قبل لدھیانے میں رہتے تھے۔ اس کے بعد دہلی تشریف لا کر محلّہ سرائے علاء الدین زندہ پیر میں مقیم ہوئے۔ چنانچہ حضرت شیخ کی ولادت بقول صاحب معارج الولایت 884ھ میں اور بقول صاحب اخبار الاخیار 877ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کسی وجہ سے دہلی چھوڑ کر فتح پور سیکری میں متوطن ہوئے تو وہیں ان کا انتقال ہوا اور پھر آپ اپنے بھائی موسیٰ کی نگرانی میں پرورش پاتے رہے، اور چونکہ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ لہٰذا آپ کو اپنے فرزندوں سے زیادہ سمجھا۔ جب آپ سن شعور کو پہونچے تو عازم سفر ہوئے مگر آپ کے بھائی کو یہ مفارقت بہت شاق ہوئی اور انہوں نے عذر کیا کہ تم کو کیونکر جدا کروں میرے اولاد اور بھائی جو کچھ ہو تمہیں ہو۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تم کو

لڑکا عنایت کرے گا چنانچہ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اور آپ سرہند تشریف لے گئے اور جہاں شیخ مجد الدینؒ سے جو اس وقت کے مشہور اور زبردست عالم تھے۔ آپ نے تکمیل علوم ظہری کی 931ھ میں آپ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں متعدد حج کیے۔ روضہ نبوی کے عرصہ تک مجاور رہے۔ اس کے بعد آپ عرب وعجم کی سیاحت میں مشغول رہے اسی اثناء میں شیخ ابراہیم چشتی سے بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور پھر آپ سے لوگوں نے بیعت کر کے مراتب عالیہ حاصل کیا، جب اس سفر طویل کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے تو سیکری میں مقیم ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہنے لگے۔ یہیں آپ نے عقد کیا یہیں اہل وعیال کے ساتھ متاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور بہت سی عمارتیں باغ اور کنویں وغیرہ تعمیر کیے۔ 962ھ میں بعض پریشانیوں کی وجہ سے آپ پھر حج کے لیے تشریف لے گئے اور جب آپ دوبارہ حرمین شریفین سے واپس ہو کر فتح پور سیکری میں مقیم ہوئے تو آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور حاضر باشوں سے کہا کہ میں نے دو ارادے کیے ہیں ایک ان میں سے کرنا ضرور ہے۔ یا یہ کچھ ترک طعام کروں یا ترک کلام معتقدین نے عرض کیا کہ اگر سکوت اختیار کیا تو سب لوگ فیوض ارشادات سے محروم ہو جائیں گے ۔اس لیے آپ نے ترک طعام کیا اور آخر عمر تک کبھی سات آٹھ دن اور کبھی بارہ دن کے بعد آپ بقدر سد رمق ایسا کھانا کھالیا کرتے تھے کہ جس میں گوشت نہ ہوتا تھا۔ آخر 29 رمضان یوم پنجشنبہ 979ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ سے پہلے اپنے صاحبزادے بدرالدینؒ کو یہ کہہ کر اپنا قائم مقام اور سجادہ نشین کیا تھا کہ حضرت گنج شکر نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ فتح پور سیکری میں مدفون ہوئے۔ جہاں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے خوارق عادات کی حکایات بہت سی ہیں جو کتب سیر و تذکرہ میں دیکھنا چاہئیں۔

عبدالباری آسی

ہیں دو جہاں کے سلطاں حضرت سلیم چشتیؒ
عالم کے دین و ایماں حضرت سلیم چشتیؒ
سر دفتر مسلماں حضرت سلیم چشتیؒ
مقبول خاص یزداں حضرت سلیم چشتیؒ
سردار ملک عرفاں حضرت سلیم چشتیؒ

برج اسد کی رونق عرش بریں کے تارے
گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہیں سب پکارے
''تم وہ ولی ہو برحق، جو فیض سے تمہارے''
عالم ہے باغ دلستاں حضرت سلیم چشتیؒ

شاہوں کے بادشا ہو با تاج بالوا ہو
اور قبلہ صفا ہو اور کعبہ ضیا ہو
خلقت کے رہنما ہو دنیا کے مقتدا 1 ہو
تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو
ہے تم سے زیب امکاں حضرت سلیم چشتیؒ

شاہ و گدا ہیں تابع سب تیری مملکت کے
لائق تمہیں ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
پروردہ ہیں تمہارے سب خوان مکرمت کے
بابا شرف تو بخشی خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میر ساماں حضرت سلیم چشتیؒ

ہے نام پاک تیرا مشہور شہر 2 و بن میں
کرتی ہیں یاد تم کو یہ جانیں ہیں جو تن میں

ہے خلق کی تمہارے خوشبو گل و سمن میں
خدمت میں ہیں تمہاری فردوس کے چمن میں
جنت کے حور و غلماں حضرت سلیم چشتیؒ

کعبہ سمجھ کے اپنا مشتاق تیرے در کو
کرتے ہیں آ زیارت دل سے جھکا کے سر کو
اوصاف تیرے ہر دم لیتے ہیں سیم و زر کو
پڑھتے ہیں مدح تیری گلشن میں ہر سحر کو
ہو بلبل خوش الحاں حضرت سلیم چشتیؒ

ہے سلطنت جہاں کی سب تیرے زیر فرماں
چاکر ہیں تیرے در کے فغفور 1 اور خاقاں
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہماں
ہیں حکم میں تمہارے جن و پری و انساں
ہو وقت کے سلیماں حضرت سلیم چشتیؒ

تم سب سے ہو معظم اور سب سے ہو مکرم
خلقت ہوئی تمہارے سب نور سے مجسم
اور خوبیاں جہاں کی تم پر ہوئیں مسلم
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم
عالم کا سب گلستاں حضرت سلیم چشتیؒ

پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے
محتاج ہیں تمہاری اک لطف کی نگہ کے
منزل پہ آ کے پہنچے سالک تمہاری رہ کے
خاک قدم تمہاری در چشم 1 مہر و مہ کے

ہو روشنی کے ساماں حضرت سلیم چشتیؒ

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنیں کے
روشن ہیں تم سے پردے سب آسماں زمیں کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقیں کے
ذرہ نہیں تفاوت تم آسماں ہو دیں کے
ہو آفتاب درخشاں حضرت سلیم چشتیؒ

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے
حرمت ہے دوستوں کو حضرت تمہارے رو سے
یہ چاہتا ہوں اب میں سو دل کی آرزو سے
رکھیو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجد مہر احساں حضرت سلیماں چشتیؒ

(18)

نذر حضرت گروگنج بخشؒ

نظیر کا مذہب تو ضرور امامیہ تھا۔ اس نے کہیں صحابہ کرام کی مدح نہیں کی۔ اور بعض جگہ انہیں کے ساتھ حضرت علیؓ کی مدح بھی بھول گیا۔ مگر اس حقیقت سے انکار دشوار اور سخت دشوار ہے کہ وسیع المشربی اور روشن خیالی کے ساتھ ہی اس کو بزرگان دین اور اولیاءؒ کرام کی خدمت میں ایک خاص عقیدت تھی۔ جس کے متعلق مقدمے میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔ حضرت سلیم چشتیؒ کی مدح تو جیسی کی ہے وہ آپ نے پڑھی ان کے عرس کی دھوم دھام میں نظیر کے کیف روحانی کو ملاحظہ کیا۔ مگر کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے

کہ نظیر وطن پرست تھا، اپنے وطن کا ذرہ ذرہ اس کی آنکھوں کا سرمہ تھا۔ پھر اتنی بڑی ہستی کی وہ مدح کیوں نہ کرتا۔ جس کے مزار کی شمع کے چکر لگانے کے لیے دنیا پروانہ وار چلی تھی، جن کے متبرک روضہ پر آج تک انوار کی شب و روز بارش ہو رہی ہے۔ مگر گرو گنج بخش کی مدح میں کوئی کیا کہے گا اس کو دیکھ کر یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی پنجابی کی فرمائش سے یہ نظم لکھی اور اس کی وجہ یہ معلوم ہے کہ ان بزرگ کا مزار لاہور میں ہے دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ خصوصیت سے اس نظم میں پنجابی لفظ استعمال کیے گئے ہیں، سرت چرن دے نال اسی طرح ہندی کے بھی کئی لفظ لائے گئے ہیں۔ جن کی بظاہر کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی تھی۔

یا پھر یہ ہے کہ دنیاوی ضرورتوں اور آلام نے ان کو مجبور کر رکھا تھا اور کسی سے انہوں نے ان بزرگ کی تعریف سنی ہے۔ اور معاً عرضداشت پیش کر دی۔ مگر اس سب کے باوجود بھی انداز مودبانہ اور طرز عقیدت مندانہ نظیر کے حسن عقیدت کی گواہی دے رہا ہے۔ اور اس کے بعد کہنا ہی پڑے گا کہ وہ نام نہاد کوئی مذہب بھی رکھتے ہوں۔ مگر ان کا خلوص دنیا کی ہر مذہب و ملت کے بزرگوں اور واجب الاحترام ہستیوں کے لیے خوش آمدید کہنے کے واسطے تیار ہے۔ گرو گنج بخش کون تھے اسے ذیل کی عبارت سے معلوم کیجئے۔

داتا گنج بخشؒ

آپ کا نام شیخ علی مخدوم جلالی آپ کے باپ کا نام عثمان بن علی الجلالی تھا۔ آپ شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی جنیدی کے مرید اور حنفی مذہب کے بزرگ تھے۔ علوم ظاہر و باطن پر آپ کو یکساں عبور تھا۔ زہد و تقویٰ اور خوارق عادات میں نہایت مشہور و معروف تھے آپ کا سلسلہ فقر شیخ شبلی تک پہونچتا ہے۔ آپ نے اپنے مرشد حضرت شیخ ابو الفضلؒ کے علاوہ دوسرے بزرگان دین مثل شیخ ابو القاسم گورگانی۔ ابو سعید ابو الخیر ابو القام قشیری وغیرہم سے بھی فیض باطنی حاصل کیا۔ سفینۃ الاولیا۔ اور نفحات الانس کے مصنفوں کی تحقیق کے مطابق آپ کا اصل وطن غزنین تھا۔ ہجویر اس شہر کا ایک مشہور محلّہ تھا۔ چنانچہ آپ کے والدین کا مزار غزنین ہی میں ہے یوں تو آپ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر کشف المحجوب بہت مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ فارسی میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو موضوع تصوف پر لکھی گئی ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین الولیاء کے ملفوظات میں جو فوائد الفواد کے نام سے مصروف ہے لکھا ہے کہ آپ کے لاہور تشریف لانے سے پہلے خواجہ حسین زنجانی لاہور کے قطب تھے اور یہ بھی شیخ کے پیر بھائی یعنی حضرت شیخ ابو الفضل کے مرید تھے جب شیخ کے لیے ارشاد ہوا کہ وہ لاہور جائیں اور وہیں مقیم ہوں انہیں خیال ہوا کہ وہاں خواجہ حسین موجود ہیں میری کیا ضرورت ہے۔ یہی سوچ کر یہ سو گئے مرشد نے فرمایا کہ تم وہاں جاؤ چون و چرا کی کیا ضرورت ہے اور پوچھنے کی کیا حاجت ہے چنانچہ یہ حسب ارشاد مرشد سفر کر کے لاہور پہونچے تو رات ہو چکی تھی شہر کے باہر آپ نے رات گزاری اور صبح جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حسین زنجانی کا جنازہ آرہا ہے۔ آپ نے جنازہ میں شرکت کی اور پھر بیرون شہر بجانب مغرب قیام فرمایا۔ اور وہیں خانقاہ و مسجد تعمیر فرمائی اور آخر عمر تک وہیں رہے چنانچہ آپ کا مزار بھی وہیں ہے، آپ کی وفات 465ھ ہجری میں ہوئی اور

1278ھ میں حاجی نور محمد فقیر نے ایک مقبرہ آپ کے مزار پر تعمیر کرایا۔ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیری نے آپ کے مزار پر انوار سے رخصت ہوتے وقت یہ شعر پڑھا

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا
کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما

اسی روز سے آپ داتا گنج بخش مشہور ہوئے

آسی

ہو رہ دلا مدام گرو گنج بخش کا
خوبی میں ہے قیام گرو گنج بخش کا
کرپا 1 میں احترام گرو گنج بخش کا
لے دل ہمیشہ نام گرو گنج بخش کا
رکھ دھیان صبح و شام گرو گنج بخش کا

ہر دم انہیں کی یاد کا رکھ دل میں تو خیال
اور رکھ سرت 2 تو اپنی انہیں کے چرن 3 دے نال
کھوتے ہیں سب کے دل کے وہی رنج اور ملال
سیوک کو اپنے کرتے ہیں اک آن میں نہال
بخشش میں ہے یہ کام گرو گنج بخش کا

آتے ہیں وہ مدد کے تئیں جلد ہر کہیں
ان کا ہوا جو دل سے اسے کچھ خطر نہیں
یہ بات ٹھیک ہے اسے کر جی میں تو یقیں
گرتا ہوا جو نام لے ان کا تو اس کے تیں

لیتا ہے نام تھام گرو گنج بخش کا

خوبی کچھ ان کے لطف کی جاتی نہیں کہی
کرپا وہ اپنی رکھتے ہیں ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہیں دکھ میں بانہہ بہت ہوتے ہیں خوشی
کہتے ہیں جس کو لطف کی مسند ہوئی وہی
ہے دل سدا مقام گرو گنج بخش کا

رکھ ان کی لحظ لحظ تو کرپا اپر نظر
وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہیں سیم و زر
جو چاہیے مراد، انہیں سے تو عرض کر
جو دل سے پوجتے ہیں تو ان سب کے حال پر
الطاف ہے مدام گرو گنج بخش کا

ان کی سرن 1 میں آیا ٹو پھر دکھ نہ ہو کبھو
رکھ لیں گے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے ان کی ہی کرپا کی آرزو
ارداس کر کے سر کو جھکا ان کے در پہ تو
لطف و کرم ہے عام گرو گنج بخش کا

کر عرض ان سے اپنا تو احوال اے نظیر
اپنے کرم سے لیں گے تجھے پال اے نظیر
رکھ ان کی یاد جی میں تو ہر حال اے نظیر
رہتا ہے جگ میں خوشدل و خوشحال اے نظیر
ہے دل سے جو غلام گرو گنج بخش کا

گرونانک شاہ

ہیں کہتے نانک شاہ جنہیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو 2
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں یوں روشن جیسے ماہ گرو
مقصود، مراد امید سبھی برلاتے ہیں دل خواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس 3 نوا ارداس 4 کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

ہر آن دلوں وچ یاں اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہیں
اور سیوک 6 ہو کر ان کے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہیں
گر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین انہیں دکھلاتے ہین
خوش رکھتے ہیں ہر حال انہیں سب تن کا کاج بناتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

جو آپ گرو نے بخشش سے اس خوبی کا ارشاد کیا
ہر بات وہ ہے اس خوبی کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
یاں جس جس نے ان باتوں کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل ان کا خوش وقت کیا اور شاد کیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو

سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

دن رات جنہوں نے یاں دل وچ ہے یاد گرو سے کام لیا
سب من کے مقصد بھر پائے خوش وقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آن انہیں خوش حال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو

سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
وہ اپنی لطف و شفقت سے نت 1 ہاتھ انہوں کے گہتے 2 ہیں
الطاف سے ان کے خوش ہو کر سب خوبی سے یہ کہتے ہیں
دکھ دور انہوں کے ہوتے ہیں سو سکھ سے جگ میں رہتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو

سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

جو ہر دم ان سے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہیں
وہ انط پر لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہیں
اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بیچ انہوں کے بھرتے ہیں
آنند 3 عنایت کرتے ہیں سب من 4 کی چنتا ہرتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو

سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

جو لطف و عنایت ان میں ہیں کب وصف کسی سے ان کا ہو
وہ لطف و کرم جو کرتے ہیں ہر چار طرف ہیں ظاہر دو

الطاف جھنوں پر ہیں ان کے سو خوبی حاصل ہے ان کو
ہر آن نظیر اب یاں تم بھی بابا نانک شاہ کہو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو ''واہ گرو''

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

شب برات

(20)

کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات
چلپک 1 چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندوں کی ہے زباں کی مزیداری شب برات
مردوں کی روح کی ہے مددگاری شب برات
لگتی ہے سب کے دل کو غرض پیاری شب برات

شکر کا جن کے حلوا ہوا وہ تو پورے ہیں
گڑ کا ہوا ہے جن کے وہ ان سے ادھورے ہیں
شکر نہ گڑ کا جن کے وہ پر کٹ لنڈورے ہیں
اوروں کے میٹھے حلوے چپاتی کو گھورے ہیں
ان کی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتوں میں جو زار دار ہیں بڑے
قندوں کے حلوے روغنی ناتیں لیے گھڑے
پہونچاتے خوان پھرتے ہیں نوکر کئی پڑے
زندے بھی راہ تکتے ہیں مردے بھی ہیں گھڑے
ان خوبیوں کی رکھتی ہے تیاری شب برات

تھالیا چپاتی حلوے کی تو سب میں چال ہے
ادنیٰ غریب کے تئیں یہ بھی محال ہے
کالے سے گڑ کی لپٹی 2 کڑھی کی مثال ہے
پانی کے ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا پنسہاری شب برات
اور مفلسوں کی ہے یہ تمنا کی فاتحہ
دریا پہ جا کے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بھٹیاری کے تنور پہ نانا کی فاتحہ
حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یاں تک تو ان پہ لاتی ہے ناچاری شب برات
وارث ہیں جن کے جیتے وہ مردے بھی آن کر
حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں پیٹ بھر
جن کا کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں در بدر
اوروں کے لگتے پھرتے ہیں کونوں سے گھر بگھر
ان کی ہے کھاری نون سے بھی کھاری شب برات
ملا جو دینے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں
حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اڑاتے ہیں
مفلس کوئی بلاوے تو منھ کو چھپاتے ہیں
شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دل میں اہاہاری شب برات
چھوڑیں ہیں لٹو تو نبڑی ہر دم بنا کے جو
حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں ان سے تلخ ہو

کپڑے بدن بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو
چھپر جلاؤ گے تو دلاوے گی صبح کو
تم سے چبوترے 1 میں گنہگاری شب برات
پھرتے ہیں عشق باز جو لڑکے کی گھات میں
ٹونٹا 2 ہی لے کے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
مہتابی آ کے چھوڑیں ہیں لڑکے جو رات میں
کیا زرکیاں سی چھوڑے ہیں ہنس ہنس کے ہات میں
کرتی ہے کام ان کے بھی یوں جاری شب برات
جو رنڈی باز ہیں وہ بہت دل میں شاد ہو
کیا کیا انار چھوڑے ہیں بشنی 3 ہو روبرو
اے بی تم اپنی کلھیا ہمیں چھوڑنے کو دو
اور چاہو تم ہمارا یہ ہت پھول چھوڑ لو
ہو جائے جس کے چھٹتے ہی پھلواری شب برات
اور جو بہار حسن کے ہیں پاکباز یار
گلکاری چھوڑے ہیں جہاں محبوب گلعذار
کہتے ہیں ان کو دیکھ کے آنکھوں میں کر کے پیار
کیا چاہیے میاں تمہیں ہت پھول اور انار
تم پر تو آپ ہے اب واری شب برات
گھن چکر اپنے دم میں کہیں چرخ کھاتے ہیں
ٹونٹے ہوائی سینک کہیں قہقہاتے ہیں
زینپٹ زپٹ پٹاخے کہیں غل مچاتے ہیں
لڑکوں کے باندھ غول کہیں لڑنے جاتے ہیں

کرتی ہے پھر تو ایسی دھو اندھاری شب برات

آ کر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آ کر پڑی چھڑی
ہو گئی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی
پاؤں سے لپٹی شور مچا کر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جل گیا آنکھیں جھلس گئیں
چھاتی کسی کی جل گئی باہیں جھلس گئیں
ٹانگیں بچیں کسی کی تو رانیں جھلس گئیں
مونچھیں کسی کی پھک گئیں پلکیں بھس گئیں
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستوں کو دل میں سمجھتا ہے اپنے غیر
کوئی دشمنوں سے دل کا نکالے ہے اپنا بیر
کہتا ہے واں نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
یا رب تو سب کی کیجیو برسا برس کی خیر
بے طرح کر رہی ہے نموداری شب برات

(21)

شب برات

عالم کے بیچ جس گھڑی آتی ہے شب برات

کیا کیا ظہور نور دکھاتی ہے شب برات
دیکھے ہے بندگی میں جسے جاگتا تو پھر
پھولی نہیں بدن میں سماتی ہے شب برات
روشن ہیں دل جنہوں کے عبادت کے نور سے
ان کو تمام رات جگاتی ہے شب برات
بخشش خدا کی راہ میں کرتے ہیں جو محبت
برکت ہمیشہ ان کی بڑھاتی ہے شب برات
خالق کی بندگی کرو اور نیکیوں کے دم
یہ بات ہر کسی کو سناتی ہے شب برات
غافل نہ بندگی سے ہوا اور خیر سے ذرا
ہر لحظہ یہ سبھوں کو جناتی ہے شب برات
حسن عمل کرو جو بھلا عاقبت میں ہو
سب کو نیک راہ بتاتی ہے شب برات
لے کر امیر حمزہ کے ہر بار نام کو
خلقت کو ان کی یاد دلاتی ہے شب برات
کیا کیا میں شب برات کی خوبی کہوں نظیر
لاکھوں طرح کی خوبیاں لاتی ہے شب برات

عید الفطر

ہے عابدوں کو طاعت و تجرید 1 کی خوشی
اور زاہدوں کو دہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقوں کو ہے کئی امید کی خوشی
کچھ دلبروں کے وصل کی کچھ دید کی خوشی
ایسی نہ شب برات نہ بقرید 2 کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

روزے کی خشکیوں سے جو ہیں زرد زرد گال
خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکیں تن میں زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑائن کا بال بال
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اٹھ کے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر 3 سویاں پکانے کی دھوم ہے
پیر و جواں کو نعمتیں کھانے کی دھوم ہے
لڑکوں کو عید گاہ کے جانے کی دھوم ہے
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

بیٹھے ہیں پھول پھول کے میخانوں میں کلال 4
اور بھنگ خانوں میں بھی ہیں سر سبزیاں کمال
چنتی ہیں بھنگیں اڑتے ہیں چرسوں کے دم نڈال 5
دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل و قال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہے جام شراب سے
کوئی پکارتا ہے کہ چھوٹے عذاب سے
کلا کسی کا پھولا ہے لڈو کی چاپ 1 سے
چٹکاریں جی میں بھرتے ہیں نان و کباب سے
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

محبوب دلبروں سے ہے جن کی لگی لگن
ان کے گلے سے ان لگا ہے جو گلبدن
سو سو طرح کے چاہ سے مل مل کے تن سے تن
کہتے ہیں تم کو عید مبارک ہو جان من
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے 2 کی مچی ہے الٹ پلٹ
ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہیں دلبروں کی بھی گلیوں میں غٹ 3 کی غٹ
عاشق مزے اڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی

پشوازیں سرخ سوسنی لاہی 4 کی پھلجھڑی
کرتی کبھی دکھا، کبھی انگیا کسی کڑی
کہہ ''عید عید'' لوٹے ہیں دل کو گھڑی گھڑی
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

جو جو کہ ان کے حسن کی رکھتے ہیں دل سے چاہ
جاتے ہیں ان کے ساتھ لگے تابہ عید گاہ
توپوں کے شور اور دو گانوں کی رسم و راہ
میانے، کھلونے، سیر مزے، عیش، واہ واہ
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

روزوں کی سختیوں میں نہ ہوتے اگر سیر
تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دل پذیر
سب شاد ہیں گدا سے لگا شاہ تا وزیر
دیکھا جو ہم نے خوب تو سچ ہے میاں نظیر
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر اک دل میں ہے اس عید کی خوشی

یوں لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ
کرتا ہے جس طرح کہ دل بے قرار، آہ!
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ!
ہم سے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار، آہ!
ہم عید کے بھی دن رہے امید وار آہ

ہو جی میں اپنے عید کی فرحت سے شاد کام
خوباں سے اپنے اپنے لیے سب نے دل کے کام
دل کھول کھول سب ملے آپس میں خاص و عام
آغوش خلق گلبدنوں سے بھرے تمام
خالی رہا پر ایک ہمارا کنار [1]، آہ!

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر
ملنا تو اک طرف ہے، عزیزو کہ بھر نظر
کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم ادھر ادھر
لیکن ملا نہ ہم سے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی ہم نے نہ دیکھی بہار آہ!

رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو
کیا کیا گلے لگاویں گے دلبر کو شاد ہو
سو [2] تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو
تھی اس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھیں کیا کرے دل امیدوار آہ!

اس سنگدل کی ہم نے غرض جب سے چاہ کی
دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایک دم خوشی [3]

کچھ اب ہی اس کی جور و تعدی نہیں نئی
ہر عید میں ہمیں تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ!
اقرار ہم سے تھا کئی دن آگے عید سے
یعنی کہ عید گاہ کو جاویں گے تم کو لے
آخر کو ہم کو چھوڑ گئے ساتھ اور کے
ہم ہاتھ ملتے رہ گئے اور راہ دیکھتے
کیا کیا غرض سہا ستم انتظار آہ!
کیونکر لگیں نہ دل میں مرے حسرتوں کے تیر
دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر
جس عید میں کہ یار سے ملنا نہ ہو نظیر
اس کے اپر 4 تو حیف ہے اور صد ہزار آہ

(24)

عید

شاد تھا جب دل وہ تھا اور ہی زمانا عید کا
اب تو یکساں ہے ہمیں آنا نہ آنا عید کا
دل کا خون ہوتا ہے جب آتا ہے اپنا ہم کو یاد
آدھی آدھی رات تک منہدی لگانا عید کا

آنسو آتے ہیں بھرے جب دھیان میں گزرے ہے آہ
پچھلے پہرے سے وہ اٹھ اٹھ کر نہانا عید کا
حشر تک جاتی نہیں خاطر سے اس حسرت کی بو
عطر بغلوں میں وہ بھر بھر کر لگانا عید کا
ہونٹھ جب ہوتے تھے لال اب آنکھیں ہو جاتی ہیں سرخ
یاد آتا ہے جو ہم کو پان کھانا عید کا
دل کے ہو جاتے ہیں ٹکڑے جس گھڑی آتا ہے یاد
عید گہ تک دلبروں کے ساتھ جانا عید کا
گلعذاروں کے میاں ملنے کی خاطر جب تو ہم
ٹھان رکھتے تھے مہینوں سے بہانا عید کا
اب تو یوں چھپتے ہیں جیسے تیر سے بھاگے کوئی
یا بنے پھرتے تھے ہم آپ ہی نشانا عید کا
نیند آتی تھی نہ ہرگز بھوک لگتی تھی ذرا
یہ خوشی ہوتی تھی جب ہوتا تھا آنا عید کا

(25)

عیدگاہ اکبرآباد

ہے دھوم آج مدرسہ و خانقاہ میں
تانتے بندھے ہیں مسجد جامع کی راہ میں
گلشن سے کھل رہے ہیں ہر اک کج کلاہ میں

سو سو چمن جھمکتے ہیں اک اک نگاہ میں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

جھمکا ہے ہر طرف کو جواں بادا ں
پوشاک میں جھمکتے ہیں سب تن ذری ذری
گلرو چمکتے پھرتے ہیں جوں ماہ و مصری
ہے سب کے عید عید کی دل میں خوشی بھری
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

آتے ہیں گھر سے اپنے جو بن بن کے کج کلاہ
صحن چمن ہے جتنی ہے سب صحن 2 عید گاہ
چھاتی سے لپٹے جاتے ہیں ہنس ہنس کے خواہ مخواہ
دل باغ سب کے ہوتے ہیں فرحت سے واہ واہ
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

کچھ بھیڑ سی ہے بھیڑ کہ بے حد و بے شمار
خلقت کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہیں بندھے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے بیل و رتھ و اونٹ کی قطار
غل شور بالے بھولے کھلونوں کی ہے پکار
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

پہنے پھرے ہیں شوخ کڑے اور ہنسلیاں
پھولوں کی پگڑیوں میں ہیں شاخیں اڑس 3 لیاں
کمریں سبھوں نے ملنے کی خاطر ہیں کسلیاں
ملتے ہیں یوں کہ چھاتی کی کڑ کے ہیں پسلیاں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

آتے ہیں ملتے ملتے جو عاجز پری 4 رخاں
دیتے ہیں ملنے والوں کو گھبرا کے گالیاں
تس پر بھی لپٹے جاتے ہیں جوں گڑ پہ مکھیاں
دامن کے ٹکڑے اڑنے ہیں پھٹتی ہیں چولیاں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر بتر
ملنے کے ڈر سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر ادھر
چھپتے پھریں ہیں لوگ بھی جاتے ہیں وہ جدھر
ٹھٹا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

ہیں کرتے وصل شہر کے سب خرد اور کبیر
ادنےٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہر دم گلے لپٹ کے مرے یار دل پذیر
ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یوں کیوں میاں نظیر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

(26)

بسنت

جب 1 پھول کا سرسوں کے ہوا آ کے کھلتا
اور عیش کی نظروں سے نگاہوں کا لڑنتا
ہم نے بھی دل اپنے کے تئیں کر کے نچتا
اور ہنس کے کہا یار سے اے لگڑ 2 بھونتا
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

اک پھول کا گیندوں کے منگا یار سے بجرا 3
دس من کا لیا ہار گندھا ہاتھ کا گجرا
جب آنکھ سے سورج 4 کی ڈھلا رات کا کجرا
جا یار سے مل کر یہ کہا اے مرے رجرا 5
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

تھے اپنے گلے میں تو کئی من کے پڑے ہار
اور یار کے گجرے بھی تھے اک دھون 6 کی مقدار
آنکھوں میں نشے مے کے ابلتے تھے دھواں دھار
جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

پگڑی میں ہماری تھے جو گیندوں کے کئی پیڑ
ہر جھوک میں لگتی تھی بسنتوں کے تئیں ایڑ
ساقی نے بھی مٹکے سے دیا منھ کے تئیں بھیڑ
ہر بات میں ہوتی تھی اسی بات کی آ چھیڑ
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا
دھونسے کے برابر وہ لگا باجنے مٹکا
دل کھیت میں سرسوں کے ہر اک پھول سے اٹکا
ہر بات میں ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسوں کے دیا جا کے قدم گاڑ
سب کھیت اٹھا سر کے اپر رکھ لیا جھنجھاڑ 7
محبوب رنگیلوں کی بھی اک ساتھ لگتی جھاڑ 8
ہر جھاڑ سے سرسوں کے بھی کہتی تھی ابھی جھاڑ
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

خوش بیٹھے ہیں سب شاہ و وزیر آج آ رہاہا!
دل شاد ہیں ادنیٰ و فقیر آج اہاہا!
بلبل کی نکلتی ہے صفیر 9 آج اہاہا!
کہتا یہی پھرتا ہے نظیر آج اہاہا!
سب کی تو بسنتیں ہیں پہ یاروں کا بسنتا

بسنت

کر کے بسنتی لباس سب سے برس دن کے دن
یار ملا آن کر ہم سے برس دن کے دن

کھیت پہ سرسوں کے جا، جام صراحی منگا
دل کی نکالی میاں ہم نے ہوس دن کے دن

سب کی نگاہوں میں دی عیش کی سرسوں کھلا
ساقی نے کیا ہی لیا واہ یہ جس دن کے دن

خلق میں شور بسنت یوں تو بہت دن سے تھا
ہم نے تو لوٹی بہار عیش کی بس، دن کے دن

آگے تو پھرتا رہا غیروں میں ہو زرد پوش
ہم سے ملا پر وہ شوخ کھا کے ترس دن کے دن

گرچہ یہ تہوار کی پہلی خوشی ہے زیاد
عین جو رس ہے سو وہ نکلے ہے رس دن کے دن

لوٹے گا پھر سال بھر گلبدنوں کی بہار
یار سے مل لے نظیر آج برس دن کے دن

(28)

دیگر

مل کر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی

ہنس کر کہا یہ ہم نے اے جاں بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہو کر
پوشاک زرفشانی اپنی وویں رنگائی
جب رنگ کے آئی اس کی پوشاک پر نزاکت
سرسوں کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیوں میں
رنگت پھر اس کی اپنی پوشاک سے ملائی
جس دم کیا مقابل کسوت سے اپنے اس کو
دیکھا تو اس کی رنگت اس پر ہوئی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتوں سے
نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
چمپے کا عطر مل کر موتی سے پھر خوشی ہو
سیمیں کلائیوں میں ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اس طرح سے پھر راہ لی چمن کی
دیکھی بہار گلشن بہر طرب فزائی
جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایاں
کس کس روش سے اپنی آن و ادا دکھائی
کیا کیا بیاں ہو جیسے چمکی چمن چمن میں
وہ زرد پوشی اس کی، وہ طرز دلربائی
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل
لکھنے کو وصف اس کا اپنی قلم اٹھائی
پھر صحن میں چمن کے آیا بحسن و خوبی

اور طرفتہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
اس انجمن میں بیٹھا جب ناز و تمکنت سے
گلدستہ اس کے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
کی مطربوں نے خوش خوش آغاز نغمہ سازی
ساقی نے جام زریں بھر بھر کے مے پلائی
دیکھ اس کو اور محفل اس کی، نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت آ کر اس وقت جگمگائی

(29)

ہولی

ہوا جو آ کے نشاں آشکار ہولی کا
بجا رباب سے مل کر ستار ہولی کا
سرود، رقص ہوا بے شمار ہولی کا
ہنسی خوشی میں بڑھا کاروبار ہولی کا
زباں پہ نام ہوا بار بار ہولی کا
خوشی کی دھوم سے ہر گھر میں رنگ بنوائے
گلال عبیر، کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشوں کے جوش ہوے راگ رنگ ٹھہرائے
جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے
ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی میں کوچے میں غل شور ہو رہے اکثر
چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن میں بھیگے ہیں کپڑے گلال چہروں پر
مچی یہ دھوم تو اپنے گھروں سے خوش ہو کر
تما دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑ کو ان کپڑوں کی جب نظر آئی
ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکار ہر ایک شیدائی 1
میاں یہ تم نے جو پوشاک اپنی دکھلائی
خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہولی کا

تمہارے دیکھ کے منھ پر گلال کی لالی
ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوش حالی
نگہ نے دی مے گلرنگ کی بھری پیالی
جو ہنس کے دو ہمیں پیارے تم اس گھڑی گالی
تو ہم جانیں کہ ایسا ہے پیار ہولی کا

جو کی ہے تم نے یہ ہولی کی طرفہ تیاری
تو ہنس کے دیکھو ادھر کو بھی جان یک باری
تمہاری آن 2 بہت ہم کو لگتی ہے پیاری
لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگار ہولی کا

تمہارے ملنے کا رکھ کر ہم اپنے دل میں دھیان
کھڑے ہیں اس لگا کر کہ دیکھ لیں اک آن

یہ خوش دلی کا جو ٹھہرا ہے آن کر سامان
گلے میں ڈال کے بانہیں خوشی سے تم اے جان
پنھاؤ ہم کو بھی اک دم یہ ہار ہولی کا
ادھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم
گلال عبیر ملیں منھ پہ ہو کے خوش ہر دم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیل کر باہم
بہت دنوں سے ہمیں تو تمہارے سر کی قسم
اسی امید میں تھا انتظار ہولی کا
بتوں کی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے
گلال پڑتا ہے کپڑوں سے رنگ بہتا ہے
لگا کے تاک کوئی منھ کو دیکھ رہتا ہے
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے
مزا دکھا ہمیں کچھ تو بھی یار ہولی کا

(30)

ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا
کھا کھا کے پان ظالم کر ہونٹھ لال آیا
گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا
جس منھ سے وہ پریرو مل کر گلال آیا

اک دم تو دیکھ اس کو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا سامان ہے آج سب گھر اس کے
اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اس کے
ازماہ تابماہی بندے ہیں بے زر اس کے
کل وقت شام سورج ملنے کو منھ پر اس کے
رکھ کر شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگا کر
مشک و گلاب میں بھی مل کر اسے بسا کر
شیشے میں بھر کے اگلا چپکے لگا چھپا کر
مدت سے آرزو تھی اک دم لگا چکا کر
اک دن صنم پہ جا کر میں رنگ ڈال آیا

ارباب بزم بھر تو وہ شاد اپنے لے کر
سب ہمنشین حسب دلخواہ اپنے لے کر
چالاک چست کافر گمراہ اپنے لے کر
دس بیس گلرخوں کو ہمراہ اپنے لے کر
یونہیں بھگونے مجھ کو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اس گھڑی تھا اسباب سب مہیا
بہتا تھا حسن کا بھی اس جا پہ ایک دریا
ہاتھوں میں دلبروں کے ساغر کسی کے شیشا
کمروں میں جھولیوں میں سیروں گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیارگی سے پہلے اپنے تئیں چھپا کر

چاہا کہ میں بھی نکلوں ان میں سے چھٹ چھٹا کر
دوڑے کئی یہ کہہ کر جاتا ہے دم چرا کر
اتنے میں گھیر مجھ کو اور شور و غل مچا کر
اس دم کمر کمر تک رنگ و گلال آیا

یہ چہل 1 تو کچھ اپنی قسمت سے مچ رہی تھی
یہ آبرو کی پر وہ حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سماں تھا کیسی شادی سی رچ رہی تھی
اس وقت میرے سر پر اک دھوم مچ رہی تھی
اس دھوم میں بھی مجھ کو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت 2 اے خوش صفیر تجھ کو
اظہر ہے سب کہے ہیں مل کر شریر تجھ کو
کرتے ہیں اب ملامت خرد و کبیر تجھ کو
لاحول پڑھ کے شیطان بولا نظیر تجھ کو
اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

(31)

ہولی

پھر آن کے عشرت کا مچا ڈھنگ زمیں پر
اور عیش نے عرصہ ہے کیا تنگ زمیں پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ 3 زمیں پر

ہوتا ہے کہیں راگ کہیں رنگ زمیں پر
بجتے ہیں کہیں تال کہیں جلترنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

گھنگرو کی پڑی آن کے پھر کان میں جھنکار
سارنگی ہوئی بین طنبوروں کی مددگار
طبلوں کے ٹھکے طبل یہ سازوں کے بجے تار
راگوں کے کہیں غل کہیں ناچوں کے بندھے تار
ڈھولک کہیں جھنکارے ہے مردنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

اس رات میں چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
سب عیش کے رنگوں میں ہے ہم رنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

مارا ہے لپٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش
جو رنگ میں اک خلق بنی پھرتی ہے گل پوش
ہیں ناچ کہیں راگ کہیں رنگ کہیں نوش
پیتے ہیں نشے عیش میں سب لوٹیں ہیں مدہوش
معجوں کہیں پیتے ہیں کہیں بنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

میخانے میں دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
واں مست پڑے لوٹے ہیں اور کرتے ہیں ہو ہو
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو
شیشوں میں پیالوں میں صراحی میں خوشی ہو
اچھلی ہے پڑی بادۂ گلرنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

گا گا کی پکاریں کہیں رنگوں کی چھڑک ہے
مینا کی بھبک اور کہیں ساغر کی چھلک ہے
طبلوں کی صدائیں کہیں تالوں کی جھنک ہے
تالی کی بہاریں کہیں ٹھلیا کی کھڑک ہے
بجتا ہے کہیں دف کہیں مرچنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

مستی میں اٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہاہا!
ناچے ہے طوائف کہیں مٹکے ہے بھویا 2
چلتے ہیں کہیں جام کہیں سوانگ کا چرچا
اور رنگ کو گلیوں میں جو دیکھو تو ہر اک جا
بہتی ہیں امنڈ کر جمن و گنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

معمور ہے خوباں سے گلی کوچہ و بازار
اڑتا ہے عبیر اور کہیں پچکاری کی ہے مار
چھایا ہے گلالوں کا ہر اک جا پہ دھواں دھار
پڑتی ہے جدھر دیکھو ادھر رنگ کی پوچھار

ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک دنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر
بھاگے ہے کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال
وہ پوٹلی مارے ہے اسے دوڑ کے فی الحال
یہ ٹانگ گھسیٹے ہے وہ تو کھینچے پکڑ بال
وہ ہاتھ مروڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھب کے ہر اک جا پہ مچے ڈھنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر
بیٹھے ہیں سب آپس میں نہیں ایک بھی کڑوا
پچکاری اٹھا کر کوئی جھمکاوے ہے گھڑوا 1
بھرتے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا گڑوا 2
کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بھڑوا
سننے میں یہاں تک نہیں اب ننگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر
ہولی کی نظیر اب جو بہاریں ہیں اہاہا
محبوب رنگیلوں کی قطاریں ہیں اہاہا
کپڑوں پہ جمی رنگ کی دھاریں ہیں اہاہا
سب ”ہولی ہے ہولی“ ہی پکاریں ہیں اہاہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

ہولی

جب آئی ہولی رنگ بھری سو ناز و ادا سے مٹک مٹک
اور گھونگٹ کے پٹ کھول دیئے وہ روپ دکھلا چمک چمک
کچھ مکھڑا کرتا دمک دمک کچھ ابرن 3 کرتا جھلک جھلک
جب پاؤں رکھا خوش وقتی سے تب پائل باجی جھنک جھنک
کچھ اچھلیں سنتیں 4 ناز بھریں کچھ گودیں آمیں تھرک تھرک

یہ روپ دکھا کر ہولی کے جب مین رسیلے ٹک مٹکے
منگو اے تھال گلالول کے بھر ڈالے رنگوں سے مٹکے
پھر سانگ بہت تیار ہوئے اور ٹھاٹھ خوشی کے جھرمٹکے
نل شور ہوئے خوشحالی کے اور ناچنے گانے کے کھٹکے
مردنگیں باجیں 5 تال بجے کچھ کھنک کھنک کچھ دھنک دھنک

پوشاک چھڑکواں سے ہر جا تیاری رنگیں پوشوں کی
اور بھیگی جاگہ رنگوں سے ہر کنج گلی اور کوچوں کی
ہر جاگہ زرد لباسوں سے ہوئی زینت سب آغوشوں کی
سو عیش و طرب کی دھومیں ہیں اور محفل میں مے نوشوں کی
مے نکلی جام گلابی سے کچھ لہک لہک کچھ چھلک چھلک

ہر چار طرف خوش وقتی سے دف باجے رنگ اور رنگ ہوے
کچھ دھومیں فرحت عشرت کی کچھ عیش خوشی کے رنگ ہوے
دل شاد ہوے خوشحالی سے اور عشرت کے سو ڈھنگ ہوے

یہ جھمکی رنگت ہولی کی جو دیکھنے والے دنگ ہوے
محبوب پریرو بھی نکلے کچھ جھچک جھچک کچھ ٹھٹک ٹھٹک
جب کوباں آئے رنگ بھرے پھر کیا کیا ہولی جھمک اٹھی
کچھ حسن کی جھمکیں ناز بھریں کچھ شوخی ناز اداؤں کی
سب چاہنے والے گرد گھڑے، نظارہ کرتے ہنسی خوشی
محبوب نشے کی خوبی میں پھر عاشق اوپر گھڑی گھڑی
ہیں رنگ چھڑکتے سرخی کے لچھ لپک لپک کچھ جھپک جھپک
ہے دھوم خوشی کی ہر جانب اور کثرت ہے خوش وقتی کی
ہیں چرچے ہوتے فرحت کے اور عشرت کی بھی دھوم مچی
خوباں کے رنگیں چہروں پر ہر آن نگاہیں ہیں لڑتی
محبوب بھگوئیں عاشق کو اور عاشق ہنس کر ان کو بھی
خوش ہو کر ان کو بھگوویں ہیں کچھ اٹک اٹک کچھ ہمک ہمک
وہ شوخ رنگیلا جب آیایاں ہولی کی کر تیاری
پوشاک سنہری زیب تن اور ہاتھ چمکتی پچکاری
کی رنگ چھڑکنے سے کیا کیا اس شوخ نے ہر دم عیاری
ہم نے بھی نظیر اس چنچل کو پھر خوب بھگویا ہر باری
پھر کیا رنگ بہے اس دم کچھ ڈھلک ڈھلک کچھ چپک چپک

میاں تو ہم سے نہ رکھ کچھ غبار ہولی میں
کہ روٹھے ملتے ہیں آپس میں یار ہولی میں
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی میں
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی میں
عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی میں

اب اس مہینے میں پہونچی ہے یاں تلک یہ چال
فلک کا جامہ پہن سرخی شفق سے لال
بنا کے چاند کے سورج کے آسماں پر تھال
فرشتے کھیلیں ہیں ہولی بنا عبیر و گلال
تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی میں

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
تو اس کے راگ سے بارہ بروج ہیں معمور
چھوؤں ستاروں کے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
سبھوں کے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہے حور
کہ رنگ سے کوئی مت کیجیو عار ہولی میں

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے میں آتا ہے
تو بادلوں میں وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہے
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہے
ہوا کو ہولیاں گا گا کے کیا نچاتا ہے
تمام رنگ سے پر ہے بہار ہولی میں

چمن میں دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن میں نہر بہتی ہے

نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی 1 ہے
تو باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے
نہ چھیڑ مجھ کو تو اے بدشعار ہولی میں

گلوں نے پہنے ہیں کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یہ معشوق پہنتے ہیں تنگ
ہوا سے پتوں کے بجتے ہیں تال اور مردنگ 2
تمام باغ میں کھیلیں ہیں ہولی گل کے سنگ
عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی میں

امیر جتنے ہیں سب اپنے گھر میں ہیں خوشحال
قبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گہری طرح حوض مل کے سب فی الحال
مچاتے ہولیاں آپس میں لے عبیر و گلال
بنے ہیں رنگ سے رنگیں نگار ہولی میں

یہ سیر ہولی کی ہم نے تو برج 1 میں دیکھی
کہیں نہ ہووے گی اس لطف کی میاں ہولی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے لے کے تا چولی
کوئی تو مرلی 2 بجاتا ہے کہہ ''کنھیا جی''
ہے دھوم دھام یہ بے اختیار ہولی میں

گھروں سے سانوری اور گوریاں نکل چلیاں
کسنبی اوڑھنی اور مست کرتی اچھپلیاں 3
جدھر کو دیکھیں ادھر مچ رہی ہیں رنگ رلیاں
تمام برج کی پریوں سے بھر رہیں گلیاں

مزا ہے، سیر ہے در ہر کناری ہولی میں
جو کچھ کہانی ہے ابلا 4 بہت پیا ماری
چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھول دی ساری
پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دل کو رہی نے قرار ہولی میں
جو کوئی سیانی 5 ہے ان میں تو کوئی ہے ناکند
وہ شور بور تھی سب رنگ سے نپٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساتھن کو یار کی سوگند
کہ ''اب تو جامہ وانگیا کے ٹولے ہیں سب بند''
پھر آ کے کھیلیں گے ہو کر دو چار ہولی میں
نظیر موسم ہولی کا جو جگ 6 میں آتا ہے
وہ ایسا کون ہے ہولی نہیں مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی میں

سفید و زرد کی لڑائی

جدا نہ ہم سے ہو اے خوش جمال ہولی میں
کہ یار پھرتے ہیں یاروں کے نال [7] ہولی میں
ہر ایک عیش سے ہے [8] گا بحال ہولی میں
باہر اور کچھ اب کے ہے سال ہولی میں
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی میں

سبھوں کے عیش کو پھاگن کا یہ مہینا ہے
سفید و زرد میں لیکن کمال کینا ہے
طلا کا زرد کنے سر بسر خزینا ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینا ہے
ہر ایک دل میں ہے رستم [9] و زال ہولی میں

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام
کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہاں کا مقام
میں آیا اب تو مرا بندوبست ہو گا تمام
تو مجھ سے آن کے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی میں

ملے گا مجھ سے تو میں تجھ کو پھر بڑھاؤں گا
بنا کے آپ سا پاس اپنے لے بٹھاؤں گا
کہا سفید نے میں مطلقاً نہ آؤں گا
تجھی کو بعد کئی دن کے میں بھگاؤں گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہو گا حال ہولی میں

یہ سن کے طیش میں آ زرد کا سپہ سالار
چڑھ آیا فوج کو لے کر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار
صف مقابلہ دونوں کی جب ہوئیں تیار
ہوا کرخت جواب و سوال ہولی میں

ملا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد بہار
گھٹائیں رنگ برنگ فوجوں کی جھکیں سرشار
پکھالیں مشکیں چھٹیں رنگ کی پڑی پوچھار
اور 1 چار طرف سے پچکاریوں کی مارا مار
اڑا زمیں سے زماں تک گلال ہولی میں

یہاں تو دونوں میں آپس میں ہو رہی یہ جنگ
ادھر سے آیا جو اک شوخ با رخ گلرنگ
ہزاروں نازنیں معشوق اور اس کے سنگ
نشے میں مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہولی میں

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہر و یاں
سفید و زرد یہ آپس میں لڑ رہے ہیں یہاں
یہ سن کے آپ وہ دونوں کے آ گیا درمیاں
ادھر سے تھا نبا اسے اور ادھر سے اس کو کہ ''ہاں''
تم اس قدر نہ کرو اختلال 2 ہولی میں

کہا تمہاری خصومت کا ماجرا ہے کیا
کہا سفید نے ناحق یہ زرد ہے لڑتا

یہ سن کے اس نے وہیں اپنا اک منگا جوڑا
پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکواں رنگا
کہا کہ دونوں رہو 3 شامل حال ہولی میں
پھر اپنے تن میں جو پہنا وہ خلعت رنگیں
سبھوں کو حکم کیا ''تم بھی پہنو اب یوں ہیں''
ہزاروں لڑکوں نے پہنے وہ جوڑے پھرووں ہیں
پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یونہیں
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی میں
میاں میں کیا کہوں پھر اس مزے کی ٹھہری بہار
جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اک بار
ہزاروں باغ رواں ہیں کروڑوں ہیں گلزار
چمن چمن پڑے پھرتے ہیں سرو گل رخسار
عجب بہار کے ہیں نونہال ہولی میں
جو نہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے
علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی 4 مست صف گلعذار چلتی ہے
پچھاڑی عاشقوں کی سب قطار چلتی ہے
سبھوں کے دل میں خوشی کا خیال ہولی میں
گلال عبیر سے کتنے بھرے ہیں چوپائے
تمام ہاتھوں میں گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی کو کہ ملا جی آئے
تو اس سے کہتا وہ ہنس کر کہ آ مرے جائے

ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی میں
اسی بہار سے گوکل 1 پور سے میں جا پہونچے
اور منڈی نائی کی اور سید خاں کی منڈی سے
سب عالم گنج میں شاہ گنج و تاج گنج پھرے
ہیں شہر میں نہیں اور گرو شہر کے رہتے
ہوا ہجوم کا بحر کمال ہولی میں
سبھوں کو لے کے کنواری بزار میں آئے
پھر موتی کٹرے پلٹھی کے لوگ سب دھائے
کہ پیپل منڈی و پنی گلی کے بھی آئے
جہاں تہاں سے یہ گھر گھر کے لوگ سب دھائے
کہ بینواؤں کے دیکھیں جمال ہولی میں
ہوئی جو سب میں شریف و رذیل میں ہولی
تو پہلے رنگ کی پچکاریوں کی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا 2 کسی کی پگڑی بھری
کسی کے منھ پہ لگائی گلال کی مٹھی
تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی میں
گھٹائیں مشک و پکھالوں کی جھوم کر آئیں
سنہری بجلیاں پچکاریوں کی چمکائیں
صبا نے رنگ کی بوچھاریں آ کے برسائیں
ہوا نے آن کے ساونن کی جھڑیاں بندھوائیں
لگی برسنے کو مشک و پکھال ہولی میں
ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور

صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا نل اور شور
یہ لڑ کے نازنیں بولیں ہیں کوکلا 3 جوں مور
تمام رنگ کی بوچھار سے ہیں شورا بور
عجب ہے رنگ لگی برشگال 4 ہولی میں
لگا کے چوک سے اور چار سو تلک دیکھا
کہ جاگہ ایک بھی تل دھرنے کی نہیں ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا
تس اوپر رنگ کا بادل ہے اس قدر برسا
کہ ہر گلی میں بہا ڈھولی 5 کھال ہولی میں
نظیر ہولی تو ہے ہر نگر 6 میں اچھی خوب
ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہاں ہیں ایسے صنم اور کہاں ہیں یہ محبوب
جنھوں کے دیکھے سے عاشق کا ہووے تازہ قلوب 7
بڑی نرالی ہے یاں چال ڈھال ہولی میں

ہولی

ملنے کا ترے رکھتے ہیں ہم دھیان ادھر دیکھ
بھاتی ہے بہت ہم کو تری آن ادھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہیں ترے جان ادھر دیکھ

ہولی ہے صنم ہنس کے تو اک آن ادھر دیکھ
اے رنگ بھرے تو نگل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اس گھڑی اے جاں
آئے ہیں یہی کر کے خیال اس گھڑی اے جاں
تو دل میں نہ رکھ ہم سے ملال اس گھڑی اے جاں
مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اس گھڑی اے جاں
ہولی بھی یہی کہتی ہے اے جان ادھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا 1 جو ترے سر پہ جما ہے
اور اس پہ یہ طرہ جو زری کا بھی دھرا ہے
نیمہ 2 بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہے
نرگس تری آنکھوں پہ ہے قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہے جو ہر اک جا میں نمودار
سنتے ہیں کہیں راگ کہیں مے سے ہیں سرشار
ہے دل میں ہمیں تو تری نظروں سے سروکار
پچکاری ہمارے تو لگایا نہ لگا یار
ہم کو تو فقط ہے یہی ارمان ادھر دیکھ

ہے دھوم سے ہولی کی کہیں شور کہیں غل
ہوتا نہیں کچھ رنگ چھڑکنے میں تامل
دف بجتے ہیں سب ہنستے ہیں اور دھوم ہے بالکل
ہولی کی خوشی میں تو نہ کر ہم سے تغافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہے دید کی ہر آن طلب دل کو ہمارے
جیتے ہیں فقط تیری نگاہوں کے سہارے
ہیں یاں جو کھڑے آن کے اس شوق کے مارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہیں پیارے
ٹک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومیں ہیں اہاہا!
دیکھو جدھر آتا ہے نظر روز تماشا
ہر آن جھمکتا ہے عجب عیش کا چرچا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہے یاں کیا!
محبوب یہ آیا ارے نادان ادھر دیکھ

ہولی کی بہاریں

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
پریوں کے رنگ دمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
خم شیشے جام جھلکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
محبوب نشے میں چھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریوں کا بیٹھے ہوں گلرو رنگ بھرے
کچھ بھیگی تانیں ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے

دل بھولے دیکھ بہاروں کو اور کانوں میں آہنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکیں رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منہ 3 چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال چھنکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

سامان جہاں تک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبوں کا
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبوں کا
ہر آن شرابیں ڈھلتی ہوں اور ٹھٹھ 4 ہو رنگ کے ڈوبوں کا
اس عیش مزے کے عالم میں اک غول کھڑا محبوبوں کا
کپڑوں پر رنگ چھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

گلزار کھلے ہوں پریوں کے اور مجلس کی تیاری ہو
کپڑوں پر رنگ کے چھینٹوں سے خوش رنگ عجب گلکاری ہو
منہ لال گلابی آنکھیں ہوں اور ہاتھوں میں پچکاری ہو
اس رنگ بھری پچکاری کو انگیا پر تک کر ماری ہو
سینوں سے رنگ ڈھلکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اس رنگ رنگیلی مجلس میں وہ رنڈی ناچنے والی ہو
منہ جس کا چاند کا ٹکڑا ہو اور آنکھ بھی مے کی پیالی ہو
بدمست بڑی متوالی ہو ہر آن بجاتی تالی ہو
مے نوشی ہو بیہوشی ہو ''بھڑوے'' کی منہ میں گالی ہو
بھڑوے بھی بھڑوا بکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اور ایک طرف دل لینے کو محبوب بھویوں 1 کے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاویں لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاویں اڑ اڑ کے
کچھ لچکے شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے

کچھ کافر نین مٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

ہو دھوم عبیروں کی تس پر چھائے ہوں ابر گلالوں کے
اور بھڑوا بھڑوا کہہ کہہ کے آکھیریں غول 2 کے
کچھ رنگیلے رنگ چھڑکنے کے کچھ نقشے بھیگے بالوں کے
کچھ ہاتھ پکڑ کچھ مل کچھ بوسے لے لے گالوں کے

جی جان مزے میں چھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

دیکھ ان کی انگیا رنگ بھری اک دل میں جوش اٹھے بارے
ہو تیر کھڑا میں چھٹتے ہوں کے فوارے
کوئی دیکھ پکارے میارے! کوئی دیکھ پکارے دیارے!
غٹ چنچل غول کے اس تیر کی ہیبت کے مارے

دہشت سے دور بھٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

شہزور کماں ہو کی اور تیر کھڑا فولادی سر
ہر آن اچھل کر لگتا ہو اس تودے پر، اس تودے پر
کوئی بھاگے ہاتھ کو پیچھے رکھ کوئی بھاگے ہاتھ کو آگے دھر
غٹ چنچل شوخ نشانوں کے اس تیر کڑے سے ڈر ڈر کر

سب آ گا پیچھا ڈھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

غٹ چنچل شوخ میں اس تیر کی آ کر ہل چل ہو
کوئی انگیا ڈھانکے پھرتی سے کوئی لیتی منھ پر آنچل ہو
کوئی ہاتھ رکھے ہو پر اور پیٹ کسی کا کھل کھل ہو
سینے سے سینہ لگ لگ کر سو عیش مزے کی مل دل ہو

کے جوش بھڑکتے ہو تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اس جوش ابلتی میں پھر آ کر دھینگا 3 مشتی ہو

وہ ریلا کر کے آن پڑے اور یاں کی پشتی ہو
کچھ ہاتھ پکڑ کچھ مل کچھ منھ میں مشتا ہشتی ہو
بن جائے اکھاڑا عشرت کا اور عیش و طرب کی کشتی ہو
سب تن کے ہاڑ4 کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

کوئی نیچے دب کر کہتی ہو چلا کر ہائے کچل ڈالا
پر مار کے ہاتھوں کو بھی صاف مسل ڈالا
کوئی پیٹ پکڑ کر بھاگی ہو یوں کہتی ہے ہے مل ڈالا
کوئی دھوم مچا کر کہتی ہو کم بخت نے سینہ دل ڈالا
جب یہ غل شور کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا چھکڑ ہو
اور کھینچا کھینچ اپر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابیں ناچ مزا اور نکیا 5 سافا کنکڑ ہو
لڑ بھڑ کے نظیر بھی ننگا ہو کیچڑ میں لتھڑ 6 پتھر ہو
جب ایسے عیش مہکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

(37)

ہولی

آ جھمکے عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے
ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یوں لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے

دف رنگیں نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے
بازار گلی اور کوچوں میں غل شور مچایا ہولی نے
یا سوانگ کہوں یا رنگ کہوں یا حسن بتاؤں ہولی کا
سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھے ٹیکا
ہنس دنیا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا
ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا
دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جو بن پایا ہولی نے
کچھ طبلے کھٹکے تال بجے کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی
کچھ جھڑیں بین ربابوں کی کچھ سارنگی اور چنگ بجی
کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ ڈھمڈھمی 1 اور منہ چنگ بجی
کچھ گھنگرو کھٹکے جھم جھم جھم کچھ گت گت پر آہنگ بجی
ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے
ہر جا گہ تھال گلالوں سے خوش رنگت 2 کی گلکاری ہے
اور ڈھیر عبیروں کے لائے سو عشرت کی تیاری ہے
ہیں راگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے
منہ سرخی سے گلنار ہوے تن کیسر کی سی کیاری ہے
یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے
پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی اور ہر دم رنگ افشانی ہے
ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں پچکاریوں کی رخشانی 3 ہے
کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھہری کھینچا تانی ہے
کہیں لٹیاں جھمکتی رنگ بھری کہیں جوتا کیچڑ پانی ہے
ہر چار طرف خوشحالی کا یہ جوش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی سے آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں
رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ آگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام جھلکتے ہیں
کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں
یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پریرو پیاروں کی ہر جانب نوکا جھوکی ہے
کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان ادھر سے روکی ہے
کچھ سینیں 4 ترچھی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ خو کی ہے
کچھ شور اہاہا کا، کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے
یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

معجونوں سے رنگ لال ہوئے کہیں چلنی مے کی پیالی ہے
کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دل شاداں مجھ پر لالی ہے
سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے
کچھ بولی ٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے
ان چرچوں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سر میں رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا آتے ہیں
کر باتیں ہر دم چہل بھری خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں
کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کامنیوں 5 کی گاتے 6 ہیں
کچھ اور طرح کی سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں
ہر آن نظیر اس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

ہولی کی رنگ فشانی سے ہی رنگ یہ کچھ پیراہن کا
جو رنگا رنگ بہاروں میں ہو صحن چمن اور گلشن کا
جس خوبی اور رنگینی سے گلزار کھلے ہیں عالم میں
ہر آن چھڑکو ان جوڑوں سے ہے حسن کچھ ایسا ہی تن کا
لے جام لبالب بھر دینا پھر ساقی کو کچھ دھیان نہیں
یہ ساغر پہونچے دوست تلک یا ہاتھ لپک لے دشمن کا
ہر محفل میں رقاصوں کا کیا سحر دلوں پر کرتا ہے
وہ حسن جتانا گانے کا اور جوش دکھانا جوبن کا
ہے روپ عبیروں کا مہوش اور رنگ گلالوں کا گلگوں
ہیں بھرتے جس میں رنگ نپا ہے رنگ عجب اس برتن کا
اس گلرو نے یوں ہم سے کہا کیا مستی اور مدہوشی ہے
نا دھیان ہمیں کچھ چولی کا نا ہوش تمہیں کچھ دامن کا
جب ہم نے نظیر اس گلرو سے یہ بات کہی ہنس کر اس دم
کیا پوچھے ہے اے رنگ بھری ہے مست مہینا پھاگن کا

(39)

دوالی کا سامان

ہر اک مکاں میں جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھا گیا دوالی کا

کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہے دن بنا دوالی کا

جہاں میں یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے ادھار
کھلونے کھیلوں بتاسوں کا گرم ہے بازار
ہر اک دکاں میں چراغوں کی ہو رہی ہے بہار
سبھوں کو فکر ہے اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیوں کی دکانیں لگا کے حلوائی
پکارتے ہیں کہ لالہ دوالی ہے آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والوں کی ان سے زیادہ بن آئی
گویا انہوں کے واں راج آ گیا دوالی کا

صرف 1 حرام کی کوڑی کا جن کا ہے بیوپار
انہوں نے کھایا ہے اس دن کے واسطے ہی ادھار
کہے ہیں ہنس کے قرض خواہ سے ہر اک اک بار
دوالی آئی ہے سب دے چلائیں گے اے یار
خدا کے فضل سے ہے آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل 2 جواری تھے ان میں تو جان سی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کرو تم ذرا دوالی کا

شکن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے 1 کی
پھر اس سے بڑھ کے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ لگا پھر تو آ دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری
جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری
کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسی کو داؤ پہ لانکی 2 موٹھ نے مارا
کسی کے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگار
کسی کو نرد نے چوپڑ کے کر دیا زارا 3
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آ کے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی جورو کہے ہے پکار دے بھڑوے
بہو کی نوگر ہی 4 بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
جو گھر میں آوے تو سب مل کہے ہیں سو گھڑوے 5
نکل تو یاں سے ترا کام یاں نہیں بھڑوے
خدا نے تجھ کو تو شہدا کی دوالی کا

وہ اس کے جھونٹے پکڑ کر کہے ہے ماروں گا
ترا جو گہنا ہے سب تار تار اتاروں گا

حویلی اپنی تو اک داؤ پر میں ہاروں گا
یہ سب تو ہارا ہوں خندی تجھے بھی ہاروں گا
چڑھا ہے مجھ کو بھی اب تو نشا دوالی کا

تجھے خبر نہیں خندی یہ لت وہ پیاری ہے
کسی زمانے میں آگے ہوا جو جواری ہے
تو اس نے جورو کی نتھ اور ازار اتاری ہے
ازار کیا ہے کہ جورو تلک بھی ہاری ہے
سنا یہ تو نے نہیں ماجرا دوالی کا

جہاں میں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے
تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
جو ہارے ان پہ خرابی کی فیر ہوتی ہے
اور ان میں آن کے جن جن کی خیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے ان کے دیا دوالی کا

یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹ ان کا جانیو یارو
نصیحتیں ہیں انہیں دل میں ٹھانیو یارو
جہاں کو جاؤ یہ قصہ بکھانیو یارو
جو جواری ہو نہ برا اس کا مانیو یارو
نظیر آپ بھی ہے جواریا دوالی کا

دوستو کیا کیا دیوالی میں نشاط و عیش ہے
سب مہیا ہے جو اس ہنگام کے شایان ہے شے
اس طرح ہیں کوچہ و بازار پر نقش و نگار
ہو عیاں حسن نگارستاں کی جن سے خوب رے
گرمجوشی اپنی باجام چراغاں لطف سے
کیا ہی روشن کر رہی ہے ہر طرف روغن کی مے
مائل سیر چراغاں نخل ہر جا دمبدم
حاصل نظارہ حسن شمع رو یاں پے بہ پے
عاشقاں کہتے ہیں معشوقوں سے با عجز و نیاز
ہے اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہیں روپے
گر مکرر عرض کرتے ہیں تو کہتے ہیں وہ شوخ
ہم سے لیتے ہو میاں تکرار و حجت تا بکے
کہتے ہیں اہل قمار آپس میں گرم اختلاط
ہم تو ڈب میں سو روپے رکھتے ہیں تم رکھتے ہو کے
جیت کا پڑتا ہے جس کا دانوں وہ کہتا ہے یوں
سوے دست راست ہے میرے کوئی فرخندہ پے
ہے دسہرے میں بھی یوں گو فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزی تر تیوہار کے

چلی آتی ہے اب تو ہر کہیں بازار کی راکھی
سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی
بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی
سلونوں میں عجب رنگیں ہے اس دلدار کی راکھی
نہ پہونچے ایک گل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیاں ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی
جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی
تماش اہے اہاہا! غنیمت ہے یہ عالم بھی
اٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لیں ہم بھی
تمہاری موتیوں کی اور زری کے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونوں کی بہار اب تو
ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو
ہوس جو دل میں گزرے ہے کہوں کیا آہ میں تم کو
یہی آتا ہے جی میں بن کے باہمن آج تو یارو
میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوباں کو تو راکھی سے
ولیکن تم سے اب جان اور کچھ راکھی کے گل پھولے
دوانی بلبلیں ہوں دیکھ گل چننے لگیں تنکے
تمہارے ہاتھ نے منہدی نے انگشتوں نے ناخن نے
گلستاں کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اٹھتے ہیں گل راکھی جو ہلتے ہیں
کلیجے دیکھنے والوں کے کیا کیا آہ! چھلتے ہیں

کہاں نازک یہ پہونچے اور کہاں یہ رنگ ملتے ہیں
چمن میں شاخ پر کب اس طرح کے پھول کھلتے ہیں
جو کچھ خوبی میں ہے اس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھریں ہیں راکھیاں باندھے جو ہر دم حسن کے مارے
تو ان کی راکھیوں کو دیکھ اے جاں چاؤ کے تارے
پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اپر بارے
نظیر آیا ہے بامھن بن کے راکھی باندھنے پیارے
بندھا لو اس سے تم ہنس کر اب اس تیوہار کی راکھی

(42)

شہر اکبرآباد

شہر مکاں میں اب جو ملا ہے مجھے مکاں
کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کروں بیاں
دیکھی ہیں آگرے میں بہت ہم نے کوبیاں
ہر وقت اس میں شاد رہے ہیں جہاں تہاں
رکھیو الٰہی اس کو تو آباد جاوداں

ہر صبح اس کی رکھتی ہے وہ نور گستری
شرمندہ جس کو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری
لیلیٰ کی جعد کر نہ سکے جس کی ہم سری

دن روے مہر طلعت و شب زلف مہوشاں

باغات پر بہار، عمارات پر نگار
بازار وہ کہ جس پہ چمن دل سے ہو نثار
محبوب دل فریب گل اندام و گلعذار
گلیاں کہیں ہیں آپ کو گلزار پر بہار
کوچے کہیں ہیں اپنے تئیں صحن گلستاں

آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کہے
دیکھو جدھر ادھر گل عشرت ہیں کھل رہے
ادھر کو قہقہے ہیں تو ادھر کو چہچہے
اشجار باغ و شہر وہ سرسبز لہلہے
سبزی کو جن کی دیکھ کے حیراں ہو آسماں

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ آوے بن نہ بات
شہد ان پہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہوں دن اور رات
رہتے ہیں ان کے وصف میں ہر دم شکر فشاں

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
لاکھوں بہاریں رکھتی ہے ایک ایک جس کی لہر
کوئی نہاوے اور کوئی منھ دھووے شاد بہر
اس پر ہجوم رکھتے ہیں یوں ساکنان شہر
شمشاد سرو ہوتے ہیں جوں نہرو پر عیاں

گریاں کے پیرنے کا کروں وصف میں رقم

تو بحر صفحہ بیچ لگے پیر نے قلم
پیرے ہیں اس روش کی بہاروں سے ہو بہم
سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم کے دم بدم
آ جاتے ہیں نظر وہیں دریا کے درمیاں
اہل ثنا جو کرتے ہیں سو سو طرح ثنا
لہریں نشاط و عیش کی اٹھتی ہیں دل میں آ
ملتا نہیں کنار کچھ عشرت کے بحر کا
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکراں
یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہیں ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدحام 1
ہر طور دل رہے ہے خوش اور طبع شاد کام
میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
بستار ہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنھیا جی کی راس 1

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے
ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا ہجوم آس پاس ہے

بزم طرب ہے عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں 2 کا یہی مکھ 3 بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ متقیش اور زری
بجتے ہیں تال گھنگرو و مردنگ و خنجری
سکھیاں پھرے ہیں ایسی کہ جوں حور اور پری
سن سن کے اس ہجوم میں موہن 4 کی بانسری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم سے جو تماشے کو گلبدن
گویا کہ کھل رہے ہیں گلوں کے چمن چمن
کرتے ہیں نرت 5 کنج بہاری بصد برن 6
اور گھنگروؤں کی سن کے صدائیں چھنن چھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہیں آسماں تئیں مردنگ کی گمک
آواز گھنگروؤں کی قیامت جھنک جھنک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ 7 کی ہر اک جھلک
ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم للک للک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچیں ہیں ہاتھ جوڑ
پھرتے ہیں اس مزے سے کہ لیتے ہیں دل مڑوڑ
آ کر کسی کو پکڑے ہیں دیں ہیں کسی کو چھوڑ
یہ دیکھ دیکھ کسی کا آپس میں جوڑ جوڑ
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ناچیں ہیں اس بہار سے بن ٹھن کے نند لال
سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تن میں لال
ہنستے ہیں چھیڑتے ہیں ہر اک کو دکھا جمال
سکھیوں کے ساتھ دیکھ کے یہ کانھ جی کا حال
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جی کا جو دیکھو عجب انوپ 8
اور ان کے ساتھ چمکے ہے سب گوپیوں کا روپ
مہتابیاں چھٹیں ہیں گویا کھل رہی ہے دھوپ
اس روشنی میں دیکھ کے وہ روپ اور سروپ 9
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہیں ساتھ ان کے گوپیاں
ہیں ان میں رادھا 1 ایسی کہ تاروں میں چندرماں 2
کرتی ہیں کشن جی سے ہر اک آن آن ہاں
آپس میں ان کے رمز و اشارات کر کے دھیان

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے
اس شہر میں نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال میں اپنے بغیر مے
شب کو گیا تھا راس میں کچھ کر کے راہ طے
جا کر جو دیکھتا ہے تو واں سچ ہے کر کے جے!
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

(44)

آگرے کی تیراکی

جب 3 پیرنے کی رت میں دلدار پیرتے ہیں
عاشق بھی ساتھ ان کے غمخوار پیرتے ہیں
بھولے سیانے نادان ہشیار پیرتے ہیں
پیر و جواں و لڑکے عیار پیرتے ہیں
ادنیٰ غریب مفلس زردار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں
جھرنے سے لے کے یارو سجان کا تانبالہ
چھتری سے برج خونی وارا کا چونترا کیا
مہتاب باغ سید تیلی قلعہ و روضا

نل شور کی بہاریں انبوہ سیر چرچا
ہر اک مکاں میں ہو کر ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کای کیا اے یار پیرتے ہیں
باغ حکیم اور جوشیو داس کا چمن ہے
ان میں جگہ جگہ پر مجلس ہے انجمن ہے
میوہ مٹھائی کھاتے اور ناچ دل لگن ہے
کچھ پیرنے کی دھویں کچھ عیش کا چلن ہے
ہر اک مکاں میں ہو کر ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں
برسات میں جو آ کر چڑھتا ہے خوب دریا
ہر جا کھڑی 4 و چادر بند اور ناند چکوا
مینڈا بھنور اچھالن چکر سمیٹ مالا
مینڈا گھمیر تختہ کسی بچھاڑ کرا
واں بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں
تربینی میں اہاہا ہوتی ہیں کیا بہاریں
خلقت کے ٹھٹھ ہزاروں پیر اک کی قطاریں
پیریں نہاویں اچھلیں کودیں لڑیں پکاریں
کتے وہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہاتھ ماریں
کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

جمنا کے پاٹ گویا صحن چمن ہے بارے
پیراک اس میں پیریں جیسے کہ چاند تارے
منھ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے
پریوں سے بھر رہے ہیں منجدھار اور کنارے
کچھ وار پیرتے ہیں کچھ پار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

کتنے کھڑے ہیں پیریں اپنا دکھا کے سینہ
سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جوں نگینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا
سردوں کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا
دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

جاتے ہیں ان میں کتنے پانی پہ صاف سوتے
کتنوں کے ہاتھ پنجرے کتنوں کے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے
حقوں کا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے
سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

کچھ ناچ کی بہاریں پانی کے کچھ لتاڑے
دریا میں مچ رہے ہیں اندر کے سو اکھاڑے
لبریز گلرخوں سے دونوں طرف کڑاڑے 1
بجرے و ناؤ چپو ڈونگے بنے نواڑے

ان جمگھٹوں سے ہو کر سرشار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

ناؤں میں وہ جو گلرو ناچوں میں چھک رہے ہیں
جوڑے بدن میں رنگیں گہنے بھبک رہے ہیں
تانیں ہوا میں اڑتیں طبلے کھڑک رہے ہیں
عیش و طرب کی دھومیں پانی چھپک رہے ہیں
سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

ہر آن بولتے ہیں ''سید کبیر کی جے!''
پھر اس کے بعد ''اپنے استاد پیر کی جے!''
مور 2 و مکت کنھیا جمنا کے تیر 3 کی جے!
پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے!
ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

کیا کیا نظیر یاں کے ہیں پیرنے کے بانی
ہے جن کے پیرنے کی ملکوں میں آن مانی
استاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی
سب خوش رہیں ہے جب تک جمنا کے بیچ پانی
کیا کیا ہنس خوشی سے ہر بار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

شہر آگرہ

(45)

رکھتا ہے گو قدیم سے بنیاد آگرہ
اکبر کے نام سے ہوا آباد آگرہ

یاں کے کھنڈر نہ اور جگہ کی عمارتیں
یارو عجب مقام ہے دل شاد آگرہ

شداد زر لگا نہ بناتا بہشت کو
گر جانتا کہ ہووے گا آباد آگرہ

توڑے کوئی قلعے کو کوئی لوٹے شہر کو
اب کس سے اپنی مانگے بھلا داد آگرہ

اب تو ذرا سا گاؤں ہے بیٹی نہ دے اسے
لگتا تھا ورنہ چین کا داماد آگرہ

ایک بارگی تو اب مجھے یا رب تو پھر بسا
کرتا ہے اب خدا سے یہ فریاد آگرہ

ایک خوبرو نہیں ہے یہاں ورنہ ایک دن
تھا رشک حسن بلخ و نوشاد آگرہ

ہرگز وطن کی یاد نہ آوے اسے کبھی
جو کر کے اپنی جاں کو کرے شاد آگرہ

اس میں سدا خوشی سے رہا ہے ترا نظیر
یا رب ہمیشہ رکھیو تو آباد آگرہ

بلدیو 1 جی کا میلا

ترجیع بند

کیا وہ دلبر کوئی نویلا 2 ہے
ناتھ 3 ہے اور کہیں وہ چیلا 4 ہے
موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
بھیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
شہری قصابی اور گنویلا 5 ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتوں کا ریلا ہے
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہیں یار اور کہیں اغیار
کہیں عاشق ہے اور کہیں دلدار
کہیں بستی ہے اور کہیں گلزار
کہیں جنگل ہے اور کہیں بازار
وہی بھگتی 6 ہے اور وہی اوتار 7

اس کی لیلائیں کس سے ہوں اظہار
آپ آتا ہے دیکھنے وک بہار
آپ کہتا ہے یوں پکار پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
ہے کہیں رام 1 اور کہیں لچھمن
کہیں کچھ مچھ ہے اور کہیں راون
کہیں بارا کہیں مدن موہن
کہیں بلدیو اور کہیں سیکشن
سب سروپوں میں ہیں اسی کے جتن
کہیں نرسنگھ ہے وہ نارائن
کہیں نکلا ہے سیر کو بن 2 بن
کہیں کہتا پھرے ہے یوں بن بن
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
آج میلے کا یاں جو ہے سامان
آئے ہیں دور دور سے انسان
کوئی درشن 3 کوئی دعائیں مان
سب کی ہوتی ہیں مشکیں آسان
ہر طرف کھل رہے ہیں کل ریحان
ہار بدھی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دکان دکان

اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حسن کی پکاریں ہیں

دل ربا سو برن 4 سنواریں ہیں

اک طرف نوبتیں جھنکاریں ہیں

جھانجھ مردنگ راس دھاریں ہیں

کہیں عاشق نظارے ماریں ہیں

سو نگاہوں کی جیت ہاریں ہیں

سیر ہے دید ہے بہاریں ہیں

کر کے جے جے یہی پکاریں ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

اتنے لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہیں آ

جو کہ تل دھرنے کی نہیں ہے جا

لے کے مندر سے دو دو کوس لگا

باغ و بن بھر رہے ہیں سب ہر جا

ہیں ہزاروں بساطی اور سودا

لاکھوں بکتے ہیں گہنے اور مالا

بھیڑ انبوہ اور دھرم دھکا

جس طرف دیکھیے اہا ہا ہا!

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ اڈے ہیں خلقتوں کے دل
جا بجا بھر رہے ہیں جر 6 جنگل
چوک بازار اور فوج دنگل
جنگلوں میں ہیں مچ رہے منگل
کوئی انبوہ میں رہا ہے کچل
کوئی دھکوں میں کر رہا مل دل
کتنے کرتے ہیں جست کود اچھل
کتنے کہتے ہیں مور چھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہیں ہزاروں ہی جنس کے ہٹے 1
موتی مونگا اور آرسی بٹے 2
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے 3
کولے نارنگی سنگترے کھٹے 4
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے 5
کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے چٹے 6
پر ہیں مندر کے کوٹھے اور اٹے 7
بوڑھے لڑکے جوان اور کٹے 8

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چاروں طرف کے آتے ہیں

آ کے عیش و طرب مناتے ہیں
دل سے سب درشنوں کو جاتے ہیں
اپنے دل کی مراد پاتے ہیں
جانجھ مردنگ دف بجاتے ہیں
راس 9 منڈل بھجن سناتے ہیں
دل میں پھولے نہیں سماتے ہیں
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
ہر طرف گلبدن رنگیلے ہیں
نک پلک غنچہ لب سجیلے ہیں
بات کے ترچھے اور کٹیلے 10 ہیں
دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہیں
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہیں
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہیں
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہیں
پیار الفت بہانے حیلے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
خلق آتی ہے سب جڑی جڑی 11
چیز رکھتے ہیں باندھ کر جکڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی

دوڑیو چور لے چلا گٹھڑی
جیب کتری کہیں گئی پکڑی
کہیں لوٹی دکان اور ہٹڑی 2 1
چور کی تاک سے کہیں پکڑی
سو تماشے ہنسی خوشی پھکڑی 3 1

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنیں ہیں وہ سانوری گوری
جن کی نازک ہر اک پری پوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری
دل کو چھپنے ہیں سب برازوری
دھوم ناز و ادا جھکا 4 1 جھوری
برج میں جیسے مچ رہی ہوری
گھونگھٹوں میں ہیں کر رہی چوری
چوری کیسی کہ صاف سر زوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کند پر ہی نہان ہوتے ہیں
جس میں گنگا برن کے سوتے ہیں
پانی لے ہاتھ منھ کو دھوتے ہیں
کتنے کنٹھی کھڑے پروتے ہیں
کتنے جا کر بنوں میں سوتے ہیں

بندروں میں چنوں کو بوتے ہیں
ان بہاروں میں ہوش کھوتے ہیں
سو مزے تو تماشے ہوتے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آ کر بہانے اور مس 1 سے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
ہوتے ہیں آملاپ جس تس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہیں رس 2 سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کون چلائے پوچھے کس سے
کہنی بازو میں لگ رہے گھسے
اور دھکا پیل اور گھماں گھسے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑاکے ہیں
گھنگرو اور تال کے جھناکے ہیں
نقلیں قصے کہانی ساکے 3 ہیں
کھنڈ 4 دہرے کبت کتھا کے ہیں
کہیں آغوش کے لپاکے 5 ہیں
کہیں بوسوں کے سو جھپاکے ہیں
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہیں

تس پہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا ہے سب سے اعلا

اس کا گنبد ہے عالم بالا

ہو رہا جھانکیوں 6 کا اجیالا

پردے جیسے ہیں چاند پر ہالا

ہے کوئی درشنوں کا متوالا

کوئی جپتا ہے دھیان میں مالا

کوئی ڈنڈوتیں کر رہا لالا

کوئی جے جے کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر میں آپ وہ لالن 7

ہر گھڑی میں بدل رہے ہیں برن

نئی پوشاک اور نئے بھوجن

نئی جھانکی ہے اور نئے درشن

آرتی 8 کی کہیں مچی ٹھن ٹھن

کہیں گھنٹوں کی ہو رہی چھن چھن

تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن

خاص پرشاد 9 مصری اور ماکھن 10

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
کچھ وہ پتلی کمر وہ لمبے بال
آنکھوں میں حسن کے نشے رنگ لال
مصری ماکھن کے ہاتھوں اوپر تھال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن و جمال
مالنوں کا زیادہ ان سے کمال
ڈال دیں ہار کا گلے میں جال
بدھی ہو کر لیں صاف دل کو نکال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آتے ہیں راجہ اور رانی
اور لاکھوں میں رانی اور نانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
اور ہجوموں کی لاکھ طغیانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی
کچھ نہیں مول تول کیا مانی
پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

کتنے کچے ہیں کتنے پکے ہیں

اونگے 1 منھ اور اچھال چھکے ہیں
چور نٹ کھٹ ہیں اور اچکے ہیں
دودھ کھویا ملائی چکے ہیں
بھیڑ انبوہ اور بھڑگے ہیں
دھوم دھونسوں کی اور دھڑکے ہیں
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈھکے 2 ہیں
سو تماشے ہیں سو جھمکے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار 3
اپنا سب گرم کر رہے بازار
چوڑی بنگڑی 4 کی اک طرف جھنکار
نوگرھی پوتھ انگوٹھی چھلے ہار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
جس گنواری کو چلیے دھکا مار
گر کے دے گالی یوں کہے ہے پکار
کیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی لیوے ہے کوئی دیوے ہے پھیر
کوئی کمھاری کے کر رہا ہتھ پھیر

کوئی کاچھن 5 کے چن رہا ہے بیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا ہے منھ پھیر
کوئی نیے کو مارتا ہے سیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر
اٹھی پاٹھی ہے شور نل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سینکڑوں رنگ رنگ کی جھڑیاں
پھول گیندوں کے ہار کی لڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں کھلتی ہیں دل کی گل جھڑیاں 1
کہیں الفت سے انکھڑیاں لڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
عیش عشرت کی لٹ رہیں دھڑیاں
دل موٹھیں منگوچھی اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اس قدر ٹھٹھ ہو
راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا پھر دو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے سو
بیٹھے کہتے ہیں کھا کے دھکوں کو

جے مہاراج! رام رام بھجو
اور گنور دل پکار کر ہو ہو!
اب تو لٹھ وار وہے لگانے کو
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے
کیا مچی ہے بہار جے بلدیو!
عیش کے کاروبار جے بلدیو!
دھوم لیل و نہار جے بلدیو!
ہر کہیں آشکار جے بلدیو!
ہر زباں پر ہزار جے بلدیو!
دم بدم یادگار جے بلدیو!
کہہ نظیر اب پکار جے بلدیو!
سب کہو ایک بار جے بلدیو!
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(47)

حضرت سلیمؒ چشتی کا عرس

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا
ذکر کیاں یاں گنہ کی زشتی کا

بحر ہے عارفوں کی کشتی کا
فخر ہے حرف سر نوشتی کا
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ
پھول پھولے ہیں فیض کے دلخواہ
دیکھو رضواں بہاریاں کی واہ!
دل میں کہتا ہے دمبدم واللہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے
ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلماں کی روح ترسے ہے
اور اشارہ یہی نظر سے ہے
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

صحن در گہ ہے باغ اور بستاں
اور وہیں زوار سب گل و ریحاں
جی میں سب پھول پھول ہو شاداں
یہی کہتے ہیں ہر گھڑی ہر آں
رشک ہے گلشن بہشتی کا

عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالوں لال
گھر مکاں ہے گلوں سے مالا مال
حسن راگ اور مشائخوں کے حال
بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال
رشک ہے گلشن بہشتی کا

عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا
جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیاں دیکھ وہ بہشت سرا
سب پکاریں ہیں یوں اہاہا!
رشک ہے گلشن بہشتی کا

عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

کتنے درگہ میں فیض اٹھاتے ہیں
کتنے جھرنے میں جا نہاتے ہیں
کتنے نذر و نیاز لاتے ہیں
کتنے خوش ہو یہی سناتے ہیں
رشک ہے گلشن بہشتی کا

عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

عرس درگاہ کے جو دیکھے واہ
اور ہی گل کھلے ہیں خاطر خواہ

بلبلوں کی طرح چہک کر آہ
سب یہ کہہ رہے ہیں کر کے نگاہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

ہے بہم دور دور کا عالم
سبز و سرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جوں گل شبنم
دیکھ سیریں یہ کہتے ہیں ہر دم
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

بھیر انبوہ خلق کی تکثیر
بادشاہ و گدا و میر و وزیر
طفل و پیر و جواں غریب و فقیر
پر سبھوں کی زباں پہ یہ تقریر
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

کتنے واں سیم تن بھی پھرتے ہیں
غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہیں
شوخ گل پیرہن بھی پھرتے ہیں
دل بادل شکن بھی پھرتے ہیں
رشک ہے گلشن بہشتی کا

عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا
کتنے نظروں سے زخمی ہوتے ہیں
کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہیں
کتنے الفت کے تخم بوتے ہیں
کتنے موتی کھڑے پروتے ہیں
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا
جانشیں ہیں جو صاحب مسند
عارف الحق میاں علی احمدؒ
ان کی خوبی نظیر ہے بیحد
سب پکارے ہیں خلق بیحد و عد
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیمؒ چشتی کا

تاج گنج کا روضہ

یارو جو تاج گنج یہاں آشکار ہے
مشہور اس کا نام یہ شہر و دیار ہے
خوبی میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے
روضہ جو اس مکان میں دریا کنار ہے

نقشے میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روئے زمیں پہ یوں تو مکاں خوب ہیں یہاں
پر اس مکاں کی خوبیاں کیا کیا کروں بیاں
سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشاں
ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکاں
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد ہے اس کا زور بلندی سے بہرہ مند
گرد اس کے گمزیاں 1 بھی چمکتی ہوئی ہیں چند
اور وہ کلس جو ہے سر گنبد سے سر بلند
ایسا ہلال اس میں سنہرا ہے دل پسند
ہر ماہ جس کے خم پہ مہ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکاں ہیں جو آس پاس
وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہیں خوش اساس
برسوں تک اس میں رہتے تو ہووے نہ جی اداس
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس
ہوتا ہے شاد اس میں جو کرتا گذار ہے

ہیں بیچ میں مکاں کے وہ دو مرقدیں جو یاں
گرد ان کے جالی اور مجز 1 ہے فشاں
سنگیں گل جو اس میں بنائے ہیں تہ نشاں
پتی کلی سہاگ رگ درنگ ہے عیاں
جو نقش اس میں وہ جواہر نگار ہے

دیواروں پر ہیں سنگ میں نازک عجب نگار

آئینے بھی لگے ہیں محلی ہوتا بدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
ہر گوشے پر کھڑے ہیں جو مینار اس کے چار
چاروں سے طرفہ اوج کی خوبی دو چار ہے

پہلو میں ایک برج بسی کہتے ہیں اسے
آتے نظر ہیں اس سے مکاں دور دور کے
مسجد ہے ایسی جس کی صفت کس سے ہو سکے
پھر اور بھی مکاں ہیں ادھر اور ادھر کھڑے
دروازۂ کلاں بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ایسا ہے دل کشا
آتی ہے حسن میں گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
ہلتی ہیں ڈالیاں سبھی ہر گل ہے جھومتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہیں قرینے سے نسترن
''کو کو'' کرے ہیں قمریاں ہو کر شکر شکن
رابیل سیوتی سے بھرے ہیں چمن چمن
گلنار لالہ و گل و نسرین و نسترن
فوارے چھٹ رہے ہیں رواں جوئبار ہے

وہ تاج دار شاہ جہاں صاحب سریر
بنوایا ہے انہوں نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اس کے یہ ہوتا ہے دل پذیر

تعریف اس مکاں کی میں کیا کیا کروں نظیر
اس کی صفت تو مشتہر روزگار ہے

(49)

کنکوے اور پتنگ کی تعریف

نرجا2

یاں جن دنوں میں ہوتا ہے آنا پتنگ کا
ٹھہرے ہے ہر مکاں میں بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتوں سے منگایا پتنگ کا
کرتا ہے شاد دل کو اڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہوں میں شور مچانا پتنگ کا

اڑنا دوباز 3 کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ
دیکھے تو باز جرے کو ہو اس کی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اس جا کبھی نگاہ
بحری کہی 4 بھی دیکھ یہ کہتی ہیں ''واہ واہ!''
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اڑاتا ہے للپرا 1
بلبل سمجھ کے گل جسے وجاوے بتا!
گھائل کے اڑنے کی بھی صفت اب کہوں میں کیا

گھائل جو عشق کے ہیں یہ کہتے ہیں برملا
ہے دل میں خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اڑنا لنگوٹیے 2 کا ہے ایسا کچھ ارجند
گوشے سے جس کو دیکھنے آوے لنگوٹ بند
اور چاند 3 تارے کی بھی چمک چان سے دو چند
اڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اس قدر بلند
اکھڑے تو پھر فلک پہ ہو پانا پتنگ کا

بگلے 4 کے اڑنے میں بھی وہ خوبی ہے آشکار
مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جس کو بے قرار
پنے 5 کے مول کا بھی دوپٹا ہے خوش نگار
دھیڑ بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل پن اس قدر ہے جتانا پتنگ کا

اڑنا گلہریے کا بھی میں کیا کروں بیاں
دیکھیں درخت پر جسے چڑھ کر گلہریاں
اور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن باں
حیراں ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخاں
پھر کس طرح نہ دل ہو دوانا پتنگ کا

اڑتا ہے اس طریق سے وہ ہے جو مانگ دار
ہوتا ہے جس پہ گوہر دل دیکھ کر نثار
خربوزیے کی کانپ کما جھکنا یہ لال دار
اور پینڈی 6 پان کی بھی کچھ اس طور کی بہار
گویا ہوا میں گل ہے کھلانا پتنگ کا

جمنا بھی اپنی دیتا ہے جس وقت خوبی کھول
نکلے ہیں ''واہ واہ!'' کے ہر اک زباں سے بول
اور ہے دو کونیے کی بھی اک اک ادا ہول 7
اڑتا ہے کلسرے میں بھی شیرازیوں کا غول
جیدھر ہے نوک جھوک دکھانا پتنگ کا

چپ کے بھی وصف کرنے میں چپکا رہوں میں کیا
شرمندہ ہو کبوتر چپ جس سے دائما
غائب ہے ککڑی اڑنے پہ ککڑی کا مرتبا
چوکنی چنچلیں ہوں اڑے جب کہ چوگھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اڑتے ہیں اس ہجوم سے کنکوے چمچکے
کوا پکڑنے سے گویا کوے ہیں اڑ رہے
چھوٹی بھی تکل 8 ایسی کہ نخ سے فقط اڑے
جھجاؤ ہیں منڈھاؤ میں کچھ اس قدر بڑے
لازم ہے گر کہیں انہیں نانا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہیں جس وقت کج کلاہ
باہیں دراز کرتے ہیں لب جھپ سے خواہ مخواہ
یہ شکل دیکھ کر کوئی کہتا ہے واہ واہ!
اب اس طرف لڑے گا بھلا کا ہے کو نگاہ
دل میں تو کھپ رہا ہے لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر 9 پھار کے تکل جو اپنی واں
کہتا ہے کوئی ان سے خبردار ہو میاں

اب پیچ پڑنے کو ہیں نہ دے اتنی ٹھمکیاں 10
گھبرا کے کنے اس کے نہ پھنسنے دو میری جاں
اچھا نہیں ہے مفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھیو
رہ رہ اسی طرح سے نہ اب دیجئے ڈھیل کو
پہلے تو یوں قدم کے تئیں اور میاں رکھو
پھر ایک رگڑا وے کے ابھی اس کو کاٹ دو
ہے گا اسی میں فتح کا پانا پتنگ کا

کتنا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اسے
دو دو ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے
جب اس طرح کی سیر بھلا آن کر پڑے
پھر سوچیے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر
ہوتے ہیں دیکھ شاد جسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو دوڑ میں اسیر
خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا میاں نظیر
ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

شہرآشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند
رہتی ہے طبع سوچ میں لیل و نہار بند
دریا سخن کی فکر کا ہے موجدار بند
ہو کس طرح نہ منھ میں زباں بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی
کوٹھے کی چھت نہیں ہے یہ چھائی ہے مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی
ہر گھر میں اس گھر سے بھر آئی ہے مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہی جوں ایک بار بند 1

کڑیاں جو سال 2 کی تھیں بکیں وہ تو اگلے سال
لاچار قرض و دام سے چھپر لیے ہیں ڈال
پھوس اور ٹھیرے اس کے ہیں جوں سر کے بکھرے بال
اس بکھرے پھوس سے ہے یہ ان چھپروں کا حال
گویا کہ ان کے بھول گئے ہیں چمار بند 3

دنیا میں اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست
اور بے زری میں گھر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست

مفلس جو مفلسی میں کرے گھر کا بندوبست
مکڑی کے تار کا ہے وہ نا استوار بند
کپڑا نہ گٹھڑی بیچ نہ تھیلی میں زر رہا
خطرہ نہ چور کا نہ اچکے کا ڈر رہا
رہنے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا
کھٹکھار جاگنے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور 4 و چکار بند
اب آگرے میں جتنے ہیں سب لوگ ہیں تباہ
آتا نظر کسی کا نہیں ایک دم نباہ
مانگو عزیزو ایسے برے وقت سے پناہ
وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب میں آہ
کسب و ہنر کے یاد ہیں جن کو ہزار بند
صراف، بنیے، جوہری اور سیٹھ، ساہوکار
دیتے تھے سب کو نقد، سو کھاتے ہیں اب ادھار
بازار میں اڑے ہے پڑی خاک بے شمار
بیٹھے ہیں یوں دکانوں میں اپنے دکاندار
جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند
سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح
بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح
دکھیا کو فائدہ نہ پسنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا کار بند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار
اور جتنے پیشہ دار ہیں روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لہار تو پیٹے ہے سر سنار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشے والوں کا ہے کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب دبک گئے
اور ریشمی قوام بھی یک سر چپک گئے
زردار اٹھ گئے تو پٹے 3 سرک گئے
چلنے سے کام تار کشوں کے بھی تھک گئے
کیا بال ستلی کھینچیں جو ہو جائے تار بند

بیٹھے بساطی 2 راہ میں تنکے سے چنتے ہیں
جلتے ہیں نان بائی تو بھڑ بھونجے بھنتے ہیں
ڈھینے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں
روتے ہیں وہ جو مشروع و دارائی بنتے ہیں
اور وہ تو مر گئے جو بنیں تھے ازار بند 4

لوٹیں ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار
بیوپاری آتے جاتے نہیں ڈر سے زینہار
کوتوال 5 رووِیں خاک اڑاتے ہیں چوکیدار
ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے یار
ناویں ہیں گھات گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمانگروں 6 کے اپر پیچ و تاب ہیں
صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں

مرتے ہیں مینا ساز مصور کباب ہیں
نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

بچپن تھے وہ جو گوندھکے پھولوں کی بدھی ہار
مرجھا رہی ہے دل کی کلی جی ہے داغدار
جب آدھی رات تک نہ بکی جنس آبدار
لاچار پھر وہ ٹوکری اپنی زمیں پہ مار
جاتے ہیں کر دکان کو آخر وہ ہار بند

حجام پر بھی یاں تئیں ہے مفلسی کا زور
پیسا کہاں جو سان پہ ہو استروں کا شور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اس کی پور پور
کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور 7
یاں تک ہے استرے و نہرنی کی دھار بند

ڈیرو 1 بجا کے وہ اتارے ہیں زہر مار
آپ ہی وہ کھیلتے ہیں ہلا سر زمیں پہ مار
منتر تو جب چلے کہ جو ہو پیٹ کا ادھار 2
جب مفلسی کا سانپ ہو ان کے گلے کا ہار
کیا خاک پھر وہ باندھیں کہیں جا کے مار بند

بے روزگاریوں نے دیے ایسے ہوش کھو
روٹی نہ پیٹ میں ہو تو + + 3 + کہاں سے ہو
دیکھے نہ کوئی ناچ نہ + + + کی سونگھے بو
یاں تک تو مفلسی ہے کہ + + + کا رات کو

دو دو مہینوں تک نہیں کھلتا ازار بند

اگر + + + نوچی ہے کسی کی رشک ماہ
کہتی ہے اس کی نائیکا بھر بھر کے سرد آہ
کوئی سوا روپی پہ رکھے اس کو خواہ مخواہ
یا رب تو جلد کھول دے روزی کی اس کی راہ
مت کام اس کا رکھ میرے پروردگار بند

وہ + + + بھی مانگے ہے دل میں یہی دعا
یا رب تو میرے موتی کو جلدی سے اب چھدا
کچھ اچھا کھاؤں پہنوں جو ہو زیست کا مزا
کہہ کر یوں آنسو لاتی ہے آنکھوں میں ڈبڈبا
ہوں جب طرح صدف میں در آبدار بند

وہ + + + کہئے کیا ہیں جو اس غم سے ہیں تباہ
کہتی ہیں یوں وہ کر کے فلک کی طرف نگاہ
ایسی ہی اب جو بند رہے گی ہماری راہ
تو گھاس پھوس بڑھ کے کوئی دن کے بیچ آہ
ہو جائے گی لکیر وہ سوراخ دار بند

+ + + بھی دیکھ کمائی کی بندیاں
کونے میں اپنی روزی کو روتی ہیں خندیاں
کہتی ہیں دے کے آہ جگر کو بلندیاں
مرتی ہیں یا الٰہی تری گندی بندیاں
ہوئے ہمارے + + + یار بند

+ + + جو + + + کنے شب کے وقت آئے

غالب ہے یہ کہ دیکھ وہ + + + کو بھاگ جائے
+ + + پہ ہاتھ پھیرے نہ بوسے کو منھ جھکائے
دم مارنے کی بات نہیں، کیا کہوں میں ہائے
+ + + کا بھی کار ہوا نابکار بند

لذت ہے جن کو حسن کے نقش و نگار سے
محبوب ہیں جو غنچہ دہن گل عذار سے
آویں اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے
کوئی نہ دیکھے ان کو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلوں کے ہو گئے آپس میں کار بند

پھرتے ہیں نوکری کو جو بن کر رسال دار
گھوڑے کی ہے لگام نہ اونٹوں کی ہے مہار
کپڑا نہ لتا پال 4 نہ پر تل 5 نہ بوجھ بھار
یوں ہر مکاں میں آ کے اترتے ہیں سوگوار
جنگل میں جیسے دیتے ہیں لا کر اتار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج اے خدا
اب تو ہمارا کام 6 تھکا بھیج اے خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج اے خدا
لے جان اب ہماری تو یا بھیج اے خدا
کیوں روزی یوں ہے کی مرے پروردگار بند؟

محنت سے ہاتھ پاؤں کی کوڑی نہ ہاتھ آئے
بیکار کب تلک کوئی قرض و ادھار کھائے؟
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے

آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمیں تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نہ کرے کاروبار بند

آمد نہ خادموں کے تئیں مقبروں کے بیچ
بامن بھی سر ٹپکتے ہیں سب مندروں کی بیچ
عاجز ہیں علم والے بھی سب مدرسوں کے بیچ
حیران ہیں پیرزادے بھی اپنے گھروں کے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہیں تباہ
جس گھر میں جا سوال وہ کرتے ہیں خواہ مخواہ
بھوکے ہیں کچھ بھجائیو بابا خدا کی راہ
واں سے صدا یہ آتی ہے ''پھر مانگو'' جب تو آہ
کرتے ہیں ہونٹھ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے و کیا پیشہ ور نجیب
روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہیں سب غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آشام عنقریب
اٹھتے ہیں سب دکان سے کہہ کر کہ یا نصیب!
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنہیں ہاتھ آتے ہیں
البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض 1 لیتے جاتے ہیں
یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم ہی کھاتے ہیں
سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

دیکھے ہیں بند اپنے جو وہ کاربار کو
سودا سا ہو گیا ہے ہر اک دل فگار کو
یاں تک تو بے حواسی ہے ہر بیقرار کو
جو + + + میں بھول کے دھوتی ازار کو
کھولے ہے انگرکھے کے کھڑا بار بار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اس وقت سے پناہ؟
محتاج ہو جو پھرنے لگے در بدر سپاہ
یاں تک امیر زادے سپاہی ہوئے تباہ
جن کے جلو میں چلتے تھے ہاتھی و گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہیں اور کے پکڑے شکار 2 بند

ہے جن سپاہیوں کنے 3 بندوق اور سناں
کندے کا ان کے نام نہ چلے کا ہے نشاں
چاندی کے بند تار تو پیتل کے ہیں کہاں؟
لاچار اپنی روزی کا باعث سمجھ کے ہاں
رسی کے ان میں باندھے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھیں
یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھریں
پٹکا جو بکتا آوے تو کیا خاک دے کے لیں
جب پیش قبض بک کے پڑے روٹی پیٹ میں
پھر اس کا کون مول لے وہ لچھے دار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے
دکھن کے تئیں نکل گئے یا پیشتر گئے

ہتھیار بیچ ہو کے گدا گھر بگھر گئے
جب گھوڑے بھالے والے بھی یوں در بدر گئے
پھر کون پوچھے ان کو جو اب ہیں کٹار بند

ایسا سپاہ 1 مرد کا دشمن زمانا ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانا ہے
تنخواہ نہ طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
پیادے دوال 1 بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے؟
در در خراب پھرنے لگے جب نقار بند

جتنے ہیں آج آگرے میں کارخانہ جات
سب پر پڑی ہیں آن کے روزی کی مشکلات
کس کس کے دکھ کو روئیے اور کس کی کہئے بات
روزی کے اب درخت کا ہلتا نہیں ہے پات
ایسی ہوا کچھ آ کے ہوئی ایک بار بند

ہے کون سا وہ دل جسے فرسودگی نہیں؟
وہ گھر نہیں کہ روزی کی نابودگی 3 نہیں
ہرگز کسی کے حال میں بہبودگی نہیں
اب آگرے کے نام کو آسودگی نہیں
کوڑی کے آ کے ایسے ہوئے رہگذار بند

ہیں باغ جتنے یاں کے سو ایسے پڑے ہیں خوار
کانٹے کا ان میں نام نہیں پھول درکنار
سوکھے ہوئے کھڑے ہیں درختان میوہ دار
کیاری میں خاک دھول روش پر اڑے غبار

ایسی خزاں کے ہاتھوں ہوئی ہے بہار بند
دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اجاڑ سا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزا ہرا بھرا
آواز قمریوں کی نہ بلبل کی ہے صدا
نہ حوض میں ہے آب نہ پانی ہے نہر کا
چادر 4 پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند
بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ
پھوٹی حویلیاں ہیں تو ٹوٹی شہر پناہ 5
ہوتا ہے باغباں سے ہر اک باغ کا نباہ
وہ باغ کس طرح نہ لٹے اور نہ اجڑے آہ
جس کا نہ باغباں ہو نہ مالک نہ خار 6 بند
کیوں یارو اس مکاں میں یہ کیسی چلی ہوا؟
جو مفلسی سے ہوش کسی کا نہیں بجا
جو ہے سو اس ہوا میں دوانہ سا ہو رہا
سودا ہوا مزاج زمانے کو یا خدا
تو ہے حکیم کھول دے اب اس کے چار 7 بند
ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر
ہو آگرے کی خلق پہ پھر مہر کی نظر
سب کھاویں پیویں یاد رکھیں اپنے اپنے گھر
اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھل جاویں ایکبار تو سب کاروبار بند
عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے

ملا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو، نظیر کہو آگرے کا ہے

اس واسطے یہ اس نے لکھے پانچ چار 8 بند

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

(51)

کبوتر بازی

ہیں 1 عالم بازی میں جو ممتاز کبوتر
اور شوق کے طائر سے ہیں انبار 2 کبوتر
بھاتے ہیں بہت ہم کو یہ طناز کبوتر
مدت سے جو سمجھیں ہمیں ہمراز کبوتر
پھر ہم سے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر؟

حیوان ہیں گرچہ عجب انداز کے پر ہیں
صورت میں پریوار، تو سیرت میں بشر ہیں
آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں
پرواز میں ہمشہپر عنقائے نظر ہیں
کیا گولے 3 ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چھے پڈری و پدے
چنڈول، اگن، لال، بئے، ابلقے، طوطے
کیا طوطی و مینا و پئی تیتر و شکرے
طائر ہیں غرض بازی اشغال کے جتنے
کی غور تو ہیں سب سے سرافراز کبوتر

ہیں بصرئی، اور کابلی، شیرازی، نساور
چویا چندن و سبز مکھی شستر و اگر
طاؤسی اور کل پوٹیے، نیلے، گلی، تھیٹر
تاروں کے وہ انداز نہیں بام فلک پر
جو کرتے ہیں چھتری کے اپر ناز کبوتر

لٹے ہیں ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے
چیتے ہیں ادھر سیم بری اپنی جتاتے
ہیں جوگیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
پریوں کے پرے دیکھ کے ہیں چرخ میں آتے
جب حلقہ زناں کرتے ہیں پرواز کبوتر

کھیرے و پٹیٹ و چپ و نفتے و مکھڑے
زرچے و گل آنکھ، اور لل آنکھ اودے و زردے
کچھ کابرے تیرے، مسی و توسی و پلکے
پھرتے ہیں ٹھمک چال، سناتے ہیں خوشی سے
کیا کیا وہ غٹرغوں کی خوش آواز کبوتر

سیمابے اور گھاگھرے تنبولیے، پان لال
کچھ اگرئی اور سرمئی اور عنبری اور خال
بھورے، مگسی تانبڑے، ببرے بھی خوش احوال
پھر ہسترے، اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال
کھولے ہیں گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

''کو'' کر کے جدھر کے تئیں چھپی کو ہلاویں
کچھ ہووے غرض پھر وہ اسی سمت کو جاویں

گٹی کو نہ پھڑکاویں تو پھر تہ کو نہ آویں
چھوڑ ان کو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاویں
اپنے تو لڑکپن سے ہیں دمساز کبوتر

(52)

بلبلوں کی لڑائی

ترجیع

کل بلبلیں جو نو دس قابو میں اپنے آئیں
اس میں سے دو پکڑ کر کشتی میں دھر بھڑائیں
یہ شور سن کے خلقت دوڑ آئی دائیں بائیں
کوئی بولا ''واہ حضرت کوئی بولا'' واہ سائیں
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں
دس میں تو دونوں کٹ کٹ لڑتی تھیں گر گے گڈا 1
جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا تگڈا
خلقت بھی آ کے ٹوٹی، چھوڑ اپنا اپنا اڈا
کڑکی کسی کی پسلی، ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں

اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں

تھی تین کی یہ کشتی چوتھی کو اس میں چھوڑا
اس نے تو خم بجا کر تینوں کو دھر جھنجھوڑا
پھر تو یہ پھٹکا آ کر ان کشتیوں کا کوڑا
چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں

اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہم نے پھر فسوں کی
کشتی میں گھڑی بندھ گئی ان چاروں بلبلوں کی
سن سن کے چیخیں ان کی لڑنے میں غرغوں کی
سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھ کے پھونکی
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں

اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سن سن دو چیخیں ان کی چڑیاں جو چوں چوں آئیں
کوے پکارے غاں غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سار و بٹیر مینا چمگادڑیں بھی آئیں
مرغوں نے ککڑوں کوں کی کلکلیاں پھڑپھڑائیں
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں

اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں

چلائے مور سارس اور پھڑ پھڑائے گھگو 1
گد اور چغد دہاڑے اور پھڑپھڑائے الو

کتے بھی بھونکے بھوں بھوں گدڑ پکارتے ہو ہوا!
بھڑوے گدھے بھی رینکے کر اپنی ڈھینچو ڈھینچو 3
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں
جب لے چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر
سب لوگ ہنس کے بولے اسدم دعائیں دے کر
سب میں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر
یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمہیں پر
سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہم نے یارو کل بلبلیں لڑائیں

گلہری کا بچہ

لیے پھرتا ہے یوں تو ہر بشر بچا گلہری کا
ہر اک استاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا
ولیکن ہے ہمارا اس قدر بچا گلہری کا
دکھاویں ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم میں لوٹ جائے دیکھ کر بچا گلہری کا
سفیدی میں وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بن
کہ جیسے گال پر لڑکوں کے چھوٹے زلف کی ناگن

کناری دار پٹا جس میں گھنگرو کر رہے چھن چھن
گلے میں ہنسلی پاؤں میں کڑے اور ناک میں لٹکن
رہا ہے سر بسر گہنے میں بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل میں یہ آیا ایک دن یارو
کہ دیکھے گھر بلا کر عشق بازوں کے ہنر کو وہ
کہا اس نے کہ ''ہاں اس ڈھب کے استادوں کو لے آؤ''
سو نوکر اس کا سب میں ڈھونڈھ چن کر لے گیا ہم کو
نہ تھا ہم پاس اس دم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بری صورت برا حال اور پھٹے کپڑے
بڑھے داڑھی کے بال اور زرد منھ آنکھوں میں آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے
وہ کپڑے گو پھٹے تھے ہم پر اپنے فن میں تھے پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہیں اتنے میں ہم کو اس برے احوال سے دیکھا
کہا اس نے کہ پھنستا ہو گا ان سے کس طرح لڑکا
نظر سے اس کی میں نے جب تو واں اس بات کو تاڑا
کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پگڑی کو ٹٹول اس جا
وہیں ہم نے نکالا ڈھونڈھ کر بچا گلہری کا

کہیں بیٹھا تھا واں اس کا برس بارہ کا اک لڑکا
وہ گورا گد گدا بچا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہیں اس نے وہ بچا آہ یارو اک نظر دیکھا
وہیں لٹو ہو کر بولا ''یہی لوں گا یہی لوں گا''

بٹھا دو جلدی میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا
یہ کہہ کر بیقراری سے وہ لڑکا شوق میں غش ہو
وہیں گھبرا کے آ پہونچا جہاں ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتوں سے مانگنے وہ یہ تو ہم کو دو
وہ باپ اس کا پکارا ہاں نکالو جلدی سے ان کو
غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچا گلہری کا

(54)

ریچھ کا بچہ

کل راہ میں جاتے جو ملا ریچھ کا بچا
لے آئے وہیں ہم بھی اٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتیں کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا
جس وقت بڑھا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا
جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا
تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا من کا جو سونٹا
لوہے کی کڑی جس پہ کھڑکتی تھی سراپا
کاندھے پر چڑھا جھولنا اور ہاتھ میں پیالا
بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا
تھا ریچھ کا بچے پہ وہ گہنا جو سراسر

ہاتھوں میں کڑے سونے کی بجتے تھے جھمک کر
کانوں میں در اور گھنگرو پڑے پاؤں کے اندر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پر زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھمکے وہ جھمکتے تھے پڑے جس پہ کرن پھول
مقیش کی لڑیوں کی پڑی پیٹھ اپر جھول
اور ان کے سوا کتنے بٹھائے تھے جو گل پھول
یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پاؤں کی سدھ بھول
گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھیں سینکڑوں لڑکوں کی پکاریں
اک طرف کو تھیں پیر و جوانوں کی قطاریں
کچھ ہاتھیوں کی قیق [1] اور اونٹوں کی قطاریں
غل شور، مزے، بھیڑ، ٹھٹھ، انبوہ، بہاریں
جب ہم نے کیا لا کے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمہارے تھے وہ بندر
ہم ان سے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہاں چھوڑ دیا بابا انہیں جنگلے [2] کے اندر
جس دن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

مدت میں اب اس بچے کو ہم نے ہے سدھایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اس کو ہے سکھایا
یہ کہہ کے جو ڈھپلی [3] کے تئیں گت پہ بجایا

اس ڈھب سے اسے چوک کے جمگھٹ میں نچایا
جو سب کی نگاہوں میں کھپا ریچھ کا بچا

پھر ناچ کے وہ راگ بھی گایا تو وہاں واہ
پھر کہروا ناچا تو ہر اک بولی زباں واہ!
ہر چار طرف سیتی کہیں پیر و جواں واہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں واہ میاں واہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے میں تھا اس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئیں یاد
ہو کوئی یہ کہتا تھا ''خدا تم کو رکھے شاد''
اور کوئی یہ کہتا تھا ''ارے واہ رے استاد''
تو بھی جیے اور تیرا سدا ریچھ کا بچا

جب ہم نے اٹھا ہاتھ کڑوں کو جو ہلایا
خم ٹھوک پہلواں 1 کی طرح سامنے آیا
لپٹا تو یہ کشتی کا ہنر آن دکھایا
جو چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب شکتی کی ٹھہری تو وہیں سر کو جو جھاڑا
للکارتے ہی اس نے ہمیں ان لتھاڑا
گہہ ہم نے پچھاڑا اسے گہہ اس نے پچھاڑا
اک ڈیڑھ پہر ہو گیا کشتی کا اکھاڑا
گر ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤ میں پیچوں میں جو کشتی میں ہوئی دیر
یوں پڑتے روپے پیسے کہ آندھی میں گویا بیر
سب نقد ہوئے آ کے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر ایک سے اس طرح سے منھ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ، اہاہا!
اس کے تمہیں استاد ہو واللہ، اہاہا!
یہ سحر کیا تم نے تو ناگاہ اہاہا!
کیا کہیے غرض آخرش اے واہ اہاہا!
ایسا تو نہ دیکھا، نہ سنا ریچھ کا بچا

جس دن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہے
جاتے ہیں جدھر کو ادھر ارشاد یہی ہیں
سب کہتے ہیں ''وہ صاحب ایجاد یہی ہیں''
کیا دیکھتے ہو تم کھڑے استاد یہی ہیں
کل چوک میں تھا جن کا لڑا ریچھ کا بچا

(55)

اژدہے کا بچا

بیچے ہے اب تو کوئی بلبل بئے کا بچا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا

مینا، بیا لٹورا، اور ابلتے کا بچا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچا
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے 2 کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

کھاتے تھے ہم تو اس سے آگے پلاؤ قلیا
یارو کبھی سوکھی روٹی یا باجرے کا دلیا
پھرتے ہیں سر پہ رکھ کر چالیس من کی ڈلیا
اب کوئی آگرے میں ایسا نہیں ہے بلیا 3
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اب گاہکی جو کم ہے تو ہے یہ دل میں ٹھانا
اک بچا روز لانا اور روز بیچ کھانا
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ برا زمانا
آج اس کو سر پہ رکھ کر سب شہر ہم نے چھانا
اب بھی بکا تو بہتر، نہیں پھر پڑے گا لانا
ہے اس سے ہماری نت روٹی کا ٹھکانا
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا

ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

ہے ڈر ہم اس کو رکھیں یا پھیر کر لے جاویں
تو کیا ہم آپ کھاویں اور کیا اسے کھلاویں
کچھ بن نہیں ہے آتا یہ دکھ کسے سناویں
جی چاہتا ہے اب تو یہ شہر چھوڑ جاویں

سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا

ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

سو من گیہوں کا ہر دن کھانے کو کہاں 1 سے آوے
اور سو پکھال پانی کب تک کوئی پلاوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف جی میں آوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے نہ جاوے

سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا

ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

روزی کے اب تو ایسے گھر گھر میں ہیں کسالے 2
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہیں لوگ ڈھالے 3
جب تنگ ہووے روزی کون اژدہے کو پالے
اس کی بھی اور ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا

ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

لو دس ہزار تک تو چھونے اسے نہ دیں گے
اتنے روپے تو اس کے اک پر کے ہم نہ لیں گے

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کریں گے
اسی ہزار دے گا تو ہم بھی دے چکیں گے
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا
سب اٹھ گئے ہمارے سے وہ تھے جو لوگ جیسا 4
وہ رہ گئے ہیں جن کے گھر میں نہیں ہے بنسیا
اس بات کو تو عمدہ ہو بھوک 5 کا بلسیا
جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا 6
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا
آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا
سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا
سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام 7 داتا
سب بیچتے ہیں آ کر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

بیا

اب ہاتھ پر مرے جو نمودار ہے بیا

زردی میں اپنے رنگ کی زردار ہے بیا
خوباں کے دیکھنے کا طلب گار ہے بیا
عاشق دلوں کی گرمی بازار ہے بیا
جتنے بیا ہیں، سب میں یہ سردار ہے بیا

جس دن سے میرے ہاتھ یہ عیار ہے لگا
کیا کیا پری رخوں کی بہاریں ہیں دی دکھا
کوڑی کبھی اٹھا، کبھی منہدی اتار لا
پیٹی سے اس کی یارو یہ ڈورا نہیں بندھا
لڑکوں کی الفتوں میں گرفتار ہے بیا

کرنے کو دید جس سے لیا ہے یہ ہم نے مول
پھرتے ہیں ساتھ تب سے کئی دلبروں کے غول
چھلا انگوٹھی لاتا ہے ہر دم گرہ سے کھول
پانی کنویں سے کھینچے ہے کر پوستوں کے ڈول
ایسا ہنر میں اپنے نمودار ہے بیا

گر یہ تماشے پر کبھی اپنے اتر پڑے
لڑکے امیروں کے پھریں ایدھر ادھر پڑے
پر مجھ کو یہ یقیں ہے اگر ٹک نظر پڑے
ہاتھی سے بادشہ کا بھی لڑکا اتر پڑے
ایسا ہمارے پاس یہ تیار ہے بیا

آگے ہمارے پاس تھا بچا گلہری کا
طوطا، بٹیٹی، اور تھا بگلا سدھا ہوا
ان کو تو ہائے چور کوئی لے گیا چرا!

اب اس کا ہے ہمارے تئیں، یارو، آسرا
اس بے کسی میں اب تو مددگار ہے بیا

گر یہ ہمارے پاس نہ ہوتا تو او میاں
پوچھے تھا کون ہم سے غریبوں کی بات یاں
اس درد و غم میں حق کے سوا اب تو اس مکاں
اپنا نہ کوئی دوست، نہ مشفق، نہ مہرباں
گر ہے تو اب جہاں میں یہی یار ہے بیا

لڑکا جو کوئی شوخ ہٹیلا ہو اچپلا
پھنستا نہ ہو کسی نے کسی جال میں جو آ
یارو یہ وہ بیا ہے، ویا جس گھڑی دکھا
بس دیکھتے ہے آن میں لٹو ہو آ ملا
کافر یہ اس طرح کا جھمک وار ہے بیا

کرتا ہے آ کے بندی و ٹیکی پہ جب یہ چوٹ
بالوں کی لٹ دکھاؤ تو لاوے وہیں کھسوٹ
بوڑھوں کا دل تماشے میں ہوتا ہے جس کے لوٹ
لڑکا تو ایک دم میں ہو بس دیکھ لوٹ پوٹ
یہ تو کہیں کا زور طرح دار ہے بیا

جب مانگتا ہے مجھ سے بہت ہو کے بیقرار
کہتا ہوں اس سے جب تو میں ”اے شوخ گل عذار“
یہ کیا بیا ہے اس کو نہ لو پیارے زینہار
گر ساتھ میرے آؤ تو دکھلاؤں تم کو یار
اس سے بھی اور ایک مزے دار ہے بیا

اس دم کے بیچ جب وہ پری زاد لگ چلا
پھر وہ نہیں کوڑیوں 1 کا دیا جھاڑ اسے دکھا
بوسے بھی خوب لے لیے مطلب بھی کر لیا
اور یوں کہا کہ جان نہ تم ماننا برا
میری خطا نہیں یہ گنہ گار ہے بیا
یہ سن کے مجھ سے کہتا ہے جب ہو کے وہ خفا
لو اب بیا تو دو مجھے ہونا تھا سو ہوا
تب ہاتھ جوڑ اس کو یہ دیتا ہوں میں سنا
تم کو تو ایسے لاکھ ملیں گے اے دل ربا
مجھ کو تو ملنا پھر کہیں دشوار ہے بیا
ایسے بچے تو لاکھوں کروں تم پہ میں نثار
لے جا کے اس کو تم کہیں ڈالو گے مفت مار
اور مجھ غریب کا تو اسی پر ہے روزگار
ہر دم اسی کا اس سے ہی چلتا ہے کاروبار
سچ پوچھئے تو میرا یہ بیوپار ہے بیا
ایسا بیا ہے اب تو سزا وار دل پذیر
لڑکے جہاں تلک ہیں پری زادے نظیر
کیا شوخ، کیا شریر، غریب اور کیا امیر
سب منتوں سے کہتے ہیں آ کر میاں نظیر
اک دو گھڑی تو ہم کو یہ درکار ہے بیا

(57)

طفلی "۱"

کیا دن تھے یارو وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
نکلے تھی دائی لیکر، پھرتی کبھی دادا 1 لے
چوٹی کوئی رکھا لے بدھی کوئی پنھالے
ہنسلی گلے میں ڈالے، منت کوئی بڑھا لے
موٹے ہوں یا کہ دبلے، گورے ہو یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

دل میں کسی کے ہرگز نے شرم، نے حیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ واہ ہے
کچھ کھالے اس طرح سے کچھ اس طرح سے کھا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے!

مر جاوے کوئی تو بھی کچھ ان کا غم نہ کرنا
نے جانے کچھ بگڑنا، نے جانے کچھ سنورنا
ان کی بلا سے گھر میں ہو قید یا کہ گھرنا 2

جس بات پر یہ مچلے، پھر وہی کر گذرنا
وہی اوڑھنی کو، بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے!

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوٹتے 3 ہیں
گڑ، بیر، مولی، گاجر، لے منھ میں گھوٹتے 4 ہیں
بابا کی مونچھ، ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہیں
گردوں میں لٹ رہے ہیں خاکوں میں لوٹتے ہیں
کچھ مل گیا سو پی لے کچھ بن گیا سو کھا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو ان کو دو سو کھالیں پھیکا ہو، یا سلونا
ہیں بادشہ سے بہتر جب مل گیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر واں ہی ان کو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی، نے چاہیے بچھونا
بھونپو کوئی بجاوے، پھر کی کوئی چھرالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اس میں جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگر یہ پوچھو تو بادشا بھی کیا ہے
اب تو نظیر میری سب کو یہی دعا ہے
جیتے رہیں سبھوں کے آس 1 و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

ایضاً طفلی ''2''

کیا وقت تھ اوہ ہم تھے جب دودھ کے چٹورے
ہر آن آنچلوں 2 کے معمور تھے کٹورے
پانوؤں میں کالے ٹیکے ہاتھوں میں نیلے ڈورے
یا چاند سی ہو صورت یا سانورے و گورے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے تھے
پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے پھولتے تھے
ماں باپ ان کی خدمت سر پر قبولتے تھے
ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کے دوستی کسی سے نے دل میں ان کے کینا
جانیں نہ بے قرینا، نے سمجھیں کچھ قرینا
نے گرمیوں سے واقف نے جانتے پسینا
چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش ان کو دودھ پینا
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

جو دیکھے ان کی صورت لے پیار سے کھلاوے
ہاتھوں اپر اچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو، چھاتی کبھی لگاوے

کوئی چسنی منھ میں دیوے کوئی جھنجھنا بجائے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی ان کا کرتا نکالتا ہے
یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
نانا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہے گا
جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پانوؤں چلے تو واں سے پھر اور پیار ٹھہرا
سب زندگی کا حظ ہے ان کو نظیر اہاہا!
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

(59)

لطف شباب

کیا عیش کی رکھتی ہے سب آہنگ جوانی؟
کرتی ہے بہاروں کے تئیں دنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہے مے اور بنگ جوانی
کرتی ہے کہیں صلح، جنگ جوانی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہے بنایا
جو ہر کہیں عاشق کہیں رسوا، کہیں شیدا
پھندے میں کہیں جی ہے کہیں دل ہے تڑپتا
مرتے ہیں سسکتے ہیں، بلکتے ہیں اہاہاہا!
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

نے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانے کا نہ گل کھانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھوں کے لڑا آنے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

لڑتی ہے کہیں آنکھ کہیں دست کہیں سین
جھوٹا ہے کہیں پیار، کسی سے ہے لگی نین
وعدہ کہیں اقرار کہیں سین کہیں نین
نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھوں کے تئیں چین
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

الفت ہے کہیں مہر و محبت ہے کہیں چاہ
کرتا ہے کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ

ساقی ہے صراحی ہے، پریزاد ہیں ہمراہ
کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں واللہ 1
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

چہرے پہ جوانی کا جو آ کر ہے چڑھا نور
رہ جاتی ہیں پریاں بھی غرض اس کے تئیں گھور
چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور
گودی میں پڑی لوٹے ہیں چنچل سی کوئی حور
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش میں غلطاں
اور واں ہے کسی اور کے ملنے کا ہوا دھیاں
گھبرا کے اٹھے جب تو گرے پاؤں پہ ہزاں
کہتی ہے ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جاں؟
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

رستے میں نکلتے ہیں تو ہوتی ہیں یہ چاہیں
وہ شوخ کہ ہوں بند جنہیں دیکھ کے راہیں
کھانسے ہے کوئی ہنس کوئی بھرتی ہیں آہیں
پڑتی ہیں ہر اک جا سے نگاہوں پہ نگاہیں
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

تنتے ہیں اگر اینٹھ کے چلتے ہیں عجب چال
جو پانوؤں کہیں راہ، کہیں سیف کہیں ڈھال
کھینچے ہیں کہیں بال، کہیں توڑ 1 لیا گال
چڑھ بیٹھے کہیں ہاتھ کہیں منھ کو دیا ڈال
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہیں طوائف میں تو واں ہوتی ہے یہ چاؤ
کہتی ہے کوئی ان کے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہے یاں بیٹھو کوئی کہتی ہے یاں آؤ
ناچے ہے کوئی شوخ بتاتی ہے کوئی بھاؤ 2
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی چھل بل ہے دکھاتی
مسی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہے دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہے دکھاتی
کرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہے دکھاتی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کہتی ہے کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہے کوئی ہم کو بھی خاطر میں نہ لائے

کہتی ہے کوئی کس نے تمہیں پان کھلائے
کہتی ہے کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
اور نازنیں کرنے لگی اس وقت وہ اکراہ
جوں باز کہ چڑیا کو کہیں داب لے ناگاہ
چھوا دے لپٹ کر وہیں سے اوئی آہ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا یا کوئی جھاڑ
جا شوخ سے جھٹ لپٹے یہ پنجوں کے تئیں جھاڑ
انگیا کے تئیں چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
اخلاص کہیں پیار کہیں مار کہیں دھاڑ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کیا تجھ سے نظیر اب میں جوانی کی کہوں بات
اس پن 1 میں گذرتی ہے عجب عیش سے اوقات
محبوب پریزاد چلے آتے ہیں دن رات
سیریں ہیں بہاریں ہیں تواضع ہے مدارات
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی

(60)

جوانی

بنا ہے اپنے عالم میں وہ کچھ عالم جوانی کا
کہ عمر خضر سے بہتر ہے ایک ایک دم جوانی کا
نہیں بوڑھوں کی ڈاڑھی پر میاں یہ رنگ و سے کا
کیا ہے ان کے ایک ایک بال نے ماتم جوانی کا
یہ بوڑھے گو کہ اپنے منجھ سے شیخی میں نہیں کہتے
بھرا ہے آہ پر ان سب کے دل میں غم جوانی کا
یہ پیران جہاں اس واسطے روتے ہیں اب ہر دم
کہ کیا کیا ان کا ہنگامہ ہوا برہم جوانی کا
کسی کی پیٹھ کبڑی کو بھلا خاطر میں کیا لاوے
اکڑ میں نوجوانی کے جو مارے دم جوانی کا
شراب و گلبدن ساقی مزے عیش و طرب ہر دم
بہار زندگی کہئے تو ہے موسم جوانی کا
نظیر اب ہم اڑاتے ہیں مزے کیا اہاہا!
بنایا ہے عجب اللہ نے عالم جوانی کا

(61)

عالم پیری 1

کیا قہر ہے یارو جسے آ جائے بڑھاپا
اور عیش جوانی کے تئیں کھائے بڑھاپا
عشرت کو ملا خاک میں غم لائے بڑھاپا
ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بڑھاپا
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر
چھاتی سے لپٹتے تھے محبت کی جتا لہر
اب آ کے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ کچھ قہر 3
اب جن کے کنے جاتے ہیں لگتے ہیں انہیں زہر
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آگے تو پریزاد یہ رکھتے تھے ہمیں گھیر
آتے تھے چلے آپ، جو لگتی تھی ذرا دیر
سو آ کے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر
جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہیں منہ پھیر
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہر روکھ 1
محبوب وہ ملتے تھے، نہ ہو دیکھ جنہیں بھوکھ

بیٹھے تھے پرند آن کے جب تک تھا ہرا روکھ
اب کیا ہے جو پت 2 جھڑا ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ؟

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آگے تھے جہاں گلبدن اور یوسف ثانی
دیتے تھے ہمیں پیار سے چھلوں کی نشانی
مر جائیں تو اب منھ میں نہ ڈالے کوئی پانی
کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی؟ ہائے جوانی؟

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یاد آتے ہیں ہم کو جو جوانی کے وہ ہنگام
اور جام، دل آرام، مزے، عیش اور آرام
ان سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا اب نام
کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام!

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

مجلس 3 میں جوانوں کی تو ساغر ہیں چھلکتے
چہلیں ہیں، بہاریں ہیں، پریرو ہیں جھمکتے
ہم ان کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے
وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر ہیں ٹپکتے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب پاؤں پڑیں ان کے تو ہر گز نہ بلاویں
جا بیٹھیں تو اک دم میں خفا ہو کے اٹھاویں
اتنا تو کہاں اب جو کوئی جام پلاویں؟
گر جان نکلتی ہو تو پانی جو چواویں؟

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے، اب غم کے ہوئے ضیف 4
اب خون جگر کھاتے ہیں جب پیتے تھے سو کیف 5
جب اینٹھ کے چلتے تھے، سپر باندھ اٹھا سیف
اب ٹیک کے لاٹھی کے تئیں چلتے ہیں، صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے ہم جوانی میں بہت عشق کے پورے
وہ کون سے گلرو تھے جو ہم نے نہیں گھورے
اب آ کے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے
پر جھڑ گئے، دم اڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یارو الٹ ہائے گیا ہم سے زمانا
جو شوخ کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا

چھیڑے ہے کوئی ڈال کے داد کا بنانا
ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں 1 جسے کہتا ہے وہ کیا پوچھے ہے بڈھے
آویں تو یہ نل ہو کہ کہاں آوے ہے بڈھے؟
بیٹھیں تو یہ ہو دھوم کہاں بیٹھے ہے بڈھے
دیکھیں جسے کہتا ہے وہ کیا دیکھے ہے بڈھے؟

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یارو کہیں گو کہ بڑھاپا ہے ہمارا
پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
جب بوڑھا ہمیں ہائے جہاں کہہ کے پکارا
کافر نے کلیجے میں گویا 2 تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

خوباں میں اگر جاویں تو ہوتی ہے یہ پھکڑی 3
کھینچے ہے کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہے لکڑی
پٹے کہیں اور مونچھیں کہیں جاتی ہیں پکڑی
داڑھی کو پکڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہے مکڑی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بوڑھے کی لاٹھی
کہتا ہے کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی
کیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا ان کے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گن گن
محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہیں اب گھن
یا ایک وہ ایام تھے یا ایک یہ ہیں دن

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بوڑھوں میں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل
واں کیونکر لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
محبوبوں میں جاویں تو وہ سب چھیڑیں ہیں مل مل
کیا سخت مصیبت کی پڑی آن کے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پنگھٹ کو ہماری اگر اسواری گئی ہے
تو وہاں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے

سنتے ہیں کہ کہتی ہوئی پنہاری گئی ہے
لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پگڑی 1 ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے کر شکل پہ رحمت
لاحول ولا دیکھیے بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر بیاہ میں جاویں تو یہ ذلت ہے اٹھانا
چھٹتے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانا
رنڈوں میں اگر جاویں تو مشکل ہے پھر آنا
افسوس کسی جا نہیں بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

ہے جھانولی 2 تالی کا زنانوں میں جو چرچا
گر ان میں کبھی جاویں تو ہے یہ ستم آتا
داڑھی کی جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جاویں تو یارو
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کہاں کو؟
اور ہنس کے شرارت سے کوئی پوچھے ہے بدخو
کیوں خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے
قدرت تھی جو یوں چھیڑتے بھڑوے و زنانے
مشکل ابھی پڑ جاتی انہیں پیچھے چھڑانے
اک دم میں ابھی لگتے وہی ہائے مچانے
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ناچ میں جاویں تو یہ حسرت ہے ستاتی
جو ناچے ہے کافر وہ نہیں دھیان میں لاتی
اوروں کی طرف جاوے تو آنکھیں ہیں لڑاتی
پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہے دکھاتی
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر نائکا ان میں کوئی بوڑھی ہے کہاتی
البتہ بڑھاپے پہ ہے ٹک رحم وہ لاتی

پھیکی سی پرانی سی لگاوٹ ہے جتاتی
پر قہر ہے وہ ہم کو ذرا خوش نہیں آتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چکے کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہیں کسبی
گر ان میں کبھی جاویں تو ہوتی ہے خرابی
منھ دیکھتے ہی کہتی ہیں سب آؤ بڑے جی
کیا آئے ہو یہاں کرنے کو پیری و مریدی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جائیں طوائف میں تو لگتی ہیں سنانے
کیا آئے ہو حضرت ہمیں قرآن پڑھانے؟
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہے نمازوں کے دو گانے
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہے تسبیح کے دانے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گو 1 جھک کے کمر پاؤں سے سر آن لگا ہے
پر دل میں تو خوباں کا وہی دھیان لگا ہے
کہتے ہیں جسے ہم کو یہ ارمان لگا ہے
کہتا ہے وہ کیا بوڑھے کو شیطان لگا ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

نقلیں کوئی ان پوپلے ہونٹوں کی بناوے
چل کر کوئی کبڑے کے طرح قد کو جھکاوے
داڑھی کے کن انگلی کو لا لا کے نچاوے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھاوے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے 2 جیسے جوانی میں کیے دھوم 3 دھڑکے
ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے آن کے چھکے
سب اڑ گئے کافر وہ نظارے وہ جھمکے 4
اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر حرص سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں
جھری جو پڑی منھ پہ اسے کیونکر مٹاویں
گر مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں
گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بوڑھے ہوئے پر حسن کی چاہت نہیں چھٹتی
آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی

اور دل سے بھی محبوب کی الفت نہیں چھٹتی
سب چھٹ گیا پر دید کی یہ لت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنتے ہو جوانو؟ یہ سخن کہتے ہیں تم سے
کرنے ہوں جو کر لو وہ مزے عیش و طرب کے
جاوے گی جوانی تو پھر افسوس کرو گے
تم جیسے ہو ویسے تو کبھی ہم بھی جواں تھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو معشوق یہ سب یاد رکھو بات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
محبوبو غنیمت ہے جوانی کی یہ اوقات
جب بوڑھے ہوئے پھر تو ہوئے ڈھاک 1 کے دو پات

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب 2 جس سے رہیں صاف تو ہوتا ہے وہ گدلا
اللہ نہ دکھلاوے کسی کو یہ ملولا 3
اس چرخ ستمگار نے سینے میں حسد لا
کیا ہم سے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا!

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں پیئے جام سبو کے
ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ لہو کے
جب آ کے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے
اب کہیے تو بڑھیا بھی کوئی منھ پہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جو اب پوپلے یارو ہیں ہمارے
ان ہونٹوں نے بوسوں کے بڑے رنگ ہیں مارے
ہوتے تھے جوانی میں تو پریوں کے گذارے
اور اب تو چڑیل آن کے اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے 4 جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سرخ 5
ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اب پخ
تکلا ہوا تن سوکھ، روئی بال، رگیں نخ 6
حلوا ہوے چرخا ہوے لپسی ہوے چمرخ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل میں وہ مستی سے بگڑنا نہیں بھولے
ساقی سے پیالوں پہ جھگڑنا نہیں بھولے

ہنس ہنس کے پریزادوں سے لڑنا نہیں بھولے
وہ گالیاں، وہ بوسوں پہ اڑنا نہیں بھولے
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دکھنے کا ہوتا تھا جد 7 افسوس
ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا حد 8 افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کد 9 افسوس
افسوس! صد افسوس!! صد افسوس!!! صد افسوس!!!!

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمیں چھیڑیں ہیں یہ دلخواہ
اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہیں باکراہ
اس وقت تو ہم یارو دم سرد سے بھر آہ
رو رو کے یہی کہتے ہیں اب کیوں مرے اللہ!

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی
چھاتی سے لپٹ دم میں کڑک ڈالتے پسلی
جب کرتی و انگیا کی اڑا ڈالتے دھجی
پر کیا کریں یارو کہ بڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

وہ جوش نہیں جس کے کوئی خوف سے دہلے
وہ زعم نہیں جس سے کوئی بات کو سہ لے
جب پھوس ہوے ہاتھ تھکے پاؤں بھی پہلے
پھر جس کے جو کچھ شوق میں آوے سو ہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کرتے 1 تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ
اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آن کے دلخواہ
یہ قہر بڑھاپے نے کیا آہ! نظیر آہ!
اب کوئی نہیں پوچھتا، اللہ ہی اللہ!

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا!

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

(62)

بڑھاپے کی تعلیاں

تضمین

جو نوجوان ہیں ان کے دل میں گمان کیا ہے؟

جو ہم میں کس ہے ان میں تاب و توان کیا ہے؟
بوڑھا ادھیڑ، امکا ڈھمکا، فلان گیا ہے؟
ہم سے جو مقابل پٹھے 2 میں جان کیا ہے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

ہر وقت دل ہمارا مگدر ہی بھانتا ہے
تیر اب تلک ہمارا تو دے ہی چھاننا ہے
ہر شوق گلبدن سے گہری 3 ہی چھانتا ہے
اس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

چاہیں تو گھور ڈالیں سو خوبرو کو دم میں
اور میلے چھان ماریں، وہ زور ہے قدم میں
سینہ بھڑک رہا ہے خوباں کے درد و غم میں
پٹھوں میں وہ کہاں ہیں؟ جو گرمیاں ہیں ہم میں
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

دبلے ہوئے ہیں ہم تو خوباں کے درد و غم سے
اور جھریاں پڑی ہیں ان کے غم و الم سے
مونچھیں سفید کی ہیں اس ہجر کے ستم سے
بوڑھا ہمیں نہ جانو اللہ کے کرم سے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

یہ بال جو ہمارا اب ہو رہا ہے کالا
خوباں کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
لڑکا ملے تو لیں ہیں اک دم میں دوڑ بوسا

۔۔۔۔۔ ملے تو ماریں سینے پر اس کے ہتا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

جب۔۔۔۔ سروں میں تیل اور چپلیل ڈالیں

اور کنگھی چوٹی کر کر ہم سے جھمیل ڈالیں

ہم بھی جب ان سے، یارو، ملنے کا میل ڈالیں

دو چار کو لتاڑیں، دس پانچ کھیل ڈالیں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

اے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آ کر

اور چھریاں پڑی ہیں سارے بدن کے اوپر

دکھلاتے جس گھڑی ہیں میدان میں زور جا کر

رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

ہم اور جوان مل کر گر دل کے تئیں لگاویں

اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لاویں

جا کر انہوں کے گھر پر جب زور آزماویں

وہ گر دوال کو دیں ہم کوٹھا پھاند جاویں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

جاتے ہیں روز جتنی خوباں کی بستیاں ہیں

ہر آن دید بازی اور بت پرستیاں ہیں

سو سو طرح کی چہلیں جی میں اکستیاں 1 ہیں

کیا جوش بھر رہے ہیں، کیا عیش مستیاں ہیں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

جو ہم کو جانے بوڑھا، سو وہ ہے شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالیں اب بھی خوباں کو کر کے کھلی
ہاتھی کو داب بیٹھیں، جیسے چھے 2 کو بلی
رستم سے اک گھڑی میں چچوا دیں توبہ تلی
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

----- کا خوب بھر دیں جتنا مکان ہے اونڈا 3
---تو ایسے جیسے کھا ڈالے کوئی پونڈا
ہر نازنیں چھپے ہے ہر شوخ ہے کنونڈا
نہ رہنے پاوے ---- نہ رہنے پاوے-----
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

دنیا میں طاقت اپنی مشہور اس قدر ہے
کوچوں میں اور مکاں میں دیکھو جدھر ادھر ہے
جنگل میں ہاتھی، چیتا یا کوئی شیر نر ہے
ہر اک کے دل میں اپنا ہی خوف اور خطر ہے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

کرتے ہیں ہم جو، یارو، اب دھوم اور دھڑکے
دیکھے جوان تو اس کے چھٹ جائیں دم میں چھکے
پیتے ہیں مے کے پیالے چلتے ہیں مار و کھے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہیں اب جھمکے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے؟

بڑھاپے کا عشق

گرہ بند

قائم ہے جسم، گو کہ نہیں کس غنیمت است
جیتے تو ہیں، اگرچہ نہیں بس غنیمت است
سو عیش ہم کو گر نہ ملے، دس غنیمت است
وقت خزاں چوگل بنود خس غنیمت است
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہیں اس بڑھاپے میں خوباں کی ہم تو چاہ
احمق ہیں خوبرو، جو وہ ہنستے ہیں ہم پہ، آہ!
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہیں رسم و راہ
سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ!
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبروں سے یارو ہم اب دل لگاتے ہیں
وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہیں
بوسہ بھی ہم کو دیتے ہیں، مے بھی پلاتے ہیں
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہیں
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن میں اب ہی زور نہ چلتے ہیں دست و پا
اور جھکتے جھکتے سر ہے قدم ساتھ آ لگا
اس وقت میں بھی عشق کو رکھتے ہیں جا بجا
کیوں یارو سچ ہی کہیو یہ انصاف کی ہے جا
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن میں سحر بیٹھ کر ذرا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑھا یہ کیوں رویا؟
اس نے کہا کہ اس کا کسی سے ہے دل لگا
جب گل نے ہم کو دیکھ کے ہنس کر یہی کہا
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن میں کہیے، تو اب نام کو نہیں
ہوتا ہے اب بھی سیر، تماشا! گر کہیں
جاتے ہیں لاٹھی ٹیک کے دل شاد ہم وہیں
جو ہم کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے آفریں
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے میں ہم جو گئے باقدِ دوتا
اور پی شراب، لوٹ گئے شور و غل مچا

اس دم ہمارے دیکھ بڑھاپے کا حوصلہ
ہنس ہنس کے جب تو پیر مغاں نے یہی کہا
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

پیارے تمہارے اور تو عاشق ہیں نوجواں
اک ہم ہی بوڑھے سب سے ہیں اور پیر ناتواں
وہ تو رہیں گے، ہم ہیں کئی دن کے مہماں
بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کس لیے کہ جاں
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جو ہیں جواں انہوں کے تو الفت ہیں کاروبار
ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہیں برقرار
ملتے ہیں دل لگاتے ہیں پھرتے ہیں خوار و زار
جو ہم سے ہو سکے، وہ غنیمت ہے، میرے یار
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

دانتوں کا گرچہ منھ میں ہمارے نہیں نشاں
بوسے پہ آن اڑتے ہیں تو بھی ہر ایک آں
ان شوخیوں کا وقت ہمارے بھلا کہاں
پر دل میں اپنے ہم بھی یہ کہتے ہیں مری جاں
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن کو خدا نے دی ہے جوانی کی دستگاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تم سے آہ!
اور ہم کہاں پھر آوینگے کرنے تمہاری چاہ
بس تم اب اپنے دل میں اسی پر کرو نگاہ!
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہے اور ہیں سفید بال
تو بھی نباہتے ہیں محبت کی چال ڈھال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ نہ کچھ خیال
کس واسطے کرو تم اب اس بات پر ملال
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہیں الفتوں سے جوانی میں سب اسیر
ہم عشق سے بڑھاپے میں نکلے ہیں بن فقیر
جو ہم کو دیکھتا ہے اب اس حال میں نظیر
پڑھتا ہے شاد ہو کے یہی بیت دلپذیر
پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
وزشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جوانی بڑھاپے کی لڑائی

مناظرۂ شیب و شباب

جہاں میں یارو خدا کی یہ کیا خدائی ہے
کہ ہر کسی کو تکبر ہے، خود نمائی ہے
ادھر جوانی بڑھاپے پہ چڑھ کے آئی ہے
ادھر بڑھاپے کی اس پر ہوئی چڑھائی ہے
عجب جوانی، بڑھاپے کی اب لڑائی ہے

جوانی اپنی جوانی میں ہو رہی سرشار
بڑھاپا اپنے بڑھاپے میں دم رہا ہے مار
ہوئے ہیں دونوں جو لڑنے کے واسطے تیار
ادھر جوانی نے کھینچی ہے طیش سے تلوار
بڑھاپے نے بھی ادھر لاٹھی اک اٹھائی ہے

ادھر ہے تیر سا قامت، ادھر وہ پیٹھ کماں
ادھر وہ ٹیڑھا بدن اور ادھر اکڑ کے نشاں
جوانی کہتی ہے بڑھ کر کہ سن، بڑھاپے میاں
کہ تیری خیر اسی میں ہے، چل، سرک اس آں
وگرنہ تیری اجل میرے ہاتھ آئی ہے

میں آج وہ ہوں کہ رستم کو کھڑ کھڑا ڈالوں
پہاڑ ہووے تو اک دم میں ہل ہلا ڈالوں
درخت جڑ سے اکھاڑوں زمین ہلا ڈالوں

ابھی کہے تو تری دھجیاں اڑا ڈالوں
کہ مجھ کو زور کی، قوت کی بادشائی ہے
کہا بڑھاپے نے گر تجھ میں زور ہے بچا
تو ہاں جی، دیکھیں ہمارے تو سامنے آ جا
اگرچہ زور ہمارے نہیں ہے تن میں رہا
مسوڑوں سے ہی تری ہڈیوں کو ڈالوں چبا
نہ ہم سے لڑ کہ اسی میں تری بھلائی ہے
اگرچہ تو ہے نیا ہم پرانے ہیں، لیکن
نیا ہے تو ہی دن آخر پرانا ہے سو دن
ہزار گو کہ ترا زور پر چڑھا ہے سن
پہ ہم نہ چھوڑیں ترے کان اب مڑوڑے بن
کہ تو نے آ کے بہت دھوم یاں مچائی ہے
کہا جوانی نے تیرا تو اب ہے کیا احوال
تو میرے کان مروڑے کہاں یہ تیری مجال
نہ تیرے پاس طمنچہ نہ تیر، سیف نہ ڈھال
ابھی گھڑی میں بکھرتا پھرے گا ایک اک بال
یہ ڈاڑھی تو نے جو مدت میں اب بڑھائی ہے
کہا بڑھاپے نے سن کر کہ تو اگر ہے پہاڑ
تو ہم بھی سوکھ کے جھڑ بیری کے ہوے ہیں جھاڑ
ابھی کہے تو ترے کپڑے، لتے ڈالیں پھاڑ
ذرا سی بات میں اک دم کے بیچ لیویں اکھاڑ
ہر ایک مونچھ یہ تیری جو تاؤ کھائی ہے

یہ سن کے بولی جوانی کہ چل، نہ کہہ تو بات
ابھی جو آن کے ماروں تری کمر میں لات
کہیں ہو پاؤں، کہیں سر، کہیں پڑا ہو ہات
جسے تو جینا سمجھتا ہے، اور خوشی کی بات
وہ تیرا جینا نہیں ہے وہ بے حیائی ہے
یہ سن کے بولا بڑھاپا کہ تو نے جھوٹ کہا
جو پوچھے سچ تو ہمیں کو مزہ ہے جینے کا
شراب ہو جو پرانی تو اڑ چلے ہے نشا
پرانے جب ہوے چانول تو ہی انہیں میں مزا
قدیم ہے یہ مثل ہم نے کیا بنائی ہے
تری تو خلق میں ہے چار دن کی سب کو چاہ
جہاں تو ہو چکی پھر بس وہی ہے حال تباہ
ہمیں ہیں وہ کہ کریں ہیں تمام عمر نباہ
تو آپھی دیکھ گریباں میں ڈال کر منھ آہ
کہ اب ہے، کس میں وفا کس میں بیوفائی ہے
جوانی جب تو یہ بولی بڑھاپے سے سن کر
تری وفا سے مری بیوفائی ہے بہتر
میں جب تلک ہوں، بہاریں مزے ہیں سر تا سر
جو سلطنت ہو گھڑی بھر کی تو بھی ہے خوشتر
مزے تو لوٹ لیے گو کہ پھر گدائی ہے
یہ سن کے بولا بڑھاپا وہ سلطنت ہے کیا
کہ جس کے ساتھ لگا ہو زوال کا دھڑکا

ہمیں ملی وہ بزرگی کی منزلت اس جا
کہ جب تلک ہیں رہے گی ہمارے ساتھ سدا
خدا نے ایسی ہمیں دولت اب دلائی ہے
کہا جوانی نے چل جھوٹی اب نہ کر تکرار
مرے تو واسطے عیش و طرب ہیں باغ و بہار
شراب ناچ مزے گل بدن گلے میں ہار
تری خرابی یہ دیکھی ہے ہم نے کتنی بار
کہ تو نے ہر کہیں ذلت ہی جا کے پائی ہے
مجھے خدا نے دیا ہے وہ مرتبہ اور شان
جدھر کو جاؤں ادھر عیش رنگ پھول اور پان
اچھل ہے، کود ہے، لذت، مرے، خوشی کے دھیان
گلے لپٹتے ہیں محبوب گل بدن ہر آن
گھڑی گھڑی کی نئی سیر ہی اڑائی ہے
کہا بڑھاپے نے چل جھوٹ اتنا مت بولے
فدا تو جن پہ ہے وہ میرے پاؤں ہیں پڑتے
ہمیں کہیں ہیں وہ حضرت تجھے کہیں ہیں اے
ہزاروں بار پڑے تجھ پہ لات اور گھونسے
بھلا بتا تو کہیں ہم نے مار کھائی ہے؟
تجھے کچلتے ہیں وہ خوبرو جو لاتوں میں
ہم ان کو مار اتاریں ہیں دم کی باتوں میں
ہم عیش دن کو اڑاتے ہیں اور تو راتوں میں
کریں ہیں عشق کو ہم جس طرح کی گھاتوں میں

تجھے کہاں ابھی اس بات میں رسائی ہے

تو جن کے واسطے گلیوں میں اب پھرے ہے خوار
ہم ان کی لوٹے ہیں عیش و طرب کے بیچ بہار
تجھے تلاش و طلب میں کٹے ہے لیل و نہار
ہم اپنی ٹٹی میں بیٹھے ہی کھیلتے ہیں شکار
تو کیا وہ جانے جو کچھ ہم نے گھات پائی ہے

بڑھاپے 1 نے کہا اس دم جوانی سے بابا
مرا تو وصف کتابوں میں ہے لکھا ہر جا
بزرگی اور مشیخت بڑھاپے میں ہے سدا
تری جو بات کا مذکور ہے کہیں آیا
تو ہر طریق میں خواری ہی تجھ پہ آئی ہے

جو نہیں جوانی نے خواری کا منھ سے نام لیا
بڑھاپا دوڑ جوانی سے وہیں آ لپٹا
مڑوڑیں مونچھیں ادھر اس نے ڈاڑھی کو کھینچا
لڑے جو دونوں بڑا ہر طرف یہ شور مچا
کہ یارو دوڑیو، فریاد ہے! دہائی ہے!

کھڑے تھے لوگ ہزاروں یہ دونوں لڑتے تھے
گھڑی پچھاڑتے تھے اور گھڑی پچھڑتے تھے
جو بازو چھوڑتے تھے تو کمر پکڑتے تھے
ہر اک طرف سے نئے گھونسے لات جڑتے تھے
تو سب یہ کہتے تھے کیا ان کے جی میں آئی ہے

یہ مار کوٹ کا آپس میں جب ہوا چرچا

نظیر اس میں وہیں ایک ادھیڑ پن آیا
کچھ اس کو روکا ادھر اور کچھ اس کو سمجھایا
تم اپنے خوش رہو یہ اپنے خوش رہے ہر جا
ملاپ خوب ہے، لڑنے میں کی بھلائی ہے

(65)

موازنہ زور و کمزوری

زور جب تک کہ ہمارے بدن و تن میں رہا
پچ گئی دم میں، اگر کیسی ہی ثقل تھی غذا
کھونڈے گلزار و چمن، گلشن و باغ و صحرا
دوڑے ہر سیر تماشے میں خوشی سے ہر جا
زور کی خوبیاں لاکھوں ہیں کہوں میں کیا کیا
عیش و عشرت کے مزے جینے کے سب زور میں ہیں
خرمی خوشدلی و عیش و طرب زور میں ہیں
لذتیں فرحتیں کیا کہئے عجب زور میں ہیں
زندگانی کے مزے جتنے ہیں سب زور میں ہیں
سچ ہے یہ بات کہ ہے زور ہی میں زور مزا
جب سے کمزور ہوئے تب سے ہوا یہ احوال
سستی و ضعف و نقاہت کی چڑھائی ہے کمال
ہو گئے سب وہ اچھل کود کے نقشے پامال

اب جو چاہیں کہ چلیں پھر بھی اسی طور کی چال
قصد کرتے ہیں بہت پر کہیں جاتا ہے چلا
پانی پیتے ہیں تو بلغم وہ ہوا جاتا ہے
اور دہی چکھیں تو چھینکوں کا منڈھا چھاتا ہے
پیویں شربت تو ہوا زدگیاں وہ لاتا ہے
اور جو کم کھائیں تو پھر ضعف سے غش آتا ہے
پیٹ بھر کھائیں تو پھر چاہیے چورن کو ٹکا
راہ چلنے میں یہ کچھ ضعف سے ہوتے ہیں نڈھال
ہر قدم آتے ہیں پابوس کو سو رنج و ملال
اور ٹک تند ہوا چلنے لگی تو فی الحال
چلنی پڑتی ہے پھر اس وقت تو اس طور کی چال
جیسے کیفی کوئی چلتا ہے بہت پی کے نشا
اونچی نیچی جو زمیں آ گئی رستے میں کہیں
اس کی یہ شکل ہے کیا کہیئے نقاہت کے تئیں
یک بیک دونوں سے گذرتے تو یہ طاقت ہی نہیں
اتریں نیچے کو تو گر پڑنے کے ہوتے ہیں قریں
اور جو اونچے پہ رکھیں پاؤں دم آتا ہے چڑھا
آوے گر جاڑے کا موسم تو خرابی یہ ہو
پہنے نو سیر روئی کی جو بنا کر دوتو 1
تو بھی ہر گز گل گرمی کی نہیں آتی بو
ہو بدن سرد و خنک اس میں کہ ایسا جس کو
دیکھے گر برف کا تھیلا تو رہے سر کو جھکا

اور عیاں ہووے جو ٹک آگے ہوا گرمی کی
اس میں کچھ اور ہی ہوتی ہے نقاہت سستی
موم ہوتے ہیں جہاں تن کو ذرا دھوپ لگی
اور پسینوں میں یہ صورت ہے بدن کی ہوتی
جیسے غواص سمندر میں لگاوے غوطا
ضعف کے دام میں ہیں اب تو کچھ اس طور اسیر
جس میں نہ طاقت تحریر نہ تاب تقریر
طبع افسردہ، دل آزردہ بدن سخت حقیر
جو جو کمزوریاں کرتی ہیں وہ کیا کہیے نظیر؟
ایسے بے بس ہیں کہ کچھ دم نہیں مارا جاتا

سمدھن

کروں کس منھ سے اے یارو بیاں میں شان سمدھن کی
لگی ہے اب تو میرے دل کو پیاری آن سمدھن کی
چمن میں حسن کے ہوں اس کے رخ اور زلف پر قرباں اگر دیکھیں
ذرا صورت گل و ریحان سمدھن کی
کمر نازک، مٹکتی چال، آنکھیں شوخ، تن گورا
نظر چنچل، ادا اچھپل، یہ ہے پہچان سمدھن کی
سنہری تاش کا لہنگا، روپہلی گوٹ کی انگیا

چمکتا حسن جو بن کا جھمکتی آن سمدھن کی
ملائی سا شکم، سینہ مصفا، خوشنما ساقیں
صفا زانو کا آئینہ، ملائم ران سمدھن کی
کہوں کچھ اور بھی آگے جو سمدھن حکم فرماویں
صفت منظور ہے ہم کو تو اب ہر آن سمدھن کی
بڑا احسان مانیں ہم تمہارا آج سمدھی جی
میسر ہو اگر صحبت ہمیں ایک آن سمدھن کی
ہمیں ایک دو گھڑی کے واسطے دولھا دلا دو تم
جو کچھ لہنگے کے اندر چیز ہے پنہان سمدھن کی
نظیر اب آفریں ہے یار تیری طبع کو ہر دم
کہی تعریف تو نے خوب عالی شان سمدھن کی

(67)

موت کی فلاسفی

ہندوانہ لہجہ

جو مرنا مرنا کہتے ہیں وہ مرنا کیا بتلائے کوئی
واں جو ہر باہیں کھولی ملے سب اپنی اپنی چھوڑ دوئی
سی ڈالی آنکھ دو رنگی کی جب یکرنگی نے مار سوئی
نہ مردوں کا نل شور رہا نہ عورت کی کچھ آہ اوئی

ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

نقارہ دھوں دھوں بجتا تھا اور کیا کیا تھی آواز بڑی
جب پھوٹ گیا پھر دیکھو تو آواز سب اس کی کہاں گئی
نر مادہ دونوں ایک ہوئے جب آن بھرم کی کھال پھٹی
نہ نر کا کچھ نرمول 1 رہا نہ مادہ کی پہچان رہی
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

ہر چار طرف اجیالی تھی اس تیل سکوری 2 پانی کی
وہ جوت نہ تھی اس دیے کی تھی نہ اور کسی کی اجیالی
سب گھر کے بیچ اجالا تھا کیا نوک بندی تھی نور بھری
جب دیوا بجھ کر سرد ہوا پھر چھائے گئی کل اندھیاری
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

تھا جب تک خاصہ دودھ بنا تھی کیا کیا اس میں چیز دھری
براق ملائی ماکھن تھا اور کھویا گاڑھا اور تری 3
جب پھٹ کر ٹکڑے دودھ ہوا پھر رکھاں گئی وہ چکنائی
نہ دودھ رہا نہ دہی رہا نہ روغن مسکہ چاچھ مہی 4
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

یہ بات نہ سمجھے اور سنو جو لکڑی میں تھی آگ لگی

جب بجھ کر ٹھنڈی راکھ ہوئی پھر اس کی آنچ کہاں پہونچی
یاں ایک طرف کو دولہا تھا اور ایک طرف کو دولہن تھی
جب دونوں مل کر ایک ہوئے پھر بات رہی کیا پردے کی
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

یہ بات نہ سمجھے اور سنو جو مٹکی ڈالی پانی میں
اور رستے میں جب پھوٹ گئی ہاتھوں کی نیچا تانی میں
نہ راجہ کا سندیہ 5 رہا نہ بھید رہا کچھ رانی میں
جا گھیرے مل گئے گھیروں میں اور پانی مل گیا پانی میں
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

یہ بات نہ سمجھے اور سنو جو کپڑا پانی بھیگا تھا
جب سوکھا دھوپ کے اندر وہ پھر پانی اس کا کہاں گیا
سب مردہ مردہ بول اٹھے واں اور کسی نے رنگ بدلا
نہ بھرم رہا نر مادہ کا نہ دھوکا ہاتھی چیونٹی کا
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہئے کون موئی

یاں جن کو جینا مرنا ہے اے یار انہیں کو ڈرنا ہے
جب دونوں دکھ سکھ دور ہوئے پھر جینا ہے نہ مرنا ہے
اس بھول بھلیاں چکر میں ٹک رستہ پیدا کرنا ہے
سب چھوڑ بھرم 1 کی باتوں کو اس بات اپر دل دھرنا ہے

ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہیئے کون موئی

حق ناحق ان سے کون لڑے جو مرنا سمجھیں جینے کو
جینے کا رہنا رکھیں جینا کھانے پینے کو
جو مر گئے آگے 6 مرنے سے وہ جانے بھید قرینے کو
ہو خاصی دولھن جا لپٹی اس لال بنے رنگ بھینے کو
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہیئے کون موئی

کیا صورت لوگ لگائی کی کیا نقشہ ناری نرپت 3 کا
کیا رنگ بنے کا روپ ہوئے کیا سوانگ بنایا گت گت کا
جو سمجھیں ان کو آساں ہے نہیں فرق ہے رائی پربت کا
بس اور نظیر اب کیا کہے ہے زور تماشا قدرت کا
ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی
اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہیئے کون موئی

موت کا دھڑکا

گرہ بند

دنیا کے بیچ، یارو، سب زیست کا مزا ہے
جیتوں کے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاک پا ہے
نے باپ ہے نہ بیٹا، نہ یار آشنا ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
گلزار، ناچ، سیریں، ساقی، صراحی مے ہے
جب مر گئے تو ہر گز مے ہے نہ کوئی شے ہے
اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں میں، ہے ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

ہے دم کی بات جو تھے، مالک یہ اپنے گھر کے
جب مر گئے تو ہر گز گھر کے رہے نہ در کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گذر کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

مرنے کے بعد کوئی الفت نہ پھر جتاوے
نے بیٹا پاس آوے، نے بھائی منھ لگاوے
جو دیکھے ان کی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا کوئی سناوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چاہتے تھے میوا
مرتے ہی پھر کچھ ان کا سکہ رہا نہ تھیوا 1
بچے یتیم ہو گئے، بی بی کہائی بیوا
اس مرگ نے اکھاڑا کس کس بدن کا لیوا
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

جب روح تن سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر
کاہے کو دیکھنے ہیں یہ باغ و بوستاں پھر؟
ہاتھی پہ چڑھ کے یاں پھر گھوڑے پہ چڑھ کے واں پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ عشرتیں کہاں پھر؟
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

گھر ہو بہشت جن کا اور بھر رہی ہو دولت
اسباب عشرتوں کے محبوب خوب صورت
پھر مرتے وقت ان کو کیونکر نہ ہووے حسرت
کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

کھانے کو ان کے نعمت سو سو طرح کی آتی ہے

اور وہ پناویں ٹکڑا دیکھو ٹک ان کی چھاتی
کوڑی کی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت ہے چھڑاتی
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو، مرنا بری بلا ہے

(69)

کل نفس ذائقۃ الموت

دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا
دل تنگیوں سے اور کوئی اکتا کے مر گیا
عاقل تھا وہ تو آپ کو سمجھا کے مر گیا
بے عقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
دن رات دن مچی ہے یہاں اور پڑی ہے جنگ
چلتی ہے نت اجل کی سناں گولی اور تفنگ
جس کا قدم بڑھا وہ موا ووہیں بے درنگ
جو جی چھپا کے بھاگا تو اس کا ہوا یہ رنگ
وہ بھاگتے میں تیغ و تبر کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پیدا ہوئے ہیں خلق میں اب جتنے جزو و کل
یا چپ گذاری عمر ویا دھوم کر چہل
جب آن کر فنا نے کھلایا اجل کا گل
کام آئی کچھ کسی کی خموشی نہ شور و غل
چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک مر گیا

گر لاکھ عشرتوں سے رہی دل میں دھوم دھام
یا سو مصیبتوں سے ہوا غم کا ازدحام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام
۔۔۔۔سڑی کے غم میں کوئی ہو گیا تمام
کوئی حور پریاں چھاتی سے لپٹا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پڑھ کر نماز کوئی رہا پاک با وضو
کوئی شراب پی کے پھرا مست کوبکو
ناپاکی، پاکی موت کے ٹھہری نہ روبرو
کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سرخرو
ناپاک رو سیاہ بھی پچھتا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کر دل کے آئینے کے تئیں صاف ایک بار
کشف قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
جب پیک نے اجل کے کیا آن کو گذار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق میں کہلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یاد کیمیا
یا مفلسی میں ایک نے خون جگر پیا
کوئی زیادہ عمر سے اک دم نہیں جیا
سوکھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا
قلیہ، پلاؤ، زردہ کوئی کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پہنا کسی نے خوب لباس عطر کا بھرا
یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر پھرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
پولے کے جھونپڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں
یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہاں
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیاں
کوئی تو لمبی ڈاڑھی لیے ہو گیا رواں
مونچھیں بھویں تلک کوئی منڈوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گر ایک بے وقار ہوا اور ایک قدر دار

سر پر لگا جب آن کے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کس کا نہ کچھ وقار
تھا بے حیا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و عار
اور جس کو شرم تھی سو وہ شرما کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

کوئی موتی چاہتا تھا کوئی موٹھ اور مٹر
جس دم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ اور سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھتر
یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اپر
تھی جیسی جس کی قدر وہ بتلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

عاشق ہو گر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
عاشق نے اپنے عشق بڑھانے میں جان دی
اور جب اجل کی دونوں سے آ کر لگن لگی
معشوق کام آئی کسی کی نہ عاشقی
دلبر بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

کتنوں میں بڑھ کے ایسی بڑھی الفتوں کی چاہ
جو جسم و جان ایک ہوئے ان کے واہ واہ
عاشق موا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ
معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ

اس گلبدن کی قبر اپر جا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

کیا کالی پیلی شکل کے کیا گورے گلعذار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
عاقل حکیم و عامل و فاضل رسالدار
پنڈت نجومی بید چہ ناواں چہ ہوش یار
دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

کیا اوچھی ذات پات کے اشراف کیا نجیب
قسمت سے پھوٹی کوڑی کسی کے نہ ہوئی نصیب
جس دم قضا کے ہاتھ نے بند آنکھ کی جیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا وہ کیا طبیب
کوئی خزانے خاک میں گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
وہ زندہ ابد ہوئے تاحشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوش نویس کار
جتنی کتابیں دیکھتے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا میر اور وزیر

سب آن کر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
کوئی اس جہاں میں زندہ رہا اے میاں نظیر
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ رہا ہر اک آ کے مر گیا

(70)

عالم گزران

کی وصل میں دلبر نے عنایات تو پھر کیا
یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا
گر عیش سے عشرت میں کٹی رات تو پھر کیا
اور غم میں بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا
مجنوں کی طرح دل کو اگر ہم نے لگایا
بے چین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلیٰ کی طرح دل کو لبھایا
جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا بھی نہ پایا
قصوں میں رہے حرف و حکایات تو پھر کیا
جس شوخ پریزاد کی آ دل سے ہوئی چاہ
ہر طور ملے اس سے رہے عیش کے ہمراہ

ہنستا بھی ہوا باتیں بھی اچھی ہوئی دلخواہ
حد بوس و کنارا اور جو تھا اس کے سوا آہ
گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دنداں
آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک میں یکساں
جن آنکھوں کو ملتا ہو بھلا خاک کے درمیاں 1
دو دن اگر ان آنکھوں نے دنیا میں مری جاں
کی ناز و اداؤں کی اشارات تو پھر کیا

دنیا میں اگر ہم کو ملا تخت سلیمان
تابع رہے سب جن و پری آدم و مرغاں
جب تن سے ہوا ہو گئی وہ پودنہ سی جاں
پھر اڑ گئی ایک آن میں سب حشمت و سب شاں
لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

دولت میں اگر ہم ہوے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا سات تو پھر گیا؟

کامل ہو اگر روشنی کی دل کی اندھیری
اور باگ تصرف سے کرشمات کی پھیری
جب آئی اجل پھر نہ چلی میری نہ تیری
آخر کو جو دیکھا تو ہوے خاک کی ڈھیری

دو دن کی ہوئی کشف و کرامات تو پھر کیا

طائر کی طرح سے اڑے ہم گرچہ ہوا پر
یا ارض کو طے کر گئے غوطہ سا لگا کر
دریا پہ چلے ایسے کہ پا بھی نہ ہوے تر
جب آئی اجل آہ تو اک دم میں گئے مر
گر یہ بھی ہوئی ہم میں کرامات تو پھر کیا

حجرے میں اگر بیٹھ کے ہم ہو گئے درویش
اور چلہ کشی کر کے ہمیشہ رہے دل ریش
عابد ہوئے زاہد ہوئے مرتاض 1 حق اندیش
جب آئی اجل ایک ریاضت نہ گئی پیش
مر مر کے جو کی کوشش و طاعات تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست و خرابی
ہونٹوں سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہیں اٹھ بھاگتے شتابی
رندوں میں ہوے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوئے ہم لکھ کے اگر نقش ازل سے
لوگوں کو بچانے لگے بھوتوں کے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دو دن کو جو تعویذ و فتیلہ و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا؟

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوے دھومی

پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ میں اگر ہو کے نجومی
سب چھان لیے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہم نے اطبا ہو طبابت کی قسم لی
چیز اور سوا طب کے سر انجام کے کم لی
جب سر کے اپر مرگ نے آ ڈالدی کملی
اک دم میں ہوا ہو گئی سب نظری و عملی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اپنا ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونوں میں جب مرنا ہی ٹھہرا
اس نے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا میں لگا مفلس و درویش و تا شاہ
سب زر کے طلبگار ہیں لے ماہی سے تا ماہ
مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈھے ہے کوئی جاہ
دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز، نظیر آہ!
بالفرض ہوئی اس سے ملاقات تو پھر کیا

کل من علیھا فان

گر شاہ سر پہ رکھ کر افسر ہوا تو پھر کیا
اور بحسر سلطنت کا گوہر 2 ہوا تو پھر کیا؟
ماہی، علم، مراتب پر زر ہوا تو پھر کیا؟
نوبت، نشاں، نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا؟
سب ملک سب جہاں کا سرور ہوا تو پھر کیا

یا رکھ کے فوج و لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی 1 اپنی لے ماہ تا بہ ماہی
جب آن کر فنا کی سر پر پڑی تباہی
پھر سر رہا نہ لشکر نہ تاج پادشاہی
دارا، جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات میں کہائے نامی اصیل، ذاتی
جمشیدفر کے پوتے نوشیرواں کے ناتی 2
تھے آپ مثل دولھا اور فوج تھی براتی
جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتی
ملک و مکاں، خزانہ، لشکر ہوا، تو پھر کیا

یا راج 3 بنسی ہو کر دنیا میں راج پایا
چتور گڑھ 4 ستارہ 5 کالنجر 6 آ بنایا
جب توپ لے اجل کی آ مورچا لگایا
سب اڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ، کوٹ، توپ، گولہ، لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنوں یہ نسل تھا نواب ہیں یہ خاں ہیں
یہ ابن پنج ہزاری، یہ عالی خاندان ہیں
جاگیر و مال و منصب سب آج ان کے ہاں ہیں
دیکھا تو اک گھڑی میں نہ نام و نشاں ہیں
دو دن کا شور و چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو، یہ ہیں امیر 7 خاں جی
اور یہ ہیں خانخاناں اور یہ مشیر خاں جی
پنجا اٹھا قضا کا جب آئے شیر خاں جی
پھر کس کے میر خاں جی کس کے وزیر خاں جی
عمدہ، غنی، تونگر، بازر ہوا تو پھر کیا؟

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خاں کا
یہ پالکی، یہ ہاتھی ہے ذوالفقار 8 خاں کا
آیا قدم اجل کے جب تیں مار خاں کا
خر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خاں کا
جھپان 9 میگ ڈنبر در پر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی
یہ باغ یہ حویلی ہے محلدار 10 خاں کا
جب راج نے قضا کے کرنی 11 بوسلی ٹانکی
اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکاں کی
رنگیں محل، سنہر گھر در ہوا تو پھر کیا؟

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا
مہریں، بڑی کھدائیں، سکہ بڑا بنایا

جب آن کر فنا نے نام و نشاں مٹایا
وہ نام اور سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا
دو دن کا مہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا
جاگیر میں کسی نے زر زیز ملک پایا
کر بندوبست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لے کر سند اجل کا جب فوجدار آیا
اک دن میں حکم و حاصل سب ہو گیا پرایا
ہانسی، حصار، ٹھٹھا، بھکر ہوا، تو پھر کیا؟
کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خاں کا
یہ خیمہ، شامیانہ ہے شہنواز 1 1 خاں کا
آیا کٹک 3 1 اجل کے جب یکہ تاز خاں کا
سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز 4 1 خاں کا
سردار، میر بخشی بڑھ کر ہوا، تو پھر کیا؟
ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب 1 اندر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا
یا لے کے اک قلم داں اور رکھ قلم کو سر پر
جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سراسر
جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آ کر
پھر آپ نہ قلم داں کاغذ رہا نہ دفتر

منشی، وکیل، دیواں مر مر ہوا تو پھر کیا
یا لی قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی
محضر قبالے لکھے قضیے چکائے شرعی
اعلام 2 نے قضا کا جب آ فنا پکاری
پھر محکمہ نہ جھگڑا، قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا لبیدہ 3 درہ در پر ہوا تو پھر کیا
کتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر
فاسق ڈرے ہزاروں اور کانپے چور تھر تھر
آیا قضا کا مردھا 4 جسدم چھڑی اٹھا کر
کتوالی اور صدارت سب ہو گئی ہوا پر
دو دن کا خوف خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا
کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلاں جی
ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان ہاں جی
جس قدم قضا پکاری اب اٹھ چلو میاں جی
پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خاں جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا
یا لے کے زر جہاں میں کرنے لگے تجارت
یا سیٹھ بن کے بیٹھے خاصی بنا عمارت
کھولیں قضا نے بہیاں 5 جہاں کر کے اک اشارت
سب کوٹھی اور دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت
مال اور مکاں جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا
یا ہو سپاہی بانک ترچھا بڑا کہایا

بل دار باندھ چیرا طرے کو جگمگایا
کھیتوں میں جا کے کودا لاکھوں کی تیئں بھگایا
جب منھ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا
یکتا شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دل آور
مارے پہنچے بھالے کھائے کٹار جمدھر 6
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا آ کر
پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی ہوا پر
خود و سلاح چلتہ بکتر 7 ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدن میں ٹانکا
مونچھوں کو تاؤ دے کر سو دوت دات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آ کے جھانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا
تیغا سپر قرابیں جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردوں کے تیئں جلایا عیسیٰ کی کرامت
کھولے مرض ہزاروں دھوئی ہر اک کی زحمت
جب آئی سر پہ اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت
لقمان یا فلاطوں آ کر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تاروں کو چھان ڈالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا

جب وقت اپنا آیا اس وقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھ کر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھ کے دو کتابیں اور علم کر کے حاصل

یا بھوت جن اتارے مشہور ہو کے عامل

جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل

ملا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ و فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا

پوتھی بغل میں دابی زنار کو سنبھالا

پوجا کتھا بکھانی کیا کیا سبد 1 نکالا

کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

بید و پران پڑھ کر مصر ہوا تو پھر کیا؟

یا زہد بندگی میں سوکھا ہو کوئی عابد

بیٹھا مصلوں اوپر ہو مسجدوں میں ساجد

حاضر ہوا قضا کا جب آن کر مجاہد

پھر بوریا نہ بدھنا عابد رہا نہ زاہد

روزہ نماز چلہ اکثر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش 2 کامیابی

لوٹا نشے میں ہر جا کر دل سے بے حجابی

جب دم قضا نے اپنی جھمکائی 3 اک گلابی

پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اک دم لبوں پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن و جمال پا کر یا خوب رو کہایا
یا عشق میں کسی نے جی جان کو گھٹایا
آ کر پڑا سروں پر جس دم اجل کا سایا
دونوں میں پھر کسی کو ڈھونڈھا کہیں نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا؟ دلبر ہوا تو پھر کیا؟

یا ہو کے پیر زادے کرنے لگے فقیری
کر کر مرید کتنے کی ان کی دست گیری
جب پیرہن کی کفنی آ کر اجل نے چیری
سب اڑ گئی ہوا پر دم میں مریدی پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے 4
یا خود منڈے کہا کر سروپ رنگ کھیلے
میلے کیے ہزاروں مونڈے فقیر چیلے
جب آ فنا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا؟ بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی، اتیت 5، جنگم 6، یا سیوڑا 7 کہایا
یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول لے قضا کا جب وقت سر پہ آیا
نہ بالکے 8 کو تھانبا، نہ آپ کو بچایا
ناتک، کبیر پنتھی پھر تھر ہوا تو پھر کیا؟

یا نیک بن کے بیٹھے اچھے لگے کہانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگتے ستانے

آ کر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے
تھے نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا؟ بدتر ہوا تو پھر کیا
کیا ہندو اور مسلماں، کیا رند و گبر و کافر
نقاش کیا مصور، کیا خوش نویس، شاعر
جتنے نظیر یاں ہیں اک دم کے ہیں مسافر
رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یاں گھر ہوا تو پھر کیا؟

(72)

مراتب دنیا محض بے ثبات ہیں

کل شئی ''ھالک''

گر بادشہ 1 ہو کر عمل ملکوں ہوا تو کیا ہوا؟
دو دن کا نرسنگا بجا بھوں بھوں ہوا تو کیا ہوا
نل شور ملک و مال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا؟
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا؟
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا
دو دن تو یہ چرچا ہوا گھوڑا ملا ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہووے اپر یا پالکی میں جا چڑھا

آگے کو نقارا نشاں پیچھے کو فوجوں کا پرا
دیکھا تو پھ راک آن میں ہاتھی نہ گھوڑا نہ گدھا
گریوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا دولت و اقبال ہے پہنا زری اور بادلا
مسند سنہری دی بچھا کمخواب کے تکیے لگا
آخر نہ وہ دولت رہی نہ آپ نہ وہ گھر رہا
مسند کہیں جاتی رہی تکیہ کہیں پھرتا پھرا
گریوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
ساقی صراحی گل بدن جام شراب ناب تھے
یا بیکسی کے درد سے بے حال تھے بے تاب تھے
آخر جو دیکھا دوستو سب کچھ خیال و خواب تھے
گریوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

تھا ایک دن وہ دھوم کا نکلے تھا جب اسوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے رہو
یا ایک دن دیکھا اسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
بس کیا خوشی کیا نا خوشی یکساں ہے سب اے دوستو
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

جب حشمتوں کی شان میں کرتا تھا کیا کیا شیخیاں
ہر دم تکبر کے سخن ہر آن میں مغروریاں
اور اڑ گئی دولت یہ پھر اسباب کے تختے کہاں
آ کر فنا حاضر ہوئی سب مٹ گئے نام و نشاں

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دستر خوان پر
میوے مٹھائی با مزے حلواے تر شیر و شکر
یا باندھ جھولی بھیک کی ٹکڑوں کے اوپر دھر نظر
ہو کر گدا پھرنے لگا ٹکڑے کی خاطر در بدر

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا دولتوں کا سامنے آ کر تھا یک دریا بہا
لے کر زمیں تا آسماں دولت میں پھرتا تھا پڑا
یا ہو کے مفلس بے نوا پھرتا ہے دانے مانگتا
جب آ گئی سر پر اجل اک دم میں سب کچھ مٹ گیا

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر ناز و نعمت میں رہا یعنی کہ وہ زردار تھا
یا مفلسی کے ہاتھ سے محتاج ہو در در پھرا
جب وقت چلنے کا ہوا نہ یہ رہا نہ وہ رہا
آیا تھا جس احوال سے ویسا ہی آخر چل بسا

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت میں رہا اور دوسرا دل شاد ہے
واں عیش و عشرت کے مزے یاں نالہ و فریاد ہے
یا لذتیں یا راحتیں یا ظلم یا بیداد ہے
کچھ رہ نہیں جاتا، میاں آخر کو سب برباد ہے

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتیں آ کر ملیں تو وہ بھی کر جانا میاں

جو درد و دکھ آ کر پڑیں تو وہ بھی بھر جانا میاں
یا سکھ میں یا دکھ میں غرض یاں سے گذر جانا میاں
یا چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میاں
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کس کو شاد ہو اور کس پہ آنکھیں نم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا دل کو رووے بیٹھ کر یا درد دکھ کو کم کرے
یاں کا یہی طوفان ہے اب کس کی جوتی غم کرے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے تو جال میں بھی شاد ہو
دستار میں بھی ہو خوشی رومال میں بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ لے جنجال میں بھی شاد ہو
اس حال میں بھی شاد ہو اس حال میں بھی شاد ہو
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

(73)

رہے1 نام اللہ کا

دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہے گا
نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہے گا
زر دار، نہ بے زر، نہ بد انجام رہے گا

شادی نہ غم گردش ایام رہے گا
نہ عیش نہ دکھ درد، نہ آرام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

یہ چرخ دکھاتا ہے پڑا گنبد ازرق
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہیں معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت 2 و مطلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن میں ہو جائے گا ہو حق 3
آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالم جنات
انسان و پری حور و ملک جن و خبیثات
کیا ابرو و ہوا کوہ و بحر ارض و سموات
اک پھونک میں اڑ جائینگے جوں نقش طلسمات
ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

گر علم و ہنر سے ہے کوئی خلش میں مشہور
یا کشف کرامات میں ہے صاحب مقدور
یا ایک کا ہے نام و نشاں خلق میں مشہور
اک دم میں پلک مارتے ہو جائینگے سب دور
مستور نہ مشہور نہ گم نام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مختاری کے خسرہ سے جو کرتے ہیں سدا کام
یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہیں کئی دام
جب آ کے فنا ڈالے گی اک گردش ایام
اک آن میں اڑ جائے گا سب چیز کا الزام
مختار، نہ مجبور، نہ خود کام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

اب دل میں بڑے اپنے جو کہلاتے ہیں عیار
سو مکر و دغا کرتے ہیں اک آن میں تیار
جب آ کے فنا ڈالے گی سر کے اپر اک وار
اک وار کے لگتے ہی ہی ہو جاوینگے سب پار
نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہیں جو اب دل سے ریاضت و عبادات
یا عمر کو کھوتے ہیں بہ رندی و خرابات
جب آ کے فنا چھوڑے گی شمشیر کا اک ہات
پھر صاف ہی دونوں کی گنہگاری و طاعات
نہ رند نہ عابد نہ مے آشام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

جھگڑا نہ کرے ملت و مذہب کا کوئی یاں
جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
عاشق تو قلندر رہیں نہ ہندو نہ مسلماں

نہ رند نہ عابد نہ مے آشام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

جو شاہ کہاتے ہیں کوئی ان سے یہ پوچھو
دارا و سکندر وہ گئے آہ کدھر کو
مغرور نہ ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو
اس دولت و اقبال پہ مت بھولو امیرو
نہ ملک، نہ دولت، نہ سر انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زر دار
آگے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا آپ چاہیے کر لیجئے بیوپار
پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
نہ نقد، نہ کچھ قرض نہ کچھ دام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

اب جتنی گھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات
یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکاں کیا یہ ہوا دار مکانات
اک اینٹ بھی ڈھونڈھے کہیں آنے کی نہیں بات
دلان، نہ حجرہ نہ دروبام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا ہیں رہے پھول

یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات یہ پھل پھول
آ جاوے گی جب باد خزاں ان کے اپر بھول
ہر خار کی ہر پھول کی اڑ جاویگی سب دھول
نہ زرد نہ سرخ اور نہ سیہ فام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مے خوار بھی کتنے ہوئے یاں مے کی ملاقی
ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب و ثاقی 1
لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی باقی
فرحت ہے غنیمت کوئی دم کو ارے ساقی
نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں بہم چاہ
آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہاں جاتے رہے اے مرے اللہ
اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دل آرام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ٹک غور کرو اب ہیں کہاں مجنوں و فرہاد
لیلیٰ کہاں شریں کہاں وہ ناز وہ بیداد
جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد
ہم تم بھی غنیمت ہیں سن اور یار پری زاد

واں حسن نہ یاں عشق کا ہنگام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جس نے تمہیں حسن دیا ہے
اس نے ہی ہمیں عاشق جاں باز کیا ہے
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے
سب ناز و نیاز آہ یہ اک دم کی ہوا ہے
پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ملنے سے ہمارے جو تمہیں آتا ہے الزام
آنے دو پہ تم ہم سے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام
جھک مارتے ہیں وہ جو تمہیں کرتے ہیں بدنام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی
آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی
کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز ہے فانی
خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام 1 رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

طلسم2زندگی

فرصت حیات وکثرت وقوع واردات

آہ کیا کہئے رہی یاں جب تلک اپنی حیات
تھے بندھے کیا کیا تعلق اپنے جیتے جی کے سات
جب موے پھر تو کسی نے آن کر پوچھی نہ بات
زندگی اپنی تھی کل چونسٹھ گھڑی کی کائنات
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم بادشا بھی ہو چکے
صاحب تاج و نگیں فرماں روا بھی ہو چکے
مالک ملک و مکاں کشور کشا بھی ہو چکے
عاجز و مفلس فقیر و بے نوا بھی ہو چکے
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم ہو گئے حشمت پناہ
بخشی و میر و وزیر و منشی و دیوان شاہ
محتسب کتوال قاضی صدر مفتی اہل جاہ

اس قدر تو عمر جس میں یہ تماشے واہ واہ
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم عارف و کامل ہوئے
صاحب کشف و کرامت اور روشن دل ہوئے
عالم و فاضل فقیہہ و جاہل و عامل ہوئے
تھی یہی فرصت اسی میں خاک مٹی گل ہوئے
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم پوتے اور بیٹا ہوئے
پھر ہمیں بابا ہمیں نانا ہمیں دادا ہوئے
سالے سسرے بھائی ماموں اور چچا تایا 3 ہوئے
تھی یہی فرصت اسی میں دیکھیے کیا کیا ہوئے
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں کیا کیا بنائے ہم نے گھر
مسجد و تالاب و مندر حجرۂ و دیوار و در
بیٹھ کر عشرت بھی کی اور بھیک مانگی در بدر
تھے مسافر پھر اسی میں کر گئے آخر سفر
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم دل ربا بھی ہو گئے
عاشق و فاسق اسیر و مبتلا بھی ہو گئے
پر گنہ مست و خراب و پارسا بھی ہو گئے
تھی یہی فرصت اسی میں تھا جو ہونا ہو گئے

اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات ہم کوٹھی زر کی بھر گئے
لیں ہزار اجناس بھی اور بن کے سوداگر گئے
خاک چھانی اور ضرر اور نفع کیا کیا کر گئے
تھی یہی فرصت انہیں جھگڑوں میں آخر مر گئے

اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں ہم کھیتیاں بھی بو گئے
شحنہ و عامل مقدم ہو کے قانون گو گئے
پھر سپاہی ہو سپر شمشیر کو بھی رو گئے
تھی یہی اس میں تھا جو ہونا سو ہو کر ہو گئے

اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

پھر اسی دن رات میں اپنا ہوا بیاہ اور برات
لڑکے بالے بھی اسی میں ہو گئے پھر آٹھ سات
دیکھ لی ہولی دوالی عید بھی اور شب برات
پھر اسی میں چل بسے آخر کو رکھ چھاتی پہ ہات

اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات
پیشے ہیں جتنے جہاں میں کیا صغیر و کیا کبیر
سب کیے ہم نے میاں اس حال میں ہو کر اسیر
طفل سے ٹھہرے جواں اور پھر جواں سے بن کے پیر
پھر اسی میں پیر ہو کر مر گئے آخر نظیر
اتنے عرصے ہی میں کیا کیا ہم پہ گذری واردات
رہ چلے دنیا میں ہم بھی ایک دن اور ایک رات

(75)

فنا

تنبیہ الغافلین

جہاں ہے جب تلک یاں سینکڑوں شادی و غم ہونگے
ہزاروں عاشق جانباز اور لاکھوں صنم ہونگے
کنار و بوس اور عیش و طرب بھی دم بدم ہونگے
مگر جتنے یہ اپنی صف کے ہیں یہ سب عدم ہونگے
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

تمہارا اب ہے جتنا حسن کا عالم غنیمت ہے
اگر ہے بیش تو بہتر وگرنہ کم غنیمت ہے
ہمارا دیکھنا اور عاشقی کا دم غنیمت ہے
بھروسا کچھ نہیں دم کا عزیزو دم غنیمت ہے
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے
چمن میں چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ
پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہم کو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمیں ہنس ہنس کے بوسہ دو
اجل کافر کھڑی ہے سر پہ اے دلدار سنتے ہو
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے
ہماری چشم میں آئے تمہاری عارض گلگوں
غرض تم وقت کے لیلیٰ ہو پیارے اور ہم مجنوں
گھڑی بھر بیٹھ کر ہم پاس کر لو عیش بو قلموں
کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہوں
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے
اچھل لو کود لو ہے جب تلک یہ زور نلیوں میں
غنیمت ہے وہی دم اب جو گذرے رنگ رلیوں میں
ہمیں لو ساتھ اور سیریں کرو پھولوں کی کلیوں میں
پھریگی پھر تو آخر تن کی اڑتی خاک گلیوں میں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

اگر سینہ ہمارا تم نے چکی کی طرح راہا
تو اب جلدی گلے مل کر لگا دو عیش کا پھاہا
موے پر کس نے پوچھا دل برو اور کس نے پھر چاہا
ہمیں تو رونا آتا ہے یہی کہہ کر، اہاہاہا!

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب مل گئے گل میں
اجل کی تیغ سے دونوں کے تکے اڑ گئے تل میں
نہ قاتل میں رہا جی اور نہ اس قاتل کے بسمل میں
تو بس اے دلبرو تم بھی یہی اب جان لو دل میں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

اگر تم نے ہمارے دل کو دکھ دیدے کے ترسایا
غلط فہمی تمہاری یا کہ جس نے تم کو سکھلایا
گیا جب وقت کافر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا
غرض ہم نے تو اب بھی اور تمہیں آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

ہمارے اور تمہارے حق میں ہے اب تو یہی بہتر

کہ دیکھیں چاندنی اور سیر دریا کی کریں جا کر
کبھی لپٹیں گلے سے اور کبھی مے کے پئیں ساغر
یہی کہنے کو رہ جاوے گا آخر اے مرے دلبر
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینھ برستا ہو
پہن پوشاک رنگیں اور ہمارے بر میں آ بیٹھو
اداؤ ناز و غمزے چونچلے کرنے ہوں سو کر لو
فلک کب چین دیتا ہے مری جاں پھر تو آخر کو
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

ادھر واں حسن کی مستی ادھر یاں عشق کی رے ہے
چمن ہے ابر ہے ساقی صراحی جام اور مے ہے
جو کرنا ہو سو کر لو اس گھڑی سب عیش کی شے ہے
غضب ہے قہر ہے جب جی نکل جاویگا پھر اے ہے
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

ابھی یاں الفتیں بڑھتی ہیں اور واں ناز کی گھاتیں
غنیمت ہیں طمانچے پیار کے اور چاہ کی لاتیں
جب آنکھیں مند گئیں سب ہو چکیں چتون اشاراتیں
کہاں پھر دن مزے کے اور کہاں یہ عیش کی راتیں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے
ہمیں ہے بیقراری اور تمہیں ہر دم طرحداری
غنیمت ہے ہماری اور تمہاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بلا چاری
کہاں پھر ہم کہاں پھر تم کہاں الفت کہاں یاری
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

(76)

فنا

انسان خاک کا پتلا ہے آخر خاک ہی میں اس کو مل جانا ہے

دنیا میں کوئی شاد کوئی درد ناک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
ناپاک ہے پلید نجس یا کہ پاک ہے
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے
ہے آدمی کی ذات کا اس جا بڑا ظہور

لے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جس کا نور
گذرے ہے ان کی قبر پر جب وحش یا طیور
رو رو یہی کہے ہے ہر اک قبر کے حضور
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جس کہ اولیا اور انبیا اٹھے
اجسام پاک ان کے اسی خاک میں رہے
روحیں ہیں خوب حال میں روحوں کے ہیں مزے
پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ
حشمت میں جن کی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی ان کے تن ہوئے گلیوں کی خاک راہ
اب ان کے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہو گئے محبوب کج کلاہ
تن جن کے مثل پھول تھے اور منھ بھی رشک ماہ
جاتی ہے ان کی قبر پہ جس دم مری نگاہ
روتا ہوں پھر تو میں یہی کہہ کہہ کے دل میں آہ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنہوں کی تھی دل میں جائے
ہوتے تھے میلے ان کے کوئی ہاتھ گر لگائے
سو ویسے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑائے

رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہوں میں ہائے
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدوں کے تن کو تانبے کے صندوق میں دھرا
مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اپر پڑا
قائم یہاں یہ اور نہ ثابت وہ واں رہا
دونوں کو خاک کھا گئی یارو کہوں میں کیا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن
اور اک یونہیں پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونوں کے تن بدن
دیکھا جو ہم نے آہ تو سچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنے جہاں میں ناج ہیں کنگنی سے تا گیہوں
اور جتنے میوہ جات ہیں تر خشک گوناگوں
کپڑے جہاں تلک ہیں سپید و سیہ نموں
کہو اب تاش بادلہ کس کس کا نام لوں
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنے جہاں میں دیکھو ہو بوٹے سے تا بہ جھاڑ
بڑ پیپل آں ب نیب چھوارا کھجور تاڑ
سب خاک ہوں گے جبکہ فنا ڈالے گی اکھاڑ
کیا بوٹے ڈیرہ پات کے کیا جھاڑ کیا پہاڑ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا
پھر خاک اس کو ہونا ہے یادو جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا
زر سیم کوڑی لعل زمرد اور ان سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر
باغ و چمن محل و مکانات دل پذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک میں خمیر
میری زباں پہ اب تو یہی بات ہے نظیر
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

فنا

موت کے آگے علم و فضل سب ہیچ ہے

پڑھ علم کئی اس دنیا میں گر کامل ذی ادراک ہوے
اور لاد کتابیں اونٹوں پر ہر معنی کے دراک ہوے
معقول پڑھی منقول پڑھی پڑھی ہر منطق میں چالاک ہوے
یاں جتنے علم کے دریا ہیں ان دریا کے پیراک ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

رمال نجومی جفری ہو یا غیبوں کے احکام کہے
کل تارے چھان لیے سارے اور پھینکے تختوں پر قرعے
منھ دیکھ اجل کی شکلوں کا سب داخل خارج بھول گئے
نہ رمل جفر کچھ پیش گئے نہ تختے قرعے کام آئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یاں پڑھ کر علم طبابت کا
دالان کتابوں سے روکا اور نسخوں سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھولے نبض اور قارورا
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا ایک نسخا

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

لے ہاتھ قلم اور باندھ سپر گر ہوئے سپاہی متصدی
دن رات لڑے گڑھ کاغذ سے شمشیر کھینچی اور قلم چلی
جب کلک قضا نے حرف لکھے اور سیف اجل کی چمکی
یاں دفتر طبلک ڈوب گئے واں تیغ سپر بھی پٹ پڑی

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا کوٹھی کر کر سیٹھ ہوے یا کھود زمین کو کھیتی کی
لکھ ڈالیں بہیاں لاکھوں کی بو ڈالی دھرتی بری بھلی

جب ہنڈی آئی مالک کی اور آ کر 1 جم کی بھیج 2 لگی
یاں کوٹھی کوٹھے بیٹھ گئی وہاں کھیتی باڑی کھیت رہی
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا مست شرابی رند ہوے یا زاہد تا مقدور ہوے
یا پیکر مے دل شاد ہوے یا چلووں میں مسرور ہوے
جب عمر کے پیالے دونوں کے آ ساعت پر معمور ہوے
یا جبے تسبیح دور ہوے واں پیالے شیشے چور ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

اس دنیا کی دھن دولت میں گر شاہ سلیمان جاہ چلے
یا ٹھہرے میرو وزیراعظم یا راجہ بن کر آہ چلے
منہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لے کر گھر کی راہ چلے
نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نہ تخت چھتر ہمراہ چلے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

سب چھوڑ فقیر آزاد ہوے یا دنیا داری لوٹ گئے
یا شال دو شالے اوڑھ پھرے یا اجلے پوند گوٹ گئے
سنگ اور قضا کے سونٹے سے سر دونوں کے جب پھوٹ گئے
یاں سیلی تاگے ٹوٹ گئے واں جامے تن کے چھوٹ گئے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا حاکم یا محکوم ہوے یا عاقل یا معقول ہوے
یا خادم یا مخدوم ہوے یا جاہل یا مجہول ہوے
زردار ہوے سردار ہوے مردود ہوے مقبول ہوے
کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب انت اسی میں دھول ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

کر بیر بخیلی زہر ہوے یا بخشش میں تریاک ہوے
یا نخل ہوے پر میووں کے یا خالی پاتوں ڈھاک ہوے
یا عمر گزاری عشرت میں یا سوگ میں غمناک ہوے
پھل پھول کھلائے گلشن کے یا گلیوں کی خاشاک ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

حکاک مصور زرگر تھے یا ہاتھ تبر اور تیشے تھے
یا پھیری سے دکان لگی یا جنگل جنگل پیشے تھے
جو علم و ہنر سیکھے تھے اور جتنے اپنے پیشے تھے
بس اور نظیر اب کیا کہیئے سب ناحق کے اندیشے تھے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے

جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

بعد از فنا

کیا کیا جہاں میں اب ہیں ہماری سواریاں
دل چسپ دل فریب پیاری سواریاں
کس کس طرح کی ہم نے سنواری سنواریاں
پر ہم سے کچھ نہ کر گئیں یاری سواریاں
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

وہ تخت جس پہ کل تھا جواہر جڑا ہوا
کس عیش سے چڑھے ہوئے پھرتے تھے جا بجا
جس دم اجل نے تختے کے اوپر دیا سلا
اس تخت کے بھی ہو گئے تختے جدا جدا
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

ہاتھی جو تھے پہاڑ کی مانند تن سیاہ
جن پر کسیں عماریاں رخشندہ رشک ماہ
ہودوں کی بھی چمک پہ ٹھہرتی نہ تھی نگاہ
کس عیش سے چڑھے ہوئے پھرتے تھے واہ واہ
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں

جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

خاصے وہ گھوڑے ترکی و تازی جو تھے بڑے
جن پر سنہرے زین جواہر کے تھے پڑے
ٹانگن بھی ہنہناتے رہے چھوٹے اور بڑے
مالک چلا تو سب وہ ہیں رہ گئے کھڑے
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

وہ پالکی بنی تھی سنہری جو زر نگار
جھالر [1] پہ جس کی ہوتے تھے موتی پڑے نثار
لا نالکی پہ موت نے جب کر لیا سوار
پھر وہ نہ پالکی نہ وہ جھالر نہ وہ کہار
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

تھیں وہ تھیں کہ بیٹھے تھے جن جن میں پھیل پھیل
بجتے تھے زنگ [2] اور تھے کلس ان کے جوں سہیل
رتھ بان نے اجل کے جو ہیں کر لیا دبیل
پھر کس کی چھتری پہیے کہاں اور کہاں کے بیل
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

وہ گاڑیاں جو دوڑیں تھیں گھوڑوں سے بیشتر
ناگوری ان کے ہاتھی کے پاٹھے تھے خوب تر

پہیا قضا کے ہاتھ سے جب الٹا آن کر
گاڑی ادھر الٹ گئی مالک گرا ادھر

جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

گھڑ بہل 3۔ فیل بہل، شتر بہل راہ وار
ہرنوں کی بہل بکری بہل گھنٹے گھنگرو دار
مالک چڑھا جو موت کی ڈولی پہ ایک بار
پھر بہلیاں نہ بہل نہ جھنگار نہ پکار

جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

میانہ، محافہ اور وہ چنڈول 4، بگھیاں
وہ پینسیں، وہ بوچے 5، وہ چوپالے 6 خوش فشاں
مالک ہوا اجل کے جو کٹر 7 کھڑ یہ پرواں
بوچا گیا نہ ساتھ میانہ گیا، میاں

جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

چھکڑے، لڑھے 1 رہکلے 2 شتر بہل اور خچر
ٹٹو، حمار، بھینسے، وہ لدنے کے گورخر
مالک چلا جو موت کے تانگے کو چھیڑ کر
بھینسا گیا نہ ساتھ، نہ ٹٹو نہ گاؤ خر

جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں

جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

اسوار جب اجل کا ہوا آن کر اسیر
گھوڑے بھی ہنہناتے رہے سب جوان و پیر
ہاتھی بھی خاک ڈالتے سر پر رہے حقیر
یہ بات تو عیاں ہے کہوں کی میاں نظیر
جب چار کاندھے پر ہوئیں بھاری سواریاں
جھک مارتی یہ رہ گئیں ساری سواریاں

(79)

پیری 3 کی سواری اور سفر آخرت کی تیاری

ہٹ مارا اجل کا آپہونچا ٹک اس کو دیکھ ڈر و بابا
اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور آہیں سرد بھرو بابا
دل ہاتھ اٹھا اس جینے سے لے پس من مار مرو بابا
جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو
خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بٹواؤ یا خاصہ حلوا مان کرو
کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا کچھ دھیان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
دل کو ٹو اپنا جینے سے اب اور گلے کو یوں مت کاٹو
اب چاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسی کا مت چاٹو
دھن چھوڑ او حصہ بخرے کی اور بھاجی 4 اپنی تم باٹو
ناکند 5 بچھیڑے چکے اب اور دولتی مت چھاٹو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
یہ اسپ بہت کود اچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو
جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میان میں تم شمشیر کرو
تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
سرکا سپا چاندی بال ہوئے منھ پھیلا پلکیں آن جھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیائی گئیں
سکھ نیند گئی اور بھوکھ گھٹی دل سست ہوا آواز مہیں
جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
یہ پاؤں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو

اور پوپلے منھ سے روٹی کو مت مل مل کر ہلکان کرو
اب آپ ہوئے تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
کچھ لابھ نہیں ہے جینے میں اب مرنے سے پہچان کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لے جاؤ گے
تو گھر بھی اچھا پاؤ گے اور بیٹھ کے سکھ سے کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
کچھ بات نہیں بن آنے کی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
تم گٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھ اجل سر دھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کا یاں تانا بانا بنتی ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خورسند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو کچھ فند کرو
بس بہت تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
بیوپار تو یاں کا بہت کیا اب واں کا بھی کچھ سودا لو
جو کھیپ ادھر کو چڑھتی ہے اس کھیپ کو یاں سے لدوا لو
اس راہ میں جو کچھ کھاتے ہوں اس کھانے کو بھی منگوالو
سب ساتھی پہونچے منزل پر اب تم بھی اپنا رستہ لو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
دو چار گھڑی یا دو دن میں اب تن سے جان نکلنی ہے
یہ ہڈی پسلی جتنی ہے یا کھلنی ہے جلنی ہے
ہے رات جو باقی تھوڑی سی کوئی دم میں یہ بھی ڈھلنی ہے
اٹھ باندھ لو کمر سویرے سے تم کو بھی منزل چلنی ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
یہ دولت کام نہ آویگی، مت اس کو تم زنجیر کرو
یہ خاک بدن کی پارا ہے مات مار اسے اکسیر کرو
جو پار اتارے دریا سے ان باتوں کو گو سیر کرو
اب ناؤ کنارے آ پہونچی اب چڑھنے میں مات دیر کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا
کچھ دیر نہیں اب چلنے میں کیا آج چلو یا کل نکلو

کچھ کپڑا لتہ لینا ہو سو جلدی باندھ سنبھل نکلو
اب شام نہیں اب صبح ہوئی جوں موم پگھل کر ڈھل نکلو
کیوں ناحق دھوپ چڑھاتے ہو بس ٹھنڈے ٹھنڈے چل نکلو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا

یہ اونٹ کرائے کا یارو صندوق جنازہ باری ہے
جب اس پر ہوا سوار چلے پھر گھوڑا ہے نہ عماری ہے
کس نیند پڑے تم سوتے تھے یہ بوجھ تمہارا بھاری ہے
کچھ دیر تئیں اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باجے گا چلنے کی فکرو کرو بابا

(80)

بنجارا

دنیا کا سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا

ٹک 1 حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گوئی 2 پلا سر بھارا 3

کیا گیہوں، چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں کیا انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

گر تو ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھ سے بھی چڑھتا ایک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ 4 منقا سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

یہ بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاوے گا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراوے گا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبا کام نہ آوے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

ہر منزل میں اب ساتھ ترے یہ جنیا ڈیرا ڈانڈا ہے
زر دام درم کا بھانڈا ہے بندوق سپر اور کھانڈا ہے
جب ناایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا 5 ہے
پھر ہانڈا ہے نہ بھانڈا ہے نہ حلوا ہے نہ مانڈا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

جب چلتے چلتے رستہ میں یہ گون تری ڈھل جاوے گی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے آوے گی
یہ کھیپ جو تو نے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاوے گی
دھی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آوے گی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

یہ کھیپ بھرے جو جاتا ہے یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت میں یہ کھیپ بدن کی ہے کھپنی 1

کیا تھال کٹورے چاندی کے کیا پیتل کی ڈبیا ڈھپنی
کیا برتن سونے روپے کے کیا مٹی کی ہنڈیا چپنی

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کچھ کام نہ آوے گا تیرے یہ لعل زمرد سیم و زر
جب پونجی 2 بات میں بکھرے گی پھر آن بنے گی جاں اوپر

نقارے نوبت بان نشان دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے

کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لال عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت پھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا 3 توڑ کے بھاگیں گے منھ دیکھ اجل کے بھالوں کے

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے
کیا بقچے 4 تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالوں کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کیا سخت مکاں بنواتا ہے کھم 5 تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منھ کھولا

کیا رینی 6 خندق رند 7 بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رسالہ 8 توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بند اچیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنویں کیا گھاٹ سرا کیا باغ چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی ناج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکے گا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک بھنگا آن نہ جھانکے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

مناظر

(1)

(81)

اندھیری

لاتی ہے جب اپنا یہ شروعات 1 اندھیری
کرتی ہے اجالے کے تئیں مات اندھیری
دیتی ہے غریبوں کو مکافات اندھیری
دکھلاتی ہے خوباں کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہے عنایات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس وقت ہوئی رات اندھیرے سے دھواں دھار
جو شوخ ملا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
گر اس میں کہیں شور ویا نل ہوا اک بار
ایدھر سے ادھر ہو گئے دو چار قدم مار
بر لاتی ہے اس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دوشالا

کمبل کو ادھر ہم نے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا
منھ اس کے رقیبوں کا کیا خوب سا کالا
کیا وصل کا رکھتی ہے کرامات 2 اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا منھ موڑ الگ ہو رہے چپکے
چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے
اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے
اس ڈھب کو تو رکھتی ہے عجب گھات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہم نے جو پی لے کے گلابی 3
اور عیش جو کرنے لگے ہو ہو کے شرابی
اتنے میں رقیب آ گیا بو سونگھ شتابی
گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی
ٹالے ہے سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اس میں سنے غیر کے کھٹکے
چھپ چھپ گئے اٹھ دونوں وہیں نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اس نے ڈھبک 1 دھوے جو مارے
کتنا ہی ٹٹولا جو اجالا ہو تو پاوے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہے کیا بات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہے اجالا
ہوتا ہے عجب کھیل پریرو سے دوبالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اس لوٹ کی کرتی ہے مدارات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جب کوچے میں چاہا وہیں کرنے لگے پھیری
بیٹھے کہیں اٹھے کہیں جلدی کہیں دیری
اور اس میں کہیں مل گئی گر حسن کی ڈھیری
پھر جب تو نہ کہہ میری نہ میں کچھ کہوں تیری
کام عیش کے لاتی ہے لگا سات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
بوسوں کی مدارات کا سینوں کی لپٹ کا
آیا جو چغل خور تو بندہ وہیں سٹکا
وہ ٹکریں کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا
رد کرتی ہے سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظیر آہ

سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمیں ڈھونڈھنے اس دم کئی بدخواہ
مل مل بھی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمیں واللہ
کیا عیش کے رکھتی ہے طلسمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

(82)

رات

کھینچ کر اس ماہ رو کو آج یاں لائی ہے رات
یہ خدا نے مدتوں میں ہم کو دکھلائی ہے رات
چاندنی ہے رات ہے خلوت ہے صحن باغ ہے
جام بھر ساقی کہ یہ قسمت سے ہاتھ آئی ہے رات
بے حجاب اور بے تکلف ہو کے ملنے کے لیے
وہ تو ٹھہراتے تھے دن پر ہم نے ٹھہرائی ہے رات
جب میں کہتا ہوں کسی شب کو تو کافر یاں بھی آ
ہنس کے کہتا ہے میاں ہاں وہ بھی بنوائی ہے رات
کیا مزہ ہو ہاتھ میں زلفیں ہوں اور یوں پوچھیے
اے مری جاں سچ کہو تو کتنی اب آئی ہے رات
جب نشے کی لہر میں بال اس پری کے کھل گئے
صبح تک پھر تو چمن میں کیا ہی لہرائی ہے رات

دور میں حسن بیاں کے ہم نے دیکھا بار ہا
رخ سے گھبرایا ہے دن، زلفوں سے گھبرائی ہے رات
ہے شب وصل آج تو دل بھر کے سو دے گا نظیر
اس نے یہ کتنے دنوں میں عیش کی پائی ہے رات

(83)

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا
اور عارفوں کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبوں کو دن رات کا تماشا
ہم عاشقوں 1 کو ہے گا سب گھات کا تماشا
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے
لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لے کر بادل کو ہر نگر سے
آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر سے برسے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منھ اٹھا کر
ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہیں یوں سنا کر
ہاں سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر

کوئی دم کو میگھ 2 راجا دیکھے گا سب کو آ کر
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا میں ایک باری
ہونے لگی وہاں پھر برسات کی تیاری
چشموں میں کوہ کے بھی ہوئی سب کی انتظاری
موسم کے جانور بھی آتے ہیں باری باری
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساونن کے بادلوں سے پھر آ گھٹا جو چھائی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
ہو مست رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

جن صاحبوں کے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا
وہ اس ہوا میں جا کر دیکھیں ہیں کوہ و صحرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
جنگل میں آج منگل کس کس طرح کا لہرا
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھیں جنگلا 3
چیرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا
اور ساغر و صراحی مے کی تو اپنے سنگ لا
پی پی نشوں میں سیریں دیکھیں بنا کے بنگلا
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر گلبدن کے تن میں پوشاک ہے اکہری
پگڑی گلابی، ہلکی یا گل انار گہری
صحن چمن میں ہے جو بارہ دری سنہری
اس میں سبھوں کی آ کر ہے بزم عیش ٹھہری
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معشوق عاشقوں میں کیا بزم با نمک ہے
شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی کھڑک ہے
گوری ملار کے ساتھ آواز کی گمک ہے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

آ کر کہیں مزے کی ننھی پھہار برسے
چیروں کا رنگ ٹپکے حسن اور نکھار برسے
اک طرف اولتی کی باہم قطار برسے
چھاجوں امنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا
برسے ہے مینھ جھڑا جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و طیور ہر اک مل مل کے ہے نہاتا
غوغا کریں ہیں مینڈک جھینگر ہے غل مچاتا
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

گلشن میں آ بھرے ہیں سب گلبدن نکیلے
ساتھ ان کے لگ رہے ہیں عاشق جو ہیں رنگیلے

کہتا ہے کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے
ایک ہی گلابی مے کی ہاتھوں سے میرے پی لے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہیں مینھ کی دھاریں
اور جس میں اڑ رہی ہیں بگلوں کی سو قطاریں
کوئل پپیہے کوکیں اور کوک کر پکاریں
اور مور مست ہو کر جوں کوکلا چنگاریں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹائیں آ کر ہو مست تل رہی ہیں
دستاریں سرخ اس میں کیا خوب کھل رہی ہیں
رخساروں پر بہاریں ہر اک کے ڈھل رہی ہیں
شبنم کی بوندیں جیسے ہر گل پہ تل رہی ہے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون کی کالی راتیں اور برق کے اشارے
جگنو چمکتے پھرتے جوں آسمان پہ تارے
لپٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے
گرتی ہے چھت کسی کی کوئی کھڑا پکارے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہاتھوں میں ہیں ہر اک کے پھولوں کی لال چھڑیاں
بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہیں جھڑیاں
کل بوندوں کے جو اوپر بوندیں ہیں مینھ کی پڑیاں
برسیں گویا ہزاروں اب موتیوں کی لڑیاں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر ایک ان میں بہتر محبوب گلبدن ہے
خوبی میں برگ گل سے بہتر ہر اک کا تن ہے
تس پر یہ ابر باراں اور گل ہے اور چمن ہے
عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

شہروں کے بیچ ہر جا عمدوں کے جو مکاں ہیں
باراں کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق دلستاں ہیں
ہر رنگ ہر طرح کی مے کی گلابیاں ہیں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

بنگلے سبھوں نے ہر جا اونچے چھوائے زردے
میوے مٹھائی انبہ انگور اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے
برسے ہے ابر باراں کھلوا دیے ہیں پردے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اب شہر میں جہاں تک اوباش پیشہ ور ہیں
بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہیں
معشوق ہیں بغل میں محبوب سیم بر ہیں
اور سب غریب غربا 1 دل شاد اپنے گھر ہیں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دکان کے نالا ہے موج مار چلتا

عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا
ٹھٹا ہے اور مزا ہے آب 2 عنب ہے ڈھلتا
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہاں کی سب تال اور تلیاں
سب بھر رہا ہے پانی اور سیر امبریاں 3
اور ڈالیاں چمن کی بوندوں سے چھک ہیں ریاں 4
بادل بھرے ہیں جن سے معشوق ہیں دو چھیاں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جن کی دھومیں اکستیاں ہیں
سب سے زیادہ اس کو اب عیش مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور مے پرستیاں ہیں
شعر و غزل میں موتی لڑیاں برستیاں ہیں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

برسات کی بہاریں

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھمجھاوٹ قطرات کی بہاریں

ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں
جھڑیوں کی مستیوں سے دھومیں مچا رہے ہیں
پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں
گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مارے ہیں موج ڈابر 5 دریا دوند رہے ہیں
مور و پپیہے کویل کیا کیا رمنڈ رہے ہیں
جھڑ کر رہی ہیں جھڑیاں نالے امنڈ رہے ہیں
برسے ہے مینھ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ 6 رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے 7 نوبت کے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل لگا ٹکوریں نوبت کی کت لگاویں
جھینگر جھنگار 1 اپنی سرنائیاں بجاویں
کر شور مور بگلے جھڑیوں کا مینھ بلاویں
پی پی کریں پپیہے مینڈک ماریں گاویں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزوں کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تابماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہیں یا رب سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئل کی کوک میں بھی تیرا ہی نام ہے گا
اور مور کی ژٹل 1 میں تیرا پیام ہے گا
یہ رنگ سو مزاے کا جو صبح و شام ہے گا
یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہے گا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بولیں بئے بٹیریں قمری پکارے کو کو
پی پی کرے پپیہا بگلے پکاریں تو تو

کیا ہدہدوں کی حق حق کیا فاختوں کی ہو ہو
سب رٹ رہے ہیں تجھ کو کیا پنکھ کیا پکھیرو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو مست ہوں ادھر کے کر شور ناچتے ہیں
پیارے کا نام لے کر کیا زور ناچتے ہیں
بادل ہوا سے کر کر گھنگھور ناچتے ہیں
مینڈک اچھل رہے ہیں اور مور ناچتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھولوں کی سیج اوپر سوتے ہیں کتنے بن بن
سو ہیں 3 گلابی جوڑے پھولوں کے ہار ابرن
کتنوں کے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن
کونے میں پڑ رہی ہیں سر منھ لپیٹ سوگن 4
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو خوش ہیں وہ خوشی میں کاٹے ہیں رات ساری
جو غم میں ہیں انہوں پر گذرے ہے رات بھاری
سینوں سے لگ رہی ہیں جو ہیں پیا کی پیاری
چھاتی پھٹے ہے ان کی جو ہیں برہ 5 کی ماری
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو وصل میں ہیں ان کے جوڑے مہک رہے ہیں
جھولوں میں جھولتے ہیں گہنے جھمک رہے ہیں
جو دکھ میں ہیں سو ان کے سینے پھڑک رہے ہیں
آہیں نکل رہی ہیں آنسو ٹپک رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اب برہنوں 1 کے اوپر ہے سخت بیقراری
ہر بوند مارتی ہے سینے اپر کٹاری
بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہیں باری باری
ہے ہے نہ لی پیا نے اب کے بھی سدھ ہماری

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جب کوئل اپنی ان کو آواز ہے سناتی
سنتے ہی غم کو مارے چھاتی ہے امنڈی آتی
پی پی کی دھن کو سن کر بے کل ہیں کہتی جاتی
مت بول اے پپیہے پھٹتی ہے میری چھاتی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جن کی سیج سونی اور خالی چار پائی
رو رو انہوں نہ ہر دم یہ بات ہے سنائی
پردیسی نے ہماری اب کے بھی سدھ بھلائی
اب کے بھی چھاؤنی جا پردیس میں ہے چھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے اپنی غم سے اب ہے یہ گت بنائی
میلے کچیلے کپڑے آنکھیں بھی ڈبڈبائی
نے گھر میں جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی
پھوٹا پڑا ہے چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گاتی ہے گیت کوئی جھولے پہ کر کے پھیرا

مارو 2 جی آج کیجئے یاں رین کا بسیرا
ہے خوشی کسی کو آ کر ہے درد و غم نے گھیرا
منہ زرد بال بکھرے اور آنکھوں میں اندھیرا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
اور جن کو اب مہیا حسنوں کی ڈھیریاں ہیں
سرخ اور سنہرے کپڑے عشرت کی گھیریاں ہیں
محبوب دلبروں کی زلفیں بکھیریاں ہیں
جگنو چمک رہے ہیں راتیں اندھیریاں ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہیں
باہیں گلوں میں ڈالے جھولوں میں سو رہے ہیں
کتنے برہ کے مارے سدھ اپنی کھو رہے ہیں
جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
بیٹھے ہیں کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے
پیتے ہیں مے کے پیالے اور دیکھتے ہیں جنگلے 3
کتنے پھرے ہیں باہر خوباں کو اپنے سنگ لے
سب شاد ہو رہے ہیں عمدہ غریب کنگلے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
کتنوں کو محلوں اندر ہے عیش کا نظارا
یا سائبان ستھرا یا بانس کا اسارا 4
کرتا ہے سیر کوئی کوٹھے کا لے سہارا

مفلس بھی کر رہا ہے پولے 5 تلے گذارا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہے
مفلس و جھوپڑے میں دلشاد سو رہا ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مدت سے ہو رہا ہے جن کا مکاں پرانا
اٹھ کے ہے ان کو مینھ میں ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہے ٹک موری کھول آنا
کوئی کہے ہے چل بھی کیوں ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی پکارتا ہے لو یہ مکان ٹپکا
گرتی ہے چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان 1 ٹپکا
باقی تھا اک اسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اونچا مکان جس کا ہے پچ 2 کھنا سوایا
اوپر کا گھن 3 ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
اس نے تو اپنے گھر میں ہے شور غل مچایا
مفلس پکارتے ہیں جانے ہمارا + + +

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزوں پہ بیر بھوٹی ٹیلوں اپر دھتورے
پسو سے مچھروں سے روئے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے
آنگن میں کنسلائی کونوں میں کھن کھجورے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھنسی کسی کے تن میں سر پر کسی کے پھوڑے
چھاتی یہ گرمی دانے اور پیٹھ میں ددوڑے
کھا پوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مڑوڑے
آتے ہیں دست جیسے دوڑیں عراقی گھوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پتلی جہاں کسی نے دال اور کڑھی پکائی
مکھی نے وہیں بولی آ اونٹ کی بلائی
کوئی پکارتا ہے کیوں خیر تو ہے بھائی
ایسے جو کھانسے ہو کیا کالی مرچ کھائی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جس گلبدن کے تن میں پوشاک سوسنی ہے
سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اور جس پہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے
اس پر تو سب گھلاوٹ 4 برسات کی چھنی ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بدنوں میں کھب رہے ہیں خوبوں کے لال جوڑے
جھمکیں دکھا رہے ہیں پریوں کے لال جوڑے

لہریں بنا رہے ہیں لڑکوں کے لال جوڑے
آنکھوں میں چبھ رہے ہیں پیاروں کے لال جوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی
گلنار یا گلابی یا زرد، سرخ، دھانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی
جھولوں میں جھولتے ہیں اوپر پڑے ہے پانی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی تو جھولنے میں جھولے کی ڈور چھوڑے
یا ساتھیوں میں اپنے پانوؤں سے پانوؤں جوڑے
بادل کھڑے ہیں سر پر برسے ہیں تھوڑے تھوڑے
بوندوں میں بھیگتے ہیں لال اور گلابی جوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی
سوتے ہیں ساتھ جس کے کہتی ہے وہ سیانی
اس وقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی
دیکھو تو کس مزے سے برسے ہے آج پانی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے شراب پی کر ہو مست چھک رہے ہیں
مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہے ناچ گھر گھر، گھنگرو جھنک رہے ہیں
پڑتا ہے مینھ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہیں جن کے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی
وہ اس ہوا میں خاصی اوڑھ پھرے ہیں لوئی
اور جن کی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی
ہے ان کے سر پہ سر کی [1] یا بوریے کی کھوئی [2]

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے پھرے ہیں اوڑھے پانی میں سرخ پٹو [3]
جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہے ان پہ لٹو
کتنوں کی گاڑی رتھ ہیں کتنوں کے گھوڑے ٹٹو
جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو اس ہوا میں یار و دولت میں کچھ بڑھے ہیں
ہے ان کے سر پہ چھتری ہاتھی پر چڑھے ہیں
ہم سے غریب غربا کیچڑ میں گر پڑے ہیں
ہاتھوں میں جوتیاں ہیں اور پائنچے چڑھے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا
ان کو پلنگ پہ بیٹھے جھڑیوں کا حظ اڑانا
ہے جن کو اپنے گھر میں یاں لون تیل لانا
ہے سر پہ ان کے پنکھا یا چھاج ہے پرانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے خوشی سے بیٹھے کھاتے ہیں خوش محل میں

کتنے چلے ہیں لینے نیے سے قرض پل میں
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ نے مل میں
ہاتھوں میں گھی کی پیالی اور لکڑیاں بغل میں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو کسبیاں جوانیں حسنوں میں پرتیاں 4 ہیں
سینوں میں لال انگیاں اور لال کرتیاں ہیں
نظریں بھی بدلیاں ہیں دل میں بھی سرتیاں 5 ہیں
اک اک نگہ میں کافر بجلی کی پھرتیاں ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو نوجواں ہیں ان کی تیاریاں بڑی ہیں
ہاتھوں میں لال چھڑیاں کوٹھوں پر گھڑی ہیں
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہیں یا لڑی ہیں
منھ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا جھپٹا
کہتی ہے ہنس کے کافر چٹکی لے یا نہٹا 6
تم سے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا
تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہیں کوئی مجھ کو جوڑا سوہا بنا دو
یا ٹاٹ بافی جوتا یا کفش سرخ لا دو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو

یا گرم سے اندر سے اک سیر بھر منگا دو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو ان کے مبتلا ہیں سب چیز لا رہے ہیں
کرتی بنا رہے ہیں انگیا رنگا رہے ہیں
جو جو ہیں ان کی باتیں سب کچھ اٹھا رہے ہیں
باہیں گلے میں ڈالے عشرت منا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے قول باندھا معمولی کے دیکے پیسے
کہتے ہیں شاد ہو کر یوں اپنے آشنا سے
برسات بھر تو مل کے سنتے ہو جان پیارے
احمق ہو جو پلنگ سے اب موتنے کو اترے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ سن کے ان سے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی
معمولی اب تو لے کر بندی بھی ہے گھمنڈی
ہم پہنیں لال جوڑا تم پہنو خاصی بنڈی 2
خندی ہو جو تمہاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زر دار کی تو ان میں ہے بچھ رہی پلنگڑی
دلبر پری سی بیٹھی جھمکائے چوڑی نبگڑی
مفلس کی ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی
رنڈی ملی تو کالی یا کنجی لولی لنگڑی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

+ + + بھی اب تو سب بن رہی ہیں رنگیا
پہنے ہیں + + + ان کے تنبان یا کہ جنگیا
کہتی ہے + + + سے کیوں میرے یار بھنگیا
تو آج بھی نہ لایا میری رنگا کے انگیا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کرتی گلابی جن میں گوٹے لگے ہیں
انگیاں کے گرد جھوٹے گوٹے ٹکے ہوئے ہیں
کہتی ہیں ان سے ہنس ہنس جو جو کٹے ہوئے ہیں
لا اب تو میرے تجھ پر بارہ ٹکے ہوئے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دوستوں کے دل میں لڑکا سما رہا ہے
ان کو بھی اس ہوا میں یہ عیش یہ مزا ہے
ستھرا پلنگ بچھا ہے + + + بھی خوش ادا ہے
یہ پیار کر رہا ہے + + + مچل رہا ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو بیگمی ہے گھر میں آرام کر رہی ہے
پردوں میں دوستوں سے پیغام کر رہی ہے
چتون لگاوٹوں سے سو دام کر رہی ہے
چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے
وہ اس مینھ میں نہ جاؤ پیارے ہمارے بر سے

کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے
ہاتھوں سے میرے جانی کھا لے یہ دو اندر سے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لادیں
زر دوزی ٹاٹ بافی جوتا کہو پنھا دیں
پیڑا جلیبی لڈو جو کھاؤ سو منگا دیں
چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کے تن پر ہیں گرمی دانے آلے
کہتے ہیں ان کو عاشق یوں پیار سے بلا لے
کیا مینھ برس رہا ہے پیارے ذرا نہا لے
چھاتی نہیں تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملا لے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اس رات میں ہیں جہاں تک گلزار بھیگتے ہیں
شہر و دیار کوچے بازار بھیگتے ہیں
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہیں
عاشق نہا رہے ہیں دلدار بھیگتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو دلبروں کی دہلی پہ بھیگتے ہیں
کتنے پریرخوں کی بولی پہ بھیگتے ہیں
اور کتنے + + کی ڈیوڑی پہ بھیگتے ہیں
کتنے طوائفوں کی موری پہ بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہے جب وہ سن کر یہ بات بھیگ احمق
ماروں گی تیرے آ کر اک لات بھیگ احمق
مجھ کو بھی ضد چڑھی ہے دن رات بھیگ احمق
یونہیں تو اب کے ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ سن کے گر وہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے
بیٹھک میں اینٹ پھینکے یا کنڈی کھڑ کھڑاوے
کھڑکی میں ڈال سر کو جب نائکہ سناوے
کیا غل مچا رہا ہے سن چٹھے بھڑوے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی یار سے کہے ہے اے دلستان آؤ
بدلی بڑی اٹھی ہے کہنے کو مان آؤ
کیا مینھ برس رہا ہے ہر اک مکان آؤ
راتیں اندھیریاں ہیں اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی رات کو پکارے پیارے میں بھیگتی ہوں
کیا تیری الفتوں کے مارے میں بھیگتی ہوں
آئی ہوں تیری خاطر آرے میں بھیگتی ہوں
کچھ تو ترس تو میرا کھارے میں بھیگتی ہوں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی پکارتی ہے دل سخت بھیگتی ہوں

کانپے ہے میری چھاتی یک لخت بھیکتی ہوں
کپڑے بھی تر بتر ہیں اور سخت بھیکتی ہوں
جلدی بلا لے مجھ کو کمبخت بھیکتی ہوں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

آباد ہیں چھپر کھٹ ماچے 1 پلنگ کھٹولے
دلبر کہیں بغل میں امرد کہیں ہیولے
چولوں کی چرچراہٹ بوچھار کی جھکولے
+ + + کہیں بغل میں + + + کہیں امولے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

شیشہ کہیں گلابی بوتل جھمک رہی ہے
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہے
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت چھلک رہی ہے
پائے کھٹک رہے ہیں پٹی چٹک رہی ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا
کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگویا
ناحق قرار کر کے جھوٹا مجھے بھگویا
یوں دور سے بلا کر اچھا مجھے بھگویا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کی خاطر بھیگے ہیں جن کے جوڑے
وہ دیکھ ان کی الفت ہوتے ہیں تھوڑے تھوڑے
لے ان کے بھیگے کپڑے ہاتھوں میں دھر نچوڑے

چیرا کوئی سنگھاوے جامہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیچڑ سے ہو رہی ہے جس جا زمیں پھسلنی
مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی
جوتی گری تو واں سے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو کیچڑوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں
کپڑے تمام گندی دلدل میں بس رہے ہیں
کتنے اٹھے ہیں مر مر کتنے اکس رہے ہیں
وہ دکھ میں پھنس رہے ہیں اور لوگ ہنس رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدائے لیجو
کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے وائے کیجو
کوئی ہاتھ اٹھا پکارے مجھ کو بھی ہائے کیجو
کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے کیجو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اکثر جو مرد عورت پھسلے ہیں ناگہانی
تو ان کی ہی ہوئی ہے گرنے کی واں نشانی
یا اس کا ہاتھ ان کے پاجامے کی میانی
یا ان کا منھ ہوا ہے اور اس کی وہ ہمیانی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں معطر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منھ گیا بھر
اک دو نہیں پھسلتے کچھ اس میں آن اکثر
ہوتے ہیں سینکڑوں کے سر نیچے پانوں اوپر
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ رت وہ ہے کہ جس میں خرد و کبیر خوش ہیں
ادنےٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہیں
معشوق شاد و خرم عاشق اسیر خوش ہیں
جتنے ہیں اب جہاں میں سب اے نظیر خوش ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

برسات اور پھسلن

برسات کا جہان میں لشکر پھسل پڑا
بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیوں کا مینھ بھی آ کے سراسر پھسل پڑا
چھتا کسی کا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری 1؎ گری در پھسل پڑا
جن کے نئے نئے تھے مکاں اور محل سرا
ان کی چھتیں ٹپکتی ہیں چھلنی ہو جا بجا

دیواریں بیٹھتی ہیں چھلوں 2 کا ہے نل مچا
لاٹھی کو ٹیک کر جو ستوں ہے کھڑا تو کیا
چھجا گرا منڈیری کا پتھر پھسل پڑا
جھڑیوں نے اس طرح کا دیا آ کے جھڑ 3 لگا
سنیے جدھر ادھر کو دھڑاکے کی ہے صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہائے کہوں تم سے اب میں کیا
تم در کو جھینکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا
باران جب آ کے پختہ مکاں کے تئیں ہلائے
کچا مکاں پھر اس کی بھلا کیونکر تاب لائے
ہر جھونپڑے میں شور ہے ہر گھر میں ہائے ہائے
کہتے ہیں یارو دوڑیو جلدی سے ہائے ہائے
پاکھے پچھیت 4 سو گئے چھپر پھسل پڑا
آ کر گرا جو ہے کسی۔۔۔ کا اب مکاں
اور اس کے آشنا کی بھی چھت گرتی ہے جہاں
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک ان سے آ کے واں
کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم اے میاں یاں
واں چھت 5 لگن کا آپ کے سب گھر پھسل پڑا
یاں تک ہر اک مکاں کی پھسلنے کی ہے زمیں
نکلے جو گھر سے اس کو پھسلنے کا ہے یقیں
مفلس غریب پر ہی یہ موقوف کچھ نہیں
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشیں

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر ادھر کو یہی غل پکار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے
پیادہ اٹھا جو مر کے تو پچھڑ سوار ہے
گرنے کی دھوم دھام یہ کچھ بے شمار ہے

جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا خر پھسل پڑا

چکنی زمیں پہ یاں تئیں کیچڑ ہے بے شمار
کیسا ہی ہوشیار پہ پھسلے ہے ایک بار
نوکر کا بس کچھ اس میں نہ آقا کا اختیار
کوچے گلی میں ہم نے تو دیکھا ہے کتنے بار

آقا جو ڈگمگائے تو نوکر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا
کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسی کا رپٹ گیا
اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ بچا

وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا

دلدل جو ہو رہی ہے ہر اک جا پہ رسمسی
مر مر اٹھا ہے مرد تو عورت رہی پھنسی
کیا سخت مشکلات ہے کیا سخت بیکسی
اس کی بڑی خرابی ہوئی اور بڑی ہنسی

جو اپنے جا ضرور کے اندر پھسل پڑا

+ + + جو ناچنے کو چلی کوئی خوش جمال

+ + + بھی ساتھ اس کے چلا ساز کو سنبھال
آیا قدم تلے جو پھسلنی زمیں کا ڈھال
+ + + ادھر کو اوہی رے کر کر گری نڈھال
+ + + ادھر کو آہ رے کر کر پھسل پڑا

ایسی ہوس میں + + + جو کوئی نکتہ چین ہے
کہتا ہے اس سے + + + جو صحبت قرین ہے
اے بی یہ + + + یا کہ پھسلنی زمیں ہے
تم کو + + + کے جانے کا اندر یقین ہے
پر میں تو جانتا ہوں کہ باہر پھسل پڑا

عاقل جو + + + باز کہاتا ہے اب بڑا
+ + + جہاں گری تو وہیں آپ بھی گرا
جو تاڑ باز تھے سو پکارے یہ جا بجا
یارو یہ جائے غور ہے ٹک دیکھیو ذرا
بنیے کا بیٹا کچھ تو سمجھ کر پھسل پڑا

اور جس کسی کے دل کو ہے لڑکوں کے تن کی چاہ
نکلا وہ ساتھ لڑکے کے کیچڑ میں ہو تباہ
الفت کی اپنی چاہ جتانے کو خواہ مخواہ
لونڈا گرا جو آگے تو پیچھے سے یہ بھی آہ
بے اختیار اس کے برابر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گل عذار

گرنے کا مکر کر کے اچھل کود ایک بار
اس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا
کیچڑ سے ہر مکاں کی تو بچتا بہت پھرا
پر جب دکھائی دی کھلے بالوں کی اک گھٹا
بجلی بھی چمکی حسن کی مینھ برسا ناز کا
پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چلا
آخر کو واں نظیر بھی آ کر پھسل پڑا

(86)

برسات کی اومس 1

کیا ابر کی گرمی میں گھڑی پہر ہے اومس
گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اومس
پانی سے پسینوں کی بڑی نہر ہے اومس
ہر باغ میں ہر دشت میں ہر شہر سے اومس
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
کتنے تو اس اومس کے تئیں کہتے ہیں گرماؤ
یعنے کہ گھرا ابر ہو اور آ کے رکے باؤ
اس وقت تو پڑتا ہے غضب جان میں گھبراؤ
دل سینے میں بیکل ہو یہی کہتا ہے کھا تاؤ

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند
پھر بند سی گرمی وہ غضب پڑتی ہے یک چند
پھینکے کوئی پگڑی کوئی کھولے ہے کھڑا بند
دم رک کے گھلا جاتا ہے گرمی سے ہر اک بند
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
ایدھر تو پسینوں سے پڑی بھیگے ہیں کھاٹیں
گرمی سے ادھر میل کی کچھ چیوٹیاں کاٹیں
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اسے آٹیں 1
ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیاں چاٹیں
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
رکنے سے ہوا کے جو برا ہوتا ہے احوال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
دم دھونکنے لگتا ہے لہاروں کی گویا کھال
کچھ روح کو بیتابیاں کچھ جان کو جنجال
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
گھبرا کے دم آتا ہے کبھی جاتا ہے پھولا

آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی برے لگتے ہیں جی جاتا ہے بھولا
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
ہوتی ہے اومس جو کبھی اک رات کو آ کر
کر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ایدھر تو ہوا بند ادھر پسو و مچھر
پانی کوئی پیوے تو ادھن 2 سے بھی وہ بدتر
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
جس وقت ہوا بند ہو اور آ کے گھٹا چھائے
پھر کہیے دل اس گرمی میں کس طرح نہ گھبرائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے
پسو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
گر اس میں ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی
تو جی میں جی اور جان میں کچھ جان سی آئی
اور اس میں جو پھر ہو گئی اومس کی چڑھائی
تو پھر وہی رونا وہی غسل شور دہائی

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
اومس میں تو لازم ہے نہ پنکھا نہ ہوا ہو
اک کوٹھری ہو جس میں دھواں آ کے بھرا ہو
اور مکھیوں کے واسطے گڑ تن سے ملا ہو
اس وقت مزا دیکھیے اومس کا کہ کیا ہو
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس
اس رت میں تو واللہ عجب عیش ہیں دل خواہ
مینھ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چرا گاہ
اومس بھی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اومس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اومس

(87)

برسات کا لطف

ساقیا موسم برسات ہے کیا روح فزا
دیکھ کچھ تازگی صنعت بے چون و چرا
جا بجا نکلے ہیں اس لطف سے طفلان نبات

اپنے ہاتھوں سے کھلائی ہے جنہیں نشوونما
کھل رہے ہیں در و دیوار پہ ابواب بہشت
آ رہی ہے چمن خلد کی ہر گھر میں ہوا
دیکھ سبزوں کی طراوٹ کو زمین پڑھتی ہے
دم بدم انبتہ اللہ نساتاً حسنا
برگ اشجار وہ سر سبز ہیں اور نرم و لطیف
فی المثل حلہ جنت انہیں کہیے تو بجا
کوہ و صحرا میں وہ سبزی ہے کہوں کیا گویا
مخمل تازہ کسی نے ابھی یاں دی ہے بچھا
الغرض دشت تو ہیں کار گہ، مخمل سبز
اور جو ہیں کوہ تو ان پر بھی زمرد ہے فدا
جان سے کرتی ہے اب نزہت و خضرت وہ سلوک
جیسے غنچوں سے نسیم سحر اور گل سے صبا
ہے زمین چمن و باغ جو پانی سی سفید
اس میں اب عکس ہر اک گل کا ہے یوں جلوہ نما
عقل کہتی ہے تامل سے جسے دیکھ کہ یہ
طشت بلور ہے اقسام جواہر سے بھرا
شاخ پر گل سے یہ عالم ہے کہ جیسے محبوب
سرخ دستار بسر رکھتا ہے اور سبز قبا
ملتے اس لطف سے ہیں بھیگے ہوئے تازہ نہال
جیسی ہو نازنیں دلبر کے نہانے کی ادا
غلغل رعد خوش آتا ہے ہر ایک گوش کو یوں

جیسے شادی میں پسند آتی ہے نوبت کی صدا
برق بھی چمکے ہے اور دمکے ہے ایسی ہر دم
جس سے کیا کیا منڈ اور جھوم کے آئے ہے گھٹا
اس سیہ ابر میں یوں اڑتے ہیں بگلے جیسے
لب مالیدہ مسی میں در در دنداں کی صفا
بدلیاں بدلے ہیں وہ رنگ نئے ہر ساعت
جن کے ہر رنگ پہ ہو مانی کے اژرنگ فدا
اس طرح برسے ہے جھڑیوں کو لگا کر باراں
منسلک جیسے ہو سلک گہر بیش بہا
ہے اسی کے سبب عالم میں حیات ہر شے
شاہد اس بات کی ہے حتی من الما کی ندا
اب میں ساون کی اندھیری کی کہوں کیا تعریف
جعد شیریں کہوں یا زلف سیاہ لیلا
جگنو اس طرح چمکتے ہیں کہ جوں وقت سنگار
ماتھے پر ہاتھی کے شنگرف ہے گویا چھڑکا
کہیں رقاص کا رقص اور کہیں مطرب کا سرود
کہیں ساقی مے و ساغر طرب و برگ و نوا
زہرہ واں ہو کے خوشی گاتی ہے وہ میکھ ملھار
جس کو سن سن کے فلک ناچے ہے بر روئے ہوا
مور کا شور فغاں غوک کی جھنگر کی جھنکار
پی پی ہر آن پپیہے کی ہے کوئل کی صدا
اہل ظاہر تو ہیں سب مست مے عیش و سرور

اہل باطن بھی اچھلتے ہیں پڑے وجد میں آ
آتش 1 برق جو ہے مشتعل از بس ہر دم
اس سے کیا جھوم کے اٹھی ہے دھواں دھار گھٹا
ایسی آتش کے لیے چاہیے ایسا ہی دھواں
کیا تناسب ہیں یہ صف کے اہاہاہا
بدلیاں بدلے ہیں کیا رنگ نئے رنگا رنگ
جنگل ایک رنگ پہ سومانی اژرنگ فدا
روح بہزاد کی کہتی ہے تصدق ہو کر
کس سے یہ رنگ ہوں یا رب تری قدرت کے سوا
لوگ کہتے ہیں یہ ہیں آب کے قطرے لیکن
ہم تو جانیں ہیں یہ کل برسے ہے مینھ موتی کا
بلکہ موتی ہے فقط گوش بتاں کی زینت
یہ وہ قطرے ہیں کہ ہیں آب رخ شاہ و گدا
جن کو ہے وصل تو وہ خنداں زناں ہیں جوں برق
اور ہیں مہجود تو وہ گریہ کناں ابر آسا
اس طرف ابر سیہ اس طرف آہوں کے ہجوم
ہے ادھر مینھ تو ادھر آنسو کا ٹپکا ہے لگا
سن پپیہے کی وہ پی پی کی صدا کہتے ہیں
چپ بھی ہو رہ ارے کمبخت نہ جلوں 2 کو جلا
قصہ کوتاہ یہ کچھ رکھتے ہیں اندوہ فراق
جن کے احوال پہ ہر ابر کو آتا ہے بکا
اب 3 میں سانون کے اندھیرے کی کروں کیا تعریف

کوئی تشبیہہ نہیں ملتی مسرت پیرا
ہے تجسس تو بہت لیک میں اب حیراں ہوں
جعد شیریں کہوں یا زلف سیاہ لیلا
سجدۂ شکر کہیں نغمہ رقاص کہیں
بوس و آغوش کہیں ساغر و مینا کی ادا
ایک جہاں بھیگے ہے ایک خلق ہے سیراب نشاط
ایک عالم کو ہے عیش و طرب و برگ و نوا
شہر اور دشت میں یاں چار مہینے تو نظیر
ہر برس ہوتے ہیں گل حسن طراوٹ ہر جا

جاڑے کی بہاریں

جب ماہ اگھن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
اور ہنس ہنس پوس سنبھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
پالا بھی برف پگلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
چلا 4 ختم ٹھونک اچھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دل ٹھوکر مار پچھاڑ ہو اور دل سے ہوتی ہو کشتی سی
تھرتھر کا زور اکھاڑا ہو بجتی ہو سب کی بتیسی
ہو شور پھپھو ہو ہو ہو کا اور دھوم ہو سی سی سی سی کی

کلے پر کلہ لگ کر چلتی ہو منہ میں چکی سی
ہر دانت چنے سے دلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں میں سردی نے آ باندھ دیا ہو یہ چکر
جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا کڑ اور تھر تھر
پیٹھی ہو سردی رگ رگ میں اور برف پگھلتا ہو پتھر
جھڑ باندھ مہاوٹ 5 پڑتی ہو اور تس پر لہریں لے لے کر
سناٹا باؤ کا چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا
اور تن میں نیمہ شبنم کا ہو جس میں خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا
ہاتھوں میں پیالہ شربت کا ہو آگے اک فراش کھڑا
فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جھاڑے کی

جب ایسی سردی ہو اے دل تب زور مزے کی گھاتیں ہوں
کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتیں ہوں
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی، چٹکی، لاتیں ہوں
کچھ بوسے ملتے جاتے ہوں کچھ میٹھی میٹھی باتیں ہوں
دل عیش و طرب میں پلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچوں کا اور پردے چھوٹے ہوں آ کر
اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن تس پر
وہ دلبر، شوخ، پری، چنچل ہے دھوم مچی جس کی گھر گھر
ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنس کر
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہوں
منھ ان کے چاند کے ٹکڑے ہوں تن ان کے روئی کے گالے ہوں
پوشاکیں نازک رنگوں کی اور اوڑھے شال دو شالے ہوں
کچھ ناچ اور رنگ کی دھومیں ہوں کچھ عیش میں ہم متوالے ہوں
پیالے پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو
وہ جان کہ جس سے جی غش ہو سو ناز سے آ جھنکاری ہو
دل دیکھ نظیر اس کی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو
سب عیش مہیا ہو آ کر جس میں ارمان کی باری ہو
جب سب ارمان نکلتا ہو سب دیکھ بہاریں جاڑے کی

بہار

گلشن عالم میں جب تشریف لاتی ہے بہار
رنگ و بو کے حسن کیا کیا کچھ دکھاتی ہے بہار
صبح کو لا کر نسیم دل کشا ہر شاخ پر
تازہ تر کس کس طرح کے گل کھلاتی ہے بہار
نونہالوں کی دکھا کر دمبدم نشوونما
جسم میں روح درواں کیا کیا بڑھاتی ہے بہار
بلبلیں چہکارتی ہیں شاخ گل پر جا بجا

بلبلیں کیا فی الحقیقت چہچہاتی ہے بہار
حوض و فواروں کو دے کر آبرو پھر لطف سے
کیا مطر افرش سبزے کا بچھاتی ہے بہار
جنبش باد صبا سے ہو کے ہم دوش نشاط
ساتھ ہر سبزے کے کیا کیا لہلہاتی ہے بہار
خلق کو ہر لحظہ اپنے حسن کی رنگت دکھا
بے تکلف کیا ہی ہر دل میں سماتی ہے بہار
مجمع خوباں ہجوم عاشقاں اور جوش گل
دیکھ ان رنگوں کو کیا کیا کھلکھلاتی ہے بہار
گل رخوں کو دیکھ کر گل بازیاں ہر دم نظیر
گل ادھر خنداں، ادھر دھومیں مچاتی ہے بہار

تل کے لڈو

جاڑے میں پھر خدا نے کھلو اے تل کے لڈو
ہر ایک خوانچے میں دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی میں ہر جا بکو اے تل کے لڈو
ہم کو بھی ہیں گے دل سے خوش آئے تل کے لڈو
جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو
عمدوں کی سو طرح کی یاقوتیاں بنائیں

لونگوں میں دار چینی شکر میں لے ملائیں
سردی میں دولتوں کی سو گرم چیزیں کھائیں
اوروں نے ڈال مصری گر پینڈیاں بنائیں
ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھو اے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پر پیکار 1 یوں پکارا
بادام بھونا چابو اور کرکرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اس کا کرتا ہوں میں اجارا
جس کا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا
نو دام کے وہ مجھ سے لے جاے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل میں تھا پہلواں جھجھاڑا 2
پر ایک تل نے اس کو رگ رگ سے ہے اکھاڑا
جس دم دل و جگر کو سردی نے آلتاڑا
خم ٹھوک دوں ہیں ہم نے جاڑے کو دھر پچھاڑا
تن چھیر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئیں گئے ہم
کچھ پیڑے اس کی خاطر کھانے کو لے گئے ہم
محبوب ہنس کے بولا حیرت میں ہو رہے ہم
پیڑوں کو دیکھ دل میں ایسے خوشی ہوئے ہم
جب خوش ہوا وہ اس نے جب پائے تل کے لڈو

جو + + + اس ہوا میں مفلس ہے تھوڑی تھوڑی
بجتے ہیں دانت اس کے اور کانپتی ہے ٹھوڑی
کہتی ہے + + + سے + + + بھی میں نے چھوڑی

جاڑے کے مارے اب تو مرتی ہوں میں نگوڑی
جی جاؤں تو جو مجھ کو کھلوائے تل کے لڈو

یہ بات + + + سن کے اس کا لگا سنانے
جاؤں تو جاڑا مجھ کو پھر یاں نہ دیگا آنے
کچھ میرا تن بھی اب تو لاگا ہے تھرتھرانے
سو سو کئے بہانے پر آہ کب وہ مانے
آخر کو اس نے اس سے منگوائے تل کے لڈو

جب ہاتھ آئی اس کی انگیا کی نرم بٹی
لگتے ہی ہاتھ نکلی رگ رگ کی ساری سردی
جب گلبدن سے ہنس کر بولا کہوں میں کیا جی
کچھ ان کچوں سے ایسی سینے میں آگ بھڑکی
گویا کہیں سے میرے ہاتھ آئے تل کے لڈو

وہ + + + کہ جن کا ٹوٹا سا جھونپڑا ہے
یوں کانپتی ہیں ان پر جاڑا گویا چڑھا ہے
ہر ایک جھونپڑے سے نکلے یہی صدا ہے
پیرا جلیبی برفی لایا تو آہ کیا ہے
+ + + وہی بڑا ہے جو لائے تل کے لڈو

جاڑے میں جس کو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
انہیں تو جاڑا لیٹے نہیں + + +نکلا جاتا
اس کی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
بتلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اس کا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے میں اب جو یارو یہ تل گئے ہیں بھونے
محبوبوں کے بھی تل کے ان کے مزے ہیں دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکریوں کے رونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تو نے
جو سن کر اس کی لذت گھبرائے تل کے لڈو

(91)

خربوزے

اب تو بازار کے ہیں زیب فزا خربوزے
ہیں جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما خربوزے
قند و مصری کی حلاوت تو عیاں ہے لیکن
قند و مصری کے بھی ہیں ہوش ربا خربوزے
دلکش اتنے ہیں کہ بازار میں لینے تربوز
گر کوئی جاوے تو لاتا ہے تلا خربوزے
ناشپاتی کو لگا کر اگر امرود و انار
ہوں مقابل تو انہیں گنتے ہیں کیا خربوزے
ہو بڑھل لے کے کٹھل بھی اگر آوے پل کر
اپنے ایک قاش سے دیں اس کو ہٹا خربوزے
پار آیا تو کہا ہم نے منگا ویں لڈو
ہنس کے اس شوخ شکر لب نے کہا خربوزے

کھنیاں فالسے منگواویں تو جھنجھلا کے کہا
پوچھتے کیا ہو، تمہیں کہہ تو دیا خربوزے
ہم نے دیکھا کہ ادھر رغبت خاطر ہے بہت
حکم کرتے ہی دیئے ڈھیر لگا خربوزے
چھو لیا سیب ذقن کو تو کہا واہ چہ خوش
تم نے منگوائے اسی واسطے کیا خربوزے
اب کے شفتا لوئے لب سے کوئی لو گے بوسہ
اچھی حرفت کو لیے تم نے منگا خربوزے
شکریں میوے ہوں اور سب کو بہم پہونچیں بہت
سو نظیر ایسے تو تربوز ہیں یا خربوزے

نارنگی

اب تو ہر باغ میں آئی ہے بھلی نارنگی
ہے ہر اک پیڑ کی مصری کی ڈلی نارنگی
حسن والوں کے بھی سینے کی کھلی نارنگی
دیکھ کر اس کی وہ انگیا کی پلی نارنگی
ہم نے تو آج یہ جانا کہ چلی نارنگی
سیر کو باغ کی جاتی ہے وہ چنچل جو ذرا
کھا کے نارنگیاں پھینکے ہے وہ ہم پر چھلکا

سامنے اپنے وہ بازا سا کولوں 1 کا لگا
دم بدم چھیڑ سے کہتی ہے یہ انگیا کو دکھا
تم نے پیسے کی کبھی ہم سے نہ لی نارنگی

جب نظیر آئی مجھے شوخ کے سینے کی بہار
کھٹا 1 میٹھا سا لگا ہونے مرا دل اک بار
جا پڑا ہاتھ جو سینے کی طرف کھو کے قرار
اس قدر تھیں وہ کچیں شوخ ستمگر کی تیاری 2
جس قدرت سیب ہو یا جیسے بھلی نارنگی

مل گیا ہم کو جو کل ایک مکاں خلوت کا
باغباں کی نہ اٹک اور نہ کسی کا خطرا
کیا کہیں شب تو عجب عیش کا لوٹا وہ مزا
ہر گھڑی اس شجر حسن کو چھاتی سے لگا
کیا ہی بوسے لیے اور کیا ہی + + + نارنگی

جن دنوں شوخ کے عالم کا نیا موسم تھا
جب ہی مل لیتے تو دل کیا ہی سدا پھل پاتا
اب جو وہ وقت گیا تو ہے یہی حیف آتا
آہ اس ہاتھ سے اس حسن کی ڈالی کو جھکا
ہم نے افسوس جبھی توڑ نہ لی نارنگی

جب سے آئی ہے نظر شوخ گلچوں کی تصویر
جب سے لگتے ہیں وہ لوگوں کے جگر میں سو تیر
دل بھی سینے میں تڑپتا ہے نظر ہے گی اسیر
سنگتروں کی نہ ہوس ہے نہ ہے کولوں کی نظیر

(93)

سنگترا

کیا کیا ہر ایک درخت پہ آیا ہے سنگترا
پھل زور ہی مزے کا کہایا ہے سنگترا
نارنگی اور انار کب اچھے لگیں اسے
جس رس بھری کے دل میں سمایا ہے سنگترا
چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے کہا میں نے اس سے جان
مدت میں میرے ہاتھ یہ آیا ہے سنگترا
گر تم برا نہ مانو تو اک بات میں کہوں
یہ تو کسی کا تم نے چرایا ہے سنگترا
تم توڑتی تھیں، آن پڑا اس میں باغباں
انگیا میں اس کے ڈر سے چھپایا ہے سنگترا
یہ سن کے اس نے ہنس دیا اور یوں کہا مجھے
اب ہم نے اس طرح سے یہ پایا ہے سنگترا
ایک باغ حسن کا ہے جوانی ہے اس کا نام
واں سے ہمارے ہاتھ یہ آیا ہے سنگترا
جو بن کے باغبان نے، اٹھتی بہار سے
تازہ ابھی یہ ہم کو بھجایا ہے سنگترا

کولے ہی لگ رہا ہے ہمارے تمام عمر
جس کو کبھی یہ ہم نے دکھایا ہے سنگترا
جب تو نظیر میں نے یہ ہنس کر کہا اسے
میوہ خدا نے خوب بنایا ہے سنگترا

(94)

پنکھا

کیا موسم گرمی میں نمودار ہے پنکھا
خوبوں کے پسینوں کا خریدار ہے پنکھا
گل رو کا ہر اک جا پہ طلبگار ہے پنکھا
اب پاس مرے یار کے ہر بار ہے پنکھا
گرمی سے محبت کی بڑا یار ہے پنکھار
کیونکر نہ اٹھے دل سے مرے شعلہ جانکاہ
جب شوخ کی پنکھے کی تئیں جی سے ہوئی چاہ
جل جاوے جگر کیوں نہ بھلا رشک سے اب آہ
آگے دل صد چاک ہمارا تھا ہوا خواہ
اور اب تو دل و جاں سے ہوا دار ہے پنکھا
کیا کیا تجھے الفت کی جتاتا ہے وفائیں
دھوپ آوے تو کرتا ہے پڑا ہاتھ سے چھائیں 1
بیتاب ہو کر کر کے خوشامد کی ہوائیں

لیتا ہے ہر اک دم ترے مکھڑے کی بلائیں
ایسا تری الفت میں گرفتار ہے پنکھا

یہ انگلیاں نازک جو تمہاری ہیں نمایاں
ڈرتا ہوں کہیں پھانس 2 سے ہوویں نہ یہ حیراں
ان نرم سے ہاتھوں کا ترس چاہیے ہر آں
پنکھے کو کھجوری کے نہ لو ہاتھ میں اے جاں
تم کو تو مرے دل کا سزا وار ہے پنکھا

چھیڑا جو مرے دل کی محبت کے اثر نے
گرمی میں کہیں بیٹھ کے پنکھا تجھے کرنے
رنگ چشم کے ڈوروں کے تئیں خون جگر نے
سینخوں سے مژہ کی مری گوندھا ہے نظر نے
پنکھے تو بہت ہیں پہ یہ نور کار ہے پنکھا

دل باغ ہوا جاتا ہے پھولوں کی بھبک 3 سے
اور روح بسی جاتی ہے خوشبو کی مہک سے
کچھ خس سے کچھ اس پانی کی بوندوں کی ٹپک سے
نیند آتی ہے آنکھوں میں چلی جن کی جھپک سے
کیا یار کے جھلنے کا مزیدار ہے پنکھا

جاڑے میں جو رہتے تھے ہم اس گل کے کنے سو
گرمی نے جدا کر دیا گرمی کا برا ہو
حسرت سے بھلا پھونکئے کیونکر نہ جگر کو
کیا گردش ایام ہے دیکھو تو عزیزو
جب یار کے ہم یار تھے اب یار ہے پنکھا

نرمی سے صفائی سے نزاکت سے بھڑک سے
گوٹوں کی لگاوٹ سے اور ابرک کی چمک سے
مقیش کے جھڑتے ہیں پڑے تار جھپک سے
دریائی و گوٹے و کناری کی جھمک سے
کیا ہاتھ میں کافر کے جھمک دار ہے پنکھا

اک دم تو مری جاں ترے پنکھے کی ہوا لوں
گرمی سی پنکھے کی ہے ٹک اس کو نکالوں
آنکھوں سے ملوں پیار کروں چھاتی لگا لوں
گر حکم کرے تو تو مری جان اٹھا لوں
اک چار گھڑی کو مجھے درکار ہے پنکھا

اس دھوپ میں اے جاں کہیں مت پانوں نکالے
جلتی ہے زمیں آگ سی پڑ جائیں گے چھالے
گرمی ہے ذرا تن کے پسینے کو سکھا لے
آنکھوں میں مری بیٹھ کے ٹک سرو ہوا لے
دیدار کا تیرے ہی طلبگار ہے پنکھا

رکھتی ہے ترے حسن سے ساماں چمن چشم 1
صورت سے تری رکھتی ہیں نت اس 2 کی لگن چشم
سوراخ سے ہر جال سے ہر لہر سے بن چشم
دیکھے ہیں ترے منھ کو یہ ہو کر ہمہ تن چشم
یاں تک تو ترا طالب دیدار ہے پنکھا

ہے یہ وہ ہوا دار جہاں اس کا گذر ہو
پھر گرمی تو واں اپنے پسینے میں چلے رو

کرتا ہے خوشی روح کو دیتا ہے غرق کھو
رکھتا ہے سدا اپنے وہ قبضے میں ہوا کو
سچ پوچھو تو کچھ صاحب اسرار ہے پنکھا
لے شام سے گرمی میں سدا تا بہ سحر گاہ
رہتا ہے ہر اک وقت پریزادوں کے ہمراہ
عاشق کے تئیں اس کی بھلا کیونکر نہ ہو چاہ
پھولوں کی گندھاوٹ سے اب اس گل کا نظیر آہ
رشک چمن و حسرت گلزار ہے پنکھا

(95)

پنکھیا

کیوں نہ جھمک کر کرے جلوہ گری پنکھیا
کچھ کف نازک پری، کچھ وہ پری پنکھیا
دیکھ چمن میں سحر، اس کی جبیں پر عرق
لائی ادھر سے نسیم، عطر بھری پنکھیا
شاخ نے گل کی ادھر برگ جو تھی سبز تر
ان کی بنا کر جھلی اس کو ہری پنکھیا
گرمی میں ایک دن گئے اس سے جو ملنے کو ہم
چھوٹی سی آگے تھی ایک، اس کے دھری پنکھیا
ہم تھے پسینے میں تر، بیٹھتے ہی یک بیک

ہاتھ بڑھا کر جو لی، اس کی ذری پنکھیا
اس نے وہیں چھین لی اور یہ کیا واہ واہ
تو نے چھوئی کیوں مری، زیب بھری پنکھیا
کچھ تھی عرق کی تری، کچھ ہوئی خجلت نظیر
اور تری کے اوپر لائی تری پنکھیا

(96)

پنکھا

برگ گل و لالہ کا نہ بنوایئے پنکھا
اس سے بھی سبک اور کوئی منگوایئے پنکھا
ہم تر ہیں پسینے میں تو کیا آپ کو صاحب
خوش بیٹھے ہوئے آپ تو جھمکایئے پنکھا
مدت کے تمہارے ہیں ہوا دار ہم اے جاں
ایک چار گھڑی ہمسے بھی جھلوایئے پنکھا
سن کر یہ کہا خیر اگر ہے یوں ہی دل میں
تو جا کے شتابی ابھی لے آیئے پنکھا
جب ہم نے کہا یاں تو کھجوروں کے ہیں اکثر
متقیش کالے آویں جو فرمایئے پنکھا
فرمایا کسی کا ہو پہ نازک ہو سبک ہو
ایسا نہ ہو جو پھر کے بدلوایئے پنکھا

بنوا کے بہ صد زیب کہا ہم نے یہ آ کر
ہم شرط بدیں ایسا جو دکھلائیے پنکھا
جب ہنس کے کہا چھیڑ تمہاری نہیں جاتی
اب جی میں ہے منھ پر کوئی لگوائیے پنکھا
القصہ جو ہیں جھلنے لگے ہم اسے خوش ہو
بولا وہیں بس بس ذرا ٹھہرائیے پنکھا
حلقے مری زلفوں کے کھلے جاتے ہیں ہل ہل
ایسا بھی تو لپ جھپ سے نہ جھپکائیے پنکھا
پنکھے کے بھی جھلنے کا نہیں تم کو شعور اب
معلوم ہوا بس جی ادھر لائیے پنکھا
ایک دن عرق آلود ہو گھبرا کے کہا میں
اس وقت تو ہم کو کوئی دلوائیے پنکھا
بولا کہ چہ خوش فائدہ کیا اب جو تمہارے
ان کھر کھرے ہاتھوں سے پکڑوائیے پنکھا
اس چھوٹے سے پنکھے کی ہوا کب تمہیں آئے
بے فائدہ جاگہ سے نہ ہلوائیے پنکھا
ایسا ہی جو جھلنا ہے نظیر اب تمہیں تو آپ
گڈھ پنکھ کے پر کا کوئی بنوائیے پنکھا

گرہ بند

کورے برتن ہیں کیاری گلشن کی
جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
بوند پانی کی ان میں جب کھنکی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات
قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
کورے برتن میں جب کہ آیا ہات
پھر تو آب حیات بھی ہے مات
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی گوری گولی [1] ہے
دہی آنے کے مول گولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے
کیا کہوں [2] گولی گولی گولی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو کولی کی بولیاں باندھیں
ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں

سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں
دل نے پھولوں کی جھولیاں باندھیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی
کورا پنہاری کا جو ہے مٹکا
اس کا جوبن کچھ اور ہی مٹکا
لے گیا جان پانوں کا کھٹکا
دل گھڑے کی طرح سے دے ٹپکا
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی
کوری ٹھلیا یہ دیکھ کر لوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھرا 1 کھوٹا
گرچہ لوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
جس نے دیکھا اسی کا دل لوٹا
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی
کورے کوزوں کو دیکھ عالم میں
کوزے مصری کے بھر گئے غم میں
یوں وہ رستے ہیں آب کے نم میں
جیسے ڈوبے ہوں پھول شبنم میں
تازگی جی کی اور تری تن کی

واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا سفید جھجر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی

واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی میں سرد پانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
دوستو یہ بھی بات پانی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی

واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں
اور جو پیروں سے اپنے ڈرتے ہیں
جب کہ لا پھول پان دھرتے ہیں
وہ بھی کوری ہی ٹھلیاں بھرتے ہیں
تازگی جی کی اور تری تن کی

واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جب کہ ان کو گڑھتے ہیں
بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہیں

کوروں پر پھول ہار چڑھتے ہیں
حور و غلماں درود پڑھتے ہیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی
کوروں پر جو نظیر جوبن ہے
جو حیرے 1 میں کہاں وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے
وہ گھڑونچی نہیں ہے گلشن ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

آگرے کی ککڑی

گرہ بند

پہونچے نہ اس کو ہر گز کابل 2 درے کی ککڑی
نے پورب اور چھّم خوبی بھرے کی ککڑی
ن چین کے پرے کی اور نے ورے کی ککڑی
نے دکھن اور نہ ہر گز اس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیاں ہیں
گنے کی پوریاں ہیں ریشم کی تکلیاں ہیں
فرہاد کی نگاہیں شیریں کی ہنسلیاں ہیں
مجنوں کی سرد آہیں لیلیٰ کی انگلیاں ہیں
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زردی مائل کوئی ہری بھری ہے
پکھراج منفعل ہے پنے کو تھرتھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو چوڑی وہ ہیر کی ہری ہے
سیدھی ہے سو وہ یارو رانجھا کی بانسری ہے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جس کو برفی کہیے گلابی کہیے
یا حلقے دیکھ اس کو تازی جلیبی کہیے
تل شکریوں کی پھانکیں اب یا امرتی کہیے
سچ پوچھیے تو اس کو دندان مصری کہیے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

چھونے میں برگ گل ہے کھانے میں کرکری ہے

گرمی کے مارنے کو ایک تیر کی سری ہے
آنکھوں میں سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
ککڑی نہ کہیے اس کو ککڑی نہیں پڑی ہے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیل اس کی ایسی نازک جوں زلف پیچ کھائی
بیچ ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش یا کہ رائی
دیکھ اس کی ایسی نرمی باریکی اور گلائی
آتی ہے یاد ہم کو محبوب کی کلائی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لیتے ہیں مول اس کو گل کی طرح سے کھل کے
معشوق اور عاشق کھاتے ہیں دونوں مل کے
عاشق تو ہیں بجھاتے شعلوں کو اپنے دل کے
معشوق ہیں لگاتے ماتھے پہ اپنے چھلکے
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسے ہر جا یاں کی جمالیاں [1] ہیں
ویسی ہی ککڑی نے بھی دھومیں یہ ڈالیاں ہیں
میٹھی ہیں سو تو گویا شکر کی تھالیاں ہیں
کڑوی ہیں سو بھی گویا خوباں کی گالیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی
جو ایک بار یارو اس جا کی کھائے ککڑی
پھر جا کہیں کی اس کو ہر گز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہے یعنے منگائے ککڑی
ککڑی ہے یا قیامت کیا کہیے ہائے ککڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

(99)

تربوز

کیوں نہ ہو سبز زمرد کے برابر تربوز
کرتا ہے خشک کلیجے کے تئیں تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز
جس طرف دیکھیے بہتر سے ہے بہتر تربوز
اب تو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربوز
کتنے ہیں کھاتے نزاکت سے تراش اوس 2 میں دھر
تاکہ سینہ ہو خنک سردی سے ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر
کتنے بچوں کو کھٹکتے ہیں خوشی ہو ہو کر

کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تربوز
میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام لیے
ہونٹھ چپکے ہیں جدا دانت ہیں کر کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے میں نے
کیا کہوں میں وہ مٹھائی میں کہ کیسے نکلے
کوئی امولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز
مجھ سے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا
اس میں ٹانکی جو لگائی تو وہ نکلا کچا
دیکھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش میں آ
کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اٹھا کر یہ مرا سر تربوز
جب کہا میں نے میاں یہ تو نہیں ہے کچا
اور کچا ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو نہ تھا
اس کے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا
لاٹھی پائی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینے پہ اٹھا کر تربوز
کیوں 1 میاں ہم کو جو تم کرتے ہو ککڑی 1 کھیرا
کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے برا
تم کو کیا پڑ گیا ملنے کا رقیبوں سے مزا
جھوٹی قسمیں یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز
پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا

چھلکا اس کا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنھا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤں گا مزا
کیا کہوں یارو میں اس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دن رکھے ہوے پھرتا ہوں سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار
قتل کرتا ہے عزیزوں کے تئیں لیل و نہار
کل مرا اس کی گل میں جو ہوا آ کے گذار
اس طرح سر کا شہیدوں کے پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنہیں آگے ترے قند سے ہونٹوں پہ نگاہ
آرزو ہی میں وہ سب مر کے ہوئے خاک سیاہ
ان شہیدوں کو بھی کچھ تجھ کو خبر ہے واللہ
بوسے لینے کی تمنا میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہیں بن کر تربوز

رات اس شوخ سے میں نے یہ پہیلی میں کہا
بھیگی بکری کسے کہتے ہیں بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئیں سن کے پڑے سوچ میں آ
جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا
سن کے جب میں نے کہا اے مرے دلبر تربوز

اب تو اس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا
وہ تو ٹھنڈا ہے ولے میرا جگر ہے ٹھنڈا
رونا کس طور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا

پھانک بیجوں کی بھری لے ہے وہ جب منھ سے لگا
تب لپٹ جاتا ہے کیا پیارے ہنس کر تربوز

(100)

مکھیاں

یارو میں چپ رہوں بھلا تا کے
مکھیاں تو بہت ہوئیں در پے
چلے آتے ہیں غول پے در پے
شور ہے غل ہے بھنبھناہٹ ہے
کوئی تھوکے کوئی کرے ہے قے
اس قدم دھوم مکھیوں کی ہے
پہلے مذکور کیا ہے کھانے کا
کھا کے پھر ذکر کیا پچانے کا
کوئی پینے کا اور نہ کھانے کا
یہ بڑا حال ہے زمانے کا
سخت مشکل بڑی خرابی ہے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے
دو چنوں سے جو منھ چلاتا ہے
اس میں سو مکھیاں وہ کھاتا ہے
دال روٹی پہ قہر آتا ہے

اور جو میٹھی چیز کھاتا ہے
اس نے اللہ جانے کھائیں کے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے
کپڑے اجلے ہیں یا کہ میلے ہیں
سب پہ گو مکھیوں کے پھیلے ہیں
سر سے تا پا سڑے کچیلے ہیں
آدمی کیا کہ گڑ کے بھیلے [1] ہیں
لد گئے تار تار سب رگ و پے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے
دلبروں کی یہ شامت آئی ہے
آنکھ مکھی نے کاٹ کھائی ہے
ٹھوڑی بھوں آنکھ سب سجائی ہے
حسن کی بھی یہ بد نمائی ہے
رو گئی رنگ روپ کی سب رے [2]
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے
رنڈیاں کسبی اب جو گاتی ہیں
مکھیاں منھ میں بیٹھ جاتی ہیں
دم بہ دم تھوکنے کو جاتی ہیں
کھانس کھنکھار سر ہلاتی ہیں
تو بھی بندھتی نہیں ہے ان کی لے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

طبلے والے تو کچھ اڑاتے ہیں
تال والے بھی کھٹکھٹاتے ہیں
ڈھول والے بھی کچھ ہلاتے ہیں
ان کی کم بختی جو بجاتے ہیں
بھونپو نرسنگا اور تُرئی اور نے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

کپڑا جن کا پھٹا پرانا ہے
وہ تو کل مکھیوں نے سانا ہے
پائجامہ تمام چھانا ہے
باقی اندر کا پیٹھ جانا ہے
وہ بھی منزل وہ اب کریں گی طے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

دودھ میں مکھیاں ہی دابی ہیں
کھانے میں مکھیاں ہی چابی ہیں
پانی میں تو یہ مرغ آبی ہیں
الغرض جو پڑے شرابی ہیں
وہ بھی سب اوکتے 1 ہیں پیکر مے
اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

کوئی اوکے ہے روٹیاں کھا کر
کوئی ڈالے ہے پانی متلا کر
کوئی کھانسے ہے خالی ابکا کر
حد تو یہ ہے کہ سخت گھبرا کر

+ + + میں بھی کرے ہے + + + تے

اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

ہے نظیر اب تو شان 2 میں مکھی

گھر کے ہر اک مکان میں مکھی

شہر کی ہر دکان میں مکھی

بھر گئی سب جہان میں مکھی

کوئی خالی نہیں عرض اب شے

اس قدر دھوم مکھیوں کی ہے

(101)

آندھی

نہ ہو کیونکر جہاں یارو زبر اور زیر آندھی میں

کہ ہو کر باولے پھرتے ہیں بن کے شیر آندھی میں

لگا لیتے جو کل 3 دامن ہوا کا گھیر آندھی میں

بگولے اٹھ چلے تھے اور نہ تھی کچھ دیر آندھی میں

کہ ہم سے یار سے آ ہو گئی مٹ بھیر آندھی میں

کہا میں نے اجی کچھ خیر ہے جاتے ہو تم کیدھر

ہوا پر بھی تمہیں کچھ ہے نظر اے نازنیں دلبر

چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آ گئی سر پر

جتا کر خاک کا اڑنا دکھا کر گرد کا چکر

وہیں ہم لے چلے اس گلبدن کو گھیر آندھی میں

یہ سنتے ہی پھری ڈر کر وہ چنچل نازنیں گلرو
چلی اس حال سے اس دم کہ میرا جی گیا غش ہو
کہ اس میں آ کے اک جھونکا اندھیرا کر گیا یارو
رقیبوں نے جو دیکھا یہ اڑا کرنے چلا اس کو
پکارے ہائے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی میں

یہ کہہ کر کھڑ کھڑا تیغ و سپر اور مل کے سب دوڑے
پکارے لے چلو جانے نہ پاوے اس کو جلدی سے
کہاں کا وہ بھلا اور کس کا لینا ہم جو دھر بھاگے
وہ دوڑے تو بہت لیکن انہیں آندھی میں کیا سوجھے
زبس ہم اس پری کو لائے گھر میں گھیر آندھی میں

چلے اس میں ہوا کے پھر تو آ کر اور سناٹے
اندھیرا ہو گیا یکسر منوں خاکیں لگیں اڑنے
انہیں جھوکوں میں ہم نے اس پری چنچل کو جلدی سے
چڑھا کوٹھے پہ دروازے کو موند اور کھول کر پردے
لگا چھاتی لیے بوسے کیا ہت پھیر آندھی میں

ادھر تو آ کے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو
خبر کس کو کسی کی میں کہاں ہوں اور کہاں ہے تو
اہاہاہا عجب عشرت کی اس دم بہہ گئی اک جو
وہ کوٹھے کا مکاں وہ کالی آندھی وہ صنم گلرو
عجب رنگوں کی ٹھہری آ کے ہیرا پھیر آندھی میں

اسی آندھی نے گلشن کر دیا یارو مرے گھر کو

بچھایا شاد ہو میں نے پلنگ پر جھاڑ بستر کو
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جا کے ساغر کو
اٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے دلبر کو
نشوں میں عیش کے کیا کیا کیا دل سیر آندھی میں

چمن سا کھل گیا یارو مرے کوٹھے کے زینے پر
ہوئی پنکھوں کی مارا مار گرمی کے پسینے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہونے اس قرینے پر
کبھی بوسہ کبھی انگیاں پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر
لگتے لٹنے مزے کے سنگترے اور بیر آندھی میں

یہ ٹھہرا جب تو پھر واں عیش کے بادل لگے گھرنے
جو ڈوبی حسرتیں تھیں دل میں سب اس دم لگیں ترنے
لپٹ کی ٹھہری او رجبھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے
مزے عیش و طرب لذت لگے یوں لوٹ کر کرنے
کہ جیسے ٹوٹ کر میووں کے ہوویں ڈھیر آندھی میں

اس آندھی میں اہاہا عجب ہم نے مزے مارے
فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دے گئے تارے
رقیبوں کی میں اب خواری خرابی کیا لکھوں بارے
تلے کوٹھے کے بیٹھے اٹ گئے سب گرد کے مارے
بھری نتھنوں میں ان کے خاک دس دس سیر آندھی میں

کسی نے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن
گرا کوئی گڑھے میں اور کوئی بھاگا کہیں دشمن
کسی کے چھن گئے کپڑے اچکوں کی گئی واں بن

کسی کی اڑ گئی پگڑی کسی کا پھٹ گیا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی میں
یہ دن آندھی کے یارو یوں تو سب کے ہوش کھاتے ہیں
جنہیں ہیں عیش وہ آندھی میں موتی سے پروتے ہیں
مزا ہے جن کو ہنستے ہیں جنہیں غم ہے سو روتے ہیں
نظیر آندھی میں کہتے ہیں کہ اکثر دیو ہوتے ہیں
میاں ہم کو تو لے جاتی ہیں پریاں گھیر آندھی میں

(102)

عاشقوں کی بھنگ 1

دنیا کے امیروں میں یاں کس کا رہا ڈنکا
برباد ہوئے لشکر فوجوں کا تھکا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہیں اب دل میں بنا ڈنکا
جو بھنگ پیں ان کا بجتا ہے سدا ڈنکا
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا
الفت کے زمرد کے یہ کھیت کی بوٹی ہے
پتوں کی چمک اس کے کمخواب کی بوٹی ہے
منھ جس کے لگی اس سے پھر کاہے کو چھوٹی ہے
یہ تان ٹکورے 2 کی اس بات پہ ٹوٹی ہے

کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا
ہر آن کھڑاکے سے اس ڈھب کا لگا رگڑا
جو سن کے کھڑک اس کی ہو بند سبھی دگڑا 1
چکان 2 چڑھا گہرا اور باندھ ہرا پگڑا 3
کیا سیر کی ٹھہرے گی ٹک چھوڑ کے یہ جھگڑا
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا
اک پیالے کی پیتے ہی ہو جاوے گا متوالا
آنکھوں میں تری آ کر کھل جائے گا گل لالا
کیا کیا نظر آوے گی ہریالی 4 و ہریالا 5
آ مان کہا میرا اے شوخ نئے لالا
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا
ہیں مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہیں
دل ان کے بڑے دریا جی ان کے سمندر ہیں
بیٹھے ہیں صنم بت ہو اور جھومتے مندر ہیں
کہتے ہیں یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہیں
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا
سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر سبزی

گر جاوے وہیں خاطر میں تیری اثر سبزی
ہر باغ میں ہر جا میں آ جاوے نظر سبزی
تیری بھی نظیر اب تو سبزی میں ہے سر سبزی
کونڈی کے نقارے پر خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

(103)

عاشقوں کی بھنگ

کیوں عبث بیٹھا ہے ڈالے کان میں غفلت کا تیل
خلق میں کیا کیا مچی ہے سبزیوں کی ریل پیل
کھول زلف عیش کو اور ڈال رینی 6 کا پچلیل 7
پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی بیل
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل
صدق سے لے نام پہلے لعل اور شہباز 8 کا
مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر بٹھا
اور نشے کی جھانجھ 9 میں جو ہاتھ لگ جاوے سوکھا
بھنگیاں 10 1 در باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

جس نے اس دنیا میں آ کر ایک دن بھی پی نہ بھنگ
اس نے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہاں کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہیں زندگی کے رنگ ڈھنگ
تو منگا سبزی کو اور سب دوستوں کو لے کے سنگ
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا پر خواجہ خضر جو مل گئے
سبز پیراہن گلے میں ہاتھ میں اعصا 1 لئے
کم خوراک 2 اور ناتوانی کے گلے میں جب گئے
تب تو وہ منھ دیکھ میرا ہنس کے یوں کہنے لگے
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

پھر کہا میں ان سے یوں اے میرے ہادی رہ نما
میں نے کچھ دیکھا نہیں دنیا میں آنے کا مزا
جی بھی رہتا ہے اداس اور دل بھی رہتا ہے بجھا
سوچ سوچ آخر انہوں نے پھر یہی مجھ سے کہا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا میں نے اے پیر زمن
میری کچھ لگتی نہیں اللہ سے دل کی لگن
سن کے بولے وہ بتا دیں ہم تجھے اس کا جتن
جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل
زر ہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر
کوٹھیاں مٹکے گھڑے کوزے صراحی بھر کے دھر
ٹاٹ کے بورے سلا کھتے کھدا کوئیں بھی بھر
بیٹھ گھر میں چین سے دن رات اور شام و سحر
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل
اور 3 تجھے کھیتی کی قدرت ہے تو سبزی کو بوا
باغ میں گھر میں صحن 4 میں پیڑ سبزی کے لگا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی میں نہا
دیکھ بھی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل
یہ سخن نشے بازوں میں اب ہے گا مچا
یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشوں کا ہے چچا
جون سے سلطان بھنگڑ سے تو پوچھے گا بچا
وہ یہی تجھ کو کہے گا خوب شور و نل مچا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل
یہ وہ سبزی ہے جسے پیتے ہیں یاں آ کر فقیر

طفل اور بوڑھے کو یاقوتی 5 جواں کے حق میں گھیر
گر تو چاہے اب سخن سر سبز ہو اور دل پذیر
تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر اے نظیر
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوٹ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

(104)

عاشقوں کی سبزی

جتنے ہیں اس جہاں میں سبزی کے عشق والے
دل شاد سرخ آنکھیں سر سبز منھ 1 اجالے
پیتے ہیں سبز طرے کھاتے ہیں تر نوالے
کیا دیکھتا ہے بیٹھا اور یار حسن والے
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
غیروں کی تو نے اکثر معجون تو ہے کھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھوں تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہے تجھ کو کچھ عیش کی چڑھائی
اچھلیں دوال پاکھے اور پھاندیں چارپائی
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گھولے ہے پوست 2 تیری خاطر رقیب جھڑوا 3
اب پوستی کرے گا تجھ کو وہ چور بھڑوا
دیکھے گا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا 4
گر سیر دیکھنی ہے تو کرے دل کو کڑوا
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
کھا کر افیم ظالم مت ہو جیو انیمی
تن سوکھ کر کھجاوے آواز ہو گی دھیمی
کیوں جھنجھنا بنے ہے اے گلعذار سیمی
عاشق تو اب اسی کے من مست ہیں قدیمی
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
تاڑی و سیندھی 5 بوزہ 6 ظالم اگر پیے گا
پھولے گا پیٹ تیرا یا بیٹھ قے کرے گا
پی کر شراب ناحق کیچڑ میں گر پڑے گا
اور یہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ لے اڑے گا
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
گانجا پیے سے ہو گا تیرا شعور برا 7
اور چرس کے پیے سے تجھ کو لگے گا کھرا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا باز جرا
تو پہن ہار بدھی اور سر پہ رکھ کے طرا

پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
ہیں اس نشے میں ظالم سو رنگ کے دھڑاکے 8
کونڈی کی ڈگمگاہٹ سونٹے کی سو کھڑاکے
گر دیکھنے ہیں تجھ کو کچھ عیش کے جھڑاکے 9
تو جھاڑ اپنے پنجے اور سر کو جھڑ جھڑا کے 10
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
سبزی کا نشہ ہے اڑ غم کی دھول جاوے
تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
آنکھوں کے آگے آ کر سرسوں سی پھول جاوے
عشرت کی لہریں آویں دکھ درد بھول جاوے
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے
پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہیں گے
پر سبزیوں کے یاں تو دریاؤ ہی بہیں گے
کونڈی کے اس طرف کو یا اس طرف رہیں گے
اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہیں گے
پی عاشقوں میں آ کر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

مستی عشق

ہیں عاشق اور معشو جہاں واں شاہ وزیری ہے بابا
نہ رونا ہے نہ دھونا ہے نہ درد اسیری ہے بابا
دن رات بہاریں چہلیں ہیں اور عشق صغیری ہے بابا
جو عاشق ہوئے سو جانے ہیں یہ بھید فقیری ہے بابا
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

ہے چاہ فقط اک دلبر کی پھر اور کسی کی چاہ نہیں
اک راہ اسی سے رکھتے ہیں پھر اور کسی سے راہ نہیں
یاں جتنا رنج و تردد ہے ہم ایک سے بھی آگاہ نہیں
کچھ مرنے کا سندیہ 1 نہیں کچھ جینے کی پرواہ نہیں
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

کچھ ظلم نہیں کچھ زور نہیں کچھ داد نہیں فریاد نہیں
کچھ قید نہیں کچھ بند نہیں کچھ خبر نہیں آزاد نہیں
شاگرد نہیں استاد نہیں ویران نہیں آباد نہیں
ہیں جتنی باتیں دنیا کی سب بھول گئے کچھ یاد نہیں
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا

جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

جس سمت نظر بھر دیکھے ہیں اس دلبر کی پھلواری ہے
کہیں سبزی کی ہریالی ہے کہیں پھولوں کی گلکاری ہے
دن رات مگن خوش بیٹھے ہیں اور آس اسی کی بھاری ہے
بس آپ ہی وہ داتاری2 ہے اور آپ ہی وہ بھنڈاری3 ہے
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا

جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

نت عشرت ہے نت فرحت ہے نت راحت ہے نت شادی ہے
نت مہر و کرم ہے دلبر کا نت خوبی خوب مرادی ہے
جب اُمڈ دریا الفت کا ہر چار طرف آبادی ہے
ہر رات نئی اک شادی ہے ہر روز مبارکبادی ہے
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا

جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

ہے تن تو گل کے رنگ بنا اور منھ پر ہر دم لالی ہے
جز عیش وطرب کچھ اور نہیں جس دن سے سرت1 سنبھالی ہے
ہونٹوں میں آگ تماشے کا اور گت پر بجتی تالی ہے
ہر روز بسنت اور ہولی ہے اور ہر اک رات دوالی ہے
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا

جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

ہم چاکر جس کے حسن کے ہیں وہ دلبر سب سے اعلا ہے
اس نے ہی ہم کو جی بخشا اس نے ہی ہم کو پالا ہے

دل اپنا بھولا بھالا ہے اور عشق بڑا متوالا ہے
کیا کہیے اور نظیر آگے اب کون سمجھنے والا ہے
ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوے پھر کیا دلگیری ہے بابا

(106)

بٹوا

دیکھ تیرا یہ جھمکتا ہوا اے جاں بٹوا
صبح نے پھینک دیا مہر کا رخشاں بٹوا
چاندنی میں ترے بٹوے کے مقابل ہونے
بن کے نکلا ہے فلک پر مہ تاباں بٹوا
گر چمن میں تجھے بٹوے کی طلب ہو تو وہیں
زر بھرا غنچے کا لاوے گل خنداں بٹوا
ہاتھ نازک ہیں ترے اور وہ ہے سنگیں ورنہ
بن کے آ جاوے ابھی لعل بدخشاں بٹوا
یوں کہا میں کہ یہ بٹوا ذر ہم کو دیجئے
ہم بھی بنوائیں گے ایسا ہی درخشاں بٹوا
سن کے بٹوے کو دکھا کر یہ کہا واہ رے شعور
ارے بن سکتا ہے ایسا کوئی اب یاں بٹوا
جب کہا میں نے سبب کیا تو کہا ہنس کے نظیر

(107)

ایضاً

تمہارے ہاتھ سے ہوتا نہیں اک دم جدا بٹوا
یہ کس الفت بھری نے سچ کہو تم کو دیا بٹوا
معطر ہو رہا ہے نکہت جوز و قرنفل سے
کہوں میں عطر داں، کیوں صاحب اس بٹوے کو یا بٹوا
گھڑی غنچہ، گھڑی گل، پھر گھڑی میں گل سے غنچہ ہو
تمہارے آگے کیا کیا رنگ بدلے ہے پڑا بٹوا
تمہیں ہم چاہیں تم بٹوے کو چاہو کیا تماشا ہے
ہمارے دلربا تم اور تمہارا دلبر بٹوا
جو تم نے بدلے ایک بٹوے کے ایک بوسہ ہی ٹھہرایا
تو صاحب یاد رکھیو یہ ہمارا ہے چھٹا بٹوا
نہایت پر تکلف اور بہت خوش قطعہ نازک سا
بہ صد تاکید بنوایا تھا ہم نے ایک نیا بٹوا
گئے ہم اتفاقاً اس پری رو سے جو ملنے کو
تو کیا کہئے وہی اس دم ہمارے پاس تھا بٹوا
یکا یک آ پڑی اس کی نظر اس پر تو لے ہم سے
کہا، یہ تو بنایا ہے کسی نے واہ کیا بٹوا

بہت تعریف کی اور ہنس دیا جب دل میں ہم سمجھے
کہ یہ تعریف کچھ خالی نہ جاوے گی چلا بٹوا
کبھی یوں اور کبھی ووں دیکھ آخر یوں کہا ہنس کر
یہ کس کا ہے قیامت پر نزاکت خوشنما بٹوا
کہا جب میں نے ہنس کر سو نیاز و عجز سے اے جاں
اسے میلا نہ کیجئے، ہے یہ ایک محبوب کا بٹوا
میں بھولے سے لے آیا تھا اگر درکار ہو تم کو
تو میں اس سے بھی بہتر اور دوں تم کو منگا بٹوا
کہا ہم تو یہی لیں گے تو میں نے پھر کہا صاحب
میں بیگانہ تمہیں اب کس طرح سے دوں بھلا بٹوا
جو ہیں یہ بات نکلی میرے منھ سے پھر تو جھنجھلا کر
وہیں اس شوخ نے مارا، میرے منھ پر اٹھا بٹوا
کہا میں نے خفا ہوتے ہو کیوں چاہو تمہیں لے لو
یہ کہہ کر میں نے پھر اس کی طرف ڈھلکا دیا بٹوا
چلا جب وہ ڈھلکتا اس کی جانب دیکھیے شامت
کہیں ناگہ سر زانو میں اس کے جا لگا بٹوا
تو لے بٹوے کو اور زانو پکڑ کر یوں کہا دشمن
یہ تو نے آپ سے مارا مرے، واروں تیرا بٹوا
جلا دوں ٹکڑے کر ڈالوں ولے تجھ کو نہ دوں ہرگز
لگا میرے بہت، اب تو یہ میرا ہو چکا بٹوا
نہ بٹوا دوں نظیر اور تجھ سے زانو کا بھی بدلہ لوں
یہی دھمکی دکھا کر آخر اس نے لے لیا بٹوا

حنا

کچھ دلفریب ہاتھ وہ کچھ دل ربا حنا
لگتی ہے اس پری کی عجب خوشنما حنا

دیکھے ہیں جب سے دل نے حنا بستہ اس کے ہاتھ
راتوں کو چونک پڑتا ہے کہہ کر حنا حنا

ہے سرخ یاں تلک کہ جو چھلے ہیں نقرئی
کرتی ہے اس کے ہاتھ میں، ان کو طلا حنا

یہ فندقیں نہیں مرے قاتل کے ہاتھ میں
ہوتی ہے پور پور پہ اس کے فدا حنا

خون شفق میں پنجہ خورشید رشک سے
ڈوبا ہی تھا اگر وہ نہ لیتا چھپا حنا

غرفے سے ہاتھ کھول کے اور پھر لیا جو کھینچ
بجلی سی کچھ چمک گئی کافر بلا حنا

شب کے خلاف وعدہ کا جب بن سکا نہ عذر
ناچار پھر تو ہنس دیا اور دی دکھا حنا

کل مجھ سے ہنس کے اس گل خوبی نے یوں کہا
پاؤں میں تو ہی آج تو میرے رچا حنا

وہ چھوٹی پیاری انگلیاں وہ گورے گورے پاؤں
ہاتھوں میں اپنے لے، میں لگانے لگا حنا

اس وقت جیسی نکلیں مری حسرتیں نظیر
ان لذتوں کو دل ہی سمجھتا ہے یا حنا

(109)

منہدی

میاں یہ کس پری کے ہاتھ پر عاشق ہوئی منہدی
کہ باطن میں ہوئی ہے سرخ ظاہر میں ہری منہدی
کٹی، کچلی گئی، ٹوٹی، چھنی، بھیگی، پسی منہدی
جب اتنے دکھ سہے تب اس کے ہاتھوں میں لگی منہدی
شفق میں ڈوب کر جوں پنجہ خورشید ہو رنگیں
چمک میں رنگ میں سرخی میں کچھ ایسی ہی تھی منہدی
جو گورے گورے ہاتھ اور نرم و نازک پیارے پیارے ہوں
تو بس وہ جان ہیں منہدی کی اور ان کا ہی جی منہدی
کف نازک پر اس کے تو ہے اصلی رنگ کی سرخی
تمہاری دال یاں گلتی نہیں سنتی ہو بی منہدی
بھلا کیونکر نہ ہوں یارو میں اس کو دیکھ دیوانا
کہ ہوویں جس پریرو کے پری ہاتھ اور پری منہدی
ہوئی یاں تک اسے میری نگاہ گرم کی گرمی
کہ دست و پا میں اس کے دیر تک مسلی گئی منہدی
نظیر اس گلبدن نے اور ہی منہدی لگائی ہے

مبارکباد، اچھا، واہ وا خاصی رچی منہدی

(110)

آرسی

قطعہ

ہوا کے ایک آرسی ہم نے کہا کہ لو
پکڑی کلائی اس کے جو وہ شاخسار سی
لے کر بڑے دماغ سے اور دیکھ یک بہ یک
تیوری چڑھا کے ناز میں کچھ کر کے عار سی
جھنجھلا کے دور پھینک دی اور یوں کہا چہ خوش
ہم مارتے ہیں، ایسی انگوٹھے پہ آرسی

(111)

موتی1

پریزادوں میں ہے نام خدا جس شان پر موتی
کوئی ایسا نہیں موتی، مگر موتی، مگر موتی
جھمک جاوے نگاہوں میں جواہر خانہ قدرت

جو کھا کر پان اور مل کر مسی ہنس دے اگر موتی
رگ گل اس کمر کے سامنے بھرتی پھرے پانی
لچک میں اور نزاکت میں جو رکھتی ہے کمر موتی

ادھر ہر ایک مکاں پر موتیوں کے ڈھیر ہو جاویں
ادا سے ناز سے ہنس کر قدم رکھے جدھر موتی
صدا سن کر ہر ایک کی چشم سے موتی ٹپکتے ہیں
فقط بیٹھے ہی گانے میں یہ رکھتی ہے اثر موتی

عجب نقشہ عجب سج دھج عجب آنکھیں عجب نظریں
بڑے طالع، بڑی قسمت جو دیکھے اک نظر موتی
شرف پنے کو پنے پر، شرف ہیرے کو ہیرے پر
شرف شرفن کو لعلوں پر، رہی ہے جس کے گھر موتی

ہر ایک دندان موتی، حسن موتی، نام بھی موتی
سراپا چشم موتی، تس پہ پہنے سر بسر موتی
جو خوبان بے نظیر اس دور میں ہیں نازک و رنگیں
شرف رکھتی ہے یارو، اب تو، سب کے حسن پر موتی

حقہ

جب سے حقہ تجھ لب جاں بخش کا ہم راز ہے
تب سے حق حق کیا کہ قہ قہ کی سی کچھ آواز ہے
یہ جو اڑتا ہے دھواں اب تیرے منھ سے اے پری
اس دھوئیں والا نسب کی عرش تک پرواز ہے
پیچو ان پینے میں کس کس آن کا کھلتا ہے پیچ
گڑگڑی پینے میں کافر اور ہی انداز ہے
پیچواں کو اپنے پیچوں پر نہیں اتنا غرور
جتنا تیری گڑگڑی کو ڈیڑھ خم پر ناز ہے
دل جلانے کو تو ابھی عاشق جانباز ہے
آب نے حقے توے نیچے کو یہ رتبہ کہاں
منھ سے لگنے میں تو اب منہال بھی ممتاز ہے
گر تجھے ہونا ہے گل اے دل تو جل اور دم نہ مار
دیکھ تمباکو کو کیا کیا سوز ہے اور ساز ہے
گل کیا دم بھر میں تمباکو جلا کر آگ میں
اے پری رو تیرے دم میں تو یہ کچھ غماز ہے
ہے کہاں ٹک بول اٹھ جلدی خدا کے واسطے
او میاں حقے عجب پیاری تری آواز ہے
کیوں نہ تجھ کو منھ لگاویں خلق میں شاہ و گدا

تو تو پریوں کے لبوں کا ہمدم و ہمراز ہے
پیچوان پر پیچ کھاتی ہے پڑی حوروں کی زلف
گڑگڑی تیری بھی سادی، اے پری طناز ہے
آدم ایک دمڑی کی حقیا کو رہے عاجز سدا
ہم کو کیا کیا گڑی گڑی اور پیچواں پر ناز ہے
غور کر دیکھا تو اب یہ وہ مثل ہے اے نظیر
باپ نے پڑی نہ ماری بیٹا تیر انداز ہے

www.Tabeercyberlibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

اخلاقیات

(113)

مذمت دنیا

اے 1 دل نہ رہ تو عالم ہستی میں بے خبر
غفلت میں اپنی عمر نہ کھو شام اور سحر
اوقات زیست لہو و لعب میں نہ کر بسر
دنیا ہے اک نگاہ فریبندہ جلوہ گر
الفت میں اس کی کچھ نہیں جز کلفت و ضرر

دل کے فریب دینے کو مہر و التفات
ناز و ادا میں رکھتی ہے کیا کیا تنوعات
بدلے ہے رنگ و روپ ہزاروں ہی دن اور رات
آج اس پہ تھی کمیں تو لگائی کل اس پہ گھات
حسرت فزا و ہوش ربا و شکیب بر

وہ ناز و حسن رکھتی ہے اے دل یہ پیرزال
جو اک نگہ میں ڈالے ہے گردن میں لاکھ جال
پہلے نشاط و عیش و طرب پھر غم و ملال
ہوتا ہے آخر اس کے گرفتار کا یہ حال
جیسے مگس کے شہد میں بھر جاویں بال و پر

جاتی ہے مثل گل چمن ناز میں جو کھل
بلبل منش سے اپنے وہیں بیٹھی ہے گی مل
عیارگی و عشوہ گری کر کے متصل
سحر و فسوں وہ رکھتی ہے بہر فریب دل
حیراں ہو سحر سامری بھی جس کو دیکھ کر

جس دل کو اس نگار کی آئی ادا پسند
اک دم وہ شاد ہو کے رہا پھر الم میں بند
رکھتی ہے اپنے دوش پہ ہر دم نئی کمند
لینے کو نقد عمر کے شیریں ہے مثل قند
جب لے چکے تو ہوتی ہے حنظل سے تلخ تر

تو اس نگار عہد شکن سے لگا نہ دل
حاصل نہیں کچھ اس سے بجز رنج جاں کسل
زنہار اس کے بیٹھیو جا کر نہ متصل
جو اس سے دل لگاتے ہیں آخر ہو منفعل
ملتے ہیں اپنے دست تاسف بہ یک دگر

آگے بھی میں نے تجھ کو جتایا ہے کتنی بار
یعنی تو اس کا کچھو ہرگز نہ اعتبار
ہیں کید و مکر عذر اسے یاد بے شمار
تو بھی جو اس کے پاس لگاوے گا دل تو یار
اس نخل سے ملے گا تجھے بھی یہی ثمر

اک دن بھی تو کرے گا جو اس بے وفا کی چاہ
برسوں تلک رہے گی یہ پرفن تجھے تباہ

ہرگز کسی کے ساتھ یہ کرتی نہیں نباہ
میں تجھ کو اس کے ربط سے کرتا نہ منع آہ
لیکن کروں میں کیا تجھے در پیش ہے سفر
جو گل کہ رنگ و بوئے وفا کے نہ ہو قریں
دل اس سے باندھنے میں اذیت ہے بالیقیں
اٹکے اگر تو یاں تو مناسب تجھے نہیں
تو اس مثل کو سوچ ذرا گر سفر 1 گزیں
کرتا ہے قطع راہ کو باندھے ہوئے کمر
کرتا ہے فکر دل میں کہ منزل کو جا کے لے
تو جلد رہ روی کے غم و رنج سے چھٹے
ٹھہرے ذرا تو وہ ہیں دم لے کے اٹھ چلے
گر درمیان رہ کوئی مل جاوے باغ اسے
تو چلتے چلتے دیکھتا جاتا ہے اک نظر
اس گلستاں کو گر وہ اقامت کا دیوے خط
دو دن میں پھر تو وہ رہ منزل کرے غلط
جاتا ہے کر کے ایک نگہ سرسری فقط
بس اس نگار خانے کو تو بھی اسی نمط
سیر مسافرانہ کر اور اس سے در گذر
جانا ہو عزم کر کے مسافر کے تئیں جہاں
اٹکے کہیں تو پہونچے وہ پھر کس طرح سے وہاں
تو بھی جو اپنا فائدہ چاہے تو مہرباں
اس حرف کو نظیر کے یوں دل میں دے مکاں

کرتا ہے جیسے نقش نگیں کے جگر میں گھر

(114)

گندم از گندم بروید جوز جواز مکافات عمل غافل مشو

مکافات عمل

ہے 2 دنیا جس کا نام میاں یہ زور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے
گرمست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کسی کا مان رکھے تو اس کو بھی ارمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی وے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے، احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جس کے ساتھ کرے پھر ویسا اس کو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کسی کی جاں بخشے تو حق اس کی بھی جاں رکھے

جو اور کسی کی آن رکھے تو اس کی بھی حق آں رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جاں رکھے
یہ ترت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو پہچاں رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ار اتارے اوروں کو اس کی بھی ناؤ اترنی ہے
جو غرق کرے پھر اس کو بھی یاں ڈبکوں ڈبکوں کرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سناں اور نشتر تیر نہرنی ہے
یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کا اونچال بول کرے تو اس کا بول بھی بالا ہے
اور دے پٹکے تو اس کو بھی کوئی اور پٹکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے
اس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو مصری اور کے منھ میں دے پھر وہ بھی شکر کھاتا ہے
جو اور کے تئیں اب ٹکر دے پھر وہ بھی ٹکر کھاتا ہے
جو اور کو ڈالے چکر میں پھر وہ بھی چکڑ کھاتا ہے
جو اور کو ٹھوکر مار چلے پھر وہ بھی ٹھوکر کھاتا ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کسی کو ناحق میں یہ جھوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب بچارا ہے حق ناحق میں لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
وہ جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کی پگڑی لے بھاگے اس کا بھی اور اچکا ہے
جو اور پہ چوکی بٹھلاوے اس پر بھی دھونس دھڑکا ہے
یاں پشتی میں تو پشتی ہے اور دھکے میں یاں دھکا ہے
کیا زور مزے کا جمگھٹ ہے، کیا زور یہ بھیڑ بھڑکا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
ہے کھٹکا اس کے ساتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسی کو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ میں چیرا ہے پٹکے کے بیچ جو ہے پٹکا
کیا کہیے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے

یہ پیٹھ ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکھٹی ہے
یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی پٹی 1 ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹی ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج خریدے ہنس ہنس کر کوئی تخت کھرا بنواتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہے
کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی ناتی پوت کہاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ رشتا ہے نہ ناتا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی سیٹھ مہاجن لاکھ پتی بزاز کوئی پنساری ہے
یاں بوجھ کسی کا ہلکا ہے اور کھیپ کسی کی بھاری ہے
کیا جانے کون خریدیگا اور کس نے جنس اتاری ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو دلال نہ کوئی بیوپاری ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے

ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی پھول کی بیٹھے مسند پر کوئی روووے اپنی ذلت کو
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھ کو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق پر ناحق کو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ دنیا ایک نہ لینا دو
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے
کوئی عاقل کامل دانا ہے کوئی مست پڑا دیوانہ ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لانا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی لوٹے کوچے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے
کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور گھیر کسی نے گھیرا ہے
نت قصے جھگڑے رہتے ہیں یہ تیرا ہے یہ میرا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ میرا ہے نہ تیرا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کہیں دھوم مچی ہے قرضوں کی کہیں قرضوں کا دکھ کھینا ہے
کوئی ہیرا پنا پرکھاوے اور بیچے کوئی چینا 2 ہے

ہر روز تقاضا دھرنا ہے دکھ دینا پیسا لینا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ہے نہ دینا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی بنیا ہے کوئی تیلی ہے کوئی بیچے پان تنبولی ہے
کوئی سر پر رکھ کر کھینچے ہے کوئی باندھے پھرتا جھولی ہے
کہیں گون ڈھلی ہے ناجوں کی کہیں تھیلا تھیلی کھولی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو اک دم کی بولا ٹھولی ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی ٹوپی پہنے جاتا ہے کوئی باندھ پھر اعمامہ ہے
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ پگڑی ہے نہ جامہ ہے
کمخواب گزی اور گاڑھے کانت قصہ ہے ہنگامہ ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ پگڑی نہ پاجامہ ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی بال بڑھانے پھرتا ہے کوئی سر کو گھونٹ منڈاتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی ننگے منگے آتا ہے
کوئی پوجا کتھا بکھانے ہے کوئی چھاپا تلک لگاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب چھوڑ اکیلا جاتا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے

ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی ناچے ہے کوئی گاتا ہے
کوئی چھینے جھپکے لے بھاگے کوئی دھونس دھڑکا لاتا ہے
کوئی مال اکٹھا کرتا ہے کوئی کنجی قفل لگاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب جھگڑا رگڑا جاتا ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی بیچے بھنگ شراب افیون کہیں دودھ دہی کی پھیری ہے
کوئی پلا سر پر لاتا ہے کوئی لادے بیل مکیری 1 ہے
کوئی جھگڑے اپنی جاگہ پر یہ میری ہے یہ تیری ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ تیری ہے نہ میری ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کہیں بلی ٹیوکی 2 تھونی ہے کہیں گھاس کر پکی پولی ہے
کہیں چھلنی چھاج پٹارے ہیں کہیں چولھا چکی چولی 3 ہے
ترکاری بینگن ساگ بڑا گڑ گانڈا 4 گاجر مولی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب چھو یہ دیکھت بھولی ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کہیں بان اٹیری ٹاٹ کڑی کہیں دمرکھ چمرخ تکلا ہے
کہیں روک روپیا خوردہ ہے کہیں کوڑی پیسا دھیلا ہے

کہیں ڈھانچ پلنگ کا بکتا ہے کہیں چھینگا رسی رسا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ پیڑھی کھاٹ نہ چرخا ہے
نل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی شکر باز اڑاتا ہے کوئی ہاتھ پہ رکھے تتلی ہے
شاباش کوئی لے بیٹھا ہے اور دوڑ کسی نے دت لی ہے
ہی تار کسی کے ہاتھوں میں اور ناچتی پھرتی تتلی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ ریشم سوت نہ تتلی ہے
نل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
اب کس کا رنگ برا کہیے اور کس کا روپ بھلا کہیے
اک دم کی پینٹھ لگی ہے یہ انبوہ مزا چرچا کہیے
یہ سیر تماشا دیکھ نظیر اب جا کہیے بیجا کہیے
کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہیلی کیا کہیے
نل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے ہیں اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

دنیا ۲ دارالمکافاۃ ہے

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی سات لے
نیکی کا بدلا نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گو مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھاس کا پولا ہے تو
سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تو
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکروفن سب کا بسیکھا ۳ ہے یہاں
جو جو دکھایا اور کو وہ خود بھی دیکھا ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے تس کا پریکھا ہے یہاں
جو جو پڑا تلتا ہے دل تل تل کا لیکھا ہے یہاں
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور اس کی بستی رکھے اس کا بھی بستا ہے پرا
جو اور کے مارے چھری اس کے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے دھری اس کا بھی ٹوٹے ہے دھرا
جو اور کی چیتے بدی اس کا بھی ہوتا ہے برا
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
جو اور کو پھل دیوے گا وہ بھی سدا پھل پاوے گا
گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول پاوے گا
جو آج دیوے گا یہاں ویسا ہی وہ کل پاوے گا
کل دیوے گا کل پاوے گا کلپاوے گا کل پاوے گا
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
جو چاہے لے چل اس گھڑی سب جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اس کو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
تو اور کی تعریف کر تجھ کو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آسان اور کی تجھ کو بھی آسانی ملے
تو اور کو کر مہمان تجھ کو بھی مہمانی ملے
روٹی کھلا ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
جو گل کھلاوے اور کا اس کا ہی گل کھلتا بھی ہے
جو اور کا کیلے ہے منہ اس کا ہی منہ کلتا بھی ہے
جو اور کا چھیلے جگر اس کا جگر چھلتا بھی ہے
جو اور کو دیوے کپٹ اِ اس کو کپٹ ملتا بھی ہے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
کرچک جو کچھ کرنا ہو اب یہ دم تو کوئی آن ہے
نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزہ موذی کو ٹکر دیکھ لے
موتی دیے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے
گر تجھ کو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات اوپر دھیان کر

کھانا جو کھا تو دیکھ کر پانی ہے تو چھان کر
یاں پاؤں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گزران کر
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے
غفلت کی یہ جاگہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ
دل شاد رکھ دلشاد رہ غم ناک رکھ غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ
یہ وہ مکاں ہے او میاں یاں پاک رہ بے باک رہ
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

دنیا!

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نہ جانو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو ادھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

مرے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا
کسے بتاؤں میں سیدھا کسے کہوں الٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا
عجب بہار کی ایک سیر ہے ا ہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

نہیں ہے زور جنہوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں
جو زور والے ہیں وہ آپ سے بچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بھی پیروں کے تئیں پکڑتے ہیں
نکالے چھاتیاں کبڑے اکڑتے پھرتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

جنہوں کے پر ہیں وہ پانوؤں سے چلتے پھرتے ہیں
جو بن پروں کے ہیں وہ پنکھے جھلتے پھرتے ہیں
مثال روح کے لنجے بھی چھلتے ۲ پھرتے ہیں
ہرن کی طرح سے لنگڑے اچھلتے پھرتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

بنا کے نیا ریا زر کی دکان بیٹھا ہے
جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
چکوریں کھستی ہیں اور گدھ گھگھو بڑھتے ہیں
پتنگے بوند ہیں مچھر فلک پہ چڑھتے ہیں
کتابیں کھول چغد بیٹھے آیہ گڑھتے ہیں
نماز بلبلیں طوطے قرآن پڑھتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
عراقی پھول ٹھیرے کھڑے چباتے ہیں
گدھے پلاؤ تیئں لات مار جاتے ہیں
جو شیر ہیں انہیں گیدڑ کھڑے چڑاتے ہیں
پڑھن ۳[تو ناچے ہیں مینڈک ملار گاتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
بطوں کی لمبی دمیں مور سب لنڈورے ہیں
سفید کوے ہیں چیلوں کے رنگ بھورے ہیں
جو سادھ سنت ہیں پورے سو وہ ادھورے ہیں
کپٹ کی ندی پہ بگلے بھگت کے پورے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
زباں ہے جس کی اشارت سے وہ پکارے ہے
جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی بگھارے ہے

کلاہ ہنس کی کوا کھڑا اتارے ہے
اچھل کے مینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
جو ہیں نجیب نسب وہ بندے چیلے ہیں
کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں
جو باز شکرے ہیں پاپڑ کھڑے وہ بیلے ہیں
لگھڑ تو مر گئے الو شکار کھیلے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
چمن میں خشک بنوں بیچ آب جاری ہے
خراب پھول ہیں کانٹوں کا گلعذاری ہے
سیاہ گوش کو پدڑی نے لات ماری ہے
دبکتے پھرتے ہیں چیتے ہرن شکاری ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
جنہوں نے ڈاڑھی ہے ان کیتو بات واہی ہے
جو ڈاڑھی منڈھے ہیں ان کی سند گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
اجاڑ شہر ہیں مردوں کی بادشاہی ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
جنہوں میں عقل نہیں وہ بڑے سیانے ہیں
جو عقل رکھتے ہیں وہ باؤلے دوانے ہیں
زنانے شوق سے مردوں کے پہنے بانے ہیں
جو مرد ہیں وہ نرے ہیجڑے زنانے ہیں

غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

جنہوں کے کان نہیں دور کی وہ سنتے ہیں
جو کان والے ہیں بیٹھے وہ سر کو دھنتے ہیں
دھوئیں برستے ہیں اور ابر تنکے چنتے ہیں
کباب بھیگتے ہیں اور ملیدے بھنتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

چمگادڑ [1] دن کے تئیں رت جگا مناتی ہے
چھچھوندر اور بھی گھی کے دیے جلاتی ہے
جو چہیا ڈھول بجاتی ہے گھونس گاتی ہے
گلہری بیٹھی ہوئی گلگلے پکاتی ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

جو نوجواں ہے طوائف وہ بوڑھی بھبلا [2] ہے
جو بوڑھی پھوس ہے بارہ برس کی ابلا [3] ہے
بجے ہیں چھاج پڑے چھلنیوں کا ڈھپلا ہے
نقارے پھٹ گئے مردنگ ہے نہ طبلا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

پہن کے ریچھنی پوشاک جب دکھاتی ہے
گدھوں سے ہنستی ہے کتوں سے مسکراتی ہے
پری تو کوڑی کی مسی کو داغ کھاتی ہے
چڑیل پان کے بیڑے کھڑی چباتی ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

خبیث دیو پلید آ ہر اک سے لڑتے ہیں

جو آدمی ہیں وہ ان سب کے پاؤں پڑتے ہیں
بلائیں لپٹی ہیں اور بھوت جن جھگڑتے ہیں
یہ قہر دیکھو کہ زندوں سے مردے لڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

گدھا لڑائی میں ہاتھی کے تئیں لتاڑے ہے
شتر کے گھر کے تئیں لومڑی اجاڑے ہے
ہما کو بوم ہر ایک وقت مارے دھاڑے ہے
غضب ہے پودنا سارس کا پر اکھاڑے ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

کھلے ہیں آک کے پھول اور گلاب جھڑتے ہیں
بنولے پکتے ہیں انگور آنب سڑتے ہیں
سخی کریم پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں
بخیل موتیوں کو موسلوں سے چھڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

شکر کے غم میں شکر خوری خاک اڑاتی ہے
جلیبی پیڑوں اپر مکھی بھن بھناتی ہے
اڑیں ہیں مچھلیاں مرغی کھڑی نہاتی ہے
جنگل کی ریت میں مرغابی غوطہ لگاتی ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

جو ٹھگ تھے اپنی وہ ٹھگ بدیا سے چھوٹے ہیں
مسافر ان کے گلے پھانسی ڈال گھوٹے ہیں
اندھیری رات میں گھر چوٹوں کے پھوٹے ہیں

سبھوں کو دن کے تئیں ساہوکار لوٹے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
تدرو روتے ہیں اور زاغ کھلکھلاتے ہیں
خموش بلبلیں اور بھنگے چہچہاتے ہیں
چڑے اٹاریاں اور پدے بنگلے چھاتے ہیں
بلوں کو چھوڑ کر چوہے محل اٹھاتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
چرند جتنے ہیں پر جھاڑ جھاڑ اڑتے ہیں
پرند گرتے ہیں اوربوٹی جھاڑ اڑتے ہیں
پڑیں ہیں بستیاں ویراں اجاڑ اڑتے ہیں
اٹل ہو بیٹھے ہیں روڑے پہاڑ اڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
سلیماں بھوکے ہیں چیونٹی کے پاس ڈھیری ہے
کلنگ بزے کی چڑیا کی راہ گھیری ہے
عجب اندھیرے اجالے کی ہیرا پھیری ہے
اندھیری میں چاندنی ہے اور چاندنی اندھیری ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے
عزیز تھے سو ہوئے چشم میں سبھوں کے حقیر
حقیر تھے سو ہوئے سب میں صاحب توقیر
عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر
اچنبے خلق کے کیا کیا بیاں کروں میں نظیر
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

دنیا میں سب دم کا تماشا ہے

جہاں میں جب تلک یارو ہمارے جسم میں دم ہے
کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی شادی کبھی غم ہے
کہیں کس کس سے کیا کیا ایک دم کے ساتھ عالم ہے
مگر جو صاحب دم ہے وہ اس نکتے سے محرم ہے
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے

مشقت محنتوں سے جمع کرنا دام درہم کا
تعلق رنج راحت کا تفکر بیش و کم کا
کبھی سامان عشرت کا کبھی اسباب ماتم کا
کہوں کیا کیا غرض یارو یہ جھگڑا سب اس دم کا
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے

اسی دم سے کہوں میں سیم اور زر میں تھپیڑے ہیں
اس کے واسطے عطر اور گلابوں کے تڑیڑے ہیں
جلیبی امرتی برفی گلابی لڈو پیڑے ہیں
غرض میں کیا کہوں یارو یہ سب دم کے بکھیڑے ہیں
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے

اسی دم کے لیے کیا محل یہ سنگیں تراشے ہیں
اسی کے واسطے زرسیم کے تولے و ماشے ہیں
بہار و باغ و صحرا صید اور شکرے و باشے ہیں
فقط دم کے ہی آنے کے یہ سب یارو تماشے ہیں
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے
اسی دم کی ہیں پوشاکیں یہ رنگیں عطر میں ڈوبی
اسی کے واسطے ہے سب طرح داری و مرغوبی
گدائی بادشاہی عاشقی رندی و محبوبی
اسی دم کے ہی آنے کی ہے اسے یارو یہ سب خوبی
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے
اسی دم کے لیے افیون شراب و پوست بنگیں ہیں
نشے مستی ترانے عیش و عشرت کی ترنگیں ہیں
محبت دوستی اخلاص الفت صلح جنگیں ہیں
اسی دم کے ہی آنے کی یہ سب یارو امنگیں ہیں
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے
یہی دم باقی گھوڑے پالکی ہودج پہ چڑھتا ہے
یہی دم بیکسی میں ننگے پاؤں سے کھدڑھتا ہے
کوئی مفلس ہو گھٹتا ہے کوئی عمدہ ہو بڑھتا ہے
جو کچھ ہے اونچ نیچ اے یارو سب یہ دم ہی گڑھتا ہے

جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے
اسی دم کے لیے یہ سب بنے ہیں سکھ زمانے کے
مزے عیش و طرب اور تحمل دکھ اٹھانے کے
جہاں تک شادی و غم ہیں جہاں کے کارخانے ہیں
یہ سب دکھ سکھ ہیں اے یارو اسی اک دم کے آنے کے
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے
اسی دم کے لیے بدلی میں بگلوں کی قطاریں ہیں
اسی کے واسطے ابرو ہوا اور منہ کی دھاریں ہیں
چمن گلزار بوٹا پھول پھل اور آبشاریں ہیں
نظیر اب کیا کہے یارو یہ سب دم کی بہاریں ہیں
جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے
نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جادم ہے

مذمت اہل دنیا

کیا لے کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا؟
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
جب دوست مل کے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
پھر کس زباں سے شکوہ اب کیجیے دشمنوں کا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گر دن کو ہے اچکا تو چور رات میں ہے
نٹ کھٹ کی کچھ نہ پوچھ ہر بات بات میں ہے
اس کی بغل میں گپتی تیغ اس کے ہات میں ہے
وہ اس کی فکر میں ہے یہ اس کی گھات میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

دیکھے کوئی ہے جن کا ہے گٹھ کٹی و تیرا
جامے پہ کھا رہا ہے لچے کا دل حریرا
لٹھ مار تاکتا ہے ہر آن سر کا چیرا
جوتی کو تک رہا ہے ہر دم اٹھائی گیرا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور چھچھورا نت اپنے کار میں ہے
اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہے

قزاق جس مکاں پر فکر سوار میں ہے
پیادہ غریب اس جا پھر کس شمار میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

اس راہ میں جو آیا اسوار گہہ [۲] کے گھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
سویا سرا میں جا کے تو چور نے جھنجھوڑا
تیغہ رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالا
کپڑے بغل میں مارے اور لے لیا دوشالا
دانا ملا تو اس میں گھولا دھتورا کالا
ہوتے ہی غافل اس کو پھانسی میں کھینچ ڈالا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

پیسے روپے اشرفی یا سیم زر کا پترا
پھر جیت گھر میں لاوے ہے کون ایسا چترا
میدان چوک کھائی یہ فن ہے وہ دھنترا [۳]
کترے ہے جیب چڑھ کر ہاتھی پہ جیب کترا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

چڑیا نے دیکھ غافل کیڑا ادھر گھسیٹا
کوے نے وقت پا کر چڑیا کا گھر گھسیٹا
چیلوں نے مار پنجے کوے کا سر گھسیٹا
جو جس کے ہاتھ آیا وہ اس نے دھر گھسیٹا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانا کھا کر کرے کنارا
قابو چڑھا تو اس کا دانہ وہ کھا سدھارا
اور کچھ بھی چال چو کا تو وہیں جال مارا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے
گیدڑ کی دھن لگاوے خود شیر کو ٹھکانے
کیا کیا کریں ہیں باہم مکرو دغا بہانے
یاں وہ بچا نظیر اب جس کو رکھا خدا نے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

دنیا

دنیا ہے اک نگار فریبندہ جلوہ گر
الفت میں اس کی کچھ نہیں جز کلفت و ضرر
آج اس پہ تھی کمیں تو لگائی کل اس پہ گھات
حسرت فزا و ہوش ربا و شکیب بر
ہوتا ہے آخر اس کے گرفتار کا یہ حال
جیسے مکس کے شہد میں بھر جاویں بال و پر
سحر و فسوں وہ رکھتی ہے بہر فریب دل
حیراں ہو سحر سامری بھی جس کو دیکھ کر
لینے کو نقد عمر کے شیریں ہے مثل قند
جب لے چکے تو ہوتی حنظل سے تلخ تر
تو بھی جو اس کے پاس لگاوے گا دل تو یار
اس نخل سے ملے گا تجھے بھی یہی ثمر
میں تجھ کو اس کے ربط سے کرتا نہ منع آہ
لیکن کروں میں کیا تجھے درپیش ہے سفر
تو اس مثل کو سوچ ذرا گر سفر گزیں
کرتا ہے قطع راہ کو باندھے ہوئے کمر

گر درمیان رہ کوئی مل جاوے باغ اسے
تو چلتے چلتے دیکھتا جاتا ہے اک نظر
بس اس نگاہ کو تو بھی اسی نمط
سیر مسافرانہ کر اور اس سے درگزر
اس حرف کو نظیر کے یوں دل میں دے مکاں
کرتا ہے جیسے نقش نگیں کے جگر میں گھر

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

مذمت بخل

صدائے درویش

زرکی جو محبت تجھے پڑ جاوے گی بابا
دکھ اس میں تری روح بہت پاوے گی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترساوے گی بابا
دولت جو ترے یاں ہے نہ کام آوے گی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوا دے گی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
دینے سے اسی کے ترا اونچا رہے گا ہات
اور یاں بھی تری گذرے گی سو عیش سے اوقات
اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلاوے گی بابا

دولت کی یہی خوبی ہے سو نعمتیں کھا ڈال
کمخواب پہن بادلہ اوڑھ اور بنا ڈال
باغ و چمن و حوض و عمارت کی بنا ڈال
اک دم تو بھلا خلق میں دریا سا بہا ڈال
ورنہ پھر تجھے سیر یہ دکھلاوے گی بابا

داتا کو تو مشکل کوئی ان کی نہیں رہتی
چڑھی ہے پہاڑوں کے اپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی [1] سے اگر جمع اسے کی
تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آوے گی سختی
خشکی میں تری ناؤ یہ ڈبواوے گی بابا

دولت جو ترے گھر میں اب پھولے ہے جوں پھول
مردود بھی یہ کرتی ہے اور کرتیب ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یاں سے یہ مجہول
زنہار خبر دار ہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی [2] ترے ساتھ نہیں جاوے گی بابا

یہ ..... پرانی ہے نہ آ اس کے تو چھل میں
آج اس کی بغل میں کل اس کی بغل میں
ٹھنڈک نہیں پڑنے کی کبھی اس کے تو جھل [3] میں
جب تن سے تری جان نکل جاوے گی پل میں
تو جاوے گا اور یہ یہیں رہ جاوے گی بابا

گر نیک کہاتا ہے کر اس جائے کچھ احسان
ہندو کو کھلا پوری مسلمان کو کھلا نان
کھا تو بھی اسے شوق اور عیش پہ رکھ دھیان
تو اس کو نہ دکھاوے گا تو یہ بات یقیں جان
اک روز یہ خندی تجھے کھا جاوے گی بابا

اس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا
بیٹوں اور رفیقوں کو عزیزوں کو کھلا جا

سب روبرو اپنے اسے عشرت میں اڑا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے پھر دکھ میں یہ پھنسواوے گی بابا

گر آوے گا حاکم کوئی ظالم تو مری جاں
اور تیری سنے گا وہ بخیلی کی سی گذران
جب کھینچ بلاوے گا لگا کر کوئی طوفان
تو جی سے جسے دوست سمجھتا ہے ہر آن
یہ دوست ہی دشمن تیری ہو جاوے گی بابا

کہوے گا کوئی اس کے تئیں باندھ کے لٹکا
کہوے گا کوئی تو بڑا منہ اس کے میں چڑھوا
کہوے گا کوئی کپڑے بھی سب اس کے اتروا
سو ذلت و خواری تجھے دیکھ کے پھرتا
بندواوے گی اور مار بھی کھلواوے گی بابا

اور جو کبھی حاکم نے نہ پوچھا تیرا احوال
تو چور چرا لیوے گا یا ڈاکا کوئی ڈال
گاڑے گا زمیں بیچ تو پھر ہووے گا یہ حال
قسمت سے تری جب کبھی آ جاوے گا بھونچال
پھر نیچے ہی نیچے یہ سرک جاوے گی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی
جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کرے گی
کچھ شک نہیں اس میں جو بڑھی ہے سو گھٹے گی
جب تک تو جیے گا یہ تجھے چین نہ دے گی

اور مرتے ہوئے پھر یہ غضب لاوے گی بابا
جب موت کا ہووے گا تجھے آن کے دھڑکا
اور نزع ترے آن کے دم دیوے گا بھڑکا
جب اس میں تو اٹکے نہ دم نکلے گا پھڑکا
کپوں میں روپے ڈال کے جب دیویں گے کھڑکا
تب تن سے تری جان نکل جاوے گی بابا
تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھرے گا
ہے یہ تو یقیں آخرش اک دن تو مرے گا
پھر بعد ترے اس پہ جو کوئی ہاتھ دھرے گا
وہ ناچ مزہ دیکھے گا اور عیش کرے گا
اور روح تری قبر میں گھبراوے گی بابا
اس کے تو وہاں ڈھولک و مردنگ بجے گی
اور روح تری قبر میں حسرت سے جلے گی
وہ کھاوے گا اور تیرے تئیں آگ لگے گی
تا حشر تری روح کو پھر کل نہ پڑے گی
ایسا ہی تجھے گور میں تڑپاوے گی بابا
جوں جوں وہ ترے مال سے عشرت میں پڑے گا
تو قبر میں رہ رہ کف افسوس ملے گا
جو چاہے کوئی بولے تو پھر بس نہ چلے گا
بے بس تو پڑا قبر میں حسرت سے جلے گا
دن رات تری چھاتی کو کٹواوے گی بابا
جاوے گا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ

ساقی و صراحی و پری زاد کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ
جب دیکھے گا سو عیش میں تو اس کے تئیں آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ لہراوے گی بابا

تو بھوت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا
تو واں بھی ترے واسطے عالم کوئی بلوا
شیشے میں اتروا کے تجھے دیویں گے گڑوا
یاں خوب سا سلگا کے کوئی ہار فلیتا
دھونی بھی تری ناک میں دلواوے گی بابا

گر ہوش ہے تجھ میں تو بخیلی کا نہ کر کام
اس کام کا آخر کو برا ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہہ کے کوئی دیوے گا دشنام
زنہار نہ لے گا کوئی اٹھ صبح تیرا نام
پیزاریں ترے نام پہ لگواوے گی بابا

کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتیں تجھے ہر آن
گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ تو مت جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قاروں کے ذرا دھیان
جیسا ہی اسے اس نے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھ کو بھی دکھلاوے گی بابا

تن کا جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک اتارے کا جھونپڑا
اس سے اب ہے بھی سب کے سہارے کا جھونپڑا
اس سے ہے بادشہ کے نظارے کا جھونپڑا
اس میں ہی ہے فقیر بچارے کا جھونپڑا
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اس میں ہی بھولے بھالے اس میں ہی سیانے ہیں
اس میں ہی ہوشیار اسی میں دوانے ہیں
اس میں ہی دشمن اس میں ہی اپنے بگانے ہیں
شاہ جھونپڑا [1] بھی اسی میں نمانے [2] ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اس میں ہی لوگ عشق و محبت کے مارے ہیں
اس میں ہی شوخ حسن کے چاند ستارے ہیں
اس میں ہی یار دوست اسی میں پیارے ہیں
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسی میں بچارے ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اس میں ہی اہل دولت و منعم امیر ہیں
اس میں ہی رہتے سارے جہاں کے فقیر ہیں
اس میں ہی شاہ اور اسی میں وزیر ہیں
اس میں ہی ہیں صغیر اسی میں کبیر ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا
اس میں ہی چور ٹھگ ہیں اسی میں مول ہیں
اس میں ہی رونی شکل اسی میں ٹھٹھول ہیں
اس میں ہی باجے اور نقارے و ڈھول ہیں
شاہ جھونپڑا بھی اس میں ہی کرتے کلول ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا
اس میں ہی پارسا ہیں اسی میں لوند ہیں
بیدرد بھی اسی میں ہیں اور دردمند ہیں
اس میں ہی سب پرند اسی میں چرند ہیں
شاہ جھونپڑا بھی اب اسی ڈربے میں بند ہے
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا
اس جھونپڑے میں رہتے ہیں سب شاہ اور وزیر
اس میں وکیل بخشی و متصدی اور امیر
اس میں ہی سب غریب ہیں اس میں ہی سب فقیر
شاہ جھونپڑا جو کہتے ہیں سچ ہے میاں نظیر
اپنا نہ مول کا نہ اجاڑے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

توکل وترک وتجرید

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل
سب اپنے اپنے کام کے ہیں کر رہے جھمیل
ناتا ہے یاں سو ناتھ جو رشتہ ہے سو نکیل
جو غم پڑے سو اس کو تو اپنے ہی تن پہ جھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

یہ صورتیں جو دیکھتے ہیں مت ان سے دل لگا
بریں [۲] یہ سوتیاں انہیں اے یار مت جگا
شجرہ کلاہ [۳] پھینک اڑا دے جھگا [۴] تگا
آگے کو چھوڑ ناتھ نہ پیچھے کو رکھ پگا [۵]
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا
چھوڑا کٹم [۶] تو پھر رہا رشتا کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو بابا کسی سے کیا
دلبر کو اپنے چھوڑ کر ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسماں
تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جاں
اس کے سوا کہ جس پہ ہوا تو فقیر یاں
کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہرباں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

دیتا ہے دل کو اپنے تو دے اس کسی کو ہات
جس یار سے کہ ہو ترجیتے موے کا سات
اور یہ جو تجھ سے کرتے ہیں مل مل کے میٹھی بات
مارا پڑے گا دیکھ نہ کھا ان کی آت لے گھات
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

یہ التفیں کہ ساتھ تیرے آٹھ پہر ہیں
یہ التفیں نہیں ہیں مری جان قہر ہیں
جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جادو کے شہر ہیں
جتنی مٹھائیاں ہیں مری جان زہر ہیں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

خوباں کے یہ جو چاند سے منہ پر کھلے ہیں بال
مارا ہے تیرے واسطے صیاد نے یہ جال
یہ بال بال ہے تری جان کا وبال
پھنسیو خدا کے واسطے اس میں نہ دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل
جس کا تو ہے فقیر اسی کو سمجھ تو یار
منگے تو مانگ اس سے ہی کیا نقد کیا ادھار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
اس کے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل
دنیا سے نہ جان یہ دریا ہے لہروار
لاکھوں میں اس سے کوئی اتر کر ہوا نہ پار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے ا تجھے کنار
ملاح یاں نہ ناؤ نہ بلی ۲ ہے میرے یار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل
دنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
سب کچھ ترے تئیں ہیں یہ دھوکے کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا جال میں اسیر
ایسا ہی تھا تو فقر میں ناحق کیا اسیر
ہم تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر سے کھیل

All rights reserved. ©2002-2006

توکل ۱

نہ کس ہامیدند نہ کس میدہد + خدا ہامیدند خدا میدہد

اے دل کہیں تو جا کے نہ اپنی زباں ہلائے
اور درد دل کا اپنے تو کسی کو تو مت سنائے
مانگ اس سے جس کے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے
مشہور یہ مثل ہے کہوں کیا میں تجھ سے ہائے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے
مالک ملیک حی توانا قدیم ہے
دونوں جہاں میں ذات اسی کی کریم ہے
یعنے اسی کا نام غفور رحیم ہے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار
رزاق کارساز مددگار دوست دار
انسان جن و دیو و پری و فیل و مور و مار

جاری اسی کے ہاتھ سے سب کے کاروبار
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئیں اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے
پر سب نیاز مندوں کا اس پر ہی ناز ہے
جتنے ہیں بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے
جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہاں ہیں جتنے تو ان سب کا چھوڑ ساتھ
نے پاؤں پڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ
دو ہاتھ والے جتنے ہیں ان سب سے موڑ ہاتھ
اس سے ہی مانگ جس کے ہیں اب سو کروڑ ہاتھ
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اس کے سوا کسی کے کہنے گر تو جائے گا
اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یوں ہی تو خالی پھر آئے گا
بن حکم اس کے یار تو اک جو نہ پائے گا
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زریم لعل در کو تو بارے اسی سے مانگ

صندوق مال دھن کے پیارے اسی سے مانگ
پیسا بھی مانگنا ہے تو جا رے اسی سے مانگ
کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیارے اسی سے مانگ
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

نعمت مٹھائی شیر و شکر نان اسی سے مانگ
کوڑی کی ہلدی مرچ بھی ہر آن اسی سے مانگ
کمخاب تاش گاڑھا گزی ہاں اسی سے مانگ
جو تجھ کو چاہیے سو مری مری جاں اسی سے مانگ
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

گر وہ لایا چاہے تو دشمن سے لاد لائے
اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا منہ چھپائے
بن حکم اس کے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے
گر چلو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جس کو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہو کار
یہ سب اسی سے مانگیں ہیں دن رات بار بار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار
پوری تری اسی کے دیے سے پڑے گی یار
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے

مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھر تو آس پاس

محتاج ہو کے سے آپ وہ بیٹھا ہے جی اداس

ماں باپ یار دوست جگر سب سے ہو نراس

ہر دم اسی کریم کی رکھ دل میں اپنے آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے

مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر

اللہ ہی غنی ہے میاں اور سب ہیں یہ فقیر

کیا گنج و ملک و مال و مکاں تاج کیا سریر

جو مانگتا ہے اس سے مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے

مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ترک و تجرید

بھرے ہیں کیا کیا الٹ پلٹ کر کسی میں آ کر یہ دم کسی کے
کوئی کرے ہے کسی کی منت کوئی ہے چومے قدم کسی کے
کسی پہ لطف و کرم کسی کے کسی پر ظلم و ستم کسی کے
کسے پڑی ہے میاں غرض اب جو کوئی کھولے بھرم کسی کے
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے

نہ کوئی طالب ہوا ہمارا نہ ہم نے دل سے کسی کو چاہا
نہ ہم نے دیکھیں خوشی کی لہریں نہ درد غم سے کبھی کراہا
نہ ہم نے بویا نہ ہم نے کاٹا نہ ہمنے جوتا نہ ہم نے گاہا
اٹھا جو دل سے بھرم کا پردہ تو اس کے اٹھتے ہی پھر اہا ہا
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے

یہ بات کل کی ہے جو ہمارا کوئی تھا اپنا کوئی بگانا
کہیں تھے ناتی کہیں تھے پوتے کہیں تھے دادا کہیں تھے نانا
کسی پہ پھٹکا کسی پہ کوٹا کسی پہ پیسا کسی پہ چھانا
اٹھا جو دل سے بھرم کا تھانا تو پھر جھجھی سے ہم نے جانا
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے

ابھی ہماری بڑی دکاں تھی ابھی ہمارا بڑا کسب تھا
کہیں خوشامد کہیں درآمد کہیں تواضع کہیں ادب تھا
بڑی تھی ذات اور بڑی صفات اور بڑا حسب اور بڑا نسب تھا
خودی کے مٹتے ہی پھر جو دیکھا تو کچھ حسب تھا نہ کچھ نسب تھا
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے
ابھی ہمارے تھے یار جتنے ہمیں بھی ان سے تھی اک محبت
کہیں مروت کہیں فتوت کہیں خصومت کہیں عداوت
کسی سے مہر اور کسی سے کینہ کسی نے ناتا کہیں قرابت
اٹھی جو دل سے بھرم کی ٹٹی تو پھر یہ دیکھی خدا کی قدرت
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے
نہ ہم نے یاں فقیری اب تک نہ ہم نے کی یاں جہاں پناہی
نہ فوجداری نہ ملک گیری نہ کچھ وزیری نہ بادشاہی
نہ ہم نے اپنا بناؤ دیکھا نہ ہ نے دیکھی کبھی تباہی
یہ سب بھرم کا بنا تھا نقشہ بھرم کی ٹٹی ہے یا الٰہی
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے
پہاڑ صحرا و جھاڑ بوٹے کھڑے ہیں ارض و سما ہوئے سب
ستارے لاکھوں چمک رہے ہیں تجلی نور و ضیا ہوئے سب
بھرم کے اٹھتے ہیں چھوڑ بھاگے جو بھوت جن تھے ہوا ہوئے سب
کسی کا نام و نشاں نہ باقی ہے یا الٰہی یہ کیا ہوئے سب

نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے
ابھی یہ ڈھب تھا کسی سے لڑیے کسی کے پاؤں پہ جا کے پڑیے
کسی سے حق پر فساد کیجیے کسی سے ناحق پہ جا کے لڑیے
ابھی یہ دھن تھی نظیر دل میں کہیں بگڑیے کہیں جھگڑیے
دوئی کے اٹھتے ہی پھر یہ دیکھا کہ اب جو لڑیے تو کس سے لڑیے
نہ باپ بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے
عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے

All rights reserved.
©2002-2006

تلقینِ توحید ۱

خدا کی خدائی تمام خدائی سے ظاہر ہے

تنہا نہ اسے اپنے دل تنگ میں پہچان
ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان
بے رنگ میں بارنگ میں نیرنگ میں پہچان
منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان
نت روم میں اور ہند میں اور زنگ میں پہچان
ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر سنگ میں پہچان
ہر عزم ارادے میں ہر آہنگ میں پہچان
ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان
پھل پات کہیں شاخ کہیں پھول کہیں بیل
نرگس کہیں سوسن کہیں بیلا کہیں رابیل ۲
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہے کہیں میل
ملتا ہے کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
کرتا ہے کوئی ظلم کو لیتا ہے کوئی جھیل

باندھے کہیں تلوار اٹھاتا ہے کہیں سیل
ادنیٰ کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈرپیل
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب کھیل
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

گاتا ہے کوئی شوق میں کرتا ہے کوئی حال
پھانکے ہے کوئی خاک اڑاتا ہے کوئی مال
ہنستا ہے کوئی شاد کسی کا ہے برا حال
روتا ہے کوئی ہو کے غم و درد سے پامال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال
پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے ہے کوئی شال
کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی بال
جب غور سے دیکھا تو اسی کی ہے یہ سب چال
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

جاتا ہے حرم میں کوئی قرآن بغل مار
کہتا ہے کوئی دیر میں پوتھی کے سماچار ۳
پہونچا ہے کوئی پار پھٹکتا ہے کوئی وار
بیٹھا ہے کوئی عیش میں پھرتا ہے کوئی زار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار
مفلس کوئی ناچار توانگر کوئی زر دار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار

جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب اسرار
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

ہے کوئی کوئی دوست کوئی جان کا دشمن
بیٹھا ہے پہاڑوں میں کوئی پھرتا ہے بن بن
مالا لوئی جپتا ہے کوئی شوق میں سمرن
چھوڑے ہے کوئی مال سمیٹے ہے کوئی دھن
نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
لوٹے ہے کوئی خاک میں رو رو کے ملا تن
جوگی کوئی بھوگی [1] کوئی سوگی کوئی سوگن
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب فن
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

سردی کہیں گرمی کہیں جاڑا کہیں برسات
دوزخ کہیں بیکنٹھ کہیں ارض و سموات
حوریں کہیں غلماں کہیں پریاں کہیں جنات
اوجڑ کہیں بستی کہیں جنگل کہیں دیوات [2]
سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں سکنات
شادی کہیں ماتم کہیں نور اور کہیں ظلمات
تارے کہیں سورج کہیں برج اور کہیں دن رات
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں طلسمات
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان

عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

بیچے ہے جواہر کوئی زر سیم طلا رانگ
مارے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانگ [۳]
دیتا ہے کوئی ہاتھ سے لیتا ہے کوئی مانگ
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہے کوئی دانگ
ٹھہرا ہے کوئی چور لگاتا ہے کوئی تھانگ [۴]
ملتا ہے کوئی پوست [۵] کو چھانے ہے کوئی بھانگ
گھنٹا ہے کہیں جھانجھ کہیں سنکھ کہیں بانگ
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب سوانگ
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
باتیں کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہے کتابی
پیتا ہے کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
مارے ہے زٹل کوئی کہیں جیب [۶] ہے دابی
سچا کوئی جھوٹا ہے کوئی رند خرابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
ہیں اس کی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

کیا حسن کہیں پاتا ہے اللہ ہی اللہ

کیا عشق کہیں چھایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ جھمکایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا دھوپ ہے کیا سایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہے کیا مایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا بھید نظر آیا ہے اللہ ہی اللہ
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

All rights reserved
©2002-2006

تسلیم اور رضا

جو فقر میں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں
ہر کام میں ہر دام میں ہر حال میں خوش ہیں
گر مال دیا یار نے تو مال میں خوش ہیں
بے زر جو کیا تو اسی احوال میں خوش ہیں
افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

چہرے پہ ملامت نہ جگر میں اثر غم
ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
غم میں بھی وہی عیش الم میں بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات ہر افعال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہیں چھوڑ کے بیٹھے
موڑا انہیں جیدھر وہیں منہ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو سلائی تو وہیں اوڑ کے بیٹھے
اور شال اڑھائی تو اسی شال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مردجو ہر حال میں خوش ہیں

گر اس نے دیا غم تو اسی غم میں رہے خوش
اور اس نے جو ماتم دیا ماتم میں رہے خوش
کھانے کو ملا کم تو اسی کم میں رہے خوش
جس طور کہا اس نے اس عالم میں رہے خوش
دکھ درد میں آفات میں جنجال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم
یک ساں ہے انہیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم
نہ شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر اس نے اڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہی ہنس کے کہا لا
پوشاک میں دستار میں رومال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر کھاٹ بچھانے کو ملی کھاٹ میں سوئے
دوکاں میں سلایا تو وہ جا ہاٹ میں سوئے
رستے میں کہا سو تو وہ جا باٹ میں سوئے
گر ٹاٹ بچھانے کو دیا ٹاٹ میں سوئے

اور کھال بچھا دی تو اسی کھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
پیالے کو دیا ہاتھ تو وہ نکلے بھکاری
بٹھلا کے کھلایا تو وہیں عمر گزاری
میانے پہ چڑھایا تو لگے کرنے سواری
اور پاؤں چلایا تو وہی بات سنواری
جس چال میں رکھا وہ اسی چال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
گر مونٹھ منگا دی تو وہی چاب لی خوش ہو
اور جوار بھنا دی تو وہی چاب لی خوش ہو
سوکھی جو دلا دی تو وہی چاب لی خوش ہو
روکھی جو اٹھا دی تو وہی چاب لی خوش ہو
اور دال کھائی تو اسی دال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
پانی جو ملا پی لیا جس طور کا پایا
روٹی جو ملی تو کیا روٹی میں گذارا
دی بھوک اگر یار نے تو بھوک کو مارا
دل شاد رہے کر کے کڑا کے پہ کڑا کا
اور چھال چبائی تو اسی چھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
قشقے کا ہوا حکم تو قشقہ وہیں کھینچا
جبے کی رضا دیکھی تو جبہ وہیں پہنا

آزاد کہا ہو تو وہیں سر کو منڈایا
جو رنگ کہا اس نے وہی رنگ رنگایا
کیا زرد میں کیا سبز میں کیا لال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
چادر جو اڑھائی تو جتی [۲] ہو گئے یک بار
باہر کو چلے فقر کی جھولی کو بغل مار
منہ باندھ کے نکلو تو وہیں ہو گئے تیار
سر گھونٹ منڈاؤ تو کیا پھر وہی بستار [۳]
سب پتھ میں سب چال میں سب ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
کچھ ان کو طلب گھر کی نہ باہر سے انہیں کام
تکیے کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے انہیں کام
استھل [۴] کی ہوس دل میں نہ مندر سے انہیں کام
مفلس سے نہ مطلب نہ توانگر سے انہیں کام
میدان میں بازار میں چوپال [۵] میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
ان کے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظیر آہ
اب ایسے تو دنیا میں ولی کم ہیں نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظیر آہ
ہر وقت میں ہر دن میں خرم ہیں نظیر آہ
جس ڈھال میں رکھا وہ اسی ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

دم غنیمت ہے

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہاں
یہ بہار عشق یہ شور جوانی پھر کہاں
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہاں
عیش کر خوباں میں اے دل شادمانی پھر کہاں
شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہاں

یہ جو یاں کے گل بدن ملتے ہیں سو سو گھات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ ان گلرخوں کی ذات کے
ایک دم ہرگز جدا مت ہو تو ان کے سات سے
جس قدر پینا ہو پی لے پانی ان کے ہات سے
آب جنت تو بہت ہو گا یہ پانی پھر کہاں

یہ جو اکڑوے ہو کے ہم کو اب جھڑکتے ہیں یہاں
ان کی تلخی میں ہزاروں ہیں بھری شیرینیاں
اٹھ سکے جب تک اٹھا اے دل تو ان کی سختیاں
لذتیں جنت کے میوے کی بہت ہوں گی وہاں
پر یہ میٹھی گالیاں خوباں کی کھانی پھر کہاں

یہ جو پھرتے ہیں سنہری سبز پوشاکیں کیے
خاک ہو تو بھی لگا رہ ان کے تو دامان سے
ان کی پوشاکوں کی رنگت کو غنیمت جان لے

واں تو حلے ہیں ولے یہ جوڑے رنگا رنگ کے
سوسنی سوہی گلابی زعفرانی پھر کہاں

رہ وہیں اے دل سدا محبوب رہتے ہیں جہاں
کر لے ان کی خدمتیں ہر دم دل و جاں سے میاں
جو تجھے دیویں سو لے لے اور غنیمت اس کو جاں ۲

واں تو ہاں حوروں کے گہنے کے بہت ہوں گے نشاں
ان پریزادوں کے چھلوں کی نشانی پھر کہاں

منہ جو دکھلاتے ہیں خوباں دم بدم اب توڑ جوڑ
دیکھ غافل ان کے تو جوروجفا سے منہ نہ موڑ
جس گھڑی آ کر فنا اپنی دکھاوے گی مڑوڑ
پھر تو اک دم میں چلا جاوے گا تو ان سب کو چھوڑ
یہ ہٹیلے دل ربا محبوب جانی پھر کہاں

حسن خوباں کی جہاں کچھ ہو رہی ہو داستاں
کان رکھ کر سن اسے اور یاد رکھ ہر دم میاں
ان کی اک اک بات کا سننا تجھے لازم ہے جاں
واں تو قصے حور و غلماں کے بہت ہوں گے بیاں
ان کی زلف و کمر کی یہ کہانی پھر کہاں

ہو سکے جس طور سن لے دوستوں کی واردات
اور بیاں کر آگے ان کے ہوں جو تجھ پر مشکلات
جس گھڑی آئی فنا کوئی نہ پھر پوچھے گا بات
الفت و مہر و محبت سب ہے جیتے جی کے سات
مہرباں ہی اٹھ گئے تو مہربانی پھر کہاں

اب جو آغاز جوانی کی بہاریں ہیں میاں
عیش و عشرت میں اڑا لے زندگی کی خوبیاں
پی نشے دھومیں مچا کر سیر باغ و بوستاں
واعظ و ناصح بکیں تو ان کے کہنے کو نہ ماں
دم غنیمت ہے میاں یہ نوجوانی پھر کہاں

ہو کے ہر دم خوبرویوں کی محبت میں اسیر
کھا نگاہ سرمہ سا کے ناوکوں کے دل میں تیر
وصف اب ان کا جو کرنا ہے سو کر لے دل پذیر
جا پڑے چپ ہو کے جب شہر خموشاں میں نظیر
یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کہاں

تلقین ریاضت

لہجہ فقیرانہ

دلا تو کہنے کو میرے یقین جان میاں
جو بات تجھ سے کہوں میں اسے تو مان میاں
نہ کھو تو عمر کو غفلت میں ہر زمان میاں
دہن میں پھرتی ہے جب تک ترے زبان میاں
خدا کا نام لیا کر تو آن آن میاں

ملی جہاں میں تجھے یہ جو زندگانی ہے
یہ چند روزہ ہے اے جاں نہ جاودانی ہے
عبادت اس کی یہاں دل میں جس نے ٹھانی ہے
اسی کو دونوں جہاں بیچ شادمانی ہے
وہی تو کر جو رہے تو بھی شادماں میاں

جو ہر طرح تو عبادت میں دل لگاوے گا
تو یاں بھی خوش رہے گا واں بھی خوش تو جاوے گا
ہزاروں فائدے دل خواہ اس میں پاوے گا
اور اپنی عمر جو غفلت میں تو گنواوے گا
تو اس میں ہو گا نہایت ترا زیان میاں

نماز پڑھ کے ذرا ضع کے چمن کو دیکھ
بہار باغ عنایات ذوالمنن کو دیکھ
ریاض روح کو اور گلستان تن کو دیکھ
نعیم و راحت و آرام و پیرہن کو دیکھ
کہ ہیں خدا کے یہ الطاف بیکران میاں

لبوں کو زیب دے قرآن کی تلاوت سے
خبر جو ہو تجھے افضال کی بشارت سے
خوشی ہو دل کو ترے خلد کی طہارت سے
بدن کا حسن بڑھا طاعت کو عبادت سے
اسی میں خوبی ہے تیری بہر مکان میاں

کیے گناہ جو رنج و عذاب دیکھے گا
بروز حشر بہت پیچ و تاب دیکھے گا
وگر صواب کرے گا ثواب دیکھے گا
خوشی سے اپنے تئیں کامیاب دیکھے گا
ہمیشہ حسن عمل سے لگا تو دھیان میاں

یہ زندگی ہے غنیمت اسے تو مفت نہ کھو
خدا کا شکر بجا لا ہر اک طرح خوش ہو
یہ دنیا مزرع لا عقبیٰ ہے اس میں نیکی بو
کہا نظیر نے جو کچھ تو یاد رکھ اس کو
اسی میں تیری سعادت کا ہے نشاں میاں

وجدو حال

کیا علم انہوں نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ۲ ہیں
اور بات نہیں منہ سے نکلے بن ہونٹھ ہلائے جانچے ہیں
دل ان کے تار ستاروں کے تن ان کے طبل طمانچے ہیں
منہ چنگ زباں دل سارنگی پا گھنگھرو و ہاتھ کمانچے ہیں
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

کل باجے بج کر ٹوٹ گئے آواز لگی جب لہرانے
اور چھم چھم گھنگھرو بند ہوئے تب گت کا انت ۳ لگے پانے
سنگیت ۴ نہیں یہ سنگت ہے نٹوے ۵ بھی جس سے نٹ ۶ مانے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھر کانے کو
اور پاؤں کو کھینچا پاؤں سے جب تب پاؤں لگے گت پانے کو
جب آنکھ اٹھائی ہستی سے جب نین لگے مٹکانے کو
سب کاچھ ۷ کھچے سب ناچ نچے اس رسیا چھیل رجھانے کو
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب گھٹنا بڑھنا پھینک ادھر اور دھیان ادھر دھر مرتے ہیں
بن تاروں تار ملاتے جب نرت ۸ نرالا کرتے ہیں

بن گہنے جھمک دکھلاتے ہیں بن جوڑے من کو ہرتے ۹ ہیں
بن ہاتھوں بھاؤ بتاتے ہیں بن پاؤں کھڑے گت بھرتے ہیں
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تھا جن کی خاطر ناچ کیا جب سورت ۱۰ ان کو آئے گی
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کہا اور تان کہیں لہرائے گی
جب چھیل چھبیلی سندر کی چھب نینوں اندر چھائے گی
اک مورچھا ۱۱ گت سے آئے گی اور جوت میں جوت سمائے گی
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پر آمر دنگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
یہ ناچا کوئی نظیر اب یاں اور کس نے دیکھا ناچ اجی
جب بوند ملی جا دریا میں اس تان کا آخر نکلا جی
ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

ترغیب سخاوت وآزادگی

زردار ہے تو ہرگز مت مار اپنے من کو
تن زیب تن سکھوں سے ترسا نہ اپنے تن کو
جو نرے چلن چلیں ہیں چل تو بھی اس چلن کو
مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جا بیٹھ میکدوں میں سب درد و غم سے ہٹ کر
جھمکا گلابی مے کی پیالی الٹ پلٹ کر
محبوب دل بروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
پی دودھ اور بتاسے میوہ مٹھائی چٹ کر
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

کمخواب [2] کیا دوشالہ کیا ریشمی دو سوتی
کرشال کا لنگوٹا مت رکھ قبا اچھوتی
بولے جو شوم بھڑوا مار اس کے سر پہ جوتی
دو دن تو دوستوں میں بلوا لے اپنی طوطی
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

یہ نعمتیں ہیں جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا
تاش اور بادلے میں اک بار جگمگا جا

پاپی بخی مت بن داتا سخی کہا جا
اک دم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

یاں کی یہی مزا ہے کھانا ہو یا کھلانا
بھوکے کو ڈال روٹی ننگے کو کچھ اڑھانا
سب اس گھڑی اڑا لے جو تجھ کو ہو اڑانا
غافل پھر اس گلی میں تجھ کو نہیں ہے آنا
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو گل بدن ہیں روٹھے زردے انہیں منا لے
بوسہ انہوں کا لے کر سینے سے پھر لگا لے
ہنس لے ہنسا لے ہر دم دے لے دلا لے کھا لے
جو بن سکے سو اپنے جی کے مزے اڑا لے
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو پاس ہے ذخیرہ مت رکھ وہ کونے اندر
مسجد کنوئیں بنا دے تالاب باغ مندر
دریا کہیں بہا دے بن جا کہیں سمندر
سب کچھ اڑا لٹا کر ہو رہ سدا قلندر
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

باغوں کی دیکھ سیریں بھر جام کے چھلکے
اور چھان میلے ٹھیلے کر دھوم اور دھڑکے
آوے جو شوم بھڑوا کاڑھ اس کو دے کے دھکے
تو شوق سے اڑا ے عیش و مزے جھمکے
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق میں جو زر ہے اس کو بھی لے گنوا دے
مے کے بہا کے نالے طبلوں کو کھڑ کھڑا دے
کوٹھی مکاں حویلی سب کھود کر کھلا دے
کڑیوں تلک جلا دے اینٹوں تلک اڑا دے
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کٹن [1] زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا جنوائی یا خالصے لگے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ راہ خدا میں دے گا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آ پڑے گا تجھ پر کچھ حادثہ خلل کا
مالک پھر اور کوئی ٹھہرے گا تیرے ڈل [2] کا
آگے سے دے دلا کے ہو رہ تو اس سے ہلکا
کر سوچ اپنے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

زر جوڑ جوڑ اپنے پاس گر رکھے گا
یا چھین لے گا حاکم یا چور لے مرے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ اب عیش کر چکے گا
جب وقت آ پکارا تب کچھ نہ بن سکے گا
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جس نے یہ زر دیا ہے پھر وہی دھن بھی دے گا
مال و مکاں حویلی باغ و چمن بھی دے گا
جیتا رہے گا جب تک کھانے کو آن بھی دے گا
مر جائے گا تو وہی تجھ کو کفن بھی دے گا
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گڑے دبے ہیں سب کھا لے اور کھلا لے
رکھ دھن اسی کی دل میں اب کھا لے اور کھلا لے
اپنا سمجھ اسی کو جب کھا لے اور کھلا لے
اب تو نظیر تو بھی سب کھا لے اور کھلا لے
دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

آئینہ

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

لے آئینے کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ
صورت میں اپنی قدرت پروردگار دیکھ
خال سیاہ و خط مشک بار دیکھ
زلف دراز و طرہ عنبر نثار دیکھ
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ
آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل
اور خال کیا ہیں تیرے سویدا کے رخ کے تل
زلف دراز فہم رسا سے رہی ہے مل
لاکھوں طرح کے پھول رہے ہیں تجھی میں کھل
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ
مشک تتار و مشک ختن بھ تجھی میں ہے
یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی میں ہے
نسرین و موتیا و سمن بھی تجھی میں ہے
القصہ کیا کہوں میں چمن بھی تجھی میں ہے
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مکھی کے گل کی اگر دل میں تاب ہے
تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب کا بھی تجھی میں حساب ہے
رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر
اور سرو سے بھی دل نہ لگا اپنا جان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر
یہ سب سما رہے ہیں تجھی میں تو آن کر
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ
اور سرو کیا ہے یہ ترا قد دراز آہ
گر سیر باغ چاہے تو اپنی ہی کر رتو چاہ
حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل میں تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے
تو ہونٹھ تیرے قمری ہیں بلبل زبان ہے
ہے تو ہی اغ اور تو ہی باغبان ہے
باغ و چمن میں جتنے تو ان سب کی جان ہے

ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ
بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن
داؤدی جوہی لالہ و رابیل و یاسمن
جتنی جہاں میں پھولی ہے پھولوں کی انجمن
یہ سب تجھی میں پھول رہے ہیں چمن چمن
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ
باغ و چمن کے غنچہ و گل میں نہ ہو اسیر
قمری کی سن صفیر، نہ بلبل کی سن صفیر
اپنے تئیں تو دیکھ کر کیا ہے ارے نظیر
من حرف من عرف کے یہی معنی اے نظیر
ہر لحظہ اپنے چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گلدستۂ قدرت

دنیا کا چمن یارو ہے خوب یہ آراستہ [1]
سرسبز رہے اس کا ہر سبزہ یہ پیوستہ
ہر پھول کے آنے کا جاری ہے سدا رستہ
ہر شاخ مقطع ہے ہر برگ ہے برجستہ
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

یاں ارض و سما تارے جو آن کے جھولے ہیں
جن دیو پری آدم یا باد ببولے [2] ہیں
سب وحشی و طائر ہیں یا گھاس کے پولے ہیں
کچھ اور نہیں یارو یہ گل وہی پھولے ہیں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

ہر شہر و دہ و قصبہ سب پھولوں کی ڈلیاں ہیں
کوچے میں سو تختے ہیں گلیاں ہیں سو کلیاں ہیں
دیوار و در و حجرے سب کیاریاں ڈھلیاں [3] ہیں
اینٹ اینٹ میں ہر گھر کے کیا رنگ ہیں رلیاں ہیں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

انبوہ ہے غنچوں کا اور گل ک قطاریں ہیں
شاخوں کے ترا کم ہیں برگوں کی بہاریں ہیں

جو اپنی کھڑے ہو کر خوبی کو سنواریں ہیں
سب اپنے ہی عالم میں دم حسن کا ماریں ہیں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

کہتا ہے گلاب ہر دم میں عطر سراسر ہوں
اور سیوتی کہتی ہے میں اس سے معطر ہوں
بیلا یہ پکارے ہے میں چاندی کا پتر ہوں
گل اشرفی کہتی ہے وہ کیا ہے میں بہتر ہوں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

لالہ یہ سناتا ہ میں لعل کا پیالا ہوں
سورج مکھی کہتی ہے میں اس کی بھی خالا ہوں
صد برگ یہ کہتا ہے سو درجہ میں بالا ہوں
گل جعفری کہتی ہے میں اس سے بھی اعلا ہوں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

نسرین و سمن شبو گچھا ہے ثریا کا
نیلوفر و نافرماں ہے روپ کنھیا کا
رابیل چنبیلی بھی جلوہ ہے ڈلیا کا
دم بھرتا ہے جنت سے ہر پھول کنیا کا
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

کہتا ہے کنول ہر دم میں پاک نمازی ہوں
اور موگرا کہتا ہے میں مرد ہوں غازی ہوں
سوسن کی زباں بولی میں ترکی و تازی ہوں
گل باسی [۲] یہ کہتی ہے کہ میں سب سے تازی ہوں
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

مدہ مالتی ناگیسر اور مول سری کرنا
دوپہر یا داؤدی گل چین کٹھل برنا [۳]
نرگس بھی پکارے ہے مجھ پر یہ نظر کرنا
پیچھے کو سہاگن کے سو عشق کے دم بھرنا
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

گل کیوڑا کہتا ہے کیا مجھ کو تراشا ہے
اور کتکی کہتی ہے صندل کا تراشا ہے
اور موتیا شفتالو زرسیم کا ماشا [۴] ہے
اور رنگ حنا مخمل جو ہے سو تماشا ہے
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

ڈیلے و کنیروں کی کیا پنکھڑی ڈھالی ہے
چنپا و بھچنا ہے یا موتی کی بالی ہے
بگلے و مدن بان کی کچھ بات نرالی ہے
گل چاندنی کہتی ہے میری ہی اجالی ہے

دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ
دستا پہ گل طرہ کیا شان جماتا ہے
کلگا بھی ادھر اپنی کلگی کو ہلاتا ہے
اور پھول نواڑے کا بجرے کو بڑھاتا ہے
جو گل ہے سو اپنے ہی جوبن کو دکھاتا ہے
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ
بن ۱ آک ۲ ترئی ٹیسو ۳ کیا پھول رہے بن بن
سرسوں ہی اڑوسا ۴ ہے پھر اور ہی ہے سن سن
کہتا ہے پیا بانسا ہے حسن مرا سوسن
درسن یہ پکارے ہے آ دیکھ لے سکھ درسن
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ
قدرت کہ بنا جس نے اس باغ کی ڈالی ہے
کیا بولیں نظیر آگے کیا خوب وہ مالی ہے
کیا نخل کا ڈالا ہے کیا پھول کی ڈالی ہے
سب کا وہی وارث ہے سب کا وہی والی ہے
دنیا نہ کہو اس کو یہ باغ ہے سربستہ
کیا دست سے قدرت کے باندھا ہے یہ گلدستہ

اسرار قدرت

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی حکیم اور کوی مہندس کوئی ہوپنڈت کتا بکھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہیں حیلے یہ سب بہانے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر یہ آسماں کا بچھیا خیمہ جو تن رہا ہے
نہ اس کی میخیں ہیں نہ ہیں طنابیں نہ اس کی چوبیں ادھر کھڑا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارہ ادھر ہوا ہے
کسی کو مطلق خبر نہیں ہے کہ کب بنا ہے اور کا ہے کا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور رہے گا زمین کا اب جو یہ بسترا ہے
کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ جس پر فلک سے سر جس کا جا لگا ہے
ہزاروں حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے
بہت حکیموں نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زمیں سے لے کر جو آسماں تک بھری ہے لاکھوں طرح کی خلقت
کہیں ہے ہاتھی کہیں ہے چیونٹی کہیں ہے رائی کہیں ہے پربت

یہ جتنے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت
جو چاہے کھولے یہ بھید اس کے کسی کو اتنی نہیں ہے قدرت
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی جو پوچھے کسی سے جا کر یہ ملک کیا ہے اور کب بنا ہے
جو جانتا ہو تو کچھ بتاوے نجانے سو کیا کہے کہ کیا ہے
ارسطو لقمان اور فلاطوں ہر ایک سر کو ٹپک گیا ہے
یہ وہ طلسمات ہے کہ جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کی یہ رنگین چوپڑ غرض بچھائی ہے اب خدا نے
کوئی ہے چھٹکال کسی کا جگ ہے پھرے ہیں نردیں بھی خانے خانے
جو پانسا پھینکے بنا بنا کر اور داؤں کتنے ہی دل میں ٹھانے
جو چاہتا ہو اٹھارہ آویں تو اس کو پڑتے ہیں تین کانے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشہ بچھا ہے دن اور رات اس جا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے برد اس کو ہات اس جا
ہزاروں منصوبے باندھے دل میں بناوے چالوں کی گھات اس جا
نہیں ہے اس چار چوک قائم سبھوں کی بازی ہے مات اس جا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورز بنے ہیں کوئی مکدر کوئی صفا ہے
کسی کے سر پر ہے تاج شاہی کسی پہ شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیری میں دل خفا ہے
سبھوں کو اس جا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجھا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کرے گا
کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے لنڈھاوے کسے بھرے گا
کسی کے گھر کون ہووے پیدا کسی کے گھر کون سا مرے گا
کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا ہے اور کیا کرے گا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کا یہ حال ہے گا کہ کہیے ویا کہندا
نہ چھوٹے چیونٹی نہ چھوٹے ہاتھی نہ کوئی وحشی نہ کوئی پرندا
سبھوں کی گردن پھنسی ہے اس میں کسی کا ٹوٹا نہ ایک پھندا
نظیر اتنی مجال کس کی کہاں خدا اور کہاں ہے بندا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

خواب غفلت

جب یار نے اٹھائی چھڑی تب خبر پڑی
اور ووں ہیں اک بدن یہ جڑی تب خبر پڑی
الفت کی آگ دل میں پڑی تب خبر پڑی
جب آنکھ اس صنم سے لڑی تب خبر پڑی
غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر پڑی

جب تک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ
الفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اس میں بڑھاپے کی خواہ مخواہ
پہلے کے جام میں نہ ہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر نے دی پھر اس سے کڑی تب خبر پڑی

تھے جب تک ادھیڑ رہے تو بھی ولولے
اور جب سفید ہو کے ہوئے برف کے ڈلے
یاروں سے جب تو بولے کہ لو یارو ہم چلے
لائے تھے ہم تو عمر پٹا یاں لکھا دلے
جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر پڑی

ڈاڑھی کی جب کہ رات گئی اور صبح ہوئی
تو بھی یہ دل میں خوش تھے کہ مرنا نہیں ابھی
دلبر کھڑا بجاوے تھا گھڑیال عمر کی
سن سن کے سن تو ہوتے تھے پر کچھ خبر نہ تھی
باجی جب آ گجر کی گھڑی تب خبر پڑی

اس حال پر بھی کچھ نہ ہوئی دید اور شنید
دانتوں پر اس میں آن کے ہل چل پڑی شدید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید
ڈاڑھیں لگیں اکھڑنے کو دنداں ہوئے شہید
مجلس میں چل بچل یہ پڑی تب خبر پڑی

اس پوپلے ہی منہ سے لگے کرنے پھر نباہ
کانوں کے اس میں تی ن کے پردے ہوئے تباہ
گردن پھر اس میں ہلنے لگی کم ہوئی نگاہ
بن دانت بھی ہنسے پہ جب آنکھیں چلیں تو آہ
جب لاگی آنسوؤں کی جھڑی تب خبر پڑی

ڈھاتے تھے واں مزور تو تن کی محل سرا
یہ گھر بنا رہے تھے دوالیں اٹھا اٹھا
اس میں قضا کا راج جو کوٹھے پہ آ چڑھا
شہتیر سا جو قد تھا سو خم ہو کے جھک گیا
گرنے لگی کڑی پہ کڑی تب خبر پڑی

کبڑے ہوئے تو جب بھی نہ سمجھے یہ ہوشیار
یعنے کہ اب تو باندھیے گھوڑے پہ بوجھ بھار
پھر اس میں آ کے سر نے لیا پاؤں پر قرار
چوگان سے، کمر کے بنا سر کی گیند مار
کھیلا جب آ کے گیند تڑی لے تب خبر پڑی

یہ تو لگائے بیٹھے تھے اپنی بڑی دکان
تھے غرق لین دین میں اور نہ کچھ نہ تھا دھیان
لیکھا جب اس میں عمر کا ڈیوڑھا ہوا اب آن
کپا جو کنڈھ چلا نہ ہوا تب بھی کچھ گیان
جب لٹ گئی دھڑی کی دھڑی تب خبر پڑی

بستر پہ جب تو آن پڑے لوٹ کر نڈھال
اٹھنے دے کون آہ جو کروٹ ہوئی محال
ہونے لگی فرشتوں سے نظروں سے قیل و قال
جی غش میں ڈوبا تو بھی نہ تھا کوچ کا خیال
جب سانس آ گلے میں اڑی تب خبر پڑی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ
پانی کا پھر تو آہ نہ اترا گلے سے گھونٹ
اکھڑی بدن سے جان بھی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ
پنجہ دکھایا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ
جب چاب لی گلے کی پڑی تب خبر پڑی

کاندھے پہ رکھ کے پالی لے آئے جب کہار
اور غل مچا کے بولے کہ جلدی سے ہو سوار
اس میں نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار
کپڑے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار
نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر پڑی

جب پالکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر پھبن
تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن
جب آئے اس گڑھے میں نظیر اور ہزار من
اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر پڑی

خدا کی دی ہوئی نعمتیں

یہ نعمتیں عیاں ہیں وہ عالم کے واسطے
ہیں گی یہ سب میاں اسی آدم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ اشکم کے واسطے
ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گل غدار پری زاد سرخ فام
مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چوچلے دولت کی دھوم دھام
ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتوں کے ہیں جتنے جہاں تہاں
گل دان پاندان عطر دان زرفشاں
حقے بھرے چمکتے ہیں اور نیچے پیچوان
مشک و گلاب و عطر و چمن باغ و بوستاں
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتن جواہرات ہیں سرخ و سفید لال
یا قوت لعل یمنی و نیلم فلک مثال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوش خصال
زرسیم فوج حشمت و املاک گنج و مال
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہیں جتنے خشک تر اس باغ میں لگے
بادام پستے داکھ چھہارے و کھوپرے
خربوزے آم جامن و لیموں چکوترے
نارنگی و انار بہی کولے سنگترے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا میں جتنے لوگ ہیں کیا شاہ کیا فقیر
سب سکھ میں ہیں پر ایک نہ اک دکھ میں ہے اسیر
کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش دل پذیر
جن جن کا تم نے نام لیا اب میاں نظیر
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

فلسفیانہ نظمیں

حکمت

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کوڑی کی فلاسفی

کوڑی ہے جن کے پاس وہ اہل یقیں ہیں
کھانے کو ان کے نعمتیں سو بہترین ہیں
کپڑے بھی ان کے تن میں نہایت مہین ہیں
سمجھیں ہیں اس کو وہ جو بڑے نکتہ چین ہیں
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر
کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
پٹکے سنہرے بندھ گئے جاموں کی چین پر
موتی کے گچھے لگ گئے گھوڑوں کی زین پر
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
لے کر چھڑی رومال گدا بھی بناہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کوڑی نہ ہو تو پھر یہ جھمیلا کہاں سے ہو
رتھ خانہ فیل خانہ طویلا کہاں سے ہو
منڈوا کے سر فقیر کا چیلا کہاں سے ہو
کوڑی نہ ہو تو سائیں کا میلا کہاں سے ہو
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہیں کوڑی کے واسطے
آپس میں خون کرتے ہیں کوڑی کے واسطے
یاں تک تو لوگ مرتے ہیں کوڑی کے واسطے
جو جان دے گزرتے ہیں کوڑی کے واسطے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

گالی و مار کھاتے ہیں کوڑی کے واسطے
شرم و حیا اٹھاتے ہیں کوڑی کے واسطے
سو ملک چھان آتے ہیں کوڑی کے واسطے
مسجد کو دم میں ڈھاتے ہیں کوڑی کے واسطے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کتنے تو ہم میں ایسے ہیں کوڑی کے مبتلا
کوڑی ہو گندگی میں تو لیں دانت سے اٹھا
خست نہیں ہے ایسا ہی کوڑی کا مرتبا
کوئی دانت سے اٹھاوے ہم آنکھوں سے لیں اٹھا

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں
کوڑی ہی ڈالتی ہے ..... کے تئیں لتاڑ
کوڑی ہی اس کی لیتی ہے انگیا نہ کرتی پھاڑ
کوڑی ہی ..... کی کرتی ہے چھیڑ چھاڑ
لڑکا بھی دم میں آتا ہے سن کوڑیوں کا جھاڑ
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں
بن کوڑی خوردیے کے برابر بھی پت نہ تھی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
آ کے گماشتوں کی کھلی ہر طرف بہی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہی سہی
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں
بن کوٹی تھیں نہ تیل کی باسی منگوڑیاں
کوڑی ہوئی تو چھٹنے لگیں لنبی چوڑیاں
یوں خلق دوڑے مگھیاں جوں گڑ پہ دوڑیاں
خالق نے کیا ہی چیز بنائی ہیں کوڑیاں
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں
خاصے محل اٹھاتے ہیں کوڑی کے زور سے
پکے کوئیں کھداتے ہیں کوڑی کے زور سے

پل اور سرا بناتے ہیں کوڑی کے زور سے
باغ و چمن لگاتے ہیں کوٹی کے زور سے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

لے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
کوڑی وہ دل ربا ہے کہ ہے سب کی دلپذیر
دیتے ہیں جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی عجب ہی چیز ہے میں کیا کہوں نظیر
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

پیسے کی فلاسفی

نقش یاں جس کے میاں ہاتھ لگا پیسے کا
اس نے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ امارت سے بنا پیسے کا
کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا
کپڑا تن کو بھی ملا زیب فزا پیسے کا
جب ہوا پیسے کا اے دوستو آ کر سنجوگ
عشرتیں پاس ہوئیں دور ہوئے من کے روگ
کھائے جب مال پوے دودھ دہی موہن بھوگ
دل کو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور دھوگ
ایسی خوبی ہے جہاں نام ہوا پیسے کا
ساتھ اک دوست کے اک دن جو میں گلشن میں گیا
واں کے سرو سمن و لالہ و گل کو دیکھا
پوچھا اس سے کہ یہ ہے باغ متاؤ کس کا
اس نے جب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھ سے کہا
مہرباں مجھ سے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا
یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہیں جو باغ و چمن
ہیں کھلے کیاریوں میں نرگس و نسرین و سمن
حوض فوارے ہیں بنگلوں میں بھی پردے چلون

جابجا قمری و بلبل کی ہو سدا شور افگن
واں بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

واں کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا
لالہ و ستار دوپٹہ بھی ہرا جوں طوطا
اس میں اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا
میں نے پوچھا یہ تمہارا ہے رہا وہ چپکا
نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

واں سے نکلا تو مکاں اک نظر آیا ایسا
درو دیواروں سے چمکے تھا پڑا آب طلا
سیم چونے کی جگہ اس کی تھا اینٹوں سے لگا
واہ وا کر کے کہا میں نے یہ ہوگا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

روٹھا عاشق سے جو معشوق کوئی ہٹ کا بھرا
اور وہ منت سے کسی طور نہیں ہے منتا
خوبیاں پیسے کی اے یارو کہوں میں کیا کیا
دل اگر سنگ سے بھی اس کا زیادہ تھا کرا
موم سا ہو گیا جب نام سنا پیسے کا

جس گھڑی ہوتی ہے اے دوستو پیسے کی نمود
ہر طرح ہوتی ہے خوش وقتی و خوبی بہبود
خوشدلی تازگی اور خرمی کرتی ہے درود
جو خوشی چاہیے ہوتی ہے وہیں آ موجود
دیکھا یارو تو یہ ہے عیش و مزا پیسے کا

پیسے والے نے اگر بیٹھ کے لوگوں میں کہا
جیسا چاہوں تو مکاں ویسا ہی ڈالوں بنوا
حرف تکرار کسی کی جو زباں پر آیا
اس نے بنوا کے دیا جلدی سے ویسا ہی دکھا
اس کا یہ کام ہے اے دوستو یا پیسے کا

ناچ اور راگ کی بھی خوب سی تیاری ہے
حسن ہے ناز ہے خوبی ہے طرح داری ہے
ربط ہے پیار ہے اور دوستی ہے یاری ہے
غور سے دیکھا تو سب عیش کی بسیاری ہے
روپ جس وقت ہوا جلوہ نما پیسے کا

دام میں دام لے کے یارو جو مرا دل ہے اسیر
اس لیے ہوتی ہے یہ میری زباں سے تقریر
جی بھی خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت عیش پذیر
جس قدر ہو سکا میں نے کیا تحریر نظیر
وصف آگے میں لکھوں تا بہ کجا پیسے کا

پیسے کی فلاسفی

پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ تنگ و دوال ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسے کے ڈھیر ہونے سے سب سیٹھ ساٹھ ہیں
پیسے کے زور شور ہیں پیسے کے ٹھاٹھ ہیں
پیسے کے کوٹھے کوٹھیاں چھ سات آٹھ ہیں
پیسا نہ ہو تو پیسے کے پھر ساٹھ ساٹھ ہیں
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسہ نہ ہو تو ہاتھی بھی دمڑی کا دستا ۳ ہے
پیسے سے اونٹ لاکھ اشرفی کو سستا ہے
ہر وقت جس کے سامنے پیسا برستا ہے
لاوے ہے اونٹ کو کوئی ہاتھی کو کستا ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسا جو ہووے پاس تو کندن کے ہیں ڈلے
پیسے بغیر مٹی کے اس سے ڈلے بھلے

پیسے سے چنی لاکھ کی اک لعل دے کے لے
پیسا نہ ہو تو کوڑی کو موتی کوئی نہ لے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسے سے چیرے تاش کے طرے سنہرے ہیں
سیر و طرب کے عیش و مزے گہرے گہرے ہیں
ہر لحظہ ماہ عید نما شکل و چہرے ہیں
ہر دم بسنت ہولی دوالی دسہرے ہیں
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسا نہ ہو تو باغ کنویں پھر کہاں سے ہوں
کھانے کو پوری اور پوے پھر کہاں سے ہوں
عیش و طرب کے نکی دوے پھر کہاں سے ہوں
حلوا کچوری مال پوے پھر کہاں سے ہوں
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسا جو ہو تو دیو کی گردن کو باندھ لائے
پیسا نہ ہو تو مکڑی کے جالے سے خوف کھائے
پیسے سے لالہ بھیا جی اور چودھری کہلائے
بن پیسے ساہو کار بھی اک چور سا دکھائے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

چہرہ بھی لعل درب [1] کے درپن کے بیچ ہے
گر درب ہے تو سیر بھی گلشن کے بیچ ہے
پوری بھگت [2] بھی پیسے کی سمرن کے بیچ ہے
درشن بھی خوب روپ کا سب دھن کے بیچ ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہیں پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار ہیں پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہیں پیسے کے واسطے
سب نقش و نگار ہیں پیسے کے واسطے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
اور جو نہ ہووے چہرے پہ اڑتی ہے خاک دھول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مرد مول
بے پیسے آدمی ہے جہاں بیچ نا قبول
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے سے موٹی چوٹی کا عز و وقار ہے
پیسے سے اعتبار ہے اور افتخار ہے
پیسے میں گر غمی ہو تو وہ بھی بہار ہے
پیسے بغیر شادی بھی ہووے تو خوار ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسا ہی جس دلاتا ہے انساں کے ہات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ و برات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
بن پیسے یارو دولھا بنے آدھی رات کو
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
پیسے نے جس مکاں میں بچھایا ہے اپنا جال
پھنستے ہیں اس مکاں میں فرشتوں کے پر و بال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
تیغ اور سپر اٹھاتے ہیں پیسے کی چاٹ پر
تیر و سناں لگاتے ہیں پیسے کی چاٹ پر
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کی چاٹ پر
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کی چاٹ پر
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
بنیاد دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے

دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
دین دار اس سے دہر میں کہلاتا نام ہے
پیسا جہاں کے بیچ وہ قائم مقام ہے
پیسا ہی جسم و جان ہے پیسا ہی کام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

روپے کی فلاسفی

نقشا ہے عیاں سو طرب و رقص کی رے [1] کا
ہے ربط بہم طبلہ و سارنگی و نے کا
جھنکار مجیروں کی ہے اور شور ہے لے کا
مینا کی جھلک جام ادھر جھلکے ہے مے کا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

ہر آن جہاں روپ روپے کے ہیں جھلکتے
کیا کیا زر و زیور کے ہیں واں رنگ دمکتے
موتی بھی جھلکتے ہیں جواہر بھی جھمکتے
سب ٹھاٹھ اسی چلکی [2] سے دیکھیں ہیں چلکتے [3]
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم میں آتے ہیں اسی سے
میلوں میں تماشوں میں بھی جاتے ہیں اسی سے
شیرینیاں میوے بھی منگاتے ہیں اسی سے
کھاتے ہیں اور اوروں کو کھلاتے ہیں اسی سے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

پوشاک جھمک دار بناتے ہیں اسی سے
حشمت کے چمن [1] کار بناتے ہیں اسی سے
محلات نمودار بناتے ہیں اسی سے
باغات چمن زار بناتے ہیں اسی سے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

اس [2] روپ سے ہے حسن فسوں کار مہیا
اس روپ سے فرحت کے ہیں آثار مہیا
گجرے سے لگا طرہ زر تار مہیا
کیا موتیا ہے موتیوں کے ہار مہیا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

اس روپ سے گرمی کے بھی سامان عیاں ہیں
خس خانے ہیں چھڑکے ہوئے اور عطر فشاں ہیں
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشاں ہیں
اور شب کے بھی سونے کو ہوا دار مکاں ہیں
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

اس روپ سے بارش کی بھی چیزیں ہیں میسر
رتھ چھتریاں بارانیاں اور موم کی چادر
باہر بھی وہ دیکھیں ہیں بہاروں کو نظر بھر
گھر میں بھی خوشی بیٹھے ہیں سامان بنا کر

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

یہ روپ جہاں ہیں کوئی واں دل نہیں میلا
اجلے ہیں بچھے فرش نہیں کچھ بھی کچیلا
دیکھو جدھر اسباب ہے خوش وقتی کا پھیلا
بھرتا ہے اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

ظاہر میں تو اے دوستو راحت ہے اسی سے
ہر آن دل و جاں کو مسرت ہے اسی سے
ہر بات کی خوبی و فراغت ہے اسی سے
عالم میں نظیر عشرت و فرحت ہے اسی سے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

زر کی فلاسفی ۱

دنیا میں کون ہے جو نہیں ہے فدائے زر
جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر
آنکھوں میں دل میں جان میں سینے میں جائے زر
ہم کو بھی کچھ تلاش نہیں اب سوائے زر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہیں
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہیں
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہیں
کتنے اسی کو قاضی ۲ حاجات کہتے ہیں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

یہ پانی اب جو زیست کی سب کی نشانی ہے
زر کی جھمک کو دیکھ کے اب یہ بھی پانی ہے
یارو ہماری جس کے سبب زندگانی ہے
یہ پانی یہ نہیں ہے وہ سونے کا پانی ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

آب طلا کی بوند بھی اب جس کے ہات ہے
وہ بوند کیا ہے چشمہ آب حیات ہے

دنیا میں عیش دین بھی عشرت کے سات ہے
زر وہ ہے جس سے دونوں جہاں میں نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
سرمے کی جس کے پاس طلا کی سلائی ہے
آنکھوں میں اس کی آب بڑی روشنائی ہے
لے عرش فرش سب اسے دیتا دکھائی ہے
خالق نے دیکھ نور کی پتلی بنائی ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
زر کھان میں گڑا ہے تو واں بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وہاں بھی بہار ہے
دیوار میں لگا ہے تو واں بھی بہار ہے
گر خاک میں پڑا ہے تو واں بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
زر کے دیے سے پیر اور استاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پری زاد نرم ہو
زر وہ ہے ۳ جس کو دیکھ کے فولاد نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلا بتوں
میں اس کے تار تار کی تعریف کیا کروں
ہو دست رس تو چور اچکے کو کیا کہوں
میرے ہی دل میں ہے کہ میں ہی اس کو چھین لوں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جا لوگ روم و شام میں زر کو کماتے ہیں
ما چین چیں سے زر کے جہاز آتے جاتے ہیں
دکھن سے زر کے واسطے سب یاں کو آتے ہیں
اور یاں کے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہیں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونے کی جدولیں جو کتابوں پہ عام ہیں
وہ جدولیں وہ رنگ وہ سونے کے کام ہیں
جن کے ورق ورق بھی سنہرے تمام ہیں
سب میں زیادہ ان کے ہی قیمت میں نام ہیں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

اب جن کے گھر میں ڈھیر ہیں سونے کے دام کے
ہر ایک امیدوار ہیں ان کے سلام کے
سب مل کے پاؤں چومے ہیں ان کے غلام کے
کیا رتبے ہیں طلائے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
سب میں زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے
زر وہ ہے جس کا حسن بھی ادنیٰ غلام ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
..... جو ..... پہنے ہے سونے کی بالیاں
کیا اس کے منہ پہ حسن کی چمکے ہیں لالیاں
یار اس کے سب سمجھتے ہیں پھولوں کی ڈالیاں
سب اس کو چھیڑ چھیڑ کے کھاتے ہیں گالیاں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
سر پاؤں سے جو سونے کے گہنے کے ذیل ہے
جو دیکھتا ہے اس کے وہی دل کو میل ہے
یہ چاہ یہ ملاپ تو زر کے طفیل ہے
نہ پوچھتے ہیں بھوت ہے وہ یا چڑیل ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر
ہوتی ہیں زر کے واسطے ہر جا چڑھائیاں
کٹتے ہیں ہاتھ پاؤں گلے اور کلائیاں

بندوقیں اور ہیں کہیں توپیں لگائیاں
گل زر کی ہو رہی ہیں جہاں میں لڑائیاں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

لڑکا سلام کرتا ہے جھک جھک کے رشک ماہ
بوڑھے بڑے سب اس کی طرف پیار کر کے واہ
دیتے ہیں یہ دعا اسے تب دل سے خواہ خواہ
اے میرے لعل ہو ترا سونے کے سہرے بیاہ
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جتنی جہاں میں خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
پیر و مرید و مفلس و محتاج و فقیر
سب ہیں گئے زر کے جال ! میں جی جان سے اسیر
کیا کیا کہوں میں خوبیاں زر کی میاں نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

مفلسی کی فلاسفی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اس کو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی
بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی
یہ دکھ وہ جانے جس پہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شاں
تعظیم جس کی کرتے ہیں نواب اور خاں
مفلس ہوئے تو حضرت لقمان کیا ہیں یاں
عیسیٰ بھی ہو تو کوئی پوچھتا نہیں میاں
حکمت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں
مفلس ہوئے تو کلمہ تلک لا بھول جاتے ہیں
پوچھے کوئی الف تو اسے بے بتاتے ہیں
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
ان کی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آن کے مجلس کے بیچ حال
سب جانیں روٹیوں کا یہ ڈالا ہے اس نے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اسے سنبھال
مفلس میں ہوویں لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آ کے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیوں کے بٹنے کا آ کر پڑے شمار
مفلس کو دیویں ایک تو نگر کو چار چار
گر مانگے اور وہ تو اسے جھڑکیں بار بار
اس مفلسی کا آہ بیاں کیا کروں میں یار
مفلس کو اس جگہ بھی چپاتی [1] ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جس طرح کتے لڑتے ہیں اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہیں حیا سے جو کوئی وہ کام آہ
مفلس کرے ہے اس کے تئیں انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ
کہتے ہیں جس کو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اٹھاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر میں بھر گئی
پھر جتنی گھر میں ست [2] تھی اسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہیں گویا نانی گزر گئی
ہمسائے پوچھتے ہیں کہ کیا دادی مر گئی
بن مردہ گھر میں شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی میں کوئی شور و غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے

مر جاوے گر کوئی تو کہاں سے اسے اٹھائے
اسی مفلسی کی خواریاں کیا کیا کہوں میں ہائے
مردے کو بن کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا میں مفلسی کی کہوں خواری پھکڑیاں
جھاڑو بغیر گھر میں بکھرتی ہیں جھکڑیاں ۳
کونوں میں جا لپٹے ہیں چھپر میں مکڑیاں
پیدا نہ ہوویں جن کے جلانے کو لکڑیاں
دریا میں ان کے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکوں کے ہاتھوں میں رہے
کپڑے میاں کے بنیے کے گھر میں پڑے رہے
جب کڑیاں بک گئیں تو ھنڈڑ میں اڑے رہے
زنجیر نہ کواڑ نہ پتھر گڑے رہے
آخر کو اینٹ سے اینٹ کھداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے
سب رنگ دم میں کر دے مصور کے کرکرے
صورت ہی اس کی دیکھ کے منہ کھینچ رہے پرے
تصویر اور رنگ میں کیا رنگ وہ بھرے
اس کے تو منہ کا رنگ اڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ
پھرتا ہے بوسے دیتا ہر اک کو وہ خواہ مخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہیں ہوتی اس کی چاہ
گر حسن ہو ہزار روپے کا تو اس کو آہ

کیا کوڑیوں کے مول بکاتی ہے مفلسی

اس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم
جو کوڑی کوڑی بوسے کو راضی ہو دم بدم
ٹوپی پرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم
کیونکر نہ جی کو اس چمن حسن کے ہو غم
جب کی بہار مفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے
معشوق اپنے پاس نہ دے اس کو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہیں اسے
اس ڈر سے یعنی رات کو ایذا کہیں نہ دے
تہمت یہ عاشقوں کو لگاتی ہے مفلسی

کیسی ہی دھوم دھام کی ..... ہو خوش جمال
جب مفلسی کا آن پڑے سر پہ اس کے جال
دیتے ہیں اس کے ناچ کوٹھے کے بیچ ڈال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اس کو انگلیوں پہ نچاتی ہے مفلسی

اس کا تو دل ٹھکانے نہیں بھاؤ کیا بتائے
جب ہو پھٹا دوپٹا تو کاہے سے منہ چھپائے
وہ شام سے لے صبح تلک گو کہ ناچے گائے
اوروں کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس ..... کا ہو فلاکت سے دل حزیں

رکھتا ہے اس کو جب کوئی آ کر .....
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہیں نہیں
یہ دکھ اسی سے پوچھیے اب آہ جس کے تئیں
..... میں ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھی دل میں کہ دھیلا ج پاؤں گی
دھڑی ۲ کے پان دھڑی کی مسی منگاؤں گی
باقی رہے چھ دام سو پانی بھراؤں گی
پھر دل میں سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤں گی
آخر چبینا اس کا بھناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلانونت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورے کو ہر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل میں لگا کے آس
گوری کا وقت ہو وے تو گاتا ہے وہ بھپاس
یاں تک حواس اس کے اڑاتی ہے مفلسی

مسلف جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول ۳ بول
پیسا کہاں جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جو روکا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اس کی اٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہووے تو بیاہی نہ ساتی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے
ماں پیچھے ایک میلی چدر ۴ اوڑھے جاتی ہے

بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا
شہدا زنانہ بیجڑا اور بھاٹ منڈ ۵ چرا
گھیرے ہوئے اسے چلے جاتے ہیں جا بجا
وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھپڑیوں کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہیں تالیاں
اور گھر میں بیٹھی ڈومنی دیتی ہے گالیاں
مالن گلے کی ہار ہو دوڑے لے ڈالیاں
سقا کھڑا سناتا ہے باتیں رذالیاں
یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کو بولا نکھٹو ہے
بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
بیٹی پکارتی ہے کہ بابا نکھٹو ہے
بی بی یہ دل میں کہتی ہے کہ بھڑوا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

مفلس کا درد دل میں کوئی جانتا نہیں
مفلس کی ات کو بھی کوئی مانتا نہیں
ذات اور حسب نسب کو کوئی جانتا نہیں
صورت بھی اس کی پھر کوئی پہچانتا نہیں
یاں تک نظر سے اس کو گراتی ہے مفلسی

جس وقت مفلسی سے یہ آ کر ہوا تباہ
پھر کوئی اس کے حال پہ کرتا نہیں نگاہ
والیدری [1] کہے کوئی ٹھہراوے روسیاہ
جو باتیں عمر بھر نہ سنی ہوویں اس نے آہ
وہ باتیں اس کو آ کے سناتی ہے مفلسی

چولھے تو نہ پانی کے مٹکے میں آبی [2] ہے
پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
مفلس کے ساتھ سب کے تئیں بے حجابی ہے
مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہاں سب کی بھابی ہے
عزت سب اس کے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل
کوئی گدھا کہے اسے ٹھہراوے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل
منہ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل
سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے
جو آشنا ہیں ان کی تو الفت گھٹاتی ہے
اپنوں کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے
تعظیم اور تواضع و حرمت گھٹاتی ہے
ہاں ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہاں رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہاں رہی

کپڑے پھٹے تو لوگوں میں عزت کہاں رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہاں رہی
مجلس کی جوتیوں پہ بٹھاتی ہے مفلسی

مفلس کسی کا لڑکا جو لے پیار سے اٹھا
باپ اس کا دیکھے ہاتھ کا اور پاؤں کا کڑا
کہتا ہے کوئی جوتی نہ لیوے کہیں چرا
نٹ کھٹ اچکا چور دغا باز گٹھ کٹا
سو سو طرح کے عیب لگاتی ہے مفلسی

رکھتی نہیں کسی کی یہ غیرت کی آن کو
سب خاک میں ملاتی ہے حرمت کی شان کو
سو محنتوں میں اس کی کھپاتی ہے جان کو
چوری پہ آ کے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو
آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا میں لے کے شاہ سے اے یار و تا فقیر
خالق نہ مفلسی میں کسی کو کرے اسیر
اشراف کو بناتی ہے ایک آن میں حقیر
کیا کیا میں مفلسی کی خرابی کہوں نظیر
وہ جانے جس کے دل کو جلاتی ہے مفلسی

افلاس کا فوٹو

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر لے ملا تو ایسا
گھیرا خرابیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا
مفلس کا زرد چہرہ جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا
جب مفلسی کا آ کر سر پر پڑے ہے سایا
پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آ یہ نقشا
پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جوہر ملا تو ایسا
مفلس نے گرچہ مر کر کی نوکری کسی کی
کیسی ہی محبتیں کیں لیکن طلب نہ پائی
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی
کی عاشقی تو سر پر ہے اک سڑی سی ٹوپی
سو وہ بھی اس نے لے لی دلبر ملا تو ایسا
آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے
چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تاگے
واں بھی سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اس نے
دن کو دلائی جھاڑ و شب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا توا ندارد
روٹی پکاوے کس پر گھر میں توا ندارد
گر ٹھیکرے پہ تھوپے تو پھر مزا ندارد
تو چھید پیندی غصب جس پر گلا ندارد
پانی کا گرمیوں میں بھجر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے
پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
جب کچھ ہوا میسر دن رات روئے دھوئے
یا خشک ٹکڑے چابے پانی کے یا بھگوئے
سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشروع تن زیب خاصہ ململ
سب مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ مل مل
پگڑی رہی نہ جامہ پٹکا رہا نہ آنچل
لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمل
ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

مپ جھاڑو جھاڑنے کی پیوند کی نہ سوئی
دالان نہ صحنچی نہ طاق نہ بخاری [۲]
اپلا نہ آگ پانی چولھا توا نہ چکی
ٹوٹا سا اک اسارا دیوار جھانکڑوں [۳] کی
قسمت کی بات دیکھو جو گھر ملا تو ایسا

چرپائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر
روٹی پکائی رو رو اور کھائی آہ بھر بھر

سونے کے وقت جھلنگا گدڑا رہا نہ چادر
کہنی پر سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

ہو صبح اور سورج جب آکے منہ دکھاوے
لے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر میں سب خاک دھول جاوے
برسے جو مینہ تو باہر اک بوند پھر نہ جاوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے
پھر دور بھاگے اس سے سب اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اسے دکھائے
کھانا جہاں تھا بٹتا واں جا کے دھکے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر
مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹوں سے بیٹھا جس بزم میں وہ جا کر
سب فرش سے اٹھا کر بٹھلایا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکاں میں آدر ملا تو ایسا

اگر مفلسی میں اس نے دو تین لڑکے پائے
اور کنبے والے لڑکے واں کھیلنے کو آئے
دیکھ ان کے گہنے پاتے آنکھوں میں آنسو لائے
سرکی کو چھیل سچے نتھ اور کڑے بنائے

بدبخت کے بچوں کو زیور ملا تو ایسا
اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ رشتا
مفلس ہوئے تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نہ بھائی بھائی کہتا نہ بیٹا کہتا بابا
اس پر نظیر مجھ کو روتا بہت ہے آتا
اس مفلسی ذدے کو ٹبرا ملا تو ایسا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

آٹے دال کی فلاسفی

کیا کہوں نقشہ میں ارو خلق کے احوال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیاں تو واقعی ہے ہر کسی کے حال کا
کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سد راہ
پھر نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے لے حشمت و فوج و سپاہ
جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم یاں درمیاں
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خاں
جاگتے دربار میں کیوں آدھی آدھی رات واں
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کیجیے بیاں
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا یاں کھٹکا ہوتا بار بار
دوڑتے کاہے کو پھرتے دھوپ میں پیادے سوار
اور جتنے ہیں جہاں میں پیشہ ور اور پیشہ دار

ایک بھی جی پر نہیں ہے اس سوا صبر و قرار
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اس کے آگے گرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط و خال ہے
نازکی شوخی ادائیں حسن لالوں لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے
غور کر دیکھا جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنہیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر
وہ تو بے پروا سخی داتا ہیں آپھی دلپذیر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر
ان غریبوں کی یہی اب شکل ہے گی اے نظیر
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

آٹے دال کی فلاسفی (۲)

آٹے دال کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی
آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی
اس سے ہی سب کی خوبی جو ہے حال و قال کی
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آٹے دال ہی کا جو عالم میں ہے ظہور
اس سے ہی منہ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور
اس سے ہی آ کے چڑھتا ہے چہرے پہ سب کے نور
شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہ
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتیہے قہقہو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو
سنتے ہو اے عزیزو اسی سے ہے آبرو
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

مینا کے پالنے کی اگر دل میں میل ہے
سچ پوچھیے تو یہ بھی خرابی کے ذیل ہے

سب عشق بازی روزی کے ہوتی طفیل ہے
روزی نہ ہو تو مینا بھی پھر کیا چڑیل ہے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہے جس کا نام وہی خاص نور ہے
اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
اس کا ہی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہے
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

بلبل کے پالنے میں کہو کیا ہے فائدہ
اور جو بیا بھی پالا تو پھر ہاتھ کیا لگا
کوئی دم میں پیٹ مانگے گا کچھ مجھ کو لا کھلا
پھر دال اور آٹا ہی کام آتا ہے دلا
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسوں کے جو عشق میں دل کو لگاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
طوطے کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس ہیں چار پیسے وہی ہیں یہاں امیر
اور جتنے پیسہ ور ہیں وہ یہاں خرد اور کبیر
اور جن کے پاس کچھ نہیں وہ ہیں نرے فقیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہوں نظیر
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

روٹی کی فلاسفی

جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں
پھولی نہیں بدن میں سماتی ہیں روٹیاں
آنکھیں پری رخون سے لڑاتی ہیں روٹیاں
سینے اپر بھی ہاتھ چلاتی ہیں روٹیاں
جتنے مزے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے وہ کیا اچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتوں کا اسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہیں نور سب میں یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہیں روٹیاں

آوے توے تنور کا جس جا زباں پہ نام
یا چکی چولھے کا جہاں گلزار ہو تمام
یاں سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوٹ اور سلام

اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہیں مقام
پہلے انہیں مکانوں میں آتی ہیں روٹیاں

ان روٹیوں کے نور سے سب دل ہیں نور پور
آٹا نہیں ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اس کا ہے برفی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہیں روٹیاں

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاہے کے
وہ سن کے بولا بابا خدا تجھ کو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھیں نہ سورج ہیں جانتے
بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں

پھر پوچھا اس نے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا
اس کے مشاہدے میں ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سن کے تیرا گیا ہے شعور کیا
کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہیں کشف سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی جب آئی پیٹ میں سو قند کھل گئے
گلزار پھولے آنکھوں میں اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ میں جب آ کے ڈھل گئے
چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی نہ پیٹ میں ہو تو پھر کچھ جتن نہ ہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہیں روٹیاں

اب جن کے آگے بال پوے بھر کے تھال ہیں
پوری بھگت انہیں کی وہ صاحب کے لال ہیں
اور جن کے آگے روغنی اور شیر مال ہیں
عارف وہی صاحب کمال ہیں
پکی پکائی اب جنہیں آتی ہیں روٹیاں

کپڑے کسی کے لال ہیں روٹی کے واسطے
لمبے کسی کے بال ہیں روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہے روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہیں روٹی کے واسطے
جتنے ہیں روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوا لگا لگا
گھنگھرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے جا بجا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی کے ناچ تو ہیں سبھی خلق میں پڑے
کچھ بھانڈ بھیگتے یہ نہیں پھرتے ناچتے

یہ ..... جو ناچیں ہیں گھونگھٹ کو منہ پہ لے
گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اسے
اس پردے میں یہ اپنی کماتی ہیں روٹیاں
اور وہ جو ناچنے میں بتاتی ہیں بھاؤ تاؤ
چتون اشاروں سے کہیں ہیں کہ روٹی لاؤ
روٹی کے سب سنگار ہین روٹی کے راؤ چاؤ
..... کی تاب کیا جو کرے اس قدر بناؤ
یہ آن یہ جھمک تو دکھاتی ہیں روٹیاں
اشرافوں نے جو اپنی یہ ذاتیں چھپائی ہیں
سچ پوچھیے تو اپنی ہی شانیں بڑھائی ہیں
کہیے انہوں کی روٹیاں کس کس نے کھائی ہیں
اشراف سب میں کہیے تو اب نان بائی ہیں
جن کی دکاں سے ہر کہیں جاتی ہیں روٹیاں
بھٹیاریاں کہاویں نہ اب کیوں کر رانیاں
مہتر خصم ہیں ان کے وہ ہیں مہترانیاں
ذاتوں میں جتنے اور ہیں قصے کہانیاں
سب میں انہیں کی ذات کی اونچی ہیں بانیاں
کس واسطے کہ سب یہ پکاتی ہیں روٹیاں
دنیا میں اب بدی نہ کہیں اور نکوئی ہے
نا دشمنی و دوستی نا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے
سب کوئی ہے اسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے

نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں
روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر
روکھی بھی روٹی حق میں ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا نظیر
گیہوں کی جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہم کو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

چپاتی کی فلاسفی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے
اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو اب کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیر مال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال
یہ جو روٹی کا دال رکھتے ہیں ہم گردن میں جال
جب ملی روٹی وہیں ہم ہو گئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جن کا نور ہے
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
ہم شکم بندوں کا تو یارو یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے
گر نہ ہو پھر غیر کیا اپنے ہی جی سے بیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسماں پر پیر ہے
آسماں کیا پھر تو خاصے لامکاں کی سیر ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دستر خوان پر
نے نمازوں میں لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
رات دن روٹی چڑھتی رہتی ہے سب کے دھیان پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

گر نہ ہوں دو روٹیاں اور اک پیالہ دال کا
کھیل پھر بگڑا پھرے یاں حال کا اور قال کا
گر نہ ہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
وصف کس منہ سے کروں میں نان کے احوال کا
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی نہ تھی جب تک دو عالم تھا سیاہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے لے تا بہ ماہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی میں یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

یوں چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دستر خوان کا
چاند کا ٹکڑا کہوں میں یا کہ ٹکڑا جان کا
روح ناچے ہے بدن میں نام سن کر خوان کا
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

حسن جتنے ہیں جہاں میں سب بھرے ہیں نان میں
خوبیاں جتنی ہیں آ کر سب بھری خوان میں
عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہیں درمیان میں
پھنس رہے ہیں سب کے دل روٹی کے دستر خوان میں
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر
یعنے کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دل پذیر
کھاتے ہی دو روٹیاں دل ہو گیا بدر منیر
کوئی روٹی سا نہیں اب پیر و مرشد اے نظیر
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ کی فلاسفی

کرتا ہے کوئی جور و جفا پیٹ کے لیے
سہتا ہے کوئی رنج و بلا پیٹ کے لیے
سیکھا ہے کوئی مکر و دغا پیٹ کے لیے
پھرتا ہے کوئی بے سروپا پیٹ کے لیے
جو ہے سو ہو رہا ہے فدا پیٹ کے لیے

عاجز ہیں اس کے واسطے کیا شاہ کیا وزیر
محتاج ہیں اسی کے لیے بخشی و امیر
منشی وکیل ایلچی متصدی و مشیر
چاکر نفر غلام تونگر غنی فقیر
سب کر رہے ہیں فکر سدا پیٹ کے لیے

صراف خوردیے سے لگا سیٹھ ساہو کار
دلال جوہری اور کناری کے پیشہ وار
پنساری و بزاز اناجوں کے کاروبار
بیو پار لین دین بنج قرض اور ادھار
ہے سب نے ٹھٹھکا یہ کیا پیٹ کے لیے

اب خلق میں ہیں چھوٹے بڑے جتنے پیشہ ور
سیکھے اسی کے واسطے سب کسب اور ہنر
صحاف جلد ساز ملمچی لے و کماں گر
زیں دوز گل فروش بساطی سفال گر
بیٹھے ہیں سب دکان لگا پیٹ کے لیے

بیٹھے ہیں مسجدوں میں مصلے بچھا بچھا
جبے پہن کے ہاتھ میں تسبیح کو پھرا
واعظ ہر سخن میں ہے کھانے کا مدعا
عابد بھی دعوتوں کی عبادت ہے کر رہا
زاہد بھی مانگتا ہے دعا پیٹ کے لیے

کیا مینے ساز کام کے اور کیا مرصع کار
حکاک کیا مصور و نقاش زر نگار
دیکھا تو نہ سنار کوئی اور نہ اب کہار
سب اپنے اپنے پیٹ کے کرتے ہیں کاروبار
پیشہ ہر اک نے سیکھ لیا پیٹ کے لیے

گندھی کے مغز میں بھی یہی سوچ رہی ہے بو
کھینچے ہے جب گلاب نکالے ہے عطر وو
شیشی کسی کو سینک کی پھوے کسی کو دو
ہر دم چھڑک گلاب لگا تن سے عطر کو
لپٹیں ہر ایک ہی سنگھا پیٹ کے لیے

رنگریز بیٹھے رنگتے ہیں رنگت ہزاریا
سرخ و گلابی زرد سیہ سبز دھاریا
مخمل ہے کوئی کوئی ہے مشروع کٹاریا
جنگل میں جا کے دیکھا تو اس جا بھی نیاریا
نت خاک چھانتا ہے پڑا پیٹ کے لیے

بدنام ہے اسی کے لیے خلق میں کلال
ذباح بھی کرے ہے اسی کے لیے حلال

صیاد بھی اسی کے لیے چلا ہے جال
ٹھگ بھی اسی کے واسطے پھانسی گلے میں ڈال
ہر وقت گھوٹتا ہے گلا پیٹ کے لیے

نٹ کھٹ اچکے چور دغا باز راہ مار
عیار جیب کترے نظر باز ہوشیار
سب اپنے اپنے پیٹ کے کرتے ہیں کاروبار
کوئی خدا کے واسطے کرتا نہیں شکار
بلی بھی مارتی ہے چہا پیٹ کے لیے

بانکا سپاہی خوب شجاعت میں بے جگر
وہ بھی اسی کے واسطے لے تیغ اور تبر
لڑتا ہے توپ تیر تفنگوں میں آن کر
کھاتا ہے زخم خون میں ہوتا ہے تربتر
آخر کو سر بھی دے ہے کٹا پیٹ کے لیے

فاضل کے فضل میں بھی اسی کی ہے التجا
عابد نجومی کا بھی اسی پر ہے مدعا
ملا سبھی دن گزارے ہے لڑکے پڑھا پڑھا
شاعر بھی دیکھیے تو قصیدے بنا بنا
کیا کیا کرے ہے وصف و ثنا پیٹ کے لیے

قاضی کے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ
مفتی کے قصد کی بھی یہ شاہد ہے خواہ مخواہ
بید اور حکیم کی بھی اسی پر ہے اب نگاہ
عطار کے لیے بھی درد کو دیکھا تو وہ بھی آہ

دن رات کوٹتا ہے دوا پیٹ کے لیے

پڑھتے ہیں اب قرآن جو مردوں کا لے کے نام
پھولوں میں بیٹھ کرتے ہیں بخ آیتیں تمام
دوزخ میں یا بہشت میں مردے کا ہو مقام
کچھ ہو پر ان کو حلوے و مانڈے سے اپنے کام
خوش ہو گئے جب ان کو ملا پیٹ کے لیے

الفت کسی کے دل میں کسی میں پڑا ہے بیر
مانے کوئی جرم کو کوئی پوجتا ہے دیر
کھانے کی ساری دوستی کھانے کی ساری بیر
کہتا ہے اب فقیر بھی دے کر دعائے خیر
بابا کچھ آج مجھ کو دلا پیٹ کے لیے

عاشق کے تئیں جو دیکھیں ہیں سو نعمتوں کی جیٹ لے
لڑے بھی اپنی کھول کے چھاتی دکھا کے پیٹ
گودی میں بیٹھ جاتے ہیں ہر دم بغل میں لیٹ
کھانے کی دیکھ چاٹ لگاوٹ کی کر لپیٹ
کیا کیا کریں ہیں ناز و ادا پیٹ کے لیے

ہیں جن کے پاس منصب و جاگیر و مال و جاہ
خوباں بھی ان کے ساتھ کریں ہیں سدا نباہ
کھانے کی ساری دوستی کھانے کی ساری چاہ
دیکھا جو خوب غور سے ہم نے تو واہ واہ
معشوق بھی کریں ہیں وفا پیٹ کے لیے

..... جو ناچتی ہے پری زاد پھل جھڑی

سر پاؤں سے تمام جواہر میں ہے جڑی
چتون لگاوٹوں کی جتا کر گھڑی گھڑی
لے شام سے تحر تئیں ہے ناچتی کھڑی
سو سو طرح کے بھاؤ بتا پیٹ کے لیے

..... کے گھر میں دیکھا تو واں بھی یہی پکار
..... کے دوڑ ہوتی ہے ہر دم گلے کا ہار
کرتی کبھی دکھا کبھی انگیا تڑاقے دار
جاتی ہے جھٹ پلنگ اپر لیٹ ایک بار
سب کھو کے اپنی شرم و حیا پیٹ کے لیے

لاکھوں میں کوئی لے ہے محبت سے حق کا نام
ورنہ سب اپنے پیٹ کے ہیں کلمے اور کلام
نہ عاقبت کی فکر نہ راہ خدا سے کام
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانا کہ کچھ حرام
جو جس سے ہو سکا کیا پیٹ کے لیے

جتنے ہیں اب جہان میں کم ذات یا اصیل
سب اپنے اپنے پیٹ کی کرتے ہیں قال و قیل
شیر و پلنگ گرگ و ہرن چیونٹی و فیل
کوا بٹیر ہنس لگھڑ باز گدھ و چیل
سب ڈھونڈتے پھریں ہیں غذا پیٹ کے لیے

جس کا شکم بھرا ہے وہ ہنستا ہے مثل پھول
خالی ہے جس کا پیٹ وہ روا ہے ہو ملول
جب تک نہ اس گڑھے میں پڑے آ کے خاک دھول

سوجھے دھرم نہ دین نہ اللہ نہ رسول
جو جو کوئی کرے سو بجا پیٹ کے لیے

زردار مال دار گدا شاہ کیا وزیر
سردار کیا غریب تونگر ہو یا فقیر

ہر دم سبھوں کو دیکھا اسی حال میں اسیر
اپنی یہی دعا ہے شب و روز اے نظیر

دے شرم و آبرو سے خدا پیٹ کے لیے

تندرستی کی فلاسفی

بشمول حرمت

ہیں مرد اب وہی کہ جنہوں کا ہے فن درست
حرمت [1] انہوں کے واسطے جن کا چلن [2] درست
رہتا نہیں کسی کا سدا [3] مال دھن درست
دولت رہی کسی کی نہ باغ و چمن درست
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

دنیا میں اب انہوں کے تئیں [4] کہیے بادشاہ
جن کے بدن درست ہیں دن رات سال و ماہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہے واہ واہ
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر میں اپنے میری [5] و حشمت پناہی ہے
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہے
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہے

سچ پوچھیے تو عین ۶ یہ فضل الٰہی ہے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتوں سے اس کا بھرا ہے تمام گھر
بیمار ہے تو خاک سے بدتر ہے سب وہ زر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہے سر بسر
پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا حقیر ہو پر تندرست ہو
بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو
مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اس میں تمام ختم ہیں عالم کی خوبیاں
ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و ناں
قسمت سے جب یہ دونوں میسر ہوں تو پھر ہاں
پھر ایسی اور کون سی نعمت ہے میری جاں
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہیں اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو

محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہ ہو
اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہ ہو
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار اگرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ
تو اس کو جانیے کہ گدا سے بھی ہے تباہ
ہم تو اسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ
اب جس کا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ ۱
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے کنے
اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ۲ ٹھنے
بہتر ہیں مفلسی کے میاں چاہنے چنے
جو تندرست ہیں وہی دولھا ہیں اور بنے ۳
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں
پھر سو طرح کے عیش ہیں اور مے پرستیاں
کھانے کو نعمتیں ہوں ویا فاقہ مستیاں
سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نشے کو تو وونہیں ۴ منگا لیا

محبوب دل بروں کو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل میں خوشی سے اڑا لیا
جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل میں سیر چمن کو چلے گئے
بازار چوک سیر تماشے میں خوش ہوئے
بیٹھے اٹھے خوشی سے ہر اک جا چلے پھرے
جاگے مزے میں رات کو یا خوش ہو سو رہے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہے ہر ایک کل
جب تک یہ کل بنی ہے تو ہے آدمی کو کل
گر ہو خدانخواستہ اک کل بھی چل بچل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ادنیٰ ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہے سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہے اے نظیر
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

تندرستی اور آبرو

دکھ کی دولت ۵ ہو تو اس کو بھی تباہی بوجھیے
سکھ سے رہنا خلق میں خوش دست گاہی بوجھیے
روشنی کو غم کی ہر جا گہ سیاہی بوجھیے
صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت و حرمت سے گر اللہ یاں کر دے نباہ
اس برابر کون سا ہے پھر جہاں میں عز و جاہ
اب جو ہم اس بات کے رتبے کو کرتے ہیں نگاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

اس کے سب محتاج ہیں اب شاہ سے لے کر تا گدا
جس سے تم سالم ہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جس کو حق نے کی عطا
پھر جہاں میں اس سا یارو کون سا ہے بادشاہ
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتیں جتنی ہیں سب ان دولتوں سے ہیں تلے
آبرو اللہ ہی رکھے اور عمر حرمت میں کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق میں پیارے مرے
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے
آبرو دنیا میں یارو موتی کی سی آب ہے
تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کنے ہیں یہ اسی کا سب ادب آداب ہے
یہ نہیں اور زندگی تو پھر خیال و خواب ہے
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے
ہیں جہاں تک خلق میں پیرو جواں خرد و کبیر
عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بے نوا اور کیا فقیر
سب جہاں میں ہیں اسی نکتے کے قائل اے نظیر
تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

خوش آمد کی فلاسفی

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے
آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے
شاہ مسرور غنی شاد گدا راضی ہے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجیے
اور نہ کام تو اس ڈھب کی خوشامد کیجیے
انبیا اولیا اور رب کی خوشامد کیجیے
اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جس کو خوشامد سے کیا جھک کے سلام
وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام میں کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام
خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مفلس ادنیٰ و غنی کی بھی خوشامد کیجیے
یا بخیل اور سخی کی بھی خوشامد کیجیے
دیو و شیطان و پری کی بھی خوشامد کیجیے
گر ولی ہو تو ولی کی بھی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

جس کی طرف ہاتھ جوڑ دیے پیار سے آہ
وہیں خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھوں پہ نگاہ
غور سے ہم نے جو اس بات کو دیکھا واللہ
کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پینے اور پہننے کھانے کی خوشامد کیجیے
ہیجڑے بھانڈ زنانے کی خوشامد کیجیے
مست و ہشیار دوانے کی خوشامد کیجیے
بھولے نادان سیانے کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہیں وہی جن کا خوشامد کا مزاج
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج
ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکاں ملک اور راج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخہ نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
گر بھلا ہو تو بھلے کی بھی خوشامد کیجیے
اور برا ہو تو برے کی بھی خوشامد کیجیے
پاک ناپاک سڑے کی بھی خوشامد کیجیے
کتے بلی و گدھے کی بھی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سکھ دیتی ہے
ماں خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
بی بی کہتی ہے میاں آ ترے صدقے جاؤں
ساس بولی کہیں مت جا ترے صدقے جاؤں
خالا کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤں
سالی کہتی ہے کہ بھیا ترے صدقے جاؤں
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
آ پڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں الفت کے خریدار اسے

آشنا ملتے ہیں اور چاہیں ہیں سب یار اسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اسے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
روکھی اور روغنی آبی کی خوشامد کیجیے
نان بائی و کبابی کی خوشامد کیجیے
ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجیے
پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
جو کہ کرتے ہیں خوشامد وہ بڑے ہیں انساں
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ حیراں
ہاتھ آتے ہیں خوشامد سے ہزاروں ساماں
جس نے یہ بات نکالی ہے میں اس کے قرباں
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
کوڑی پیسے و ٹکے زر کی خوشامد کیجیے
لعل و نیل در و گوہر کی خوشامد کیجیے
اور جو پتھر ہو تو پتھر کی خوشامد کیجیے
نیک و بد جتنے ہیں یکسر کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

ہم نے ہر دل میں خوشامد کی محبت دیکھی
پیار اخلاص و کرم و محبت دیکھی
دل بروں میں بھی خوشامد ہی کی الفت دیکھی
عاشقوں میں بھی خوشامد ہی کی چاہت دیکھی
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پارسا پیر ہے زاہد ہے منا جاتی ہے
جواریا چور دغا باز خراباتی ہے
ماہ سے ماہی تلک چیونٹی ہے یا ہاتی ہے
یہ خوشامد تو میاں سب کے تئیں بھاتی ہے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

گر نہ میٹھی ہو تو کڑوی بھی خوشامد کیجے
کچھ نہ ہو پاس تو خالی بھی خوشامد کیجے
جانی دشمن ہو تو اس کی بھی خوشامد کیجے
سچ اگر پوچھو تو جھوٹی بھی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جواں خرد و کلاں پیر و فقیر
جتنے عالم میں ہیں محتاج و گدا شاہ و وزیر
سب کے دل ہوتے ہیں پھندے میں خوشامد کے اسیر
تو بھی واللہ بڑی بات ہے یہ کہتا ہے نظیر

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آدمی کی فلاسفی

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بینوا [1] ہے سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا [2] رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال و قطب و غوث ولی آدمی ہوئے
منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے کیے
حتیٰ کہ اپنے زہد و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا دعویٰ خدائی کا
شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا [1] تھا برملا [2]
یہ بات سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یاں تک جو ہو چاک ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی نار ہے اورآدمی ہی نور
یاں آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح میں ہے یاں ظہور

شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی
مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں
بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نماز یاں
اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی ہی تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی
چلا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ناچے ہے آدمی ہی بجا تالیوں کو یار
اور آدمی ہی ڈالے ہے اپنی ازار اتار
ننگا کھڑا اچھلتا ہے ہو کر ذلیل و خوار
سب آدمی ہی ہنستے ہیں دیکھ اس کو بار بار
اور وہ مسخرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹھ بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خوامخواہ
دوڑے ہیں آدمی ہی مشعلیں ۳ جلا کے واہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑیں بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں آدمی کہار
اور اس پہ جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کس کس طرح سے بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور
اور آدمی ہی دیکھ انہیں بھاگتے ہیں دور
چاکر غلام آدمی ارو آدمی مزور
یاں تک کہ آدمی ہی اٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جس نے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے منجیرے دائرے سارنگیاں بجا
گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا

..... بھی آدمی ہی نچاتے ہیں گت لگا
وہ آدمی ہی ناچیں ہیں اور دیکھا یہ مزا
جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
یاں آدمی ہی لعل جواہر ہے بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے اور الٹا ہے جوں ترا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا سا چاند کا
بد شکل و بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اک آدمی ہیں جن کی ہی کچھ زرق برق ہیں
روپے کے ان کے پانوں میں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے کر تا بہ شرق ہیں
کمخواب تاش شال دو شالوں میں غرق ہیں
اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اک ایسے ہیں کہ جن کے بچھے ہیں نئے پلنگ
پھولوں کی سیج ان پہ جھمکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہیں لپٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ
سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہیں رنگ ڈھنگ
اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
حیران ہوں یارو دیکھو تو کیا یہ سوانگ ہے
اور آدمی ہی چور ہے اور آپھی تھانگ ہے
ہے چھینا جھپٹی اور کہیں مانگ تانگ ہے
دیکھا تو آدمی ہی یہاں مثل رانگ ہے

فولاد سے گڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
مرنے میں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار
نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کاندھے پہ کر سوار
کلمہ ۲ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہیں مردے کا کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
ہیں آدمی ہی صاحب عزت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ۳ ہیں اور آدمی ہی پیر
اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ظرافت

(153)

لولی پیر

..... جو ..... کوئی ہو جاتی ہے بڑھیا
پھر جان کھپانے سے شرماتی ہے بڑھیا
ہر کام میں ہر بات میں شرماتی ہے بڑھیا
دن رات اسی سوچ میں غم کھاتی ہے بڑھیا
سر دھنتی ہے اکتاتی ہے گھبراتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

جب پیٹ ملائی سا وہ دیتا تھا دکھائی
کھانے کو چلی آتی تھی مصری و ملائی
اور آ کے بڑھاپے کی ہوئی جب کہ چڑھائی
سب اڑ گئی کافر وہ ملائی و مٹھائی
اس غم سے نہ کچھ پیتی ہے نہ کھاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

وہ حسن کہاں جس سے کوئی پاس بٹھاوے
چھاتی وہ کہاں جس پہ کوئی ہاتھ چلاوے
جب سوکھ گیا منہ تو جھمک خاک دکھاوے

عاشق تو جواں کا ہے کو پھر ناز اٹھاوے
بوڑھے کو بھی ہرگز نہیں خوش آتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

جب منہ میں نہ ہوں دانت تو مسی ملے کیا خاک
اور سر کے جھڑکے بال تو کنگھی کرے کیا خاک
پلکوں میں سفیدی ہو تو کاجل لگے کیا خاک
جب ناک ہی سوکھی ہو تو پھر نتھ کھلے کیا خاک
اس خواری خرابی میں پھر آ جاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

جب تک کہ نئی عمر تھی چڑھتی تھی جوانی
ہر کوئی یہ کہتا تھا کہاں جاتی ہو جانی
جب بوڑھی ہوئیں پھر لگیں کہلانے پرانی
ٹھہریں کہیں خالہ کہیں دادی کہیں نانی
ہیں نام تو اچھے یہ کہ شرماتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

بڑھیا کو بڑھاپے میں یہ دکھ ہوتا ہے لینا
نوچی کو کسی ڈھب کی نصیحت ہو جو دینا
منہ پیٹ وہ ہمسایے سے کہتی ہے کہ بھینا
ناحق کی لڑائی ہے نہ لینا ہے نہ دینا
اک چار گھڑی سے مجھے پنواتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

ٹک دیکھو یارو یہ بڑھاپے کی ہے خواری

ہمسایے کے سنتے ہی لگی دل میں کٹاری
نوچی کی طرف دار ہو گھر میں سے پکاری
کیا بات ہوئی تجھ سے وہ کچھ مجھ کو بتا ری
جس بات پہ دوپہر سے تڑاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

وہ کہتی ہے بھینا یہ گزرتی نہیں ڈھڈھو
اور قہر خدا سے بھی یہ ڈرتی نہیں ڈھڈھو
لب اپنے ذرا بند یہ کرتی نہیں ڈھڈھو
کیا سخت خرابی ہے یہ مرتی نہیں ڈھڈھو
اس حال کو آخر پہونچ جاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

ایسا جو مرے پاس لگے جائے گی جھانپو
اک روز مجھے گھر سے نکلوائے گی جھانپو
سب کھا چکی مجھ کو بھی اب کھائے گی جھانپو
وہ کون سا دن ہو گا جو مر جائے گی جھانپو
اب تو مجھے ڈائن سی نظر آتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

نوچی جو وفا دار کوئی پاس رہی آ
تو روٹی ملی ورنہ لگی کاتنے چرخا
جب کبڑی کمر ہو گئی اور سر ہوا کالا
منہ سوکھ کے چمرخ ہوا اور تن ہوا تکلا
پھر روٹی کو تکلے سے کما کھاتی ہے بڑھیا

یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا
کیا وقت بڑھاپے کا برا ہوتا ہے واللہ
بیگانے تو کیا اپنے کو پھر ہوتی نہیں چاہ
اس خوار خرابی سے بھی مسہ کر غم جانکاہ
رک رک کے جوانی کی مصیبت میں نظیر آہ
آخر کو اسی سوچ میں مر جاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

www.Iqbalcyberlibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

سچے نفس کش

بیٹا ہوا کسی کے جو سن پاویں بیجڑے
سنتے ہی اس کے گھر میں پھر آ جاویں بیجڑے
ناچیں بجا کے تالیاں اور گاویں بیجڑے
لے لے کے بیل بھاؤ بھی بتلاویں بیجڑے
اس کے بڑے نصیب جہاں جاویں بیجڑے

ظاہر میں گرچہ پیٹ کے اپنے مزورے ہیں
پر دل میں اپنے فقر کے گہنے کے گھوڑے ہیں ں
..... نہ ان کے پاس نہ دونوں ..... ہیں
خاصے لنگوٹ بند خدا کے یہ پورے ہیں
بیٹا دعا سے بانج کے جنواویں بیجڑے

پورے فقیر نفس کشی کا کریں ہیں شغل
ان میں سے بھی بعض رکھتے ہیں کتنے خدا سے وصل
جو نفس مارتے ہیں وہ کرتے ہیں ان کی نقل
سچ پوچھیے تو نفس انہوں نے کیا ہے قتل
کیا مرد ہیں کہ مرد ہیں کہلاویں بیجڑے

یوں دیکھنے میں گرچہ یہ ہلکے سے مال ہیں
ناچیں ہیں نیگ جوگ کا کرتے سوال ہیں
ہم کو تو پر انہوں سے ادب کے خیال ہیں

اکثر انہوں کے بھیس میں ہیں صاحب کمال ہیں
جو کچھ مراد مانگو وہ برلاویں ہیجڑے

باتیں بھی ان کی صاف ہیں ملنا بھی صاف ہے
سینہ بھی ان کا آئینہ مکھڑا بھی صاف ہے
ظاہر بھی ان کا صاف ہے جیوڑا بھی صاف ہے
آگا بھی ان کا صاف ہے پیچھا بھی صاف ہے
جب ایسے زندہ دل ہوں تو کہلاویں ہیجڑے

چلتے ہیں اپنے حال میں کیا کیا مٹکتی چال
کچھ اونچی اونچی چولیاں کچھ لمبے لمبے بال
آتا ہے ان کو دیکھ کر مجرد کے دل کو حال
..... کو لات مار کے اک دم میں دے نکال
وہ مردوا کہ جس کے تئیں بھاویں ہیجڑے

یہ جان چھلے اب جو کہاتے ہیں کوش صفیر
ہے دل ہمارا ان کی محبت میں اب اسیر
مدت سے ہو رہا ہے ارادہ یہ دل پذیر
اللہ ہمیں بھی دیوے جو بیٹا تو اے نظیر
ہم بھی بلا کے خوب سے نچواویں ہیجڑے

حسن طاب

کیوں جان کبھی ہم سے اشارات کی ٹھہرے
جس گھات کا ارمان ہو اس گھات کی ٹھہرے
خلوت میں ذرا لطف و عنایات کی ٹھہرے
یا دن کی مقرر ہو یا رات کی ٹھہرے
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

اب دل نے ہمارے جو اسی بات کو چاہا
پھولوں کا اسی واسطے گہنا ہے بنایا
کیا وقت ہے کیا آن ہے دیکھو تو اہاہا!
بوندیں بھی پڑی برسیں ہیں بادل بھی گھر آیا
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

یہ تم نے جو انگیا میں لپیٹا ہے ڈوپٹا
جی ہم سے ہی کہتا ہے کہ مار اس پہ جھپٹا
لو دل کو ہمارے نہ کرو اس گھڑی کھٹا
دیں گے وہ روپیہ جس میں نہ ہو کوڑی کا بٹا
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

اب رنگ جو یہ پان مسی کا ہے جھمکتا
توڑا بھی پڑا چمکے ہے جگنو میں دمکتا

یہ پیٹ یہ سینہ ہے ج کرتی میں جھلکتا
دیکھ اب تو اسے ہائے یہ دل رہ نہیں سکتا
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

فرمائش اگر ہو کوئی تو ہم سے وہ فرماؤ
ہم سب طرح حاضر ہیں ذرا ہم سے نہ شرماؤ
دیکھو تو ہمیں اس گھڑی ہے جوش بڑا تاؤ
اب دیر بھلا کرتی ہو کس بات کو لو آؤ
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

کیا جانے یہ دن کون سا لایا تھا ہمیں گھیر
خالی نہ ہمیں چھوڑیو مت کچیوں اندھیر
جو چاہیے حاضر ہیں وہ سب عیش کے آ ڈھیر
اب کام میں نیکی کے بھلا کرتے ہو کیوں دیر
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

جو غنچہ دہن عقل میں اب رکھتے ہیں کچھ راہ
وہ اپنے خریدار سے ہوتے نہیں گمراہ
دیکھو تو بھلا کتنی تمہاری ہمیں ہے چاہ
کیا منت و زاری سے یہ کہتا ہے نظیر آہ
دل کھول کے اس دم تو ملاقات کی ٹھہرے
جان آج تو پھر ہم سے اسی بات کی ٹھہرے

مزے کی باتیں

..... کی ترے آن کو پہچان گئی میں
..... کی ادا بھی تری پہچان گئی میں
لذت میں بھری ہوں نہیں اوسان گئی میں
مت ڈر مرے ..... سے کہ اے جان گئی میں
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
کیا باندھا ہے ..... میں تجھ ..... کے صدقے
کیا پیار س منہ چومے ہے اس پیار کے صدقے
کیا تار بندھا ہے میں ترے تار کے صدقے
..... کی ..... اور ترے .....کے صدقے
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
جوں جوں کہ لگاتا ہے تو اب تیر یہ کاری
لگتی ہے جاگر میں مرے لذت کی کٹاری
بھاتی ہے مجھے دل سے تری جان .....
ہر جھوک کے صدقے ترے ہر وار کے واری
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں

ہے آن یہ ملنے کی مری جان ملے جا
مجھ کو بھی کھلا عیش میں اور تو بھی کھلے جا
ہے وقت یہی میں بھی ..... تو بھی ..... جا
جس ڈھب سے ملا تو اسی ڈھب سے ملے جا
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
راضی ہوں اس دم مجھے ..... میں کچل ڈال
جس چیز کے ..... کی خوشی ہے سو وہ ..... ڈال
بیکل ہوں مری جان مری جان میں کل ڈال
..... بھی ..... اور مری ..... بھی .....ڈال
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
اگتا ہے مرے دل میں ترے پیار کا پودا
کر ڈال تو ..... سے مری ..... کو .....
مت چھوڑ قلم جان لکھے جا تو مسودا
اب کے ہی ترے وار میں سب پار ہے سودا
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
اب آگے کو پیارے تری انگلی مرا چھلا
واں آن رہوں گی جہاں تیرا ہے محلا
خاطر میں نہ لا کچھ مرے ..... کا تو کلا
ہوتی ہے گڑھی فتح کیے جائیو بلا

ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
جو مجھ کو نشا ہے وہی اب تجھ کو نشا ہے
میری بھی نئی عمر ہے اور تو بھی نیا ہے
کیا جوڑ برابر کا یہ اس وقت لگا ہے
ہنس ہنس کے ..... جا یہی ..... کا مزا ہے
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
کرتی ہوں ترے ..... جو اس دم میں .....
مت اس سے ڈر اے جاں میں بڑھاتی ہوں تری .....
..... ہی تو جا دیکھ نہ کچھ راہ نہ بے راہ
ہے عین یہی وقت ترے سر کی قسم آہ!
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
یہ تار جو باندھا ہے نہ بڑھ اس میں نہ گھٹ جا
اک دم تو اسی تار کے بندھنے میں سمٹ جا
ہے وقت یہی اب مری ..... سے ..... جا
میں تجھ سے ..... جاتی ہوں تو مجھ سے ..... جا
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں
اب تجھ سے میں اک کوڑی بھی ..... نہیں لوں گی
ہاں کھول تجھے اپنی میں چنپا کلی دوں گی

جاویگا جہاں تو میں ترے ساتھ چلوں گی
خدمت سے تری ٹک نہ ٹلی ہوں نہ ٹلوں گی
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں

..... ہے جو ہر دم مرے سینہ سے تو سینہ
کیا خوب تجھے آوے ہے .....کا قرینہ
ڈوبا ہے پسینے میں ترے تن کا نگینہ
لا اپنے ڈوپٹے سے ترا پونچھوں پسینہ
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں

میری تو ..... ہٹ گئی اور .....بھی سرکی
پر تو نے اب شام سے ..... میں سحر کی
قربان ترے یہ تو مہم تو نے ہی سر کی
آ لے لوں بلائیں میں ذرا تیری ..... کی
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں

اب غم میں بہاوے گا تو میں غم میں بہوں گی
دکھ درد دکھاوے گا تو دکھ درد سہوں گی
سن یار نظیر اب تو یہی تجھ سے کہوں گی
جب تک کہ جیوں گی تری لونڈی ہی رہوں گی
ہوتی ہوں ..... اب تو یہی جان گئی میں
اک اور بھی ..... ترے قربان گئی میں

برہ کی کوک

بن دلبر کیونکر پھولے اب میرے دل کی کلی کلی
قول بچن کر کر چھوٹا مجھ سے پھر چھوٹی خبر نہ لی
گشت لگا کتوال کا پھر نے چوکی بیٹھی گلی گلی
اس بن جی گھبراتا ہے اور لگتی نہیں کچھ بات بھلی
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

اب میرا تو وہ حال ہوا ہے جیسے ہوویں قلم دوات
میاں کہیں تلوار کہیں ہو عیش مزے کی کیوں کر بات
نیند اچٹ گئی کروٹ جل گئی کاٹے نہیں کٹتی ہے رات
خالی خولی کیا بیٹھیں ٹک جی بہلاویں مل کر سات
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

اس جھوٹے کی راہ تکتے تکتے آنکھیں گئیں پتھرا
پھول پلنگ پر سیج کے میرے غم سے سوکھ گئے مرجھا
کاجل ڈھاکا سرمہ بگڑا منہ میں پان ہوا پھیکا
جی اکتاوے دل گھبراوے آہ بھلا اب کیجیے کیا
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

جس کا جھوٹا وعدہ ہو پھر ویسے کی کیا کیجیے چاہ
جو نہ بنا ہے اپنے سے تو اس سے کیجیے کیا نرباہ
آتا تو اب تو آ جاتا کیا دیکھیں ہم اس کی راہ
کیونکر جی کو چین پڑے اور کیونکر دل سمجھاویں آہ
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

کیا دکھ روؤں رات کی میری مفت گئی سب تیاری
کاجل مسی پھیکی پڑ گئی اور سنگار ہوا بھاری
انگیا میں کچھ پھڑک پھڑک کے ست ہوئیں پیاری پیاری
سینہ دھڑکے ..... پھرکے جاؤں میں کیدھر من ماری
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

آج نہ اس کے آنے میں کیا کیا نہ میری موج بہی
کس کس دکھ کی سختی دیکھی کس کس دکھ کی بات سہی
درد و الم جو گزرے ہے کچھ جاتی نہیں اب بات کہی
کیا کیجیے اور کیا کہیے سب جی کی جی کے بیچ رہی
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

رات کہا میں یار کا اپنے نام بتا کچھ یا تصویر
سن کر غصہ ہو کر بولی اس جھوٹے کا نام نظیر
پھر ہمسائی سے یوں بولی بھر کر آہ اور ہو دلگیر
رات پہاڑ اور دل نہیں لگتا آ ہکریں اب کیا تدبیر
شام گزر گئی یار نہ آیا رات بھی آدھی آن ڈھلی
آؤ پڑوسن ..... کھیلیں بیٹھے سے بیگار بھلی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

تجرد کے مزے

نہ شوخ پری زاد کے بولوں میں مزا ہے
نے نازنیں پریوں کے ٹھٹھولوں میں مزا ہے
اکڑوں نہ صفا بیٹھ کے ..... میں مزا ہے
آواز پلنگ میں نہ کھٹولوں میں مزا ہے
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

ہے ..... کی گرمی میں جو از بس کہ بھرا رس
کہتے ہیں اسی واسطے اس کام کو ہتھ رس
سو عیش کے لیتے ہیں مزے ..... کو کس کس
لذت جو ہے اس کام کی کیا کیا میں کہوں بس
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

پیسا جو ہوا پاس تو ..... کو بلایا
..... نہ ملی تو کسی ..... کے چلایا
اور جو نہیں سوراخ پلنگ ہی میں.....
یا اپنے ..... میں ہی کام اپنا چلایا
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

..... کے اگر ..... کو جی سننے کو چاہا
تو آپ لگے کہنے میاں چھوڑ دے آہا
چوڑی کو بجا دل کا مزا اپنے بناہا
کیا عیش ..... کے بھی ہوتے ہیں ا ہا ہا
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

..... کے لیے خوار نہ ..... سے ہیں بدنام
نے چاہیے کوڑی نہ یہ ..... پڑے اک دام
جی چاہا جسے لینے لگے اس کا وہیں نام
سچ ہے کہ ..... میں ہے سب چیز کا آرام
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

گر ہوتی نہ عالم میں ..... کے لیے راہ
تو عابد و زاہد کا نہ ہوتا کبھی نرباہ
..... کی نہ درکار نہ ..... کی رہی چاہ
اس عیش کی لذت کہوں کیا تجھ سے نظیر آہ
لڈو میں نہ پیڑوں میں نہ اولوں میں مزا ہے
جو مرد مجرد کے ..... میں مزا ہے

چوہوں کا آچار

پھر گرم ہوا آن کے بازار چہوں کا
ہم نے بھی کیا خوانچہ تیار چہوں کا
سر پاؤں کچل کوٹ کے دو چار چہوں کا
جلدی سے کچومر سا کیا مار چہوں کا
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

آگے تھے کئی اب تو ہمیں اک ہیں چھے مار
مدت سے ہمارا ہے اس آچار کا بیوپار
گلیوں میں ہمیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں خریدار
برسے ہے پڑی کوڑی روپے پیسوں کی بوچھاڑ
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

سوکھے جسے ترکاری سے تلنے کے ہوں درکار
تو سوکھے بھی کھونٹی پہ لٹکتے ہیں کئی بار
کچھ تیل کے کچھ پانی کے کچھ چٹنی ہے تیار
اس طرح کی لذت ہے تو چکھ دیکھ مرے یار
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

دیمک کی مرچ لال سڑی لیکوں کی رائی
دم ٹانگ ٹلی کھوپری نس نس ہے سڑائی
اور چپڑ پڑی مہری کی کیچڑ ہے ملائی
جب ایسی بنی زور مزے دار کھٹائی
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

کچھ کینچوے کچھ بچھو ہیں کچھ ناگ ہیں کالے
بھونے ہوئے چیونٹے بھی کئی سیر ہیں ڈالے
کچھ ٹکڑیاں کچھ مکھیاں کچھ مکڑی کے جالے
اور ان کے سوا کتنے مصالح ہیں جو ڈالے
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

کچھ اس میں اکیلے نہ چھے سیر پڑے ہیں
گھونس اور چھچھوندر کے کئی ڈھیر پڑے ہیں
جوں پسو مچھر اور کئی سیر پڑے ہیں
اور کھاٹ کے کھٹمل بھی سوا سیر پڑے ہیں
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

اول تو چھے چھانٹے ہوئے قد کے بڑے ہیں
اور سیر سوا سیر کے مینڈک بھی پڑے ہیں
چکھ دیکھ مرے یار یہ اب کیسے کڑے ہیں
چالیس برس گزرے ہیں جب ایسے سڑے ہیں
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

چمگادڑ ابابیل کی ٹانٹیں [1] بھی پڑی ہیں
الو کے پر اور گدھ کی ..... بھی پڑی ہیں
گوبر کی ڈلی بیٹ کی کھاتیں [2] بھی پڑی ہیں
سر کوؤں کے اور چیل کی آنتیں بھی پڑی ہیں
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا

چوہوں کا جدا چوہوں کی مونچھوں کا جدا ہے
دم کا وہ جدا کان کا آنکھوں کا جدا ہے

لوٹے میں سڑی کھال کا بالوں کا جدا ہے
پیالی میں نری سوت سی آنتوں کا جدا ہے
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا
گر پانچ روپے ہوویں تو اک چھپکلی لے لو
اور ایک اشرفی کو چھچھوندر سڑی لے لو
مت گھونس کے تئیں دیکھ کے ترساؤ جی لے لو
لے لو اجی لے لو اجی لے لو اجی لے لو
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا
کھاوے جو اس آچار کی اک مونچھ کی جھنڈی [1]
کھجلاوے سب اس کے وہ دل و جان کی گھنڈی
آتی ہے چلی ملکوں سے ہنڈی پہ جو ہنڈی
جو سر ہے چھے کا سو مزے میں ہے وہ منڈی
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا
جب دانت تلے کھوپری بھرتی ہے چراکے
کھل جاتے ہیں لذت کے دلوں بیچ بھنبھاکے [2]
چکھتے ہی زباں بھرتی ہے اس ڈھب سے تڑاکے
شبرات میں جس طرح چھٹتے ہیں پٹاکے
کیا زور مزے دار ہے آچار چہوں کا
لاتا ہے کوئی چکنے گھڑے اور کوئی کورے
پیالا کوئی تھالی کوئی پیتل کے کٹورے
کیا لیں گے اب اس کو کہ جو مفلس ہیں چھچھورے
کھاویں گے وہی جو کہ ہیں دولت کے چٹورے

کیا زور مزے دار ہے آچار چھوں کا

پاچن کے اپر اب تو یہ چورن کا چچا ہے
جو کھاوے تو پھر پیٹ کا پتھر بھی بجا ہے
ترشی میں کھٹائی میں یہ اب ایسا رچا ہے
جو آم کا بابا ہے تو لیموں کا چچا ہے
کیا زور مزے دار ہے آچار چھوں کا

آگے جو بنایا تو بکا تیس روپے سیر
برسات میں بکتا ہے یہ پچیس روپے سیر
جاڑوں میں یہ بکتا رہا بتیس روپے سیر
اور ہولیوں میں بکتا ہے چالیس روپے سیر
کیا زور مزے دار ہے آچار چھوں کا

روزی تو ہماری یہ اتاری ہے خدا نے
دن رات پڑے ہم تو یہ آچار بنانے
اور پیٹ کے بھی واسطے دو پیسے کمانے
لذت کو نظیر اس کی جو کھاوے وہی جانے
کیا زور مزے دار ہے آچار چھوں کا

(160)

لیلیٰ مجنوں

معشر

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں
بعد اس کے میں پھر نعت شہ انبیا لکھوں
گر عمر بھر میں اس کو لکھوں تو بھی کیا لکھوں
بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھوں
لازم ہے اس میں طبع کو عجز انتما لکھوں
کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں
کچھ ناز کچھ نیاز بفکر رسا لکھوں
ہے جی میں لیلیٰ مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں
سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی میں غرض نام کر گئے
پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
ماں بات کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آن کر

اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر
چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر
رکھتے تھے ہاتھوں چھاؤں اسے گرچہ بے خطر
ماں بھی لیے پھرے تھی اسے اپنے دوش پر
فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر
لیکن وہ ماں کی گود میں آ کر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

مادر و تھپک تھپک کے سلاتی تھی کر کے پیار
پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بہ چشم زار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار
لیکن اسے قرار نہ آتا تھا زینہار
رہتا تھا اک فقیر کوئی واں بزرگوار
جس دم وہ حال اس پہ کیا جا کے آشکار
سنتے ہی اس نے آہ کی اور ہو کے اشک بار
مجنوں کے باپ سے یہ کہا اس گھڑی پکار
دکھ پانے والے لڑکے جو دنیا میں آتے ہیں
لچھن سب ان کے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں

لڑکا ترا یہ عاشق سرشاور ہووے گا
محفل میں عاشقوں کی نمودار ہووے گا
زلفوں میں نازنیں کی گرفتار ہووے گا
چشم کرشمہ ساز کا بیمار ہووے گا
ناز و ادا کا دل سے خریدار ہووے گا

دیدار خوبرو کا طلب گار ہووے گا
رمزوں سے عاشقی کی خبر دار ہووے گا
رسوائے شہر و کوچہ و بازار ہووے گا
تدبیر یہ نہ رونے کی اس کے کیا کرو
تم گل رخوں کی گود میں اس کو دیا کرو

مجنوں کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا
آیا تو گل رخوں کی اسے گود میں دیا
جب ان پری رخوں نے اسے پیار ٹک کیا
تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
ماں باپ کا دل اس کے تئیں دیکھ خوش ہوا
بارے اسی طرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا

مکتب میں اس کے باپ نے لا کر بٹھا دیا
اک قاعدہ بھی سامنے اس طفل کے رکھا
مکتب کو دیکھ فیس نے ہوش اپنا کھو دیا
دیکھا جو قاعدے کو بھی یارو تو رو دیا
استاد ایسے بیٹھے کہ پوجیں وہ عشق کو
روئے سخن میں ان کے مئے عاشقی کی بو

جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گہر پرو
تختی لکھے تو بولیں اسے آنسوؤں سے دھو
معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو
تقریر پوچھے تو یہ کہیں اس کے روبرو
دل دے کے خوبرو کی محبت میں خوب رو

باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دوستو
چاہت کی پاک بازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا
اس کے سوائے اور یہ جادو بہر کنار
لڑکے جو اس میں بیٹھے سو ایسے وہ گلعذار
صورت کو جن کی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
اندر تو قاتلوں کا وہ مجمع ستم شعار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دل فگار
ان کے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جو ان میں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار
جادو پہ جادو جب یہ ہوا آن کر دو چار
دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اس کے حق میں پرستان ہو گیا
حسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام
ان لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوش خرام
تھی شرمگیں وہ نازنیں لیلیٰ تھا اس کا نام
زلف اس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام
بن دام اس نے کر لیا مجنوں کے تئیں غلام
اس کے بھی دل میں الفت مجنوں کا اژدھام
ایسا ہوا کہ بڑھنے لگا جی میں صبح و شام
چاہت کی مے کی پی لیے آپس میں بھر کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونوں دلوں پہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اس کو اسے وہ لبھاتی تھی
چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی
سنمکھ نگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی
پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر میں تو ہر اک سے وہ چاہت چھپاتی تھی
لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنیں ٹک گھر کو جاتی تھی
مجنوں کے دل پہ تب تو قیامت سی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی میں جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا
مشق الف میں آہ کی مدیں دکھاتا تھا
بے کی کشش میں طول طپش کو جتاتا تھا
نقطے کی جائے قطرہ آنسو بہاتا تھا
لکھنے میں میم کو جو قلم کو ہلاتا تھا
نقش دہن صنم کا اسے یاد آتا تھا
جس وقت عین لکھنے میں دل کو لگاتا تھا
دیکھ اس کو چشم یار تصور میں لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اس کا یہ حال تھا

جاتیتھی جب وہ گھر میں تو اس کا بھی تھا یہ حال
مکتب میں جلد جانے کا تھا دم بہ دم خیال
ہوتی تھی چپکے رونے سے آنکھیں جب اس کی لال
جو پوچھتا تھا اس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ میں جو پلک کا گیا ہے بال
ہوتا ہے اس سبب مرے اشکوں کا اتصال
مجنوں سے ملنے کا جو اسے شوق تھا کمال
اک دم کے دور رہنے میں ہرتا تھا جی نڈھال
جاتی تھی جلد پھر اسی عنوان آتی تھی
مجنوں کے تن میں دیکھ کے پھر جان آتی تھی
کتنے دنوں تو روز ہی ہمرازیاں ہوئیں
الفت کی تازہ تازہ تر اندازیاں ہوئیں
چاہت کی ہر کسی سے نہاں سازیاں ہوئیں
ہرگز نہ اتہام نہ غمازیاں ہوئیں
نہ افترا ہوا نہ در اندازیاں ہوئیں
شوق درون آئینہ پردازیاں ہوئیں
چھپ چھپ کے ہم دگر کی نظر بازیاں ہوئیں
یکتا دلی میں طبع کی انبازیاں ہوئیں
مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی گھلے اور ملے رہے
اس گل بدن کے دل میں چبھا ہجر کا جو خار
مکتب میں جاتی وہ کچھ ہوتا تھا اختیار

مجنوں کو تھا لیلیٰ کے آنے کا انتظار
کہتا تھا آتی ہو گی وہ محبوب گل عذار
اب کوئی دم میں دیکھیں گے پھر وصل کی بہار
پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بے شمار
آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار
کثرت سے طبع پر جو چڑھی دل کی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنوں کی مہ جبیں
چھپ چھپ کے سب سے روتی رہی گھر میں نازنیں
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے سہمگیں
بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئیں
بے کل تمام رات رہا خستہ و حزیں
اشکوں سے آنکھیں اس کی بھری صبح تک رہیں
جو ہجر نے دکھائیں جفائیں وہ سب سہیں
کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہے یقیں
لیلیٰ کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنوں کے دل پہ جب یہ ستمگاریاں ہوئیں
فرقت کے درد و غم کی گرفتاریاں ہوئیں
ہر آن بے بسی کی مدد گاریاں ہوئیں
ہر دم ادھر ادھر کی دل آزاریاں ہوئیں

اٹھنے کی ننگ و نام کے تیاریاں ہوئیں
ہجراں کی لحظہ لحظہ جفاکاریاں ہوئیں
جتنی کہ اس کو ملنے کی دشواریاں ہوئیں
اتنی ہی اس صنم کو بھی ناچاریاں ہوئیں
جیسا کہ اس کے دل کے تئیں پیچ و تاب تھا
ویسا ہی نازنیں کے تئیں اضطراب تھا
کتنے دنوں تو قیس رہا دل سنبھالتا
ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت میں جابجا
اس بے قرار نے بھی کیا سب وہ ٹھک ٹھکا
لیلیٰ کا جب گزر نہ ادھر مطلقاً ہوا
پھر تو گھر اپنا بھی اسے لگنے لگا برا
ماں باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا
سمجھاتے تھے جو اس کے تئیں خویش و اقربا
آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ نوش تھا
گھبرا کے تھا کبھی جو سر بام بیٹھتا
کہتا ہو اسے اس گھڑی لیلیٰ کے پاس جا
کہیو میری طرف سے کہ اے شوخ دل ربا
تیغ نگہ سے تو نے جو بسمل مجھے کیا
کیوں مجھ سے روٹھ بیٹھی ہے خاطر میں ہو خفا
اے نازنیں بتا ہوئی تقصیر مجھ سے کیا

لازم ہے ایک بار تو میرے کہے پھر آ
آ کر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا

پہروں تلک یہ حال ہوا کو سناتا تھا
باتیں یہ اس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن میں تو ہوتا وہاں یہ حال
بلبل کو وصل گل میں جو تھا دیکھتا نہال

مل بیٹھنے کا لیلیٰ کے تھا باندھتا خیال
رو رو کے آنکھیں کرتا تھا گل کی طرح سے لال

نرگس سے چشم لیلیٰ کو دیتا کبھی مثال
سنبل سے یاد آتے تھے لیلیٰ کے اس کو بال

ہر سرو کو سمجھ قد لیلائے خوش جمال
ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل سخت فراق سے جوں غنچہ تنگ تھا
گھر میں تو وہ طرح تھی چمن میں یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیاں
ہنستے اچھلتے کودتے کر کر کے بازیاں

لیلیٰ کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر رواں
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیاں

تو جا کے دیکھوں مجنوں کو مکتب کے درمیاں
مجنوں بھی ہر بہانے سے تا شام اس کے ہاں

جاتا تھا دیکھنے اسے رہ رہ کے دوستاں
جب ہوتی رات گھر میں پھر آتا تھا نیم جان

لیلیٰ کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھوں میں نیند اس کے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب میں آتا تھا
لیلیٰ کو پہلے آنے سے اپنے وہ پاتا تھا

اس غنچہ لب کے منہ سے جو وہ منہ ملاتا تھا
گل کی طرح س دل میں نہ پھولا سماتا تھا

ملنے کا اشتیاق ہر اک دم سناتا تھا
دل کی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا

جب حرف شوق لیلیٰ کے لب سے بر آتا تھا
اس نازنیں کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا میں غلام ترا بے تمیز ہوں
کہتی تھی ہنس کے وہ بھی میں تیری کنیز ہوں

پھر گھر میں اپنے جاتی جو محبوب دل ربا
مجنوں جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا

دیتی وہ کچھ تو مجنوں سے کہتی تھی تو بھی لا
مجنوں بھی دیتا اس کو تو لے کر وہ مہ لقا

چومے تھی اس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
مجنوں بھی ہر گھڑی اسے آنکھوں پہ رکھتا تھا

رہتے تمام رات اسی دھن میں مبتلا
اس میں وہ صبح جب انہیں دیتی تھی منہ دکھا

مکتب میں پھر تو آنے کی تشیید لے ہوتی تھی
دونوں کو وہ سحر سحر عید ہوتی تھی

جب تک یہ خرد سال تھی چاہت نہاں رہی
سیانی ہوئی تو تاڑنے والوں پہ کچھ کھلی
لوگوں میں چرچے ہونے لگے اس کے ہر گھڑی
چاہت کی گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پہونچی گلی گلی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی ان کو بے بسی
چھٹ پن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی
آساں نہیں ہے رشتہ الفت کو توڑنا
مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا
پہونچی یہ بات خانہ لیلیٰ میں جس گھڑی
ماں باپ کے دلوں میں بڑی غم کی گل چھڑی
لیلیٰ جب ان کے روبرو آ کر ہوئی کھڑی
دونوں کی طبع کثرت تنبیہ پر اڑی
کچھ جھڑکیاں دیں باپ نے کچھ ماں ہوئی کڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
تدبیر اور اس کے سوا کچھ نہ بن پڑی
مکتب سے اس کو منع کیا مار کے چھڑی
مہجور کر دیا وہیں فرحت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے
بے بس ہو گھر میں بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اس کی رم

مجنوں کی یاد صفحہ دل پر جو تھی رقم
مجنوں ہی مجنوں کہتی تھی دل میں بدرد و غم
لیلیٰ کی یاد مجنوں پہ کرتی تھی یاں ستم
تختی کہیں پڑی تھی پڑے تھے کہیں قلم
لیلیٰ کی شکل پھرتی تھی آنکھوں میں ہر قسم
واں ایک پل قرار نہ یاں چین ایک دم
دونوں کے صحن دل میں جو بیتابی ہوتی تھی
واں مجنوں مجنوں ہوتا تھا یاں لیلیٰ لیلیٰ تھی
لاتا تھا باپ کھینچ کے اس کو گھڑی گھڑی
چین اسکے دل کو گھر میں نہ ہوتا تھا اک ذری
ناچار اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
تدبیر اور جنوں کی جو ہوتی ہے وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کو راہ لی
کہتا تھا باپ جا کے جو اس سے کبھی کبھی
بیٹا میں تیرا باپ ہوں مل مجھ سے اس گھڑی
کہتا تھا رو کے میں تو تجھے جانتا نہیں
لیلیٰ کے سوا کسی کو میں پہچانتا نہیں
آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کے وہ کبھی
تھا چومتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہے بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جانی پہ ہر گھڑی

لیلیٰ کو اس کے آنے سے ہوتی تھی آگہی
پھرتی ادھر ادھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈتی
مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بے بسی
تو بھی ہر ایک طرح سے صورت دکھاتی تھی
کچھ کہنے پاتی کیوں کہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتوں کے بدلے واں اسے رو دینا ہوتا تھا
جاتی تھی سیر باغ کو جس دم وہ دل ربا
مجنوں کے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آ کے مجنوں کو دیتے تھے یہ سنا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلیٰ بھی اس کے سنتی تھی جب شور کی صدا
محمل کے پردے کو وہیں دیتی تھی پھر اٹھا
جلدی سے اس کو دیتی تھی منہ اک نظر دکھا
دونوں طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
واں دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا
مجنوں کا مدتوں تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اس کو نہ واں دیا
گر بن گیا بہانہ تو ٹک منہ کو تک لیا
ورنہ وہ اپنے پھر اسی وادی میں جا پڑا
سر کی خبر نہ اپنے اسے تھی نہ ہوش پا
لیلیٰ ہی لیلیٰ اس کی زباں پر تھی جا بہ جا

رہتا تھا رات دن غم فرقت میں دل پھنسا
تن کا بیاں میں یارو کہوں اس کے اور کیا
غالب جو اس کے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اس کا بدن ہوا ۱

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلیٰ ہے
اس خستہ دل کی مونس و غمخوار لیلیٰ ہے
محفل میں دلبروں کے نمودار لیلیٰ ہے
خوبی و دلبری میں چمن زار لیلیٰ ہے
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہے
خوبان نازنیں میں فسوں کار لیلیٰ ہے
محبوب گل رخوں کی وفا دار لیلیٰ ہے
مجنوں کی عاشقی کے سزاوار لیلیٰ ہے
لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے کے پار ہے

ماں باپ نے جب اس کی یہ کچھ دیکھی بیکلی
مشاطہ ایک خانہ لیلیٰ میں بھیج دی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اس سے کہی
لڑکے کی ان کے تو ہے جنوں سے لگن لگی
سنتے ہیں وہ تو رہتا ہے وحشی سا ہر گھڑی
مشاطہ جب یہ سن کے ادھر سے ادھر پھری
ان سے کہا تو ہاں سے یہ یہ کہہ بھیجا ہر گھڑی
سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں اس کی دوانگی

کچھ خوف مت کرو اسے ہر دم پرکھ لو
باور نہ ہو تو اپنی تم آنکھوں سے دیکھ لو

کہہ کر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا
زریں لباس اس کے بدن میں پنھا دیا
زلفیں سنوار آنکھوں میں سرمہ لگا دیا
دستار زرفشاں کو بہ سر جگمگا دیا
پٹکا سنہرا اس کی کمر میں بندھا دیا
برد یمن کو دوش کے اوپر چڑھا دیا
رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لا دیا
بوڑھے بڑوں کے ساتھ اسے واں بھجا دیا

جتنے بزرگ تھے اسے سب لے کے واں گئے
مل کر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے

کہتے ہیں قیس لڑکوں میں صاحب جمال تھا
پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
واں جس نے دیکھا اس کو بہت جی خوش لگا
تھیں بیبیاں بھی دیکھتیں غرفوں سے جا بجا
کہتی تھیں یہ تو لڑکا نہایت ہے خوش ادا
دیوانگی کا اس کے عبث شور تھا مچا
کتنے تھے اس کے پاس جو لیلیٰ کے اقربا
لڑکے کا حسن سب کی نگاہوں میں تھا کھبا

سب دل میں اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
الفت کی باتیں کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہیں ایک سگ کہیں لیلیٰ نے پالا تھا
ناگاہ جب وہ قیس کی اس جا نظر پڑا
مجنوں نے سر کو پاؤں پہ اس سگ کے رکھ دیا
کر پیار اس کو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اسی کو اڑھا دیا
گودی میں اپنے پیار سے جلدی سے بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اس کے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا
بے اختیار ہو کے اسے جب تو یہ کہا
تو جس کے پاس ہے مجھے اس سے جدائی ہے
مدت میں تیری شکل نظر مجھ کو آئی ہے
اس سگ کو دیکھ کر قیس کا جب ہو گیا یہ حال
جو ہاتھ پیار سے دیے گردن میں اس کی ڈال
سب کے تئیں یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال
تھے جیسے خوش وہ دیکھ کے واں قیس کا جمال
ویسا ہی ان کے دل کو ہوا رنج اور ملال
آپس میں جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
جو ہوش میں ہو اس سے تو یہ بات ہے محال
ہوتی مگر ہے ایسی دوانوں کی چال ڈھال
یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے
ماں باپ کے تھی دل کو ادھر لگ رہی خوشی
یعنی پسند ہو گی انہیں طرز قیس کی

اتنے میں آئے پھر کے ادھر سے جو وہ سبھی
جو واردات گزری تھی آ کر وہ سب کہی
اور یوں کہا کہ بہت ہمیں شرمندگی ہوئی
اس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
خاطر میں پھر تو قیس کی دیوانگی بڑھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل کی راہ لی
پھر تو ہمیشہ کوچہ لیلیٰ میں جاتا تھا
بیتابیاں جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا
آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بے قرار
لیلیٰ کے در پہ آ پڑا بس ہو کے بے وقار
واں سے بھی جب اٹھا دیا اس کو بحال زار
گلیوں میں جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
لڑکوں کا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار
آنکھیں بھی سرخ نالوں کے غل شور بار بار
کثرت میں عشق تھا جو بت گلعذار کا
اک جوش تھا جنوں کے چمن کی بہار کا
لیلیٰ بھی اس کی چاہ میں بے اختیار تھی
منہ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
ملنے کو اس کے آتی تھیں جب لڑکیاں کبھی
وہ غمزدہ کسی سے ہرگز نہ بولتی

آنکھوں میں اشک آہ بلب اور اداس جی
ہٹ کرتیں وہ تو ان کو سناتی تھی اس گھڑی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
صحبت مجھے کسی کی نہیں لگتی ہے بھلی
مجنوں کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تک اس کا نام تھی
اس حد پہ جا پہونچی تھی جو دونوں کی داستاں
جو اس پہ گزرا حال وہ اس پر ہوا عیاں
گر اس کے اک پھانس لگی تن کے درمیاں
اس کے جگر سے اٹھنے لگا نالہ و فغاں
ہوتی تھی اس چشم ادھر جب گہر فشاں
آنکھوں سے اشک اس کی بھی ہوتے تھے تب رواں
جو اس کی شکل یاں تھی وہی اس کی شکل واں
الفت کا ان کی آہ میں کیا کیا کروں بیاں
چاہت کے گل کچھ ایسی طرح جی میں کھل گئے
جو دل بھی ان کے مل گئے اور تن بھی مل گئے
سچ پوچھیے تو رکھتی ہے چاہت بھی کیا مزا
جو فرق کی نہ عاشق و معشوق میں ہو جا
یک رنگ دوستی میں رہے دونوں برملا
جو اس پہ ہو گیا وہی اس پر گزر گیا
جو اس کے پا میں پھرتے ہوئے آبلا پڑا
گھر بیٹھے اس کے پاؤں میں کانٹا وہیں چبھا

مجنوں کے روم لے روم میں لیلیٰ گئی سما
لیلیٰ کے بند بند میں مجنوں ہی بھر گیا
چاہت کے ان سے کام بہت نیک ہو گئے
دونوں میں کچھ دوئی نہ رہی ایک ہو گئے
اس کی مثل میں کرتا ہوں یارو میں اب بیاں
پنہاں نہیں غرض ہے یہ مشہور در جہاں
یہ رمز عشق ہے اسے جانے ہیں عاشقاں
عشاق کے یہ دل پہ نہیں مطلقاً نہاں
لیلیٰ نے ایک روز کھلائی تھی فصد واں
وادی میں ہو گی رگ مجنوں سے خوں رواں
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیاں
حیرت نہیں یہ چاہ کی ہیں پختہ کاریاں
جب پختگی میں چاہ کا ہوتا کمال ہے
واں ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہے
قصہ تو لیلیٰ مجنوں کا ہے دوستو بڑا
تھوڑا سا اس کتاب سے میں نے بھی یہ لکھا
اتنی سخن میں طبع کو رکھتا تھا کب رسا
کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی میں آ گیا
سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا
ہے راحت بہار سے رنج خزاں لگا
لیلیٰ تو اٹھ گئی وہیں مجنوں بھی چل بسا
آگے نظیر اس کا بیاں اب کروں میں کیا
کاغذ میں نام ان کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونوں جاتے رہے نام رہ گیا

ہنس نامہ

دنیا کی جو الفت کا ہوا مجھ کو سہارا
اور اس کی خوشی کو مرا خاطر میں اتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
آیا تھا کسی شہر سے ایک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اس کا گذارا

چنڈول اگن لے ابلقے جھپان بنے ڈھیر
مینا و بئے کلکلے بگلے بھی سمبنر سے

طوطے بھی کئی طور کے ٹوئیاں کوئی لہر
رہتے تھے بہت جانور اس پیڑ کے اوپر
اس نے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کائیا س کی محبت میں خوش آہنگ
اور کوکلے کویل نے بھی الفت کو لیا سنگ
کھنجن میں کلاوں میں بھی چاہت کی مچی جنگ
دیکھا جو طیوروں نے اسے حسن میں خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا

سیمرغ لے بھی سو دل سے ہوئے ملنے کے شائق
گڑھ پنکھ میں بھی پنکھوں کے ہوئے جھلنے کے لائق
سارس بھی حواصل بھی ہوئے اس کے موافق

باز و لگڑ و جرہ و شاہیں ہوئے عاشق
شکروں نے بھی شکر سے کیا اس کا مدارا
کچھ سبزک و بڑنکے [۲] و کچھ ٹٹن و بزے
پنڈخی سے لگا ٹوڑ و قمری و ہریوے
غوغائی بگیری و لٹورے و چیبے
کچھ لال چڑے پودنے پڑے ہی نہ غش [۳] تھے
پڑی بھی سمجھتی تھی اسے ہر آنکھ کا تارا
چاہت کے گرفتار بٹیریں لوے تیتر
کبکوں کے تدروؤں کی بھی چاہت میں بندھے پر
ہد ہد بھی ہوئے ہٹ کے بڈھیا ادھر ادھر
زاغ و زغن و طوطی و طاؤس کبوتر
سب کرنے لگے اس کی محبت کا اشارا
شکل اس کی وہیں جی میں کھچی [۴] شام چڑے کے
دی چاہ جتا پھر اسے جھانپو [۵] نے بھی جھپ [۶] سے
ہریل بھی ہوے اس کے بڑے چاہنے والے
جتنے غرض اس پیڑ میں رہتے تھے پرندے
اس ہنس پر ان سب نے دل و جان کو وارا ہے
خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اسے دیکھیں
اور اس کی محبت سے ذرا منہ کو نہ پھیریں
دن رات اسے خوش رکھیں نت سکھ اسے دیویں
صحبت جو ہوئی ہنس کی ان جانوروں میں
یک چند رہا خوب محبت کا گزارا

سب ہو کے خوش اس کی مے الفت لگے پینے
اور پیت ۸ سے ہر اک نے وہاں بھر لیے سینے
ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے
اس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا
یاں لطف و کرم تنے کیے ہم پہ ہیں جو جو
تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہم سے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہم سے ہوئی ہووے تو بخشو
لو یارو ہم اب جاویں گے کل اپنے وطن کو
اب تم کو مبارک رہے یہ پیڑ تمہارا
اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش
اب یاد وطن دل کی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش
اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہم کو گوارا
بن دیکھے تمہارے ہمیں کب چین پڑیں گے
اک آن نہ دیکھیں گے تو دل غم سے بھریں گے
گر تم نے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہیں گے
ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمہارے ہی چلیں گے
یہ درد تو اب ہم سے نہ جاوے گا سہارا ۹
پھر ہنس نے یہ بات کہی ان سے کئی بار
کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت سے ہیں ناچار

آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کے گہر بار
اس میں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پر وہیں اس ہنس نے مارا
وہ ہنس جب اس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ
منہ پھیر کے ایدھر سے وطن کی جو ہیں لی راہ
دیکھا جو اسے جاتے ہوئے واں سے تو کر آہ
سب ساتھ چلے اس کے وہ ہمراز و ہوا خواہ
ہر ایک نے اڑنے کے لیے پنکھ [1] پسارا [2]
اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب
جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب
کلفت تھی جو فرقت تھی وہ سب پر ہوئی غالب
دو کوس اڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب
پھر پر میں کسی کے نہ رہا قوت و یارا
پر ان کے ہوئے تو جو ہیں دوری کی پڑی اوس
روئے کی رفاقت کی کریں کیونکر قدم بوس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس
کوی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس میں ہارا
کچھ بن نہ سکے ان سے رفیقی کے جو واں کار
اور اتنے اڑے ساتھ کہ کچھ ہووے نہ اظہار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہار
کوئی یاں رہا کوئی واں رہا کوی ہو گیا ناچار

کوئی اور اڑا آگے جو تھا سب میں کرارا ۳
تھی اس کی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت دل میں وہ الفت کو بڑی شے
جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے ۴
چیلیں رہیں کوے گرے اور باز بھی تھک کے
اس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا
دنیا کی جو الفت ہے تو اس کی ہے یہ کچھ راہ
جب شکل یہ ہووے تو بھلا کیونکر ہو نرباہ ۵
ناچاری ہو جس جا میں واں کیجیے کیا چاہ
سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ
آخر کے تئیں ہنس اکیلا ہی سدھارا

پودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

ایک پودنے کا حال عجب سننے میں آیا
تھا گھونسلا اک پیڑ اپر اس نے بنایا
اور پودنی اور بچوں کو تھا اس میں بٹھایا
قد میں تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا
پر دل میں وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوے کو سمجھتا تھا وہ اک مکھی کا بچہ
اور چیل کو گنتا تھا وہ ناچیز پتنگا
بگلے کو بچا کیڑے کا اور بزے کو بھنگا
لگھڑی کو سمجھتا کہ تو ہے کیا اری چل جا
ہم نے ترے لگھڑ کو ہے چنکی میں اڑایا

اک روز وہ سارس سے لگا کہنے اچھل کر
جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہیں ہلتا ہے سراسر
سرس نے یہ سن پودنے سے یوں کہا ہنس کر
کیا بات تم ایسے ہی ہو بھاری و تناور
ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمہارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پر وہ پیڑ تھا برنا ۔
آگے کہیں اس دشت میں اک ارنی و ارنا
خوش آیا انہیں واں جو ہری گھاس کا چرنا

ٹھہرایا انہوں نے اسی جنگل میں اترنا
رہنے لگے وہ بھی انہیں صحرا جو وہ بھایا
واں پودنی اور ارنی میں بہناپا جو ٹھہرا
دن کو وہ لگی رہنے خوشی ہو کے اسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنے کنے جا
خوش ہر کر لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا
دونوں نے غرض محبت کو خوب بڑھایا
اک روز وہ ارنی کہیں چرتی ہوئی آئی
اور آتے ہی اس پیڑ سے پیٹھ اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنے نے دھوم مچائی
ہو جاوے گی اس بات سے مردوں میں لڑائی
اس تیرے کھجانے نے بہت ہم کو ستایا
ارنی یہ ہنسی سن کے اور ارنے سے کہا جا
ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آئی کھجانے کو تو یوں پودنا بولا
بدذات یہ تیری تقصیر نہیں میں سمجھتا
شاید تجھے ارنے نے ترے ہے یہ سکھایا
کل اس کی سزا پاوے گا ارنا ترا بدخو
جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دل جو
آیا جہاں سوتا تھا ارنا پڑا خوش ہو
دھر پیٹھ گیا کان میں باندھ کر اپنے پروں کو
پھر پھر کیا اور پردے میں پنجوں کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے سر شور مچا کر
ارنی گری اس پودنی کے پاؤں پہ جا کر
جب پودنی نے اس کے ترس حال پہ کھا کر
جلدی سے نکالا اسے آواز سنا کر
ارنے کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا
بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا
ارنی بھی گئی بھاگتی ساتھ ارنے کے گھبرا
اس بھاگنے میں دونوں نے پھر منہ کو نہ پھیرا
ارنا تو نظیر اپنے ادھر خوف سے بھاگا
یاں گھونسلے میں پودنا پھولا نہ سمایا

کوے اور ہرن کی دوستی

اک دشت میں سنا ہے کہ اک خوب تھا ہرن
بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا چوکڑی کا دکھاتا مزا ہرن
دیکھا جو ایک کوے نے وہ خوشنما ہرن
دل کو نہایت وہ اس کے اچھا لگا ہرن
دو باتیں کر کے کوے نے اس کو لگا لیا [1]
دم میں ہرن بھی کوے کی الفت میں آ گیا
کوے ہرن میں ٹھہری جو گہری محبت آ
کوا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اس کے ساتھ لگا جا بجا ہرن
اک گیدڑ اس ہرن کے کنے آ کے نابکار
بولا ہزار جان سے میں تم پہی ہوں نثار
مجھ کو بھی اپنا جان غلام اور دوست دار
اور دل میں یہ کہ کیجیے کسی طور سے شکار
اس کی دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن
گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جس دم گیا ادھر
کوا ہرن سے کہنے لگا کر کے شور و شر
یہ سخت مکر باز ہے کر اس سے تو حذر [2]

اک دن دغا سے تجھ کو یہ پکڑے گا فتنہ گا
سن کر یہ بات کوے کی چپ ہو رہا ہرن
دن دوسرے ہرن کنے گیدڑ پھر آ گیا
کوے کو سوتا دیکھ کر یہ بولا وہ پر دغا
میں آج دیکھ آیا ہوں کیا کھیت اک ہرا
تم کھاؤ اس کو چل کے تو ہو شاد دل مرا
سنتے ہی اس کے ساتھ اچھلتا ہرن چلا
جس کھیت پر یہ لے لے کے گیا اس کو بد سگال ۳
وہاں پہلے دیکھ آیا تھا وہ اک ہرن کا جال
لے پہونچا جب ہرن کے تئیں کھیت پرشغال
جاتے ہی واں ہرن نے دیا منہ کو اس میں ڈال
منہ ڈالتے ہی جال میں واں پھنس گیا ہرن
وہاں پھڑپھڑاتا آ گیا کوا بھی ناگہاں
گیدڑ کو دے کے گالی ہرن سے کہا کہ ہاں
تڑپ مت اس میں ورنہ تو ہووے گا ناتواں
کوے کی بات سنتے ہی ہمت کو باندھ واں
جیسے گرا پڑا تھا وہیں پھر اٹھا ہرن
گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ
کوا پکارا مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
یا اک کھری تو ایسی لگا پاؤں کی لپٹ ۴
جاوے جو اس کے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ
سن کر کھڑکے ہو سینگ ہلانے لگا ہرن

گیدڑ نے خوب کوے کو دیں جل کے گالیاں
صیاد واں ہوا تھا کسی کام کو رواں
اس میں شکاری آ کے ہوا دور سے عیاں
کوا پکارا لیٹ جا دم بند کر ے ہاں
دم بند کر کے اپنا وہیں گر پڑا ہرن

گیدڑ نے اس کو دیکھ کے اک جا کے جھاڑی لی
صیاد اس ہرن کو پڑا دیکھ اس گھڑی
افسوس کر کے دام کی رسی وہ کھول دی
کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی
سنتے ہی وہاں سے چوکڑی بھر کر اڑا ہرن

صیاد نے جو دیکھا ہرن اٹھ چلا جھپاک ۵
جلدی سے دوڑا پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
سونٹے کو پھینک مارا جو پھرتی سے اس نے تاک
بھاگا ہرن لگا وہیں گیدڑ نے آ کھٹاک
سر اس کا پھوٹا اوره سلامت گیا ہرن

گیدڑ نے اس ہرن کا جو چیتا ۱ تھا واں برا
پائی اسی نے اپنی بدی کی وہیں سزا
تھا یہ تو نثر میں نے اسے نظم میں کیا
پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش رہا ہرن

جوگی کا سچا روپ

میاں میں کیا کہوں احوال کی اپنے پریشانی
لگا ڈھلنے مری آنکھوں سے اک دن خود بخود پانی
یکایک آ پڑی اس دم مرے دل پر یہ حیرانی
کہ جس کی ہورہی ہے یہ جوہر اک جا ثنا خوانی
کسی صورت سے اس کو دیکھیے کیسا ہے وہ جانی
چڑھا اس فکر کا دریا بھرا اس جوش میں آ کر
کہ اک اک لہر اس کی نے اڑایا لا ہوا اوپر
قرار و ہوش و عقل و صبر و دانش بہ گئے یکسر
اکیلا رہ گیا عاجز غریب و بیکس و بے پر
لگا رونے کہ اس مشکل کی ہو اب کیسے آسانی
یہ صورت تھی اسی میں دل میں دھن اک اور لا ڈالی
منگا تھوڑا سا گیرو اور وہیں کفنی رنگا ڈالی
بنا مندرے گلے میں ڈال سیلی برملا ڈالی
لگا منہ پر بھبھوت اور شکل جوگی کی بنا ڈالی
ہوا اودھوت ۲ جوگی جوگیوں میں آپ گر گیانی
پھر اس سامان میں یارو یکایک کچھ جو جوش آیا
پٹارے درد کے تھے سو تو کاندھے پر لیے لٹکا
اٹھا کر پھاوڑی ۳ اور دنیان میں منکا پھرا من کا

لیا سیندور اور ماتھے پہ کھینچا اس قدر قشقا
کہ جس کے نور سے جلنے لگی جوں شمع پیشانی
اٹھائی چاہ کی جھولی پیالا چشم کا کھپر کیا
بنا کر عشق کا کنٹھا طلب کا سر پہ رکھ چکر
منڈاسا گیروا باندھا رکھا ترسول کاندھے پر
لگا جوگی ہو پھرنے ڈھونڈتا اس یار کو گھر گھر
دکاں بازار و کوچہ ڈھونڈنے کی دل میں پھر ٹھانی
یہ سادھا جوگ میں نے پھر کہوں کیسا ہوا جوگی
کوئی دنیا میں کاہے کو غرض ایسا ہوا جوگی
کہوں کیا واہ وا اس وقت میں جیسا ہوا جوگی
محبت میں سراسر ڈوب کر ایسا ہوا جوگی
کہ میری شکل بھی ہرگز کسی نے پھر نہ پہچانی
لگی تھی دل میں اک آتش دھواں اٹھتا تھا آہوں کا
تماشے کے لیے حقہ بندھا تھا ساتھ لوگوں کا
طلب تھی یار کی اور گرم تھا بازار باتوں کا
نہ کچھ سر کی خبر تھی اور نہ تھا کچھ ہوش پاؤں کا
نہ کچھ بھوجن کا اندیشہ نہ کچھ فکر اہل ۵ پانی
تو پھر اس جوگ کا ٹھہرا عجب کچھ آن کر نقشا
جو آیا سامنے میرے تو کہنا اس سے سنتا جا
کہو پیارے ہمارے یار کو تم نے کہیں دیکھا
جو کچھ مطلب کی وہ بولا تو اس سے اور کچھ پوچھا
وگر یوں ہیں لگا کہنے تو پھر دنیا! انا کانی

کبھی مالا سے کہتا تھا لگا کہ جپ سے اے مالا
ہوا ہوں جب سے میں جوگی تو ہی اس یار کو بتلا
کبھی گھبرا کے ہنستا تھا کبھی لے سانس روتا تھا
لبوں سے آہ آنکھوں سے بہا پڑتا تھا دریا سا
عجب جنجال میں چکر کے ڈالے تھی پریشانی

کوئی کہتا تھا بابا جی ادھر آؤ ادھر بیٹھو
پڑے پھرتے ہو ایسے رات دن ٹک بیٹھو سستاؤ
جو کچھ درکار ہو میوہ مٹھائی حکم فرماؤ
نہ کہنا اس سے لے کر آؤ نہ کہنا اس سے مت لاؤ
خبر ہرگز نہ تھی کچھ اس گھڑی اپنی نہ بیگانی

بڑی دبدھا میں تھا اس دم کہاں جاؤں کہاں دیکھوں
کسے دیکھوں کسے پوچھوں کدھر جاؤں کہاں ڈھونڈوں
کروں تدبیر کیا جس سے میں اس دلدار کو پاؤں
نشاں ہرگز نہ ملتا تھا پڑا پھرتا تھا جوں مجنوں
عجب دریائے حیرت کی ہوئی تھی آ کے طغیانی

اسی کو ڈھونڈتا پھرتا ہوا مسجد میں جا پہونچا
جو دیکھا واں بھی ہے روزے نمازوں کا ہی اک چرچا
کوئی جبے میں اٹکا ہے کوئی ڈاڑھی میں ہے الجھا
تسلی کچھ نہ پائی جب تو آخر واں سے گھبرایا
چلا روتا ہوا باہر باحوال پریشانی

یہی دل میں کہا ٹک مدرسے کو جھانکیے چل کر
بھلا شاید اسی میں ہو نظر آ جائے وہ دل بر
گیا جب واں تو دیکھی واہ وا کچھ واں سے بھی بدتر
کتابیں کھل رہی ہیں مچ رہی ہیں شور و غل یکسر
ہر چک مسئلے پر فاضل کر رہے ہیں بحث نفسانی
چلا جب واں سے گھبرا کر تو پھر یہ آ گئی جی میں
کہ یہ جاگہ تو دیکھی اب چلو ٹک زیر بھی دیکھیں
گیا جب واں تو دیکھا مورت اور گھنٹوں کی جھنکاریں
پکارا جب تو رو کر آہ کس پتھر سے سر ماریں
کہیں ملتا نہیں وہ شوخ کافر دشمن جانی
کہا دل نے کہ اب ٹک تیرتھوں کی سیر بھی کیجے
بھلا وہ دلربا شاید اسی جاگہ پہ مل جاوے
بہت تیرتھ منائے اور کیے روشن بھی بہتیرے
تسلی کچھ نہ پائی تب تو ہولا چار پھر واں سے
محبت چھوڑ کر بستی کی لی راہ بیابانی
گیا ب دشت و صحرا میں تو رویا آہ کیا کریے
کہاں تک ہجر میں اس شوخ کے رو رو کے دن بھریے
کدھر کو جائیے اور کس کے اوپر آسرا دھریے
یہی بہتر ہے اب تو ڈوبیے یا بہر کھا مریے
بھلا جی جان کے جانے میں شاید آ ملے جانی

رہا کتنے دنوں روتا پھرا ہر دشت میں نالاں
غریب و بیکس مسافر بے وطن حیراں
پہاڑوں سے بھی سر پٹکا پھرا شہروں میں ہو گریاں
پھرا بھوکا پیاسا ڈھونڈتا دلبر کو سرگرداں
نہ کھانے کو ملا دانہ نہ پینے کو ملا پانی

پڑا تھا ریت میں اور دھوپ میں سورج سے جلتا تھا
لگی لگیں دل کی آنکھیں یار سے اور جی نکلتا تھا
اسی کے دیکھنے کے دھیان میں ہر دم نکلتا تھا
ولے محبوب سے کچھ ہائے میرا بس نہ چلتا تھا
پڑے بہتے تھے آنسو لالہ گوں لعل بدخشانی

جب اس احوال کو پہونچا لو وہ محبوب بے پروا
وہیں سو بے قراری سے مری بالیں پہ آ پہونچا
اٹھا کر سر مرا زانو پہ اپنے رکھ کے فرمایا
کہا لے دیکھ لے جو دیکھتا ہے اب مجھے اس جا
عیاں ہیں اس گھڑی کرنے ترے پہ بھید پنہانی

یہ سن رکھ پہلے ہم عاشق کو اپنے آزماتے ہیں
جلاتے ہیں ستاتے ہیں رلاتے ہیں بلاتے ہیں
ہر اک احوال میں جب خوب ثابت اس کو پاتے ہیں
اسی سے آ کے ملتے ہیں اسی سے منہ دکھاتے ہیں
اسے پورا سمجھتے ہیں ہم اپنے دھیان کا دھیانی

صدا محبوب کی آئی جو نہیں کانوں میں واں میرے
بدن میں آ گیا جی اور وہیں دکھ درد سب بھولے
پھر آنکھیں کھول کر دلبر کے منہ پر ٹک نظر کر کے
زمین و آسماں چودہ طبق کے کھل گئے پردے
مٹی اک آن میں سب کچھ خرابی اور پریشانی
ہوئی جب آ کے یکتائی دوئی کا اٹھ گیا پردا
جو کچھ وہم و دغا تھے اڑ گئے اک دم میں ہو پارا
نظیر اس دن سے ہم نے پھر جو دیکھا خوب ہر اک جا
وہی دیکھا وہی سمجھا وہی جانا وہی پایا
برابر ہو گئے ہندو مسلماں گبر نصرانی

جوگی

صفحہ رخ پہ ترے خوبی خط کی ہے پھبن
ہے سویدا ترے عاشق کا ترا خال ذقن
رشک گل دست حنائی کو کہے دیکھ چمن
ہو رقم کس قلم شوق سے اے غنچہ دہن
اشتیاقے کہ بہ دیدار تو دارد دل من
اب جو مل جائے کہیں وہ تو یہ ہم اس سے کہیں
کب تلک درد جدائی کو بھلا تیرے سہیں
اتنا بھی بس نہیں اے یار کہ ہم مر ہی رہیں
دور جس دن سے ہوا تجھ چمن حسن سے میں ؔ
نہ مجھے باغ خوش آتا ہے نہ گلشن نہ چمن
بید مجنوں ہیں کہ ہیں تاک پریشاں خاطر
یا ہیں خاکستر خاشاک پریشاں خاطر
ہم غرض ایسے ہیں غم ناک پریشاں خاطر
چشم نم ناک جگر چاک پریشاں خاطر
چاک پر چاک گریباں سے لگا تا دامن
جور اور ظلم سے اس کے نہ کبھی گھبرانا
نہ کبھی شکوہ بیداد زباں پر لانا
کام ہرگز نہ کسی سے نہیں آنا جانا

کوئی کچھ پوچھے تو منہ دیکھ کے چپ رہ جانا
نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن

یار اس شوخ کی کیا کیا ہی ستم لاتی ہے
جان بے چینی سے تن میں مرے گھبراتی ہے
آہ کرتا ہوں تو بجلی سی نکل آتی ہے
جب میں روتا ہوں تو آنکھوں سے برس جاتی ہے
کبھی ساون کی جھڑی اور کبھی بھادوں کی بھرن

دشت اور کوہ میں وحشی سا پڑا پھرتا ہوں
برق کی طرح سے بے تاب سدا پھرتا ہوں
میں غرض تجھ سے صنم جب سے جدا پھرتا ہوں
رات دن ہجر میں جوگی سا بنا پھرتا ہوں
بے قراری سے تری نام کی جپتا سمرن

جور اور ظلم مرے دل نے ہزاروں ہی سہے
شکوہ جور بھلا تیرا کہاں تک نہ کرے
اب تو یہ حال ہوا ہجر میں اے یار مرے
دوش پر بار الم کانوں میں غم کے مندرے [1]
اشکوں کے تار گلے میں پڑے سیلی کے نمن [2]

عشق میں جوگی ہووے جب سے ہمیں بھائی بھبھوت
بیٹھے در پر ترے اور گردیہ پھیلائی بھبھوت
دیکھ ٹک آن کے کس روپ میں رنگ لائی بھبھوت
پیرہن گیروا اور تن کے اپر چھائی بھبھوت
سر سے لے پاؤں تلک خاک ملی سو سو من

گہ در کعبہ پہ پیشانی کو اپنی گھسنا
گاہ مسجد میں میاں مانگنا جا جا کے دعا
انکساری سے کبھی دیر میں ہر دم جانا
دم بہ دم آہ کی پونگی ۳ سے بجانا یہ صدا
دیکھیے کون سے دن ہر ہمیں دیں گے درشن
دیکھا میرے تئیں جو تن کے اپر گل کھائے
اور کپڑے بھی رنگے گیروے تن پر پائے
دیکھ یہ حال تعجب سے بشر گھبرائے
کوئی کہتا ہے کہ جوگی جی کدھر کو آئے
سچ کہو کون سی نگری میں تمہارا ہے وطن
یاد کرتے ہو اسے نام اسی کا لے لے
اور زیبا ہیں بہت آپ کے تن پر سلے ہے
واہ جوگی بھی بنے خب ہو تم البیلے
کون سے پنتھ ہیں ہو کون گرو کے چیلے
کون سے روپ میں ہو کون سا رکھتے ہو برن
ہم کو جوگی جی بتا دیجیے یہ حال اپنا
تم جو بیراگی بنے اس میں ہے کیا نفع بھلا
اور مرشد سے تمہارے ہے تمہیں کیا پہونچا
نام کیا جوگ میں ہے تم کو گرو نے بخشا
دھیاں کیا رکھتے ہو کس گیان کا رکھتے ہو چلن
در شہوار جلا کر جو بنائی ہے بھبھوت
اور کیوں تم کو بتاؤ یہ خوش آئی ہے بھبھوت

عشق میں کس سے یہ اب تن پہ رمائی ہے بھبھوت
کس لیے منہ کے اپر تم نے لگائی ہے بھبھوت
کس کی الفت میں یہ بیراگ کا پہنا ابرن ۵
کس لیے جوگ لیا اور رنگا کپڑوں کو
کس پہ عاشق ہو دیا رنج یہ کس نے تم کو
کیونکر اوقات بسر ہوتی ہے یہ ہم سے کہو
کیا الم کھاتے ہو اور کس کی طلب رکھتے ہو
دھونی جل پان بھی یا یوں ہی کرو گے لنکھن ۱
نام پیغمبروں کے گفنی پہ لکھے سارے
اور گریبان میں ہیں نام خدا کے لکھے
تم تو کامل سے نظر آتے ہو اپنے لیکھے
ہم نے جوگی تو بہت یوں ہیں ہزاروں دیکھے
پر تمہارا تو زمانے سے نرالا ہے چلن
ہم نے دنیا اجی سیکڑوں دیکھے جوگی
دیکھے ہر رنگ کے ہر ایک برن کے جوگی
پر غرض تم سے نہیں دیکھے ہیں ہم نے جوگی
تم تو آتے ہو نظر ہم کو نئے سے جوگی
سچ کہو جوگ لیا تم نے یہ کس کے کارن
کیا ہوا جوگی جی تم کو بھلا ہم سے تو کہو
کیوں جنجل خوار پڑے پھرت ہو منہ تو دھو لو
کس لیے وحشی سے پھرتے ہو بتاؤ ہم کو
کس کی ہے یاد تمہیں کس کے لیے پھرتے ہو

اب کہیں بیٹھو گے یا یوں ہی پھرو گے بن بن
کس لیے گھر سے تم آئے ہو بھلا اپنے نکل
پھرتے مانند صبا کیوں ہو بدشت و جنگل
تم سے اک بات کہوں س پہ اگر کیجیے عم
گر کرو حکم تو بنوا دیں تمہارا استھل ۲
یا کدربن میں مہابن میں ہو یا بندرابن ۳
اور اگر یوں ہی پھرو گے تو ی ہے مشکل سخت
استھل اک ہم جو بنا دیں تو زہے اپنے بخت
اس میں اچھا سا بچھا دیں تمہارے لیے تخت
خاصے پھولوں کے لگاویں اسی استھل میں درخت
جس سے آنکھوں کو طراوت رہے اور دل ہو مگن
اب تو جوگی جی کہا مان لو یہ تم میرا
ایک جا بیٹھ رہو اور کرو ہم پہ دیا
مت پھرو یوں خجل و خوار بدشت و صحرا
جب تو سن سن کے یہ ہم نے کہا اس سے بابا
تجھ کو کیا کام فقیروں سے یہ کرنا ان بن ۴
کیا غرض تجھ کو جو پوچھے ہے تو احوال مرا
جوگ کی پوچھے تو بس عشق میں یہ جوگ لیا
اور اس کی ہی جدائی میں پھرے ہیں ہر جا
اور وطن پوچھے ہمارا تو یہ سن رکھ بابا
یا گلی دوست ی یا یار کے گھر کا آنگن
مثل صر صر اسی کوچے میں پھرا کرت ہیں

دیکھ دروازے کو بس شاد ہوا کرتے ہیں
خون دل جامے مے ناب پیا کرتے ہیں
اس کے کوچے میں سدا مست رہا کرتے ہیں
وہی بستی وہی نگری وہی جنگل وہی بن
گاتے پھرتے ہیں سدا بین لیے کاندھے پہ گیت
جو اتیتوں کی ہے مدت سے وہی اپنی ریت
محو پیتم ۵ کے ہیں جب سے کہ لگی اس کی پیت
پنتھ کی پوچھے تو جوگی نہ جنم کے نہ اتیت ۶
عشق کے میل میں ہم پیم کا رکھتے ہیں برن
آبلے دل میں جو الفت کے تھے سو پھوٹ گئے
جتنا تھا مال مراتب اسے لے لوٹ گئے
اقربا دوست تھے جتنے وہ سبھی چھوٹ گئے
جب سے اس شوخ کے پھندے میں پھنسے ٹوٹ گئے
جتنے تھے مذہب و ملت کے جہاں میں بندھن ۱
عشق میں چھوڑ کے ہم دنیا و دیں بیٹھے ہیں
خاطر آشفتہ و دل گیر و حزیں بیٹھے ہیں
چھوڑ سب عیش جہاں گوشہ گزیں بیٹھے ہیں
اس کے ہم در پہ منڈا کے سر کے تئیں بیٹھے ہیں
رات دن پیتے ہیں دھو دھو کے اسی گر کے چرن ۲
خنجر عشق سے بس اپنا کلیجا ہے شق
یہ تو ظاہر ہے نشاں منہ کا بھی جو رنگ ہے فق
خوں میں آلودہ ہیں زخمی ہیں کہ جوں رنگ شفق

نام کو پوچھے تو ہے نام ہمارا عاشق
سب سے آزاد ہوے یار کا لے کر دامن
حال بے باکی کا کیا اپنی بھلا تجھ سے کہیں
گر رہیں بھوکے تو ہرگز بھی کبھی غم نہ کریں
اور کھانے کو ملے تو بھی نہ کچھ شاد رہیں
گر رہیں جیتے تو جینے کی نہیں فکر ہمیں
اور مر جائیں تو ہرگز نہیں پروانے کفن
دیکھ نیرنگی زمانے کی ہووے گل در گل
اور مل تن کو بھبوت اپنے گئے خاک میں مل
کپڑے رنگنے کو تو آسان نہ جان او غافل
رنگ وہ رنگتے ہیں جس رنگ کا رنگنا مشکل
روپ وہ بھرتے ہیں جس روپ کا بھرنا ہے کٹھن ۴
چھوڑا جنت کو جو آدم نے اسی کی خاطر
اور ہر ایک کے کی دم نے اسی کی خاطر
جی میں کی اپنے خوشی غم نے اسی کی خاطر
جوگ بیراگ لیا ہم نے اسی کی خاطر
سب کے تئیں چھوڑا اسی کی ہے محبت کی لگن
رنگے کپڑوں سے نہ کر ہم پہ تو جوگی کا گمان
ہم نے کیا جانے کیا کس لیے ایسا سامان
گر تو عاقل ہے تو پھر دل ہی میں اپنے پہچان
ہم میں اور جوگی کی صورت میں بڑا فرق ہے جان
کہاں جوگی کی ادا اور کہاں عاشق کی پھبن ۵

آتش غم سے جلا جب سے جلایا دل و جان
تب یہ اکسیر ۶ ملی ہم کو تو شک اس میں نہ جان
تو تو عاقل ہے بس اب عقل سے اپنی پہچان
خاک ہے یار کے کوچے کی بھبوت اب تو ہر آن
ہم نے بھی راکھ بنائی ہے جلا کر تن من
سرخ آنکھوں کا جو پوچھے ہے کہ باعث ہے کیا
شوق مے کا نہیں کچھ ذوق نہیں افیون کا
قدح ے بنگ سے نہ عشق کبھی ہم کو ہوا
ہے محبت کے دھتورے کا جو آنکھوں میں نشا
اس کی گرمی ہی سے رہتے ہیں سدا سرخ نین ۸
کوئی مونس ہے نہ غمخوار نہ ہے سنگ نہ سات
رہتا ہوں رنج میں مشغول سدا دن اور رات
اب خدا جانے کہ کس طرح کٹے گی اوقات
اور استھل ۹ کے بنانے کی کہی تو نے جو بات
یہ بکھیڑا وہ کرے جس کے کنے ہو کچھ دھن
عشق جس سے کہ ہوا ہے ہمیں اس اچپل ۱ سے
جب سے بیتاب پھرا کرتے ہیں اور بیکل سے
ہم سے بیکل بھی نہیں بیٹھے ہیں اک جا کل سے
ہم فقیروں کو بھلا کام ہے کیا استھل سے
وہی استھل ہے جہاں مار کے بیٹھے ہیں آسن ۲
خواہش زر نہ کریں اور نہ کسی سے مانگیں
تخت اور چتر ۳ کی بھی کچھ پروا نہیں ہے ہمیں

گوکل اور متھرا کے رہنے کی نہیں حرص کریں
جا پڑیں یاد میں اس شوخ کی جس بستی میں
وہی گوکل ہے ہمیں اور وہی ہے بندرابن
جب سے یہ جوگی ہووے دی اس کو متاع دل وجاں
چھوڑ بیٹھے سبھی آرام کا جو تھا ساماں
حاجت تکیہ ہے نے خواہش بستر نہ مکاں
جا پڑے خاک پہ رکھ سر کے تلے ہاتھ جہاں
ہے وہی فرش وہی تخت وہی سنگھاسن ہے
ہے خیال اس گل رخسار کا ہر شام و پگاہ
باغ باغیچے کی ہرگز بھی نہیں ہم کو چاہ
چاہ ہے چاہ ذقن کی نہیں درکار ہے چاہ
پھول پھلواری کی بھی جب سے نہیں کچھ پرواہ
جب سے گل کھا کے محبت میں جلایا ہے بدن
رہتا ہوں مضطر و مغموم میں ہر دم ہر آن
ہوش گم کر وہ پھرا کرتا ہوں اور بے سامان
باز آ ظلم سے اور جور سے تو حق کو مان
اب تو اس حال کو پہونچا ہوں ترے ہجر میں جان
اسی گل باغ وفا دل کے چمن کے گلشن
کہیں کہتا ہے جو احوال مرا کوئی ذرا
سر کو دھنتا ہے ہر اک پیر و جواں اور لڑکا
گھر میں رہتا ہوں تو روتا ہے ہر اک خویش اپنا
گھر سے باہر جو نکلتا ہوں تو منہ دیکھے مرا

مرے احوال پہ بھی روتے ہیں جنگل میں ہرن

خاطر آشفتہ میں پھرتا ہوں حزیں و دلگیر

عشق میں اس کے سبھی کھو چکا عز و توقیر

پھرتا ہوں گلیوں میں دیوانہ سا ہر روز ضریر

کیا لکھوں اب تو گزرتی ہے جو کچھ مجھ پہ نظیر

دل من دا ندومن دانم و داند دل من

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

جوگن

ہارے اس الفت ظالم کا برا ہے یہ چلن
چھوٹتی ہی نہیں لگ جاتی ہے جس وقت لگن
چار ناچار اٹھانے ہی پڑے رنج و محن
در فراق رخ پر نور تو اے غنچہ دہن
دیدہ باید کہ چگو نہ شود احوال من

ہجر نے اب تو نہایت کیا بے دل مجھ کو
پھرتی ہوں شکل بگولے کے میں ویران میں ہر سو
اے مرے ماہ جبیں اے مرے ہمدم گل رو
کون سے شہر میں ہے کون سی جا پر ہے تو
اے مرے جان ہمدم جان اے مرے جان و تن من

دل ہے صدا چاک مرا گریبان میرا
مثل دریا کے رواں دیدہ گریاں میرا
برق کی طرح تپاں یہ دل سوزاں میرا
دیکھ ٹک آن کے یہ حال پریشاں میرا
کہ تیرے ہجر میں کیا کیا نہ سہا رنج و محن

میری جیسی ہے کرے حق نہ کسی کی اوقات
جو سنی بھی نہ تھی گاہے وہ وہ دیکھی آفات
ہائے افسوس صد افسوس ہے حسرت ہیہات

زار زار اب تو پڑا ہجر میں رونا دن رات
زندگی ہو گئی دوبھر مجھے اور جان کٹھن
خانمان و طرب و عیش و زر و مال و خوشی
اک تجھے یاد رکھا سب کے تئیں بھول گئی
ہائے جس وقت لگی آنکھ وہ کیسی تھی گھڑی
شہر بھی چھوڑ دیا دیس سے پردیس ہوئی
ہجر نے کر دیا آخر ترے مجھ کو جوگن
سرخ آنکھیں ہوئیں الفت کے نشے سے رنگین
پہن کر حلقہ بگوشی کے بھی مندرے دو تین
تونبہ[1] کر دست دعا کا پڑی پھرتی ہوں حزیں
پیرہن گیروا رکھے ہوئے کاندھے پر بین
من کے منکوں[2] کی بنا بات میں پہنی سمرن
کھوے پھرتی ہوں سب آرام کو ہرجائی میں
ڈھونڈتی ہوں تجھے گل فام کو ہرجائی میں
گاتی پھرتی ہوں اسی کام کو ہر جائی میں
جپتی پھرتی ہوں ترے نام کو ہر جائی میں
آٹھ آٹھ آنسوؤں سے روتی ہوں اور تر ہیں نین
ناتواں ہو گئی اور جسم میں باقی نہیں دم
رکھو ٹک آ کے کبھی اس دل مضطر پہ قدم
ہو گئیں خشک رگیں سیلیوں سے میں نہیں کم
گیروا ساری ہے اور جامے بھبوت اے ہمدم
خاک اڑ اڑ کے پڑی تن کے اپر سو سو من

یہی دل ہے کہ ہوا تھا نہ کبھی بھی غمناک
وہی دل ہے کہ ہوا تیغ جفا سے صد چاک
آگ لگ جائیو اس پیت میں جلیو ۳ یہ تپاک
سیس کے بال تھے سنبل سے جمی جس میں خاک
خاک میں مل گیا تھا یہ جو چندرما ۴ سا بدن
پھوڑ کر پتھروں کر دیے سر کے ٹکڑے
ہالے تو ہے کہاں اے میرے قمر کے ٹکڑے
آ ادھر دیکھ مری ٹوٹی کمر کے ٹکڑے
جیب کے بدلے میں کرتی ہوں جگر کے ٹکڑے
نہ تو بستی ہی خوشی آتی ہے نہ کہسار بن
میں نے کیا کیا نہ سہا آہ تری الفت میں
ایک دیوانی پڑی پھرتی ہوں میں دقت میں
نا گہاں آ گئی اک مفت کی میں آفت میں
سیس کے بال کھسوٹوں ہوں کھڑی فرقت میں
خاک اڑاتی پڑی پھرتی ہوں بصد رنج و محن
ساری پت میری گئی اے مرے ساجن تجھ پر
مال و زر وار دیا ار تن و من تجھ پر
ایک حیراں پڑی پھرتی ہوں بروگن تجھ پر
چھوڑ کا ماتا پتا کو ہوئی جوگن تجھ پر
لیک تو ہی نہ ملا اے مرے جوگی ساجن !
اپنے بیگانوں نے کر ڈالا ہے مجھ کو پامال
اورادھر تیری جدائی میں ہوئی جان و بال

خاک کا بھی نہیں وہ حال جو ہے میرا حال
اقربا کی بھی نظر سے گرے اشکوں کی مثال
باپ اور ماں کا ترے واسطے چھوڑا دامن
نہ کچھ دیں کی خبر اور نہ دنیا کا کام
سارے کاموں کے تئیں بھول گئی اے گلفام
دل گیا جان گئی اور گیا عیش و آرام
گھر گیا دیس گیا ہو گئی جگ میں بدنام
اکج سہیلی مری آہ بس اور سب دشمن
یاد میں بیٹھ گئی جس جگہ میں آسن مار
دل کی کھونٹی کو مڑوڑا تری جانب کو سدھار
نالہ موزوں کے بس کر کے سروں کو تیار
جگر و تن کی بنا تونبی بس اور آہ کے تار
بین کو غم میں بجاتی پھرتی بن بن بن بن
کون سی بات تھی جو واسطے تیرے نہ کری
چلے بھی باندھے بہت پوجا بھی درگاہ میں کی
دیس پردیس پھری چرنوں میں لوگوں کے پڑی
پوچھا ایک ایک سے تجھ کو میں بصد حیرانی
لیک تیرے ہی کسی طرح نہ پائے درشن
جا کے متھرا میں رہی اور بڑا پوچھا تجھ کو
کاشی ؔ میں بیٹھ رہی لیک نہ پایا تجھ کو
گنگا اور جمنا کے تیرتھ پہ بھی مانگا تجھ کو
کون سی جا تھی کہ جس جا پہ نہ ڈھونڈا تجھ کو

پورب اور پچھم و اتر سے لگا تا بہ دکن ۳
اب تو لاچار ہوئی اور بڑی بے چین ہوئی
ہجر کے درد و الم میں چلا جاتا ہے جی
تا کہ اب ڈھونڈنے سے کوئی بھی جا گہ نہ رہی
اب فقط ملک عدم مجھ کو رہا ہے باقی
سو بھی کچھ دور نہیں اور نہیں راہ کٹھن
ہو گئی جان کی لیوا تری الفت بیری
مرگ کے کرتی ہے سامان محبت یہ سبھی
کوئی دن میں تو نہ سن لیجو نکل جائے گا جی
رحم کر مجھ پہ کہاں تک سہوں فرقت تیری
دیکھ اس جان پہ کیا کیا سہا تیرے کارن
روح ہونٹوں تلک آ جاتی ہے گھبراتی ہے
لیک امید ملاقات میں پھر آتی ہے
غم پہ پھٹتی مرے ہر ایک کی اب چھاتی ہے
آہ کے ساتھ مری جان چلی جاتی ہے
اب اٹھا سکتا نہیں بار مصیبت یہ بدن
یاد کر کر کے تجھے دیدہ تو رو دیتا ہے
جو مجھے دیکھتا ہے روتا وہ رو دیتا ہے
دیکھ ہر ایک مرے سمت کو رو دیتا ہے
جو مرے حال کو دیکھے ہے سو رو دیتا ہے
ہوش لوگوں کے اڑے جاتے ہیں سن میرا سخن
سر کو کہسار سے ٹکراتی ہے باد صر صر

جانور دیکھیں ہیں حیرانی سے بادیدہ تر
در و دیوار مرے حال بتر پر ششدر
سر کو دھنتا ہے مرے حال پر ہر ایک شجر
میری بے چینی سے بے چین ہیں شیر اور ہرن
جب کہ تجھ بن ہوا میرے اپر رنج و تعب
ہر کوئی کہنے لگا ہائے غضب ہائے غضب
اڑتے اڑتے مری خبروں کا فسانہ ہوا جب
اک دل آباد ہے بستی وہیں اسے جانیں ہیں سب
اس میں اک راجہ مہاراجہ کا ہے سنگاسن
نامی و نامور اور خلق میں عزت والا
جس کے تابع ہے ہر اک شاہ سے لے کر تا بہ گدا
ہے حقیقت میں جہاں مرضی پہ اس کی سارا
عقل کل نام کہا کرتے ہیں اس راجہ کا
دیکھ کر مجھ کو وہ کرنے لگا اس طرح سخن
واہ وا بھاگ مرے میں نے جو دیکھا تم کو
تم سے الفت ہے ہمیشہ سے ہمارے دل کو
میں تو یہ چاہتا تھا کہ کہیں مجھ سے ملو
آؤ جی بیٹھو مرے گھر پہ قدم رنجہ کرو
کرو روشن مرے کاشانے کو ٹک رکھ کے چرن ۱
ہم تمہیں جانتے ہیں اور بزرگوں کو سب
سب بزرگ آپ کے رکھتے ہیں ہماری ہی طلب
ہم کو بھی لوگوں سے ہے ربط محبت کے سبب

ہم کو معلوم ہوا آپ کا سب حسب نسب
عشق نے تم کو بنایا ہے بہ شکل جوگن
ہے عزیز آپ کی خاطر بڑی ہم کو دل میں
اس سے سمجھاتے ہیں اب مت رکھو غم کو دل میں
کیوں اٹھا رکھا ہے اس جور و ستم کو دل میں
جانے دو راہ نہ دو رنج و الم کو دل میں
باغ کی سیر کرو اور ہو محو گلشن
محفل عیش بنا کر رہو آنکھوں کے حضور
باغ دنیا کی کرو سیر جو ہو دل کو سرور
کیسے کیسے ہیں گل اندامواں کا دیکھو تو ظہور
یاد کو اس رخ تاباں کی کرو دل سے دور
کون سی بات کی کمتی ۲ ہے تمہیں صاحب من ۳
تم بھ سردار ہو ذی ہوش ہو ٹک غور کرو
ایک ہی شخص پہ مر جاتے نہیں جان کو کھو
سیکڑوں ماہ جبیناں ہیں ہزاروں خوش خو
تن سے بس گیروا کفنی کے تئیں دور کرو
پہنو پوشاک شہانا ۴ رکھو خوش دل اور من
شانہ ۵ لو ہاتھ میں اپنے یہ سلجھاؤ بال
سرمہ دو آنکھوں میں اور دیکھو یہ قدرت کا خیال
دل کو بہلا کے بھلا دو یہ سبھی رنج و ملال
تم پہ ہے نام خدا اس طرح کا حسن و جمال
کہ پییں خلق کے دلبر سبھی دھو دھو کے چرن

دل کو مسرور رکھو اور رہو شاد اور خوش
شیریں باتیں کرو اور شکل بناؤ دل کش
کہ ہر ایک شخص کو آ جائے تمہیں دیکھ کے غش
نہ کہ تم اوروں پہ اس طرح پھرو وحشی وش
جانے دو دور کرو دل سے یہ الفت کی لگن
آدمی رنج سہا کرتا ہے ان باتوں میں
جان کو کھوتا پھرا کرتا ہے ان باتوں میں
سب کی نظروں سے گرا کرتا ہے ان باتوں میں
نام بدنام ہوا کرتا ہے ان باتوں میں
خوب ہم دیکھ چکے ہیں کہ بڑا ہے یہ فن
خوب سن سن کے میں حیران رہی منہ کو تک
اور مایوسی و مظلومی سے دیکھا بہ فلک
حد سے زیادہ ہوئی یہ گفتگو بس اور یک بیک
تب تو وہ حال ہوا جیسے جراحت پہ نمک
واعظ کے تیروں سے چھلنی ہوا پہلو چھن چھن
سب کو روش ہے بری ہوتی ہے یہ پیت لگی
میں بھی کہنے ہی سے آخر کے تئیں رہ نہ سکی
دل میں غصہ تو بہت آیا ولے روک گئی
زار زار آنکھوں سے رونے لگی اور کہنے لگی
ہے بعید ایسے خرد مندوں سے یعنی یہ سخن
آپ تو جانتے ہیں پیت بلا ہوتی ہے
خوب معلوم ہے تم کو کہ یہ کیا ہوتی ہے

رہے خاموش طبیعت یہ خفا ہوتی ہے
واہ جی یوں بھی لگی دل سے جدا ہوتی ہے
عشق میں کس کے تئیں بھاتی ہے سیر گلشن؟
عیش کب بھاتا ہے جب تک کہ نہ ہو یار حضور
گل رخسار بجز باغ سے کب ہووے سرور
اس سوا کون ہے بہتر کہ وہ میں دیکھوں ظہور
اپنے کیا بس میں ہے جو دل سے کروں رنج کو دور
اپنے قابو میں ہے جو دور کروں رنج و محن
بال خاص اس لیے ہیں مجھ کو یہ منظور
کہ بہاریں [1] کبھی راہ اس کی جو وہ آئے ادھر
یہ تمنا ہے یہ آنکھیں گریں ان قدموں پر
بات کے کرنے سے ہے آہ کا کرنا بہتر
جلیو [2] یہ تن جو خوش آئے اسے خوش پیراہن
میرا وہ رشک قمر کون ملاوے مجھ سے
میرا وہ تیر نظر کون ملاوے مجھ سے
میرا متوالا [3] مگر کون ملاوے مجھ سے
یا خدا میرا جگر کون ملاوے مجھ سے
کون جا کر کہے میں پھرتی ہوں بے شہر بے وطن
خوش ہوں اس غم سے کہ یہ یار کے باعث ہوا
ننگ و ناموس بھی سب اس پہ سے ہے وار دیا
سر ہتیلی پر دھرا عشق میں جب پاؤں رکھا
جان کا بھی نہیں جب پاس تو پھر پاس ہے کیا

جو کہ سمجھائے مجھے اس کا ہے دیوانہ پن
نام پہ تیرے میں اس جاں کے تئیں کھوتی ہوں
تری صورت پہ میں قربان کھڑی ہوتی ہوں
خون دل روتی ہوں عارض کے تئیں دھوتی ہوں
تھام تھام اپنے کلیجے کے تئیں روتی ہوں
دیکھ رہتی ہوں ہر اک شخص کو حیراں بن بن
جو نہ سہنا تھا سہا بہت کھایا ہائے
لیک ارمان رہا دل کو بہت سارا ہائے
یعنی تو نے ہی نہ دیکھا یہ مرا چلنا ہائے
اب تو بے تابی سے گھبرا گیا دل میرا ہائے
ڈوب کر مر ہی رہوں برلب گنگ ۴ اور جمن ۵
کس کو دکھلاؤں جو گزرے ہے تری الفت میں
کچھ مرے بس کی نہیں پھنس گئی اک وقت میں
نام بدنام ہوا فرق پڑا عزت میں
ایک دیوانی سی پھرتی ہوں تری فرقت میں
عرش سے فرش تک حال ہے میرا روشن
کس سے میں جا کے کہوں کون سی جا ہے تیری
کبھی بیتابی سے بیٹھوں کبھی ہوتی ہوں کھڑی
کبھی ہو محو تصور یہی کہتی ہوں اجی
سیس کے بالوں سے میں راہ بہاروں ۱ تیری
جو قدم رنجہ کرو اور مجھے دو درشن
کبھی رو دیتی ہوں آنکھوں سے بہ شکل دریا

کبھی گاتی ہوں ترے نام کو لے لیکے پیا ۲
کبھی منہ پیٹ لیا جیب کبھی چاک کیا
آرزو ہے کہ میں سو جان سے ہوں تجھ پہ فدا
دیکھے ٹک آن کے تو بھی تو مرا جوگن پن
تو کہیں اور میں کہیں اس سے تو مر ہی جاؤں
اے مرے ماہ جبیں اس سے تو مر ہی جاؤں
تجھ کو بھی ہووے یقیں اس سے تو مر ہی جاؤں
تاب جینے کی نہیں اس سے تو مر ہی جاؤں
ہے جدائی کی نپٹ مجھ پہ مصیبت یہ کٹھن
یا الٰہی کوئی مجھ سا بھی نہ ہووے دل گیر
خجل و خوار پریشان و ذلیل اور حقیر
طور بے طور نظر آتے ہیں ہوں بس کہ نظیر
حسرتا آہ چہ بیغم بغم یار شریر
من حزیں در غم او خلق حزیں در غم من

جوگی کا روپ

میاں میں کیا کہوں اک روز اپنے دل کی حیرانی
پڑی جب ہجر کی آ کر مرے دل پر پریشانی
نہ خوش آیا مجھے گلشن نہ آبادی نہ ویرانی
اٹھا کر ہاتھ جی سے اور یہ دل میں مصلحت ٹھانی
کسی صورت سے چل دیکھیے کیسا ہے وہ جانی
پھر آیا سوچ یہ دل میں اگر یوں ہی چلے چلیے
جو وہ پہچان جاوے واں تو ناحق مفت میں مریے
مگر ایسا کوئی بہروپیے کا سوانگ اب کیجیے
کہ اس کو دیکھیے بھی خوب اور جی کا بھی رکھ لیجیے
جہاں میں زندگانی بھی میاں مشکل ہے پھر پانی
یہ کہتا تھا میں جی میں عشق نے یہ بات لا ڈالی
منگا تھوڑا سا گیرو اور وہیں کفنی رنگا ڈالی
اٹھا مندرے گلے کے بیچ سیلی برملا ڈالی
لگا منہ سے بھبوت اور شکل جوگی کی بنا ڈالی
ہوا سر پاؤں سے اودھوت جوگی جوگ کا گیانی
بنا بالوں کا انڈوا کھول بال ار ہو کے متوالا
چبا آنکھ اور دھتورا کر دیا آنکھوں کو گل لا لا
اٹھا تونبی کو اور کاندھے کے اوپر رکھ مرگ چھالا
پھرا ہاتھوں میں سمرن اور گلے میں ڈال کر مالا
چلا پڑھتا ہوا گر کا سبد اور ناتھ کی بانی

جب آیا یار کے در پر تو واں سنکھ آن کر پھونکا
صدا سنتے ہی وہ محبوب گھبرا کر نکل آیا
ولیکن دیکھتے ہی مجھ کو اس عیار نے تاڑا
پکار آؤ جوگی جی بڑی کی آج تو کرپا
جو کچھ درکار ہو لیجے منگا دھونی املِ پانی
مرا دل خوش ہوا یعنی مجھے اس نے جانا نہیں
اور اس عیار نے پہلے ہی یارو مجھ کو پہچانا
کہا جوگی جی کس نگری میں ہے اب آپ کو جانا
کبھی آگے تھے آئے یا ابھی اس جا ہوا آنا
لگا عیارگی سے جان کر دینے انا کانی
پھر اس میں کھلکھلا کر ہنس دیا اور دیکھ کر مجھ کو
کہا جوگی جی اب تم ٹک ہمارے پاس آ بیٹھو
ذرا کپڑے اتارو جوگ کے اور منہ دھو ڈالو
بھبوت ایسی ہی ملنی ہے تو پھر منہ سے لگا لیجو
یہ کہہ کر اور وہیں لا رکھ دیا آگے مرے پانی
جو ہیں پانی وہ منہ دھونے کو اس کافر نے رکھوایا
وہیں دھڑکا مرا دل اور پکارا لو غضب آیا
کہاں کا ہو کے جوگی تو نے پیچھے جھاڑ لگوایا
مجھے آتے ہی کھویا سر بھی اپنا مفت کٹوایا
بھلا کب مجھ کو چھوڑے گا وہ قاتل دشمن جانی
یہ کہتا تھا میں جی میں اس میں قاتل کھینچ کر تیغا
پکارا کیوں بے جوگی تو نے اب تک منہ نہیں دھویا

نہ تھا میرے تو دم میں دم ولیکن ہوش جب آیا
زمیں پر لوٹ سب کچھ پھینک ایسا واں سے دھر بھاگا
کہ جیسے چھوٹ کر بھاگے کوئی وحشی بیابانی
پکارا دیکھیو جانے نہ پاوے دوڑیو لیجو
ولیکن میں جو بھاگا پھر کہاں پاوے کوئی مجھ کو
لگا کہنے کبھی آنا ادھر کو پھر بھی جوگی ہو
سمجھنا ہے کسی دن سوانگ تو نے ہیں کیے جو جو
بھلا بے سبب تری شوخی شرارت ہم نے پہچانی
نظیر اس دم مجھے بھاگنے کی گھات یاد آئی
چھٹا ظالم کے پھندے سے دوبارہ زندگی پائی
جہاں لیجا کے میرے بھی خبر جس جس نے پہونچائی
ہر اک غمخوار نے مجھ سے کہا آ کر اے بھائی
خدا کے واسطے ایسی نہ کیجو پھر تو نادانی

(168)

جنم کنھیا جی

ہے ریت ۱؎ جنم ۲؎ کی یوں ہوتی جس گھر میں بالا ۳؎ ہوتا ہے
اس منڈل ۴؎ میں ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بٹھا ۵؎ کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند مندیلے باجت ہیں نت بھون اجالا ہوتا ہے
یوں نیک پچھتر ۶؎ لیتے ہُں اس دنیا میں سنسار جنم
پر ان کے اور ہی لچھن ہیں جب لیتے ہیں اوتار ۷؎ جنم
سبھ ۸؎ ساعت سے یوں دنیا میں اوتار ۹؎ گربھ میں آتے ہیں
جو نار دمن ۱۰؎ ہے دھیان بھلی سب ان کا بھید بتاتے ہیں
وہ نیک مہورت ہے جس دم اس ششٹ ۱۱؎ میں جنمے جاتے ہیں
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہیں
یوں دیکھنے اور کہنے میں وہ روپ تو بالے ہوتے ہیں
پر بالے ہی پن میں ان کے اپکار نرالے ۱۲؎ ہوتے ہیں
یہ بات کہی جو میں نے اب یوں اس کو تو اب دھیان لگا
ہے پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس ۱۳؎ جو راجہ متھرا کا
دھن ڈھیر بہت بل ۱۴؎ تیج ۱۵؎ نپٹ سامان انیک ۱۶؎ اور ڈیل ۱۷؎ بڑا

گج ۱۸؎ اور ترنگ ۱۹؎ اچھے نیکے ۲۰؎ انباری ہووے زین سجا
جب بن ٹھن اونچے ہسی پر وہ پاپی ۲۱؎ آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک ۲۲؎ دل چلتا تھا
اک روز جو اپنے بھج ۲۳؎ بل پر وہ کنس بہت مغرور ہوا
اور ہنس کر بولا دنیا میں ہے دوجا ۲۴؎ کون بلی ۲۵؎ مجھ سا
اک بان ۲۶؎ لگا کر پربت کو چاہوں تو ابھی دوں پل میں گرا
اس دیس سے بڑھ ۲۷؎ بل جتنے ہیں کون مجھ سے ہووے سوا
جو ڈشٹ ۱؎ کوئی آ جدھ ۲؎ کرے کب موں ۳؎ پرواہ ۴؎ کا جور چلے
وہ سامنے میرے ایسا ہو جوں چیٹی ہاتھ پانوں تلے
وہ ایسے ایسے کتنے ہی جو بول ۵؎ گربھ ۶ کے کہتا تھا
سب لوگ سبھا ۷؎ کے سنتے تھے کیا تاب جو بولے کوئی ذرا
تھا ایک پرکھ ۸؎ وہ یوں بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا
جو تیرا مارن ۹؎ ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا
تو اپنے بل پر ہائے مورکھ ۱۰؎ اس آن عبث ہنکار ۱۱؎ لیا
وہ تجھ کو مار گراوے گا یوں جیسے بھنگا مارلیا
یہ بات سنی جب کنس نے وں تب سنکر اس کے ہوش اڑے
بھومن ۱۲؎ کے بھیتر آن بھرا اور بول گرھ سگرے ۱۳ بسرے ۱۴؎
یوں پوچھا وہ کس دیس میں ہے اور کون بنوں آکر جنمے
کون اس کے مات ۱۵؎ پتا ہوویں جو پالیں اس کو چاہت سے
وہ بولا متھرا نگری میں اک روز جنم وہ پاوے گا
جب سیانا ہو گا تب تجھ کو اک پل میں مار گراوے گا
یہ بات منائی کنس کو پھر پھر آٹھ لکیریں واں کھینچیں

بسدیو پتا کا ناؤں ۱۶ کہ او ردیو کی ماتا ٹھہرائیں
ان آٹھ لکیروں کی باتیں پھر کنس کو اس نے سمجھائیں
سب چھورا چھوری دیو کی کے ہیں جگ میں آٹھ یو ہیں
بل تیج گرب میں تو نے تو سب کا رج گیان بسارا ہے
جو پاچھے ریکھا ۱۷ کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے
اس بات کو سنکر کنس بہت تب من میں اپنے گھبرایا
جب نارد من اس پاس گئے تب ان سے اس نے بھید کہا
تب نارد من نے اس کو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا
پھر کنس کو واں اس بات سوا کچھ اور نہ مارک بن آیا
جو اپنی جان بچانے کا گر سوچ یہ اس نے پھند کیا
بلوا بسدیو ۱۸ اور نہ دیو کی ۱۹ کو اک مندر بھیتر بند کیا
جب قید کیا ان دونوں کو تب چوکیدار دیے بٹھا
اک آن نہ نکسن ۲۰ پاویں یہ پھر ان سب کو یہ حکم دیا
سامان رسوائی ۲۱ کا جو تھا سب ان کے پاس دیا رکھوا
اور دوار ۲۲ دیے اس مندر کے تب بھاری تالے بھی جڑوا
ہشیار لگے یوں رہنے واں نت چوکی کے دینے ہارے ۲۳
کیا تاب جو کوٹھے چھجے پر اک آن پرندا پر مارے
بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من وہ بھر کر نیند نہ سوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اس کو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
اس مندر میں ان دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس آن اسے جھپ مارے تھا من بات پتا کا روتا تھا
ایک مدت تک ان دونوں کا اس مندر میں یہ حال رہا

جو بالک ان کے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال ۲۴ رہا
پھر آیا واں اک وقت ایسا جو آئے گرب میں من موہن
گوپال منوہر مرلی دھر سیکشن کشورن کنول نین
گھنشیام مراری بنواری گردھاری سندر سیام برن
پربھوناتھ بہاری کان الاسکھدائی جگ کے دکھ بھنجن
جب ساعت پر گھٹ ۲۵ ہونے کی واں آئی کٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کھیا کی
تھا نیک مہینا بھادون کا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
پھر آدمی رات ہوئی جسدم اور ہوا پچھتر روہنی ۱ بھی
سب ساعت نیک مہورت سے واں جنمے آ کر کشن جبھی
اس مندر کے اندھیارے میں جو اوراجالی آن بھری
بسدیو سے بولین دیو کی جی مت ڈر بھومن میں ڈھیر کرو
اس بالک کو تو گوکل میں لے پہونچو اور مت دیر کرو
جو اس کے تم لیجانے میں یاں ٹک بھی دیر لگاؤ گے
وہ ڈشٹ اسے بھی مارے گا پچارے ہی رہ جاؤ گے
اس آن سنبھل کر تم اس کو جو گوکل میں پہنچاؤ گے
اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اس کی جان بچاؤ گے
واں گوکل باشی ۳ جو اس کو لے اپنی گود سنبھالے گا
کچھ نام وہ اس کا رکھ لے گا اور مہر دیا ۴ سے پالے گا
جو حال ۵ یہ واں جا پہونے گا تو اس کا جی بچ جاوے گا
جو کرم ۶ لکھی ہے تو پھر بھی مکھ سے ہم کو آن دکھاوے گا
جس گھر کے بیچ پلے گا یہ وہ گھر ہم کو بتلاوے گا

ہم اس سے ملنے جاویں گے یہ ہم سے ملنے آوے گا
نہ کام ہمیں کچھ دعوٰی سے نہ جھگڑا اور پرکھے سے
جب دیکھنے کو من بھٹکے گا سکھ پاویں گے اس کے دیکھے سے
ہے آدھی رات اگبھی و یاں لیجاؤ اسے تم حال ادھر
لپٹا لو اپنی چھاتی سے دے آؤ جا کے اور کے گھر
من بیچ انہوں نے یہ تھا ڈر دن ہووے گا تو کنس آ کر
اک آن میں اس کو مارے گا رہجاوینگے ہم آنسو بھر
یہ بات نہ تھی معلوم انہیں یہ بالک جگ نستاریگا
کب مار سکے گا کنس اسے یہ کنس کو بھی آپی مارے گا
جب دیوکی نے بسدیو سے واں رو رو کر تب یہ بات کہی
وہ بولے کیونکر لیجاؤں ہے باہر تو چوکی بیٹھی
اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں میرے بس ی
تب دیوکی بولیں لیجاؤ من ایشر ۸ کی رکھ آس ابھی
وہ بالک کو جب لے کر نکلے سب سانکر ۹ پٹ پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اس آن جھڑا جھڑا ٹوٹ گئے
جب آئے چوکیداروں میں تب واں بھی یہ صورت دیکھی
سب سوتے پائے اس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
جب سوتا دیکھا ان سب کو نربھو ۱۰ نکلے وا سے بھی
پھر آئے جمنا پہ جو ہیں پھر جمنا دیکھی بہت چڑھی
یہ سوچ ہوا من بیچ انہیں پیر اس جل میں کیسے دھریے
ہے رین اندھیری سنگ بالک اس بپتا ۱۱ میں اب کیا کریے
یوں من میں ٹھہرا پھر چلیے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا

بھگوان دیا پر آس لگا واں جمنا جی پر دھیان دھرا
یہ جوں جوں پاؤں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا
یہ بات لگی جب ہونے واں بسدیو گئے من میں گھبرا
تب پاؤں بڑھائے بالک نے جو آپ سے اور بھیگے جل میں
جب جمنا نے پگ ۱۲؎ چوم لیے جا پہونچے پار وہ اک پل میں
جب آن براجے ۱۳؎ گوکل میں سب پھاٹک واں بھی کھلے پائے
تب وانسے چلتے چلتے وہ پھر نند ۱۴؎ کے دوارے آ پہونچے
واں نند محل کے دوارے بھی سب دیکھے پٹ پٹ دوار کھڑے
جو چوکی والے سوتے تھے اب کون انہیں روکے ٹوکے
بیچ محل کے جا پہونچے سب سوتے واں گھر والے تھے
ہر چار طرف اجیالی تھی جوں سانجھ میں دیوے ۱۵؎ بالے تھے
اک اور اچنبھا ۱۶؎ یہ دیکھو جو رات جنم سی کشن کی تھی
اس رات جسودا ۱۷؎ کے گھر میں تھی جنمی یارو اک لڑکی
واں سوتے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اس لڑکی کو وہ آپ اٹھا لے نکلے آئے متھرا جی
جب لڑکی لائے مندر میں سب تالے مندر لاگ اٹھے
جو چوکی دینے والے تھے پھر وہ بھی اس دم جاگ اٹھے
جب بھور ۱۸؎ ہوئی تب گھبرا کر سدھ کنس نے لی اس مندر کی
جب تالے کھنوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
لے ہاتھ پھرایا چکر دے تو پٹکے وہ بن پٹکے ہی
یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہونچی
یہ کہتی نکلی اے مورکھ کیا تو لے سوچ بچارا ہے

وہ جیتا اب تو کیس مکٹ تیرا مارن ہارا ہے
جب کنس نے واں یہ بات سنی من بیچ بہت سا بجیایا ۵
جو کارج ۶ ہونے والا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سو بیچ کرو سو بات سناؤ حاصل کیا
ہر آن وہی یاں ہونا ہے ماتھے کے ہے بیچ لکھا
ہیں کہتے بدھ جسے اب یاں وہ سوچ بڑے ٹھہراتی ہے
تقدیر کے آگے پر یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے
اب نند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبہ یہ ٹھہرا
جو رات کو تھی جنمی لڑکی اور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھر نالیں چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا نل شور مچا
پھر کشن گرب نے نام رکھا سب کنبے کے مل بیٹھے آ
انند اور جسودا اور کوات کرنے واں ہیرا پھیر لگے
پکوان مٹھائی میوے کے ہر ناری ے آگے ڈھیر لگے
سب ناری آئیں گوکل کی اور پاس پڑوسن آ بیٹھیں
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھی کچھ گیت جچا ۸ کے گاتی تھیں
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ۹ ہو کر دیکھ رہیں
کچھ تھال پنجیری کے رکھتیں کچھ سونٹھ سنٹھورا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آج کے دل کا لینے کو
کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو
کوئی کھٹی بیٹھی گرم کرے کوء ڈالے اسپند اور بھوسی
کوئی لائے ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی میوہ گھی
کوئی دیکھے روپ اس بالک کا کوئی ماتھا چومے مہر بھری

کوئی بھووں کی تعریف کرے کوئی آنکھ نکو کوئی پلکونکی
کوئی کہتی عمر بڑی ہووے اے بیر تمہارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ بہو لاؤ اس آس مرادوں والے کی
کوئی کہتی بالک خوب ہوا اے بھینا تیری نیک رتی
یہ بالے ان کو ملتے ہیں جو دنیا میں ہیں بڑھ بھاگی
اس کنبے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ بڑھے اس گھر کے بھی
یہ باتیں سب کی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی
اے بیر یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تم سے بھگوان کی مو پر کرپا ہے
تھی کونے کونے خوشوقتی اور طبلے تال کھنکتے تھے
کوئی ناچ رہی کوئی گا رہی کوئی ہنس ہنس کچھ روپ سجے
ہر چار طرف آنندیں تھیں واں گھر میں نند جسودا کے
کچھ آنگن بیچ براجے تھیں کوئی بیٹھی کوٹھے اورچھجے
سو خوبی اور خوشحالی سے دکھلاتی تھی سامان کھڑی
سچ بات ہے بالک ہونے کی ہے دنیا میں آنند بڑی
پھر اور خوشی کی بات ہوئی جب ریت ہوئی دوکاندوں کی
رکھوائی دودھ کی مٹکی بھر اور ڈالی ہلدی بہتیری
یہ اس پر پھینکے بھر بھر کر وہ اس پر ڈالے گھڑی گھڑی
کوئی پوچھے مکھ اور باہن کو کوئی سکھرانی[1] پھینکے اور مٹھڑی[2]
اس دودھ کی بھی رنگ رلیوں میں روپ ہوا ہر ناری کا
اور تن کے ابرن یوں بھیگے جوں رنگ ہو کیسر کیاری کا
سکھ منڈل میں یہ دھوم مچی اور باہر نیگی جوگی بھی

کچھ ناچیں بھانڈ بھگیتے بھی کچھ بھجڑے پاویں بیل بڑی
آنند بدھاوے باج رہے نرسنگے سرنا اور ترئی
رنگین سنہرے پالنے بھی لے ہاتھ کھڑے کتنے برتی
ہر آن اٹھائی تھیں مانک کیا گنتی روپے سونے کی
نند اور جسودا نے ایسی کی شادی بالک ہونے کی
جو نیگی جوگی تھے ان کو آن نپٹ خوشحال کیا
پہرائے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بہتیرا
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب انہیں بھی خوب دیا
مہمان جو گھر میں آئے تھے سب ان کا بھی ارمان رکھا
دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوش کیا لوگ لگائی کا
بھر تھال روپے اور مہریں دیں جب نیگ چکایا دائی کا
نند اور جسودا بالک کو واں ہاتھوں چھاؤں میں تھے رکھتے
نت پیار کریں تن من واریں سھتری ابرن گہنے بنکے
جی بہلاتے من پر چاتے اور خوب کھلونے منگواتے
ہر آن جھلاتے پالنے میں وہ ایدھر اور اودھر بیٹھاتے
کر یادنظیر اب ہر ساعت اس پالنے اور اس جھولے کی
آنند سے بیٹھو چین کرو جے بولو کانھ جھنڈولے کی

بالپن بانسری بجیا

یارو سنو یہ دودھ کے لٹیا کا بالپن
اور بدھ پوری نگر کے بسیا کا بالپن
موہن سروپ نرت کریا کا بالپن
بن بن کے گوال گوویں چریا کا بالپن
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ظاہر میں سُت پِتا وہ نند جسودا کے آپ تھے
ورنہ وہ آپ ہی مائی تھے اور آپی باپ تھے
پردے میں بالپن کے یہ ان کے ملاپ تھے
جوتی سروپ ہے کہیے جنہیں سو وہ آپ تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ان کو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا
سنسار کی جو ریت تھی اس کو رکھا بجا
مالک تھے وہ تو آپی انہیں بالپن سے کیا
واں بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

مالک جو ہووے اسکو سبھی ٹھاٹھ یاں سرے
چاہے وہ ننگے پاؤں پھرے یا مکٹ دھرے
سب روپ ہیں اسی کے وہ جو چاہے سو کرے
چاہے جواں ہو جائے لڑکپن سے من بھرے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

بالے ہو برج راج جو دنیا میں آ گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اس بالپن کے روپ میں کتنوں کو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہاں کو جتا گئے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

یوں بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر ان کے بالپن میں تو کچھ اور ہی بھید تھا
اس بھید کی بھلاجی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

روہاروؤں تو یار و عجب جائے غور تھے
لڑکوں میں وہ کہاں ہیں جو کچھ ان میں طور تھے
آپ ہی وہ پربھوناتھ تھے آپ ہی وہ دور تھے
ان کے تو بالپن ہی میں تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

وہ بالپن میں دیکھتے جدھر نظر اٹھا
پتھر بھی ایک بار تو بن جاتا موم سا
اس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ
ڈنڈوٹ ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

پردا وہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا
کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا
پر کون جانتا تھا جو کچھ ان کا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

موہن مدن گوپال ہری بنس من ہرن
بلہاری ان کے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن
لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

پیدا تو مدن پر میں ہوئے شیام جی مرار
گوکل میں آ کے نند کے گھر لیا قرار

نند ان کو دیکھ ہووے تھا جی جان سے نثار
مائی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال براج راج
سب کے گلے کے کٹھلے تھے اور س کے سر کے تاج
سندر جو ناریاں تھیں وہ کرتی تھیں کام کاج
رسیا ان دنوں تو عجب رس کا تھا مزاج
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بد شک سے تو روکے سدا دور ہٹتے تھے
اور خوبرو کو دیک کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریوں سے ان کے غم و درد بٹتے تھے
ان کے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

اب گھٹنیوں کا ان کے میں چلنا بیاں کروں
یا میٹھی باتیں منہ سے نکلنا بیاں کروں
یا بالکوں کی طرح سے پلنا بیاں کروں
یا گودیوں میں ان کا اچھلنا بیاں کروں
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

پانی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال
دھرتی تمام ہو گئی اک آن میں نہال
باسک چران چھوؤں کو چلے چھوڑ کر نہال
آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ ان کے حال
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

تھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال
پاؤں میں گھنگھرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
چلتے ہمک ہمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال
تھانیں کبھی جسودا کبھی نند لیں سنبھال
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

پہنے جھگا گلے میں وہ جو دکھنی چیر کا
گہنے میں بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا
میں کس طرح کہوں اسے چھورا اسیر کا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

جب پانوں چلنے لاگے بہاری نولکشور
ماکھن اچکے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور
ڈالا تمام برج کی گلیوں میں اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

کرنے لگے جو دھوم جو گردھاری نند لال
اک آپ اور دوسرے ساتھ ان کے گوال پال
ماکھن دہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال
دی اپنے دودھ کی چوری کی گھر گھر میں دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنوں کے لگے گھر میں جا بجا
جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر میں جا پھرا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا سو کھا لیا
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

کوٹھی میں ہووے پھر تو اسی کو دھنڈورنا
گولی میں ہو تو اس میں بھی جا منہ کو بورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا
پہونچا نہ ہاتھ تو اسے مرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

گر چوری کرتے آ گئی گوالن وہاں کوئی
اور اس نے آ پکڑ لیا تو اس سے بولے ہاں

میں تو تیرے دہی کی اڑاتا تھا مکھیاں
کھاتا نہیں میں اس کے نکالے تھا چیوٹیاں
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

گر مارنے کا ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا
تو اس کی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا
ہر طرح واں سے بھاگ نکلتے اڑا چھوڑا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اس کو وہ سروپ دکھاتے تھی مرلی دھر
جو آپی لا کے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
غصہ وہ ان کا آن میں جاتا وہیں اتر
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ان کو تو دیکھ گوالنیں جی جان پاتی تھیں
گھر میں اسی بہانے سے ان کو بلاتی تھیں
ظاہر میں ان کے ہاتھ سے وہ نل مچاتی تھیں
پردے میں سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھیں
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

کہتی تھیں دل میں دودھ جب اب ہم چھپائیں گے
سیکشن اسی بہانے ہمیں منہ دکھائیں گے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن نہ پائیں گے
تو ان کو کیا غرض ہے یہ کاہے کو آئیں گے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھیں آ کے بیر
اب تو تمہارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہم کو گالیاں پھر پھاڑتا ہے چیر
چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

ماتا جسودا ان کی بہت کرتی منتیاں
اور کانھ کو ڈراتی اٹھا بن کی سانٹیاں
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیاں
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہیں جھوٹیاں
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھ کو پکڑ کر لے جاتی ہیں
گانے میں اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہیں
سب ناچتی ہیں آپ مجھے بھی نچاتی ہیں
آپ ہی تمہارے پاس یہ فریادی آتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہیں
جاتا ہوں راہ میں تو مجھے چھیڑ جاتی ہیں
آپ ہی مجھے رٹھاتی ہیں آپی مناتی ہیں
مارو انہیں یہ مجھ کو بہت سا ستاتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

اک روز منہ میں کانھ نے ماکھن جھکا دیا
پوچھا جسودا نے تو وہیں منہ بنا دیا
منہ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا
اک آن میں دکھا دیا اورپھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
موہن نولکور کی تھی سب کے دل میں چاہ
ان کو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ
ایسا تو بالپن نہ ہوا ہے کسی کا آہ

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کھیا کا بالپن

سب بل کے یارو کشن مراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے

دو چور گوپی ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

بانسری

جب مرلی [1] دھر نے مرلی کو اپنی امدھر دھری
کیا کیا پریم میت [2] اس میں دھن بھری
لی اس میں رادھے [3] کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دھن جو اس کی ادھر اور ادھر ذری
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اس کے سننے سے دھن ہو گئے دوھنی
کتنوں کی سدھ بسر گئی جس دم وہ دھن سنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیا [4] کل چینی
کیا نرسے لے کے ناریاں کیا کوڑھ [5] کیا گنی [6]
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس آن کانھ [7] جی کو وہ بنسی بجاؤنی
وجس کان میں وہ آؤنی واں سدھ بھلاؤنی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاؤنی
نکلی جہاں دھن اس کی وہ میٹھی سہاؤنی
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس دن سے بنسی اپنی وہ سیکشن نے سجی
اس سانورے بدن پہ نپٹ آن کر سجی
مرنے بھلایا آپ کو ناری نے سدھ تجی
ان کی ادھر سے آ کے وہ بنسی جدھر بجی
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

گوالوں ۸ میں نند لال بجاتے وہ جس گھڑی
گوئیں ۹ دھن اس کی سننے کو رہ جاتی سب کھڑی
گلیوں میں جب بجاتے تو وہ اس دھن بڑی
لے لے کے اتنی لہر جہاں کان میں پڑی
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی ۱۰ کو مرلی دھر جی بجاتے گئے جدھر
پھیلی دھن اس کی روز ہر اک دل میں کر اثر
سنتے ہی اس کی دھن کی حلاوت ادھر ادھر
منہ چنگ اور نے کی دھنیں دل سے بھول کر
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن میں اگر جاتے تو واں بھی اس کی یہ چاہ
کرتی دھن اس کی پنچھی ۱۱ کے دل میں راہ
بستی میں جو بجاتے تو کیا شام کیا پگاہ
پڑتے ہی دھن وہ کان میں بلہاری ہو کے واہ

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری
کتنے تو اس کی دھن کے لیے رہتے بے قرار
کتنے لگائے کان ادھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ میں کر رہتے انتظار
آئے جدھر بجاتے ہوئے شیام ۲ جی مرار ۳
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری
موہن ۴ کی بانسری کے میں کیا کیا کہوں جتن ۵
لے اس کی من کی موہنی دھن اس کی چت ہرن
اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بچن ۶
کیا چل ۷ے پون نظیر پکھیرو و کیا ہرن
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اس مرلی دھر بجیا کی
نت سیوا گنج پھریا کی اور بن بن گوؤ چریا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ بھرنا مہر کریا کی
گردھاری سندر شیام برن اور پنڈر جوگی بھیا کی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

ایک روز خوشی سے گیند تڑی کی موہن جمنا تیر گئے
واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہکر گوال اور بالن سے
جو گیند تری جا جمنا میں پھر جا کر لاوے جو پھینکے
وہ آپی انتر جامی تھے کیا ان کا بھید کوئی پاوے
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

واں کشن بدن من موہن نے سب والن سے یہ بات کہی
اور آپی سے جھپ گیند اٹھا وہ اس کالی دہ میں ڈالدائی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی
سب گوال سکھا حیران رہے پھر بھید نہ سمجھے اک رئی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سنی برج نارن نے تب گھر گھر اس کی دھوم مچی
نند اور جسودا آ پہونچی سدھ بھول کر اپنے تن من کی

آ جمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی
کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نہ جانے کوئی بھی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جس میں وہ کودے من موہن واں آن چھپا تھا اک کالی
سر پاؤں سے ان کے آ لپٹا اس کے وہ بھیتر دیکھتے ہی
پھن مارے پہونچا زور کیے اور پہروں تک ناں کشتی کی
پھنکاریں لیں بل تیج کیے پر کشن رہے واں ہنستے ہی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جب کالی نے سو پیچ کیے پھر ایک کلاواں شیام نے کی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اس کا نکسن لاگا جی
پھر ناتھ لیا اس کالی کو ایک پل بھر بھی نا دیر لگی
وہ وار کیا اور استت کی ہر ناگن بھی پھر پاؤں پڑی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اس دہ میں سندر شیام برن اس کالی کو جب ناتھ چکے
لے ناتھ کو اس کے ہاتھ اپنے ہر پھن کے اوپر برت گئے
کر اپنے بس میں کالی کو مسکیا نے مرلی ادھر دھرے
جب باہر آئے من موہن سب خوش ہو جی جی بول اٹھے
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

تھے جمنا پر اس وقت کھڑے واں جتنے آ کر نر ناری
دیکھ ان کو سب خوشحال ہوئے جب باہر نکلے بنواری
دکھ چنتا من سے دور ہوئے آنند کی آئی پھر باری
سب روشن پا کر شاد ہوئے اور بولے جی جی بلہاری
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

نند اور جسودا کے من میں سدھ بھولی بسری پھر آئی
سکھ چین ہوئے دکھ بھول گئی کچھ دان اور پن کی ٹھہرائی
جب برج کے باسن کے ہر دے میں آنند خوشی اس دم چھائی
اس روز انہوں نے یہ بھی نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی
یہ لیلا اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

کنھیا جی کی شادی

جہاں میں جس وقت کشن جی کی اوستا سدھ بدھ کی یارو آئی
سنبھالا ہوش اور ہوئے سیانے وہ بالپن کی ادا بھلائی
ہوا قد ان کا کچھ اس طرح سے کہ قمری جس کی فدا کہائی
نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ بدن کی سج دھج نئی بنائی
ہوئے خوشی نند اپنے من میں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی
جو سدھ سنبھالی تو کشن کیا کیا لگے پھر اپن چھبین دکھاؤنے
جگہ جگہ پر لگے ٹھٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ بچھڑا گوؤں کو ساتھ لے کر لگے خوشی سے بنوں میں جانے
جو دیکھا نند اور جسودا نے یہ کہ شیام تو اب ہوئے سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے من میں آ کر کریں اب ان کی کہیں سگائی
پھر آپ ہی وہ یہ من میں سوچے کہ ان کی اب ایسی جا ہو نسبت
بڑا گھر ہو در بڑے ہوں ساماں بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو ان کی حرمت
وہ لڑکی جس سے کہ ہو سگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوب صورت
ہیں جیسے ہی نند کشور موہن نول دلارے کنور کنھائی
کئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے انہیں بلایا
کسی کو ایدھر کسی کو اودھر سگائی ڈھونڈھن کہیں بھجایا
جو بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو ان سبھوں کے تئیں جتایا
پھریں بہت ڈھونڈتی وہ ناریں ی تھا جسودا نے جو سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انہوں نے نہ ویسی کوئی دلاری پائی

وہ ناریاں جب یونہیں پھر آئیں تو بولی یوں اور ایک ناری
ہے یہ جو برسانا اس میں ہے کی برکھ بھان کی نول دلاری
ہیں رادھکا نام اس کا کہتے بہت سندر ہے نپٹ پیاری
کہی میں نے تو بات ان سے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی اس جا کہ اس میں ہے گی بہت بھلائی

یہ سن جسودا نے جی میں چپ ہو ادھر کو ناری کئی بھجائیں
چکیں وہ گوکل سے دل میں خوش ہو ویں وہ برسانے بیچ آئی
جہاں وہ گھر کہ بیاں کیا تھا وہ ناریاں سب ادھر کو دھائیں
انہوں نے آدر بہت سا کر کے مندر کے بھیتر وہ سب بٹھائیں
جو بیٹھیں تو یہ لگیں سنانے ادھر ادھر کی بہت بڑائی

جو کہہ چکیں یہ ادھر ادھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی
بڑے ہو تم بھی بڑے ہیں وہ بھی یہ بات ہووے تو خوب ہو گی
ہے جیسا سندر انہوں کا لڑکا تمہاری سندر ہے ویسی لڑکی
ادھر بھی دولت ادھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی
انہوں نے اپنی بہت جمائی پر ان کے دل میں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت یہ سن کے باتیں وہ بولی ہنس کر
وہ ایسے کیا ہیں جواب ہمارے جس اور دولت کے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سو ایسے ہیں گے ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر
ہم اپنی لڑکی انہیں نہ دیں گے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا بر
کرو ہمارے نہ گھر میں تم یاں اب اس سگائی کی تب کہائی

سنا جب ان ناریوں نے یہ تو چلیں ادھر سے وہ شرم کھائیں
بہت ہی من میں ہو سست اپنے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں

سنی جو باتیں تھیں واں انہوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں
یہ باتیں سن کر جسودا من میں بہت خفا ہو بہت لجائیں
سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی
جب اس سگائی نہ ہونے سے واں برا جسودا نے من میں مانا
تو بھید ان کا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہے یہر نے جانا
کہا یہ من میں خہ کوئی لیلا کو چاہیے اب ادھر دکھانا
بنا کے موہن سروپ نت پر سے خوب برسانے بیچ جانا
گئے وہیں ہر پھر اس مکان میں اور اپنی بنسی وہ جا بجائی
بجی جو موہن کی بانسری واں تو دھن کچھ اس کی عجب ہی نکلی
پڑی وہ جس جس کے کان میں آ اسے سدھ اپنے بدن کی بسری
بھلائی بنسی نے کچھ تو سدھ بدھ ادھر جھلک جو سروپ کی تھی
ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی جھمکی
کہ جس کی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی
سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں ادھر کو جو آن نکلی
سروپ دیکھا وہ کشن جی کا ادھر سے ان کی سنی وہ مرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں تو ایسی موہن نے موہنی کی
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ ان کی صورت کو دیکھتے ہی
ادھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سدھ بھلائی
دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل میں نند لالا
پھر اک کلا کی وہ کتنے دن میں کہ رادھا گوری کو ماندا ڈالا
بہت دوائیں انہوں نے کیں واں پہ فائدے نے نہ سر نکالا
پھر آپ موہن نے بید بن کر دوا کی تھیلی کو واں سنبھالا

پکارے برسانے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی
ادھر تھے ہارے دوائیں کرے سنی انہوں نے جو بات ان کی
بلا کے جلدی مندر کے بھیتر دکھائی رادھا جو وہ دکھی تھی
انہوں نے کچھ واں دوا بھی دی اور دکھائے کچھ چھو چھو منترے بھی
پڑھنت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں اچھی وہیں رادھکا جی
ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی
ہوئیں جو چنگی جو رادھکا جی تو سب مندر میں خوشی کے براجی
وہ برکھ بھان اور سبھی کٹم کے یہ بات من بیچ آ کے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی ان سے کریں تو ہے گی یہ بات اچھی
جو رسم ہوتی سگائی کی ہے وہ سب انہوں نے خوشی سے کر دی
نظیر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی ہے سیکشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف دھیان کے تئیں ٹک ادھر کو لا
چرچا ہے اس کا واسطے سب کے بہت بھلا
کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا
ہے نام اس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھ دیو نے کتھا یہ پرچھت سے ہے کہی
اس نے سنی تو اس کا ہوا دل بہت خوشی
پھر بھیکم ایک راجہ مندر کی جو مندری تھی
تھے پانچ بیٹے اس کے بہت سندر اور بلی
گھر بار اس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اس کا سو اس کا رکم تھا نام
اور رکمنی بیٹی بہت خوب خوش خرام
روپ اور سروپ اس میں تھے سر پاؤں سے تمام
سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھی خوش خرام
گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

نارومن اک دن آئے جہاں پر تھی رکمنی
اور اس سے بات انہوں نے وہ سیکشن کی کہی
لیلا سنائیں وہ سبھی روپ اور سروپ کی
جب رکمنی نے خوبی وہ سیکشن کی سنی
سنتے ہی ان کی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہیں دل میں آن کر
برتی جبھی میں جاؤں ملے جب وہ مجھ کو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ ادھر
آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر
بے چین دل میں رہنے لگی سب سے ہو خفا
چھپتی نہیں چھپائے سے صورت جو چاہ کی
سکھیاں سہیلیاں جو تھیں اور لڑکیاں سبھی
دیکھی جو رکمنی کی انہوں نے یہ بے کلی
جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگیں انہوں کی وہ باتیں بنا بنا
بولیں وہ سب کرشن تو اوتار ہیں بڑے
جو خوبیاں ہیں ان میں کہاں تک کوئی کہے
روپ اور سروپ ان کے کی کیا کیا صفت کرے
لیلا ہوئیں ہیں ان سے جو ہوں کب وہ اور سے
ما دیو کی ہے ان کی وہ بسدیو جی پتا
جنمے وہ بدھ پورے میں تو جب آدھی رات تھی
بسدیو ان کو لے چلے گوکل اسی گھڑی
جمنا نے ان کے چھو کے چرن جلد راہ لی
پہونچے جو گھر میں نند جسودا کے کانھ جی
سب نیگیوں نے نیگ بدھائی کا واں لیا
بسدیو جی نے بھیجا کرک پنڈتا کو واں
تو نام ان کا جا کے وہاں کر بہت دھیاں

سبھ نام جو کہ ہووے بیاں کر اسے عیاں
گوکل میں آ مصر نے بہت ہو کے شادماں
ان کا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا
تھے بالپن میں جھولتے ہر دم کرشن جی
جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیوے جی
اس نے جو چھاتی زہر بھری ان کے منہ میں دی
منہ لگتے ہی انہوں نے وہ جان اس کی کھینچ لی
اس کے پران کڑھ گئے اور کچھ نہ بس چلا
کا گا سر آیا دشٹ لیا اس کو مار بھی
پھر ترناونت کی بھی ہوا دور کے سبھی
سکٹا سر آیا اس کی بھی گاڑی الٹ ہی دی
آیا سری دھر اس کی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ دشٹ آئے سبھوں کو الٹ دیا
پھر پاؤں چلنے لاگے جو دھرتی پہ نند لال
آئے وہ جن کی گود میں ان کو کیا نہال
سیانے ہوئے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال
مرلی کی دھن سنا کے کیا سب کا جی نڈھال
گوئیں چرائیں بن میں وہ بنسی بجا بجا
دھمکا کے گوالنوں سے لیے دودھ اور دہی
کھانے کھلائے ان کو جو تھے ساتھ میں سبھی
جب گوالنوں نے آ کے جسودا سے یہ کہی
جھڑکا انہوں نے سانٹے اٹھا کر جو اس گھڑی

تر لوک کھول منہ انہیں ہر نے دکھا دیا
جملا وار جن اور وہ دو دیوتا جو تھے
دو تاڑ بن گئے تھے کسی کے سراپ سے
مدت تلک وہ بن میں یوہیں تھے کھڑے ہوئے
لیلا سے اپنی کشن نے اس بن میں آن کے
ویسا ہی دیوتا انہیں اک پل میں کر دیا
راچھس بہت جو کشن پہ آنے لگے وہاں
نند اور جسودا کی لگی دیکھ ان سے جانے جان
لے کر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلاں
آ کر وہ بند رابن کے لگے رہنے درمیاں
گوکل کا باس سب نے اسی دن سے پھر تجا
لے گوال بال جانے لگے شیام من ہرن
گویں لگے چرانے جہاں ہے یہ گوردھن
واں بھی بتا سر آیا بکا سر بھی نکلا بن
مارا اور اس کی چونچ کو چیرا سمیت تن
آیا لکھا سر اس کے بھی سر کو اڑا دیا
دکھلائی اپنی ہر نے جو لیلا وہ بچھ ہرن
دیکھ اس کو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
ڈھنگ راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر و فن
مارا اسے بھی ہر نے جہاں ہے یہ تال بن
کالی کو دہ میں ناتھکیا نیر نر ملا
گویں کھڑے چراتے تھے بن میں جو شیام جی

اس بن میں ایک دن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال چھکری گویں کھڑی سبھی
لیلا سے واں بھی ہر نے وہ دیکھ ان کی بے بسی
اس آگ سے سبھوں کو لیا آن میں بچا
پھر کی جو لیلا چیر ہرن ہر نے خوب تر
سرپت نے پھر وہ کوپ کیا ان پر آن کر
سرپت کو واں اٹھا لیا بنسی اپر ادھر
پھر سرو سمیں شیام نے لی ناریاں سندر
مرلی بجا کے نرت کیا راس کو بنا
مارا وہ سانپ پاؤں پہ لپٹا جو نند کے
لیں گوپیاں چھوڑا وہیں پھر سنگھ چور سے
سر کا سر اور کسبی و بھوما سر آ گئے
اپنے سے مکر ہر سے انہوں نے بہت کیے
ہر نے انہیں بھی مار کے بھوں پر دیا گرا
اک روز بند رابن سے لے آئے انہیں جو واں
چلنے کو ساتھ ان کے ہٹیں سب وہ گوپیاں
جمنا میں پھر نہائے جو اک روز شادماں
ہر نے دکھائے واں انہیں لیلا سے یہ نشاں
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے ان کو جا بجا
جب بندرابن میں آئے تو دھوبی کو کنس کے
مارا وہیں اور ان کے لیے چیر جتنے تھے
سو جی سے لے لباس دیے پھر بہت اسے

چندن جو کبجا لائی تو خوش ہو کے شیام نے
سب کھو دیا جہاں تئیں کبڑا پن اس کا تھا
ڈیوڑھی پہ آئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئیں
رنگ بھوم میں گرا دیا پر بل کو بر زمیں
درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سہمگیں
پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہیں
سر اس کا اک اشارے میں تن سے جدا کیا
پھر آئے واں جہاں تھے وہ بسدیو دیو کی
چرنوں پہ سیس رکھ کے بہت ہی اسیس لی
یہ باتیں ہر کی سن کے وہاں رکمنی نے بھی
چاہا یہی کہ دیکھوں میں صورت کرشن کی
بے تاب و بے قرار لگی رہنے سکھ گنوا
اس کو یہ باتیں کشن کی خوش آئی تھیں سبھی
سنتی وہ ساتھیوں سے انہیں کو گھڑی گھڑی
ماں باپ رکمنی کے بھی اور چاروں بھائی بھی
بر رکمنی کے ہوں وہی تھے چاہتے یہی
پر وہ رکم جو تھا سو پسند اس کو یہ نہ تھا
رکھتا تھا نام اس کا تو جد بنس ہے جنم
کاندھے پہ اس کے کامری رہتی ہے دمبدم
گویں چرتا پھرتا ہے بن بن میں رکھ قدم
دولت میں اور ذات میں اس سے بڑے ہیں ہم
سسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

یہ باتیں واں رکم سے جو سنتی تھی رکمنی
بیل وہ بہت ہوتی تھی اور دل میں کڑھتی تھی
جب بیکلی بہت ہوئی اور وہ رہ سکا نہ جی
اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئیں لکھی
بامن کے ہاتھ دوارکا میں دی وہیں بھجا
بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آ پہونچا راہ سے
دیکھا تو واں ہیں چیری و چاکر بہت کھڑے
جانے میں تھے مندر کے جو دربان روکتے
سن کر خبر یہ ہر نے بلایا وہیں اسے
پرنام کر کے اونچے مکان پر دیا بٹھا
بامن کی منتی کر کے کہنے لگے کشن جی
تم نے ہمارے حال پہ کرپا بڑی یہ کی
اس نے زبانی کہہ کے جو احوال تھا سبھی
پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی
ہر نے پڑھا اسے تو یہ احوال تھا لکھا
اے برج راج کشن منوہر مدن گوپال
میں درشنوں کی آپ کے مشتاق ہوں کمال
دن رات تم سے ملنے کو رہتی ہوں میں نڈھال
درشن سے اپنے مجھ کو بھی کرو آ کر نہال
سب دھیان میں تمہارے ہی رہتا ہے من لگا
سسپال بیاہنے کو مرے اب تو آتا ہے
سب راجے اور ساتھ جرا سند لاتا ہے

یہ غم تو میرے دل کو نہایت ستاتا ہے
اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بتھا
اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی
اپنے چرن سے لاج رکھو میری اس گھڑی
ہر نے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جگمگی
ہو کر سوار جلد چلے واں سے کشن جی
بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ میں لیا بٹھا
سسپال اس میں آ کے پہونچا شتاب واں
اگوانی کے لینے کو جھیکم گیا دواں
باجے مندیلے گھر میں لگیں گانے ناریاں
آنکھوں سے رکمنی کے وہ آنسو ہوئے رواں
سندر کا منہ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا
جوں جوں وہ ہر کے آنے میں واں دیر ہوتی تھی
کوٹھے پہ اپنے رکمنی واں چڑھ کے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی
بیکل کی طرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رکمنی سے رونے سوا بن نہ آتا تھا
کہتی تھی کیوں یہ کشن مراری نے دیر کی
موہن نول کشور بہاری نے دیر کی
ہر جراج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی
یا چاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی

بامن جو میں نے بھیجا تھا وہ بھی نہیں پھرا
اس میں کمند پر کے جو ہر آئے عنقریب
جھلکے کلس وہ رتھ سے ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جوں گل سے عندلیب
بولی خوشی سے من میں کہ جاگے مرے نصیب
بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سنا
بن ٹھن کے جب خوشی سے وہ پوجا کے تئیں چلی
ساتھ اس کے ناریاں چلیں گاتی بہت خوشی
سندر کی جاتی پاؤں کی پائل جو باجتی
روپ اور سروپ اس کا بیاں کرے کوئی
پہونچی خوشی سے واں جہاں ٹھی پوجنے کی جا
جس جس کو پوجا واں یہی اس نے کیا بیاں
کرپا کرو جو مجھ کو ملیں برج راج یاں
لینے کو درشن اس کے ہوئی ہوں میں نیم جاں
جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری ہاں
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا
جب دیوی دیوتا کی وہ پر کما دے چکی
سندر دلاری آگے کو چل کر ٹھٹک رہی
اس واسطے کہیں مجھے درشن دیں کشن جی
تو دیکھ کر وہ سروپ مری ہووے زندگی
بچ جاوے جی پہ لاج بھی میری رہے بجا
سندر نویلے روپ کا میں کیا کروں بیاں

مکھ یوں جھمک رہا تھا جوں ماہ آسمان
پوشاک تھی بدن پہ چمکتی تھی زر فشاں
سر پاؤں سے بھرے تھے وہ گہنے کے درمیاں
کیا وصف اس کا ہو سکے زیب و نگار کا
دیکھا کمند پر سے جو لوگوں نے ہر کو واں
سب درشن ان کے پا کے جی میں ہوئے شادماں
آپس میں وہ سب کہتے تھے نر اور ناریاں
بر رکمنی کے یہ ہوں تو ہرمن کو سکھ ہو یاں
ہر دم اسی مراد کی مانگیں تھیں سب دعا
جھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی
درشن جو ہر کے پائے تو منتی بہت سی کی
اتنے میں رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی
درشن جو پائے آ گیا واں اس کے جی میں جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ میں واں بٹھا
سسپال اپنے لے کے کٹک آگیا وہاں
بان اس کی ہر نے کاٹ بھگایا اسے ندان
آیا رکم جو بان دھنک لے کے اور سناں
اس کو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اس کی باں
منتی سے رکمنی نے دیا اس کا جی چھٹا
سسپال کا بھی ہر نے دیا پل میں گربھ کھو
جو تھا غرور اس کا سو سب ڈالا دم میں دھو
آیا رکم بلی جو بہت کر کے گربھ کو

بالوں سے اس کے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہیں کہ گربھ ہے جگ میں بہت برا
جب رکمنی سے کہنے لگے ہنس کے واں یہ ہر
سسپال کو گربھ نے کیا سب میں خوار تر
کھویا رکم کو اور جر سندھ کو ادھر
آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو اب ادھر
آخر اسی گربھ نے دیا ان کا سر جھکا
سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال واں
بلدیو جی نے ان کے کٹک سب بھگائے واں
لے رکمی کو ہر ہوے پھر دوارکا رواں
جب آن پہونچے خوش ہوئے سب نرو ناریاں
دیکھا جمال ان کا تو پایا بہت بھلا
پھر دیوکی جو آئیں بہت ہو کے خوش ادھر
پانی پیا انہوں نے وہیں ہر پہ وار کر
سب ناریاں بھی آن کے بیٹھیں ادھر ادھر
جتنا صحن تھا گھر کا رہا سب وہ ان سے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور غل مچا
سب دوارکا میں دھوم یہ شادی کی مچ گئی
باجے مجیرے طبلے دمامے بھی اور ترئی
در پر براتیوں کی بہت بھیڑ آ لگی
سوبھا سے سوار پر وہ بندھن وار بھی بندھی
پنڈت بلا سکن سے وہ پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دوارکا کے وہاں خرد اور کبیر
ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر
سامان تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر
جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کہے نظیر
اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہلاہی عجب کشن ہوا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ہر کی تعریف میں

میں کیا کیا وصف کہوں یارو اس شیام برن اوتار کے
سیکشن کنھیا مرلی دھر من موہن کنج بہاری کے
گوپال منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کے
نند لال دلارے سندر چھپ برج چند مکٹ جھلکاری کے
کر دھوم لٹیا دودھ ماکھن اجھوار نول گردھاری کے
بن کنج پھر یار اس رچن سکھ دائی کانھ مراری کے
ہر آن دکھیا روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاری کے
پت لاج رکھیا دکھ بھنجن ہر بھگتی بھگتا دھاری کے
نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جوہر سے دھیان لگاتے ہیں
وہ ہر کی آسا رکھتے ہیں ہر ان کی آس پجاتے ہیں
جو بھگتی ہیں سو ان کو تو نت ہر کا ناؤ سہاتا ہے
جس گیان میں ہر سے نیہ بڑھے وہ گیان انہیں خوش آتا ہے
نت من میں ہر ہر بھجتے ہٰں ہر بھجنا ان کو بھاتا ہے
سکھ من میں ان کے لاتا ہے دکھ ان کے جی سے جاتا ہے
من ان کا اپنے سینے میں دن رات بھجن ٹھہراتا ہے
ہر نام کی سمرن کرتے ہیں مکھ چین انہیں دکھلاتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ ان کا من بہلاتا ہے
دل ان کا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من کو خوش نیہر جتن سے رکھتے ہیں
نت بھگتا جتن میں رہتے ہیں اور کام بھجن سے رکھتے ہیں

جو من میں اپنے نشچہ کر ہیں دوارے ہر کے آنپڑے
ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ نہیں من میں چنتا لاتے
ہر نام بھجن کی پروا ہے ارو کام اسی سے ہیں رکھتے
ہے من میں ہر کی یاد لگی ہر سمرن میں خوش ہیں رہتے
کچھ دھیان نہ ایدھر اودھر کا ہر آسا پر ہیں من دھرتے
جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہیں کام وہی ہر دم کرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہے من بیچ نہیں چنتا کرتے
نت آس لگائے رہتے ہیں من بھیتر ہر کی کرپا سے

ہر کارج میں ہر کرپا سے وہ من میں بات نہارت ہیں
من موہن اپنی کرپا سے نت ان کے کاج سنوارت ہیں

سی کشن کی جو جو کرپا ہیں کب مجھ سے ہو ان کی گنتی
ہیں جتنی ان کی کرپائیں اک یہ بھی کرپا ہے ان کی
مذکور کروں جس کرپا کا وہ بنتی ہے اس بھانت سنی
جو اک بستی ہے جونا گڑھ واں رہتے تھے مہتا نرسی
تھی نرسی کی اس نگری میں دوکان بڑی صرافی کی
بیوپار بڑا تھا صرافی کا بستا لیکھن اور بہی
تھا روپ گھنا اور فرش بچھا پر تیت بہت اور ساکھ بڑی
تھے ملتے جلتے ہر اک سے اور لوگ تھے ان سے بہت خوشی

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیاں دیکھا کرتے تھے
جو لین دین کی باتیں تھیں پھر ان کا لیکھا کرتے تھے

دن کتنے میں پھر نرسی کا سیکشن چرن سے دھیان لگا
جب بھگتی ہر کے کہلائے سب لیکھا جوکھا بھول گیا
سب کاج بسارے کام تجے ہر ناؤ بھجن سے من لاگا
جا بیٹھے سادھ اور سنتوں میں نت سنتے رہے کشن کتھا
تھا جو کچھ دکاں بیچ رکھا اور وہ درب جمع اور پونجی کا
مدھ پیم کے ہو کر متوالے سب سادھوؤں کو ہر ناؤں دیا
ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب میت کٹم سے ہاتھ اٹھا
سب چھوڑ بکھیڑے دنیا کے نت ہر سمرن کا دھیان لگا
ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسی کا دھیان کہاں
جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دکان کہاں
کیا کام کسی سے اس من کو جس من کو ہر کی آس لگی
پھر یاد کسی کی کیا اس کو جس من نے ہر کی سمرن کی
سکھ چین سے ہر کے دوارے پر سنتو کھ ملا آنند ہوئی
بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی
نے کپڑے لتے کی پروا نہ چنتا لٹیا تھالی کی
جب من کو ہر کی پیت ہوئی پھر اور ہی کچھ ترتیب ہوئی
دھن جتنی لین اور دین کی تھی سب من کو بھولی اور بسری
نت دھیان لگا ہر کرپا سے ہر آن خوشی اور خوشوقتی
تھی من میں ہر کی پیت بھری اور تھیلے کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے
نت من میں ہر کی آس دھرے خوش رہتے تھے واں یوں نرسی
اک بیٹی آلکھ جنمی تھی سو دور کہیں وہ بیاہی تھی

اور بیٹی کے گھر جب شادی وں ٹھہری بالک ہونے کی
تب آئیں ایدھر اودھر سے سب ناریاں اس کے کنبے کی
مل بیٹھیں گھر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
سب ناچیں گائیں آپس میں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھورے کی ٹھہری
کچھ چمک جھمک تھی ابرن کی کچھ خوبی کاجل مہندی کی
ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منہ دکھلاتا ہے
تب بالک اس کی چھوچھک کا ننھیال سے بھی کچھ جاتا ہے
واں ناریاں جتنی بیٹھی تھیں سمدھیانے میں آنرسی کے
جب نرسی کے واں بیٹی سے یہ بولیں ہنس کر طعنہ دے
کچھ ریت نہیں آئی اب تک اے لال تمہارے میکے سے
اور دل میں تھیں یہ جانتی سب وہ کیا ہیں اور کیا بھیجیں گے
تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریوں سے آ کر آگے
وہ بھگتی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
وہ بولیں کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا ان کو لکھیے
کچھ ان کے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے
جو چٹھی لکھ بھیجوں گی وہ بانچ اسے پچھتاویں گے
اک دمڑی ان کے پاس نہیں وہ چھوچھک کیا بھجوا دیں گے
ان ناریوں کو تو کرنی تھی اس وقت ہنسی واں نرسی کی
بلوا کے لکھیتا جلدی سے یہ بات انہوں نے لکھوا دی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب بھیجو چٹھی پڑھتے ہی
وہ چیزیں اتنی لکھوائیں بن آئیں نہ ان سے ایک کبھی

کچھ جیٹھ جیٹھانی کا کہنا کچھ باتیں ساس اور نندوں کی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ ان کے جو جو تھے نیگی
تھی ایک سہلنی گھر کی جو سب بولیں تو بھی کچھ کہتی
وہ بولی ان سے ہنس کر واں منگواؤں کای میں پتھر جی
وہ لکھنا کیا تھا واں لوگو من چہل ہنسی پر دھرتا تھا
ان چیزوں کے لکھ بھیجنے سے شرمندہ ان کو کرتا تھا
جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبرائے گئے
الجھائے من میں اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
یہ ایک نہیں بن آتا ہے ہیں جو جو چٹھی بیچ لکھے
ہے یہ تو کام کٹھن اس دم واں کیونکر میری لاج رہے
وہ بھیجے اتنی چیزوں کو یاں کچھ بھی ہو مقدور جسے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہیں اس آن بھلا کس سے کہیے
اس وقت بڑی لاچاری ہے کچھ بن نہیں آتا کیا کیجیے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج اپنے دے
وہ ٹوٹی سی ایک گاڑی تھی چڑھ اس پر بے وسواس چلے
سامان کچھ ان کے پاس نہ تھا رکھ شیام کی من میں آس چلے
ہر نام بھروسا رکھ من میں چل نکلے واں سے جب نرسی
گوپلے میں کچھ چیز نہ تھی پر من میں ہر کی آسا تھی
تھی سر پر میلی سی پگڑی اور چولی جامے کی مسکی
کچھ ظاہر میں اسباب نہ تھا کچھ صورت بھی الجھائی سی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
کچھ اس دم میرے پاس نہیں واں چاہئیں چیزیں بہتیری

واں اتنا کچھ ہے لکھ بھیجا فکر کروں اب کس کس کی
جو دھیان میں اپنے لاتے تھے کچھ بات نہیں بن آتی تھی
جب اس نگری میں جا پہونچے سب بولے نرسی آتے ہیں
اور لانے کی جو بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لاتے ہیں
کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو جب جا کے دیکھا نرسی کو
اور جتنا جتنا دھیان کیا جکچھ پاس نہ دیکھا ان کے تو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
جو چھوچھک کے سامان کیے سب گھر میں جلدی بھجوا دو
وہ ہنس ہنس اپنے ہاتھوں سے یاں دنیا ہے اب جس جس کو
یہ بولے تب اس بیٹی سے ہر کرپا اوپر دھیان دھرو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی اب لانے کی کچھ مت پوچھو
کچھ دھیان جو لانے کا ہووے سیکشن کہو سیکشن کہو
اس آن جو ہر نے چاہا ہے اک پل میں ٹھاٹھ بناویںگے
ہے جو جو یاں سے لکھ بھیجا اک آن میں سب بھجواویںگے
سیکشن بھروے جب نرسی یہ بات جو من سے کہہ بیٹھے
کیا دیکھتے ہیں کہ واں آتے ہی سب ٹھاٹھ وہ اسجا آپہونچے
کچھ چھکڑوں پر اسباب کسے کچھ بھینسوں پر کچھ اونٹ لدے
تھے ہنسلی کھڑوے سونے کے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کل کپڑوں پر انبار ہوئے اور ڈھیر کناری گوٹوں کے
کچھ گہنے جھمکے چار طرف کچھ چمکی چیر جھلا جھل کے
تھا نیگ میں دنیا ایک جسے سو اس کو بیس اور تیس دیے
اب واہ واہ کی ایک دھوم مچی اور شورا ہاہا کے ٹھہرے

تھی وہ جو سُہلنی اس کی ماں وہ بھولی جس دم دھیان پڑی
سو اس کے لیے پھر اوپر سے اک سونے کی سل آن پڑی
واں جس دم ہر کی کرپا نے یوں نرسی کی تب لاج رکھی
اس نگری بھیتر گھر گھر میں جب نرسی کی تعریف ہوئی
بہتیرے آدرمان ہوئے اور نام بڑائی کی ٹھہری
جو لکھ بیجی تھی طعنے سے ہر مایا سے وہ سانچ ہوئی
سب لوگ کٹم کے شاد ہوئے خوشوقت ہوئی پھر بیٹی بھی
وہ نیگی بھی خوشحال ہوئے تعریفیں کر کر نرسی کی
واں لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوارے اوپر بھیڑ لگی
یہ ٹھاٹھ جو دیکھے چھوچھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی
جو ہر سے کام دیکھ اٹکا پھر پورا کیونکر کام نہ ہو
جو ہر دم ہر کا نام بھجیں پھر کیونکر ہر کا نام نہ ہو
سیکشن نے واں جب پوری کی سب نرسی کے من کی آسا
اک پل میں کردی دور سبھی جو ان کے من کی تھی چنتا
یہ ایسی چھوچھک لیجاتے سو انمیں تھا مقدور یہ کیا
ی آدرمان وہاں پاتے یہ ان سے کب ہو سکتا تھا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک نہ ان سے بن آتا
یہ اتنی جس کی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
یہ کرپا ان پر ہوتی تھی جو رکھتے ہیں ہر کی آسا
ہر کرپا کا جو وصف کہوں وہ باتیں ہیں سب ٹھیک بجا
ہیں شاد نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کے نت بلہاری ہیں
سیکشن کہو سیکشن کہو سیکشن بڑے اوتاری ہیں

بیان سیکشن ونرسی اوتار

دنیا کے شہروں میں میاں جس جس جگہ بازار ہیں
کس کس طرح کے ہیں ہنر کس کس طرح کے کار ہیں
کتنے اسی بازار میں زر کے ہی پیشہ دار ہیں
بیٹھے ہیں کر کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں
سب لوگ کہتے ہیں انہیں یہ سیٹھ ساہو کار ہیں
ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زر فشاں
بہیاں کھلی ہیں سامنے لکھتے ہیں لکھی کارواں
کچھ پیٹھ کی کچھ پرت کی آتی ہیں باتیں درمیاں
لاکھوں کی لکھتے ہیں درشنی سو سیکڑوں کی ہنڈیاں
کیا کیا متی اور سودگی کرتے سدا تکرار ہیں
کچھ مول کا مذکور ہے کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا
پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بیجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی پیٹھ کے بامن پر کھے سدھ ہوا
آرت بٹھاتے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے پتے کچھ جوگ کے اقرار ہیں
تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھیں ہیں وہ بھی مل کے یاں
ایدھر ٹکے دس بیس کے ادھر دھری ہیں کوڑیاں
ارو جو ہیں حد ٹٹ پونجیے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں

کاندھوں پہ رکھ جاتے ہیں واں لگتی جہاں ہیں گڈریاں
دیکھا تو یہ سب پیت کے دھندے ہیں اور بستار ہیں
ہے یہ جو صرافہ میاں ہیں ان میں کتنے اور بھی
ہت کے پریکھے کا درب چاہت کی چوکھی اشرفی
جو گیانی دھیانی ہیں بڑے کہتے انہیں کو سیٹھ جی
دھن دھیان کے کل ڈھیر میں کوٹھی بھی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم اورپیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں
ہیں روپ درشن اس کے چلکے روپے من میں بھرے
ہنڈی لکھیں اس ساہ کو جاتے ہیں جو پل میں ملے
لیکھن سے لیکھا چاہ کا چت کی سرت سے لھ رہے
جس لوگ میں من لگا اس باسکی لبنی بجھے
نت پیم کی ہوں بیچ میں بہیاں دھریں دو چار ہیں
بیجک لگاتے ہیں جہاں دھوکا نہیں پڑتا ذرا
جس بات کی مدت لکھیں وہ ٹھیک پڑتی ہیں صدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا
حاجت تقاضے کی نہیں لینا سب آتا ہے چلا
جو بات کرنی جوگ ہے اس میں بڑے ہشیار ہیں
رہتے ہیں خوش جی میں سدا دلگیر کچھ رہتے نہیں
بیوپار کرتے ہیں بڑے ہر آن رہتے ہیں وہیں
جھگڑا نہیں کرتے ذرا غصہ نہیں ہوتے کہیں
مت کی سنی سے من لگا سکھ چین ہے جی کے تئیں
جس نار کا آدھار ہے اس سے لگائے نار ہیں

جس من ہرن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے
سب لین کی اور دین کی ان کو اسی سے راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اس سے وہی آگاہ ہے
ان کو اسی سے ساکھ ہے' ان کی وہی اک راہ ہے
کوڑی سے لے کر لاکھ تک ان کے وہی بیوپار ہیں

اس بھید کا اے دوستو اس بات میں دیکھا پتا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
محفوظ تھے خوشحال تھے دوکان میں زر تھا بھرا
سیکشن جی کے دھیان سے رہتا تھا ان کا من لگا
سن لو یہ ان کی پیت اور پرتیت کے ابکار ہیں

جوں جوں بڑھا ہر دے میں مت برھ پیم کا پیالا پیا
پیسا ٹکا جو پاس تھا سب سادھ سنتوں کو دیا
سب کچھ تجا ہر دھیان میں اور ہر نام ہر کا لے لیا
نت داس متوالے بنے ہر کا بھجن ہر دن کیا
پر گھٹ کیے سب دیھ پر جو نیہ کے آثار ہیں

سب تج دیا ہر دھیان میں یہ پیت کا ٹھہرا جتن
کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال میں رہتے مگن
نرسی کی پرسی ہو گئی دے کر مدن موہن کو من
چاہت میں سانول ساہ کی اپناہ بھلایا تن بدن
سب بھگت باتیں ساتھ لیں جو اشٹ میں درکار ہیں

دن رات کی مالا پھری سیکشن جی سیکشن جی
ٹھہرا زباں پر ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن جی

کہتا سدا سینے میں جی سیکشن جی سیکشن جی
جاتے جہاں کہتے یہی سیکشن جی سیکشن جی
جو پیم کے پورے ہوئے ان کے یہی اطوار ہیں
کہتے ہیں یوں اک دیس میں رہتے جو کتنے ساتھ تھے
وہ درسنوں کے واسطے جب دوارکا جی کو چلے
آ پہونچے اس نگری میں جب نرسی جہاں تھے ہت بھرے
اترے خوشی سے آن کر اور واں کئی دن تک رہے
پوجا بھجن کرنے لگے سادھواں کے جو اطوار ہیں
وہ سادھ جو اترے تھے واں کچھ تھے روپی ان کے کنے
چاہا انہوں نے درشنی ہنڈی لکھا لیں سیٹھ سے
لیویں روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا میں پہونچ چکے
کارج سنواریں دھرم کے جو نیک نامی واں ملے
کرتے ہیں کارج پیم کے جا کے جو اس دربار میں
لوگوں سے جب اس بات کا سادھوں نے واں چرچا کیا
اور ہر کسی سے اس گھڑی گھر پوچھا سا ہو کار کا
اس چھوٹی نگری میں بڑی نرسی کا یہ بیوپار تھا
سوکشن جی کی چاہ میں بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہوں کرتے جواب زردار ہیں
کتنے جو ٹھٹے باز تھے جس دم انہوں نے یہ سنا
دل میں ہنسی کی اہ سے سادھواں سے یوں جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہیں بڑے صراف یاں کے واہ وا
تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے ا ن کے لکھا

ہے ساکھ ان کی یاں بڑی جتنے یہ ساہو کار ہیں
وہ سادھ کیا جانے کہ یاں یہ کرتے ہیں ہم سے ہنسی
لے کے روپے اور پوچھنے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جس دل کی وہ بات اپنی کہی
لکھدو ہمیں کرپا سے تم اس وقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آج کل جلدی سے چلنے ہار ہیں
نرسی نے یوں سنکر کہا میں تو غریب ادنیٰ ہوں جی
سادھو مری دکان تو مدت ہے خالی پڑی
نے ہے آڑت کہیں نے میت میرا ہے کوئی
ہے پاس میرے لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی
یہ بات واں کہیے جہاں نت ہنڈیاں ہر بار ہیں
جا کر لکھاؤ اور سے پرتیت سادھو کیا مری
ہے میرے پڑ رہنے کو یاں ٹوٹی سی اب اک جھونپڑی
تن پر مرے کپڑا نہیں نے گھر میں تھالی کی چھلی
میں تو سڑی خبطی سا ہوں کیا ساکھ میری بات کی
سب ناؤں دھرتے ہیں مجھے جو میرے ناتے دار ہیں
یہ بات سن کر واں نرسی سے بولے اس گھڑی
لکھ دو انہیں کے جو لوگ تم ہم کو یہ ہنڈی درشنی
گریاد سانول ساہ کی نرسی نے واں ہنڈی لکھی
سادھوں نے ہنڈی لیکے واں سے دوارکا کی راہ لی
کہتے چلل لینے روپے اب واں تو بے تکرار ہیں
لوگوں نے جانا اب بہتر نرسی کی خواری ہووے گی

لکھ دی انہوں نے اب جو یاں کا ہے کو یہ ہنڈی پٹی
یہ دوارکا سے شادھ یاں آوینگے پھر کس جس گھڑی
پکڑینگے ان کو آ کر لوگوں میں ہووے گی ہنسی
کھوٹے ہیں پت انسان کے جھوٹے جو کاروبار ہیں
نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا
تھے جتنے سادھ اور سنت سب کو واں لیا اسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا
سب کو کھلایا کتنے دن اور سب غریبوں سے کہا
من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہیں
برفی جلیبی اور لڈو سب کو وہاں برتا دیے
جب سوچ آیا من میں یوں ہوتا ہے کیا اب دیکھیے
وہ سادھ ہنڈی درشنی لے کر دوارکا میں جب گئے
کوٹھی کو سانول شاہ کی واں ڈھونڈتے ہر جا پھرے
ہم جن کو ہیں یاں ڈھونڈتے ہاں وہ نہیں زنہار ہیں
بے آس ہو کر جس گھڑی وہ سادھ بیٹھے سر جھکا
اتنے میں دیکھا دور سے اک رتھ ہے واں آتا چلا
کلسی جھکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما
اک شخص بیٹھا اس میں ہے سانول برن موہن ادا
رتھ کی جھلک سے اس کی واں روشن عجب انوار ہے
وہ سادھ دیکھ اس ٹھاٹھ کو کچھ من میں گھبرا سے گئے
جلدی سے اٹھے ارو سامنے رتھ کے ہوئے آ کر کھڑے
پوچھا انہوں نے کون ہو تب سادھ یوں کہنے لگے

نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول شاہ کے
سو ہم کو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں
یہ کہہ کے ہنڈی درشنی جدسم انہوں نے دی دکھا
سیکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے واں لکیے وہ سب دیے ان کو دلا
وہ خوش ہوئے جب کشن نے یوں ہنس کے سادھوں سے کہا
یہ اب جنہوں نے ہے لکھی ہم اس نے رکھتے پیار ہیں
اب جو ملو گے ان سے تم کہیو ہماری اور سے
جو تھے روپے تم نے لکھے وہ ہم نے سب ان کو دیے
یہ کام کیا تم نے کیا تھوڑے روپے جواب لکھے
آگے کو اب سمجھو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے
لاکھوں لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں
وہ سادھ اپنے لے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے
کارج جو کرنے تھے انہیں من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چل کے وہ نرسی کی نگری میں گئے
نرسی سے لوگوں نے کہا نرسی بہت دل میں ڈرے
دونگا کہاں سے میں روپے یہ تو بہت کی بھار ہیں
جب سادھ ملنے کو گئے نرسی وہیں چھپنے لگے
وہ منتیاں کرنے لگے اور پاؤں نرسی کے چھوے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو ان کے دھرے
اور جو سندیسا تھا دیا سب وہ بچن ان سے کہے
نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہیں

من میں جو نرسی خوش ہوئے سب سادھ یوں کہنے لگے
سب ہم نے بھر پائے روپے اور ہر کے درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہر نے کہا ہے آپ سے
نرسی یہ بولے ان سوا اب کس سے ہو کر پا سکے
جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہیں
نرسی کی سانول ساہ نے جب اس طرح کی پت رکھی
اور یوں کہا آگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
بلہاری نرسی ہو گئے سیکشن نے یہ کرپا کی
جس کو نظیر ایسوں کی ہے جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال میں اس کے نباہن ہار ہیں

درگا جی کے درشن

من باس نہ کہیے کیونکر جی ہے کاشی نگری برسن کی
ہے تیر گیانی دھیانیکا ہر پنڈت اور دھن سرسن کی
جو بسنے ہارے دور کے ہیں یہ بھوم ہے ان من ترسن کی
اس دیوی دیونی نٹ کھٹ کے ہے چاہ چرن کے پرسن کی
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی

اس منڈل اونچے مکٹ میں جو دیبی آپ براجت ہیں
تن ابرن ایسے جھلکت ہیں جو دیکھ چندرماں لاجت ہیں
دھن پوجا کھن ٹھن کی ایسی نت نوبت مانو باجت ہیں
اس مندر مورت دیبی کا جو برنن ہو سب چھاجت ہیں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی

جو مہر سنے اس دیبی کی وہ دور دسا سے دھاوت ہے
جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب وا کی آس بچھاوت ہے
جب کرپا وا کی ہووت ہے تب وا کے درشن پاوت ہے
مکھ دیکھت ہے وامورت کا من تن میں سیس نواوت ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی

جو نیمی ہیں وا مورت کے وہ ان کی بات سدھارن ہے
سیکھ چین جو واتیں مانگت ہیں وہ ان کی چنتا ہارن ہے
ہر گیانی وا کے سرنن ہے ہر دھیانی سادھ ادھارن ہے
جو سیوک ہیں وا مورت کے وہ ان کے کاج سنوارن ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی
جب ہولی پاچھے اس جاگہ دن آ کر منگل ہوتا ہے
ہر چار طرف اس دیول میں انبوہ سمنگل ہوتا ہے
ٹک دیکھو جیدھر آنکھ اٹھا ہر ناری کا دل ہوتا ہے
ہرمن میں منگل ہوتا ہے آنند برجھ پھل ہوتا ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی
جو باغ لگے ہیں مندر تک وہ لوگوں سے سب بھرتے ہیں
وہ چہلیں ہوتی ہیں جتنی سب من کے رنج بسرتے ہیں
کچھ بیٹھے ہیں خوشوقتی سے دل عیش و طرب پر دھرتے ہیں
کچھ دیکھ بہاریں خوباں کی ساتھ ان کے سیریں کرتے ہیں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی
جو چیزیں میلوں بکتی ہیں سب اس جا آن جھمکتی ہیں
پوشاکیں جن کی زریں ہیں وہ تن پر خوب جھلکتی ہیں
محبوبوں سے بھی حسینوں کی ہر آن نگاہیں تکتی ہیں
لوں نام نظیر اب کس کا جو خوبیاں آن جھمکتی ہیں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درسن کی

بھیروں کی تعریف

دیکھا ہے جب سے میں نے تیرا جمال بھیروں
رکھتا ہوں تب سے دل میں تیرا خیال بھیروں
دن رات ہے یہ مرا تجھ سے سوال بھیروں
اب درد غم سے آ کر مجھ کو سنبھال بھیروں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

آنکھوں میں چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا
تن میں بھبوت مل کر گل بیچ منڈ مالا
آنکھیں دیا سی روشن ہاتھوں میں مے کا پیالا
ہوں دل سے داس تیرا سن اے مرے دیالا
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

کیا کیا مچی ہیں تیرے دربار کی بہاریں
بھگتی کلاپ تیری جی جان اپنا واریں
سب اپنا اپنا کارج من مانتا سنواریں
سیوک چرن کو چو میں اشٹی کھڑے پکاریں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے
مدھ پیوے ماس کھاوے جو تو کرے سو چھاجے
ترسول کاندھے اوپر ڈھورو کی گت بھی باجے
سب تج کے میں نے اب تو تیری دیا کے کاجے
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
تو راچھسوں کے تن سے ہر آن سر اکھاڑے
چاہے جسے بسادے چاہے جسے اجاڑے
جو تجھ سے دو بدو ہو اک آن میں لتاڑے
دانوں کو چیر ڈالے دنیت کو پچھاڑے
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
غصے میں تو جو آ کر اپنی جٹا ہلاوے
دھرتی اکاس پربت پاتال دہل جاوے
سر کاٹ راچھسوں کے جھونٹے پکڑ ہلاوے
جھانکے کلال خانہ کتنوں کو خوں چٹاوے
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
جوگی اتیت جنگم تیرے چرن سے لاگیں
سیویں جو تجھ کو ان کے سوتے نصیب جاگیں
جب نام لے کے تیرا بھڑکاویں تپ کی آگیں
جن دیو ہاتھ جوڑیں بھوت اور پلید بھاگیں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑ کر
ڈشٹوں کو لات مکی موذی کے سر کو ٹکر
کرپا ہے تیری میرے حق میں تو قند و شکر
اب سب طرح سے میں نے تیری دیا کو تک کر
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
میرا تو کوئی اس جا اپنا ہے نے بگانا
بیکس ہوں بے ہنر ہوں اور ہے برا زمانا
اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا
تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
پوجا کتھا میں تیرے گن بکھانتا ہوں
تجھ کو ہی پوجتا ہوں تجھ کو ہی مانتا ہوں
دھول اب تیرے چرن کی ماتھے پہ سانتا ہوں
تیرا ہی ہو رہا ہوں تجھ کو ہی جانتا ہوں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں
تو شاہ میں بھکاری میں کیا کہوں کہ کیا دے
جو دل میں تیرے آوے داتا مجھے دلا دے

مجھ سے بگڑ چلے کو' اب مہر کو بنا دے
اب جس طرح سے چاہے چنتا مری مٹا دے
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے
اور گرد بیکسی کی نت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہوں میں جا کر کون آہ مانتا ہے
جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جا سناؤں
کس سے پناہ مانگوں یہ دکھ کسے دکھاؤں
اب بیکسی میں اپنی جا کر کسے سناؤں
تیرا کہا کے اب میں کس کا بھلا کہاؤں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

اب کس طرح جتاؤں میں اپنی بے کلی کو
نے سکھ ہے میرے دل کو نہ چین میرے جی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو
مجھ سے بھلے برے کی اب لاج ہے تجھی کو
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

ہے جس کا اب جہاں میں تجھ اشٹ کا سہارا
دن رات باجتا ہے ان کا سدا نقارا
ہے بے نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا
مانک جتی بجے ہے بھیروں سرن تمھارا
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(178)

مہادیو کا بیاہ

پہلے ناؤں گنیش کا لیجے سیس نوائے
جا سے کارج سیدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پیم پیت اور چاہ
سن لو یارو دھیان دھر مہا دیو کا بیاہ
جوگی جنگم سے سنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا میں جو سنا اس کا بھی پر مان
سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین
اور پڑھیں جو یاد کر ان کو بھی سکھ چین
اور جس نے اس بیاہ کی مہماں کہی بنائے
اس کے بھی ہر حال میں شیو جی رہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہ ہو دلگیر

مہماں اس کی بھی رہے جس کا نام نظیر

آغاز قصہ

یوں کہتے ہیں اس دنیا میں اک راج پتی ہما چل تھا
وہ دھرمی عدلی نیک جیو مکھ چند دلاور بھج بل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گر پربت سے اور فوج سیہ کا دنگل تھا
گج ہستی اونچے جھول زری انباری ہووے کنجل تھا
ہتھ بھلیں میانہ لال رتھیں چنڈول پر اطلس مخمل تھا
خوشرنگ ترنگاں تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
سب ساز جڑاؤ گج گاہیں کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا
ہر بستر چیر جھلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل منوں من مکتا بھی بے اٹکل تھا
محلات سنہرے رنگ بھرے درباری اور سکھ منڈل تھا
کل برتن سونے روپے کے اور چیرا چیری کا دل تھا
باغات بڑی تیاری کے ہر ڈالی پر گل اور پھل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا پھر دل تھا
گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین آنند اور منگل تھا
ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر اک اوقات خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی
اب یاں سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اس راجہ ہیما چل کے گھر اک مالی سندر بیٹی تھی
مکھ اس کا چند للن کا تھا نام اس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی
پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی پہنے من موتی
وہ کٹھلے کنگن کندن کے وہ بازو چھلے اور مندری
وہ جھانجھن بجتی چاندی کی اور چوڑی گھنگرو چوراسی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں آگے نسدن پھرتی
نت رہتی ہاتھوں چھانوں میں اور رمانی آس مرادوں کی
سکھ بھوجن نورس اور میوے پکوان مٹھائی دودھ دہی
سو ساٹھ سہیلی ساتھ پھریں ہم عمریں بھی بالی بھولی
سب پیار کریں تن من واریں سنگ کھیلیں جسمیں بہلے جی
سب گہنے میں سر پانوں لدیں تن سوہا سالو اور چنری
کوئی اچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کرتی اٹھکھیلی
دن رات ہنسیں اور چین کریں ہر آن کی خوبی خوش وقتی
تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپوں ابرن میں
سب طور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن میں
اب یاں سے آگے سنو اس کی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر
اک رات وہ راجہ رانی تھے سکھ بیٹھے اپنے منڈل سے
مکھ پان برا جیں دونوں کے اور ہنس ہنس باتیں کرتے تھے
وہ بالی سندر پاربتی خوش بیٹھی آگے دونوں سے
ہر چیری باندھے ہاتھ کھڑی پوشاکیں پہنے اور گہنے

مکھ دیکھ دلاری کنیا کا یوں بولے راجہ رانی سے
اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کریے
تب بولی رانی راجہ سے کر جو رہت منتی کر کے
جو آپ کے من میں سوچ ہوا ہے سوچ وہی من میں میرے
تم صاحب ہو تم مالک ہو ہے سوبھا سب کی اب تم سے
دو حکم پروہت کو اپنے رکھ دھیان سگائی کا اس کے
جو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر میں جا ڈھونڈھے
وہ بر بھی ایسا سندر ہو جو میری گورا کو سو ہے
ہے جیسے گورا چندر مکھی ویسا ہی بر اس کا ہووے
یہ بات جو ٹھہری دونوں میں رکھ من میں اس کو سوے رہے
جب صبح ہوئی تو راجہ کے من میں تھا وہی دھیان بھرا
دربار میں آئے خوش ہوتے سنگاسن اوپر پانوں دھرا
اب یاں سے آگے سنو اور بچن اس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ میں جس عنوان
جب راجہ اپنے محلوں سے سنگاسن پر بیٹھے آ کر
دربار ہوا گل لالہ سا سب حاضر چاکر اور نوکر
یہ بات کہی جب راجہ نے لے آؤ پروہت کو جا کر
اس وقت پروہت آپہونچے آشیر بچن رستا لا کر
سرپاگ بڑائی کی سو ہے اور چندن روپے ماتھے پر
تن جامہ خاصہ ململ کا اکلائی رنگیں پیتمبر
مکھ پان گلے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر
خوش صورت سیرت نیک بچن قابل عاقل اور دانشور

مکھ دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ بولے خوش ہو کر
تم جاؤ سگائی گورا کی اب ڈھونڈھو اچھی ساعت دھر
ہیں جتنے شہر پھرو ان میں اور سیر کرو ملک اور نگر
جس دیس میں دیکھو راج پتی ہو اونچا گھر اور در سندر
ٹھہراؤ سگائی گورا کی سبھ ساعت سے تم اس کے گھر
جب ٹھہر چکے واں خوبی سے دو اس کی ہم کو آن خبر
جس وقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہو کر واں ڈھونڈھنے کا سامان کیا
اب یاں سے آگے سنو بات پروہت مان
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان
ہو شاد پروہت چلنے کو اس شہر سے جب تیار ہوے
یوں جلد چلے اس نگری سے جوں پون سحر کے وقت چلے
ہر دیپ گئے ہر نگر گئے ہر شہر بسے ہر دیس پھرے
پر ایک نہ پایا بر ایسا جو راجہ کے پرسند پڑے
مقدور تلک تو دیکھ پھرے اور اپنے بس تک ڈھونڈھ چکے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کرے
جو بات لکھی ہو کرموں میں ہر طور وہی آ کر ہووے
جو چاہے پھیرے کوئی اسے کیا اب جو تل بھر پھیر سکے
جب کھینچی باگ نصیبوں نے پھر اس کے آگے ہار گئے
واں پھرتے پھرتے آخر کو کیلاس کے اوپر جا پہونچے
کیا دیکھیں واں کیلاس اوپر شیو آپ اکیلے ہیں بیٹھے
کی استت اور خوشوقت ہوئے سکھ پائے ان کے درشن سے

جب من کو سکھ آنند ہوئی پھر تھوڑی سی واں کیسر لے
کر ٹیکا اس کا جلد بہت خوش ہو کر ماتھے پر شیو کے
جس آن پروہت کھینچ چکے وہ کیسر ٹیکا شادی کا
پھر واں سے اپنے دیس پھرے کر کاج مبارکبادی کا
واں کنبے میں داں راجہ سے اس ٹیکے کی آ بات کہی
سن نانوں نندا شیوشنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی
سب خویش کٹم دلشار ہوے اور پرجا کو ہوئی خوشوقتی
گھر بار مندیلی ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہو آئی سگائی گورا کی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آ میری گورا پاربتی
کوئی آنکھیں چومے پیار کرے کوئی دوڑ بائیں لیتی تھی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
تب راجہ نے ہر پنڈت سے واں لگن مہورت کی پوچھی
سب بولے ماہ مہینے کی سبھ ساعت ہے اور نیک گھڑی ہے
دن ٹھہرا بیاہنے آنے کا سبھ ساعت شادی لگن دھری
تب راجہ نے شیوشنگر کو اس بات کی پتری لکھ بھیجی
وہ پتری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ انہوں نے سب باچی
ہو نادیا پر اسوار چلے اور آئے نگری راجہ کی
واں آ کے اترے بیاہنے کو تھا اس جا اک میدان بڑا
خوش وقت نویلے چاؤ بھرے کر جوگی کا سامان بڑا
اب یاں سے آگے سنو یہ برنن اس آن

جب واں سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

واں جانے بوجھے کون انہیں تھے یہ تو اترے جوگی بن
ترسول چکر تھا کاندھے پر اور راکھ بھرا سب مکھ اور تن
اک میلی گدڑی پیٹھ پڑی اور آکھ دھتورے کا بھوجن
وہ سنکھ پدم تھا مال متاع وہ گھنٹا کھپر جھولی دھن
جل پان کریں واں شیو جس سے وہ تو نبا تو نبی کا برتن
اور سیس لٹائیں بکھر رہیں مرگ چھالا کا ڈالے آسن
مکھ راکھ بھرا اور لال آنکھیں کن مندرے کر میں اک سمرن
اس جوگی پن میں شیو جی کا تھا دولھا کا یہی زور برن
وہ راکھ ملی جو مکھ تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا اپٹن
اور لال شہانا باگا تھا وہ گیروا رنگا پیراہن
وہ سمرن تھی یوں پہنچے پر جوں باندھے دولھا ہاتھ کنگن
وہ سیس لٹائیں یوں بکھریں جوں باندھے سہرا نیک لچھن
وہ مندرے کانوں بیچ پڑے یوں جیسے موتی ہوں کانن
وہ لڑیاں سیلی کی ایسی جوں زیور ہووے زیب بدن
کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سدا شیو دولھا تھے اور نادیا بیل براتی تھی
اب یاں سے آگے سنو اس جوگی کی بات
لوگوں نے جس دم سنی ملے ہر اک نے ہات
واں لوگ برات آنے کے تھے دن رات سبھی مشتاق بڑے
معلوم نہ تھا یہ دولھا ہیں تھے راہ خوشی کی سب تکتے
ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے

واں سب نے جوگی جان انہیں پردیس نگر پھرتے رہتے
یوں آن کے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے
اس وقت سدا شیو ہنس بولے بیاہنے ہم ہی تو آئے
یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہنس کر سب کے ہوش گئے
دل سست ہوے اور من کھٹے پھر جا کر آگے راجہ کے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوے
تحقیق کیا تو ٹھیک وہی تقدیر سے روئے ہاتھ ملے
سب محلوں مندر شور مچے یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے
کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دیوے ٹھنڈی سانس بھرے
کوئی بولے کرموں لکھیا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

واں جن جن نے یہ بات سنی اسے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا تو کچھ اور ہی تھا اور پرگھٹ یاں کچھ اور ہوا
اب یاں سے آگے سنو دھیانا دھر کو لاے
آزردہ جیسی ہوئی پاربتی کی ماے

رو جھینک ادھر ماں گورا کی سن جوگی پر یوں اٹھ بولی
یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھونی
یہ میری گورا پاربتی بالی نیکی سندر بھولی
یہ مالی دھن اور دولت کی یہ پھول ترازو کی تولی
مکھ جس کا چمکے چاندن میں اور مصری ہونٹوں میں گھولی
وہ الگن مکھ پر چھوٹ رہیں کستوری نے جس سے بولی
ہر کنگن جس کا بیش بہا ہر پہونچی جس کی انمولی

سو پلے باندھی ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی
تن راکھ ملے گدڑی اوڑھے کھا آک دھتورے کی گولی
سرکیس بکھیرے لال میں جوں لال بہادر کی گولی
نے محل مکان نے زر زیور نے بہل میانہ رتھ ڈولی
چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرلے بن پربت کھاتا جھکجھولی
اب لاج گئی کل میں موری سب دشمن بولیں کل بولی
تدبیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہولی
تھی میری گورا پیاری کی یہ بات چھتی کی رات لکھی
کچھ اور نہ ہو ہوانت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی
اب یاں سے آگے سنو شیو نے جب اس آن
اپنی مایا سے کیے کیا کیا وہاں سامان
تب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار پروہت بلوائے
جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
سب لوگوں نے بھی نانوں دھرے تب چپ ہوشیو کے پاس آئے
لجیانا دیکھ پروہت کو واں ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
جو باد نے جھاڑی خارو خسک اور بادل پانی چھڑکائے
بانات قناتیں شمیانے دل بادل تنبو تنوائے
نمگیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے
کل فرش حریر اور دیبا کے خوشرنگ، چمکتے بچھوائے
مقیش زری کے لچھے بھی پھر جاگہ جاگہ لٹکائے
گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوی عنبر رکھوائے
پھر تال الائچی لونگوں کے پھر خوب طرح سے چنوائے

چنگیر دھریں سوزیب بھریں اور طرہ ہار بھی گندھوائے
ہر چار طرف تیاری کی اسباب طرب کے ٹھہرائے
جو ٹھاٹھ بڑے ہیں شادی کے اک پل بھر میں سب جھمکائے
آکاس کے دیوت جتنے ہیں بن خوب برائی آن بھرے
وہ پہلا بھی میدان بھر اور ویسے دس میدان بھرے
اب یاں سے آگے سنو خوش ہو کر ہر آن
جیسے شیو دولھا بنے اس کا کیا بیان
جب بیٹھے شیو کی شادی میں کل تینتیس کوٹھ جو ہیں دیوتا
بشن آپ تھے آئے اور برہما اور اندر نارد من اس جا
اور سکر اور برہسپت بھی اور نانوں سنیچر بھی جن کا
وہ روپ سروپ اور پوشاکیں وہ اونچی شانیں زیب فزا
اس وقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یوں دولھا
مکھ پان کی لالی کر منہدی اور آنکھ بیچ لگا گجرا
ہر تار چمکتا چیرے کا اور تاش سنہرے کا باگا
اس تار زری کے چیرے پر جوں مہر چمکتا مکٹ دھرا
ہر کان مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ سہرا مکھ پر یوں چمکے جوں سورج ہووے کرن بھرا
وہ موتی مالے گلے جھلکیں اور ان میں لعلوں کی مالا
وہ بانک جڑاؤ بازو پر اور کنگنا پہنچے جھمک رہا
جب بیٹھے شیو یوں دولھا بن تب پریوں کا واں ناچ ہوا
اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارے گونجے شور مچا
یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا

ہر چار طرف آنند ہوئی نل شور ہوا خوشوقتی کا
اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوے ہر ٹھور
یہ دھوم مچی واں آپس میں کیوں لوگو کیسا یہ جوگی
ہم سمجھے اس کو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من میں چاؤ تماشے کی
اور بوڑھیاں بوڑھے طفل جواں اور کبڑے لنگڑے بہرے بھی
سب دیکھنے کو واں آن بھرے سو ٹھٹھ ہوے اور بھیڑ لگی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھ کر کوٹھے پر جلدی
جب دیکھا تو واں کوسوں تک ہے زور برات آ کر اتری
خوش وقت ہوے خوشحال ہوے بر آئی سب منتا من کی
ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور عیش و طرب کی دھوم مچی
دل شاد ہوے سب کنبے کے ماں گورا کی بھی شاد ہوئی
منھ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا چومے گھڑی گھڑی
کوئی پاربتی کے پاؤں چھوے کوئی ہووے ہر دم بلہاری
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی واری ہو سو سو باری
اب چاؤ یہی اور چاہ یہی جو دیکھیں صورت دولھا کی
تھے جیسے جوگی دیکھ انہیں واں غم سے دل پامال ہوے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہوے خوشحال ہوے
اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جس کی ہے تعریف سے میٹھا ہوا بیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہو اب بھوجن کی
منگوا کے میدا لاکھوں من اور میوے مصری شکر گھی
حلوائی ہزاروں آ بیٹھے کر گرم کڑھاؤ رکھ تھال نئی
کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
پھر ڈالا خوب گلاب اس میں اور ڈالیں ڈلیاں مصری کی
انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی
پھر لڈو بھی تیار کئے دے قند بہت بادام گری
براق مکد اور خرمے بھی خوشرنگ امرتی بیر بلی
وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور بالو سائی بھی
سب اتنے واں تیار ہوے جو ٹھور نہ رکھنے کو پائی
کی عرض یہ جا کر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
ٹک دیکھو تم بھی آن اسے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی
جب راجہ نے بھی آنکھ اٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی
مسرور ہوے یہ کہہ من میں جس آن براتی آویں گے
سب اپنے من بھر کھاوینگے اور ڈھیر پڑے رہ جاوینگے
اب یاں سے آگے سنو عیش خوشی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات
جب رات ہوئی تب شیو شنکر خوشوقتی سے اسوار ہوے
سب آگے پیچھے دولھا کے دلشاد برائی ساتھ چلے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے
ہر آن جڑاؤ چنور ڈھلیں اور سیس کے اوپر چھتر پھرے

وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے جھمک رہے
نقارے نوبت طبل نشاں الغوزے بجتے اور ڈفلے
ہر سرنا میں دھن میں میں کی اور کرنا تری جھانجھ بڑے
کر دھونسے دھوں دھوں باج رہے اور تاشے بجتے کڑ کڑ سے
مردنگ مندیلے تال بجیں اور سارے گھنگرو بھی جھنکے
وہ ڈھول دھما دھم شور کریں اور جھیتے بھی چھم چھم کرتے
وہ ہاتھی کنجل اور مکتے انباری ہووے اور بنگلے
وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹالے
وہ جھاڑ مشعلیں پخشاخے سب روشن اونچے شعلوں کے
وہ صحرا جھمکا کوسوں تک اور ابر اجالی جا پہونچے
وہ گھوڑے میانے گھوڑ بہنیں رتھ اونچے پہیے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہولے ہولے چلتے تھے
اب یاں سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوے ایسے ان کے ساتھ
پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے
ڈیل اونچے ان کے برج سمن اور سیس بھی ان کے گمٹ سے
ہر پگڑ ان کا سو من کا اور موٹے رسوں کے پٹکے
اور پگڑوں پر طروں کی طرح تھے ساکھوبر کے بر رکھے
کوئی ننگے سر وہ بال اس کے جوں بانس بڑے دس دس گز کے
کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پانوں ناچے اور کودے
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں دبکائے
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا سر پر بٹھلائے

کوئی سانپ گل میں لپٹائے پھن ان کے دم پر دم چومے
کچھ لمبے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکھ پھیری لے
کوئی شور کرے خوشحالی سے یوں جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی نین خوشی سے مٹکاوے
کوئی لمبے لمبے ڈگ رکھے کوئی دس دس گز کی جست کرے
کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب ہنس ہنس دھج دکھلاتے
ہیں
تھے دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اچھلتے جاتے ہیں
اب یاں سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جس طرح پاربتی کے دوار
جب دیکھا واں کے لوگوں نے وہ کوسوں تک کا اجیالا
وہ سرنا کی آواز سنی اور نقاروں کا شور سنا
سب بولے برات اب آتی ہے یہ شور اجال ہے اس کا
تب راجہ نے بھی بھیج دیا ہرکارے پر واں ہرکارا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے واں سو کہتے آ
کوئی کہتا اب واں آ پہونچے کوئی کہتا آئے اب اس جا
کوئی کہتا بہت براتی ہیں اور ساتھ لیے ہیں ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہیں کچھ چھوڑ نہیں جن کا ملتا
کوئی کہتا گھوڑے ہاتھی ہیں انبوہ رتھوں کا ہے آتا
یہ باتیں سن کر راجہ نے گھبرا کے من کے بیچ کہا
یاں لوگ بہت سے آتے ہیں جن ما سے بیچ کہاں یہ جا

یہ بھیڑ کب اس میں مل بیٹھے کچھ بن نہیں آتا کریے کیا
پر دھان کھڑے تھے جو آگے جب ان سے اپنا بھید کہا
یہ ٹھاٹھ جو اب یاں آتا ہے کچھ تم نے اس کا فکر کیا
وہ بولے کیا تدبیر کریں اور کیا کیا اس کا دھیان کریں
آ جاوے اتنا ٹھاٹھ جہاں واں کس کس کا سامان کریں
اب یاں سے آگے سنو باتیں ہیں یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح واں دوارے کے نزدیک
جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری زیب بھری
وہ پریاں ناچیں تختوں پر جھنکاریں مار مجیروں کی
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پر دھن کرنا سرنا کی اونچی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سہانی ان کی تھی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولھا کی
سب چھجے چھجے کوٹھوں پر واں دیکھیں زینت اور خوبی
سب واہ کریں اور چاہ کریں اور ٹھاٹھ کو دیکھیں گھڑی گھڑی
ہوں دیکھ کے صورت دولھا کی واں سو سو دل سے بلہاری
وہ آئی تھی جو ساتھ لدی اور آتشبازی تھی چھٹتی
مہتاب انار اور پھلجھڑیاں ہت پھول ہوائی خوب کڑی
اک پہر تلک دروازے پر واں پھول رہی پھلواری سی
سب ہاتھی گھوڑے بیل اچھلیں غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ طبل بجیں اور ڈفلے بھی نقارے تاشے اور ترئی
وہ دہل جھلنی کے باج رہے اور گھر گھر میں آواز گئی
سب شاد ہوے خوش وقت ہوے یہ دیکھ تماشے خوبی کے

کر وصف بہت بلہار ہوئے اس دولھا کی محبوبی کے
اب یاں سے آگے سنو شادی کے رسم اور
جس کے ہر اک رسم سے جی خوش ہو فی الفور
جب راجہ کے دروازے پر ہوئی آن برات اس طور کھڑی
سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتش بازی بھی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور سمدھ ملاوے کی ٹھہری
اس وقت بلایا دولھا کو تو ہووے زیب مندر کی بھی
جب دولھا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلیں سندر سو چیری
لے آئیں مندر میں دولھا کو تو ہووے زینت مندر کی بھی
وہ چاند سا مکھ وہ سر سہرا وہ پہنچے کنگنا تار زری
وہ روپ سہانا جب دیکھا ہوئی سب کے من کے بیچ خوشی
کوئی بولا دولھا خوب ملا اور اس دولھا کے میں بلہاری
کوئی بولی میں اس دولھا پر اب واروں من من بھر موتی
کوئی دیکھ کے ہوتی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
چھن کہ کر اس جا دولھا نے لی نیک اشرفی بہتیری
اسطور کہی چھن خوبی سے جو ہر اک منھ کو دیکھ رہی
سب محلوں مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوش وقتی
جب بیٹھے دولھا مندر میں من بیچ خوشی کی بات لیے
جنما سے بیچ برات اتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا سات لیے
اب یاں سے آگے سنو اس صورت کی بات
جنما سے میں جس طرح بیٹھی آن برات

کچھ جنما سے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں میں
کچھ آنگن میں کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالا خانوں میں
کچھ آن براجے ڈیوڑھی میں مشغول خوشی کی باتوں میں
کچھ باہر آ کر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور میانوں میں
ہر ٹھور بجیں کرنا سرنا اور ترئی طبل بھی محلوں میں
ہر جانب دھونسے باج رہے نقارے بجتے کوچوں میں
اور باجیں نوبت جھانجھ پڑی اس شادی کے رنگ رلیوں میں
کچھ بات نہ سمجھے کان دھری ان باجوں میں ان دھوموں میں
کچھ میانے رتھ اور گھڑ بہلیں لا آن کھڑی کیں راہوں میں
کچھ گھوڑے اچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں میں
تھے جتنے واں بازار بنے کچھ اترے ان بازاروں میں
اور جتنے واں تھے باغ لگے کچھ اترے جا ان باغوں میں
جب جگہ نہ پائی بستی میں کچھ اترے شہر سوادوں میں
واں ڈیرے تنبوتان لیے اور بیٹھے خوش ان ڈیروں میں
وہ تھے واں جس جس طور اوپر کل فرحت کے آہنگ ہوے
غل شور ہوے اور ناچ ہوے اور راگ ہوے اور رنگ ہوے
اب یاں سے آگے سنو اس کا بھی بستار
جس جس طور سے آں کر ٹھہری واں جیونار
جس وقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے واں لوگوں کا
یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جا کر بھوجن دو
جب چاکر نوکر جلد چلے اور جنما سے میں آ کر وو
یوں بولے اب سب کر پاکر جیونار مندر کے بیچ چلو

تم اب بھی جیو اور ان کو دلواؤ جنہیں دلوانے ہوں
ہیں مکتے ڈھیر ٹھائی کے درکار ہوں جتنے اتنے لو
اس بات کو سن کر ہنس بولے ہے خوب پر اتنی بات سنو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہیں تم پہلے ان کو جموا دو
وہ گود اٹھا کر خوش ہوتے جیونار میں لائے دونوں کو
تھے جتنے واں انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اک ڈیڑھ نوالا کر بیٹھے پھر مچلے اب کچھ اور رکھو
ان لوگوں کے تب ہوش گئے اور بھاگے واں سے لرزاں ہو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سدھ بدھ کھو
حیران ہوے اور چپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو
مغرور ہوئے تھے کہہ کر یوں جا بھوجن کے انبار کریں
سو اس کی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کریں
اب یاں سے آگے سنو خوش ہو کر یہ شان
جیسے دولھا کے ہوے پھیروں کے سامان
جب ساعت آئی پھیروں کی تب ٹھہری اس جا یہ خوبی
گھر بیچ بلایا دولھا کو اور پھیروں کی تیاری کی
کچھ بیٹھے لوگ ادھر ادھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جو فرش مقرر ہے اس پر آ بیٹھے دولھا دولھن بھی
جب دولھا دولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گھٹ جوڑے کی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لا کر اس کی چیز رکھی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھیں کوئی بیٹھا ڈالے شکر گھی
گنیش کی پوجا کر کے واں پھر پوجا کی نرگرہوں کی

بھر تھال جواہر نیگ ملیں لیں جلد سو اسی اور نیگی
اور لے لے نیگ دعائیں دیں سب دولھا دولھن کو بیگی
سبھ ساعت نیک مہورت سے وہ دولھا دولھن روپ بھری
اسطور پھرے مل آپس میں ہے ریت جو ہوتی پھیروں کی
جب پھیرے چار ہوے آ کر کل عیش و طرب کی دھوم مچی
ہر چار طرف چمکی جھمکی خوشحالی خوبی خوش وقتی
ہر من میں سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اس آن ہوئی
اب یاں سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولھا جس اطوار
وہ پھیرے بھی جس وقت ہوے اس خوبی ور خوشوقتی سے
جو رسمیں اور معین واں تھیں ان سے بھی سب شاد ہوے
دس روز ہوے ہر ٹہلے میں اور چاؤ بر آئے سب دل کے
شیو باہر آئے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی دمکے
تن باگا جھلکے ہر ساعت اور لعلوں کی مالا چمکے
کچھ کانوں موتی چمک رہے کچھ بانک جھمکتے بازو کے
سوزیب جھمک سے خوش ہوتے آمندر پر اپنے بیٹھے
وہ خوبی سوبھا دولھا کی سب دیکھیں واں کے لوگ کھڑے
سب ہو کر خوش یہ بات کہیں یہ دولھا اوپر ٹھاٹھ بڑے
وہ دیکھیں اپنی آنکھوں سے ہوں جگ میں بھاگ بڑے جن کے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب کنبے کے

وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش پھرتے
اس نگری کے طالع چمکے ان لوگوں کے بھی بخت کھلے
جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اس کی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کے سو شور ہوے اور دھوم ہوئی
اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اس جا دان دہیز
جس آن ہوے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب دھرے
پوشاکیں رنگیں زیب بھریں ہر تار پڑا جن کا جھمکے
زر زیور کے واں ڈھیر لگے جو باہر ہووے گنتی سے
وہ موتی ہیرے انمولے وہ لعل زمرد کے ڈبے
وہ کلسے نئے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلوں بیچ پڑے
وہ چیرے خوب لباسوں کے اور گنتی میں بھی بہتیرے
وہ چیریاں اچھی صورت کی سر پانوں تلک زیور پہرے
وہ کنج جھول جھلکتی کے انباری جن پر اور ہووے
وہ گھوڑے گلگوں مثل ہوا زردوزی جن پر زین بندھے
چنڈول جھلکتے وہ جن پر بانات زری کے تھے پردے
رتھ بہلیں اور گھڑ بہلیں وہ سب ٹھاٹھ چمکتے جن کے تھے
وہ رنگیں جھالر دار تھیں وہ بیل بہت جن کے اونچے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بغدی بوجھ اٹھانے کے
تھے جتنے شادی بیاہ نمت ساماں جو واں تیار ہوے
ہر ٹھاٹھ کے واں دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوے

اب یاں سے آگے سنو راجہ نے اس آن
جو باتیں شیو سے کہیں ان کا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یوں بولے
کچھ بن نہیں آیا جو ہم سے من بیچ ہوے ہم شرمندے
کس لائق ہیں جو دیتے ہم اسباب تمہارے لائق کے
تم اچھے جگ میں ایسے ہو جو پائے ہو لاکھوں ہم سے
ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمہارے ہم دیکھے
اس نگری میں اس منڈل میں تم آئے اپنی کرپا سے
تم تھام نہ لیتے جو ہم کو پھر کہیے کیونکر ہم تھمتے
جو کرپا تم نے ہم پر کی کب استت اس کی ہو ہم سے
ہم چیز نہیں کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھوں خوبی کے
اس آن دیا جو آپ نے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
ہر وقت ہماری بانہہ رہو کر کرپا سے اپنی گہنے
من بیچ ہوے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اٹھے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے
جو من میں تھی سو بات کہی اب اور کہیں کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی اور ہر دم ادھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنس کر راجہ کے واں من کی بہت تسلی کی

اب یاں سے آگے سنو من ایدھر کو لاے
پاربتی واں جس طرح گھر سے ہوئی بداے

جب شیو نے واں یہ حکم کیا تیاری ہو اب چلنے کی
اور آپ مندر کے بیچ گئے تو ہوے بداواں دولھن کی

یہ بات بدا کی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
سب طور تم اس کے مالک ہو یہ چیری میں نے تم کو دی
من اس کا بہت ہی رکھیو خوشی مت میلا کیجو اس کا جی
یہ پیاری ہے من کی میرے اور روشنی میری آنکھوں کی
یوں کہہ کر بولی گورا سے مل مجھ سے میری پاربتی
جب گورا پیاری دوڑ گلے واں اپنی ماں کے آ لپٹی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اسے اور روئیں جتنی تھیں گھر کی
ماں دیکھ کے روتی گورا کو کر پیار بہت یوں کہتی تھی
تو آنکھیں رو رو لال نہ کر میں تیرے مکھ کی بلہاری
کچھ اپنے من کے بیچ نہ لا میں تجھ کو جلد بلاؤں گی
پھر آخر واں اس رونی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر واں سب نے روتی بٹھلائی
سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئیں ہے بیٹی سے یاں پیار بہت
جس وقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں لاچار بہت
اب یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اس دیس سے شیو کی چلی برات
جب ڈیوڑھی سے چنڈول اٹھا دروازے پر سو خوبی سے
نوچھا وارتنی کی اس پر کل موتی پھول زری بکھرے
اس وقت بہت خوش وقتی سے شیو شنکر بھی اسوار ہوے
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی زیب بھرے
اسواری دولھا کی آگے چنڈول دلھن کا تھا پیچھے
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے

اسباب دیے جو راجہ نے تھے اس کے جاتے اونٹ لدے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب رتھ اور میانوں میں بیٹھے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انباری زین جھمکتے تھے
اس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
غل شور خوشی کے چار طرف سب دیکھیں واں وہ ٹھاٹھ بڑے
جس طور خوشی سے بیاہنے کو شیو آئے گھر میں راجہ کے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہونچے
یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاں ہوا بس اور نہ آگے رکے بولو
ڈنڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

مسدس

لے صبر و قناعت ساتھ میاں سب چھوڑ یہ باتیں لوبھ بھری
جو لوبھ کرے اس لوبھی کی نہیں کھتی ہوتی جان ہری
سنتو کھ تو کل ہرنوں نے جب حرص کی کھیتی آن چری
پھر دیکھ تماشے قدرت کے اور لوٹ بہاریں ہری بھری
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری
ٹک اپنی ہمت دیکھ میاں تو آپ بڑا اوتاری ہے

پر حرص طمع کے کرنے سے اب تیرا نام بھکاری ہے
ہر آن مرے ہے لالچ پر ہر ساعت لوبھ ادھاری ہے
اے لالچ مارے لوبھ بھرے سب حرص و ہوا کی خواری ہے
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا اور لالچ کی ہے دولت تیرے پاس دھری
تو خاک سمجھ اس دولت کو کیا سونا روپا لال زری
ہاتھ آیا جب سنتوکھ درب تب دولت اوپر دھول پڑی
کر عیش مزے سنتوکھی بن جے بول مرلیا والے کی
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص ہوا کے بیجوں کو جو لوبھی دل میں بوتے ہیں
وہ چنتا مارے لوبھ بھرے نت خوار ہمیشہ ہوتے ہیں
جو ہاتھ پسارے لالچ کر وہ ماتھا کوٹ کے روتے ہیں
اور ہاتھ جنہوں نے کھینچ لیا وہ پانوں پسارے سوتے ہیں
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھرے کی گلیوں کی جب منھ پر تیرے دھول پڑی
بیچین رہیگا ہر ساعت آرام نہ ہو گا ایک گھڑی
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور لوبھی تن پر مار چھڑی
کر سمرن کنج بہاری کی جے بول کمٹ کی گھڑی گھڑی

جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد برا ہے لالچ کا اس میٹھے کو مت کھا پیارے
یہ شہد نہیں یہ زہر نرا اس زہرا پر مت جا پیارے
جو مکھی اس میں آن پھنسی پھر پنکھ رہے لپٹا پیارے
سر ٹیکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بری بلا پیارے
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ نری پت کھوتا ہے اس کو بھی لالچ مارے کی
یہ لوبھی چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
تو ایک پنک کر لالچ پر بن صورت لال انگارے کی
کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص و ہوا کے پھندے میں تو اپنی عمر گنوا دیگا
نہ کھانے کا پھل دیکھے گا نہ پانی کا سکھ پاریگا
اک دو گز کپڑے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا
اے لوبھی بندہ لوبھ بھرے تو مر کر بھی پچتاویگا
جب آسانستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی

پر تجھ کو اب تک خبر نہیں اے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادہ سروپں تج منت نر اور ناری کی
لے نام کشن من موہن کا جے بول اٹل بنواری کی
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اچکا تگڑا ہے
ہے نیچ پرانی پگڑی سے جو سر پر تیرے پگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے
کچھ میں نہیں کچھ میکھ نہیں سب حرص و ہوا کا جھگڑا ہے
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا میں کچھ خبر نہیں اس لوبھی کے نستارے کی
ہے کیچڑ اس پر لپٹ رہی سب حرص و ہوا کے گارے کی
کیا کہئے وا کی بات نظیر اس لو بھی لوبھ سنوارے کی
سب یارو مل کر جی بولو اس بات کی نند دلارے کی
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

درمناجات باری تعالےٰ

سدا دل سے اے مومن پاکباز
وضو کر کے پڑھ پنج وقتی نماز
بوقت مناجات باصد نیاز
یہ کہہ اپنے ہاتھوں کو کر کے دراز
کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا
الٰہی تو ستار و غفار ہے
مرایاں گناہوں کا انبار ہے
نہ حامی کوئی نے مددگار ہے
اب اس بے کسی میں تو ہی یار ہے
نہ درایم غیراز تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
ہوے جرم تجھ سے صغیر و کبیر
پڑا ہے تو دام گنہ میں اسیر
ذرا خواب غفلت سے چونک اے نظیر
دعا مانگ جلد اور کہہ اے خبیر
نگہدار ماز از راہ خطا
خطا در گذر و صوا بم نما

درثنائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ترا دوست ہے وہ جو خیر الورا
محمدؐ نبی مالک دوسرا
کہاں وصف ہو مجھ سے اس کا ادا
ولیکن ہے میری یہی التجا
زباں تا بود ور دہاں جائے گیر
ثنائے محمدؐ بود دلپذیر
وہ شاہ دو عالم امیر امم
بنے واسطے جس کے لوح و قلم
سدا جس کے چومیں ملائک قدم
کروں اس کا رتبہ میں کیونکر رقم
حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجیدش بود متکا
اگرچہ وہ پیدا ہوا خاک پر
گیا خاک سے پھر وہ افلاک پر
مرا جی فدا اس تن پاک پر
تصدق ہوں میں اس کے فتراک پر
سوار جہاں گیر یکراں براق
کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

خطاب نہ نفس

سفیدی نے ڈالا سیاہی کو دھو

گئی نہ لڑکپن کی تجھ میں سے بو
ذرا اب تو اے مست ہشیار ہو
یہ کیا قہر ہے اے دل زشت خو
چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نہ گشت
کیا تو نے نامہ عمل کا سیاہ
اٹھایا نہ دنیا سے کچھ زاد راہ
تجھے اپنی غفلت پہ کچھ ہے نگاہ
غرض اور میں کیا کہوں تجھ سے آہ
ہمہ با ہواؤ ہوس ساختی
دمے با مصالح نہ پرداختی
رہا عمر بھر تو گنہ میں اسیر
کر اب کچھ رہائی کی فکر اے شریر
کمان اجل نت لگائے ہے تیر
اگر کچھ سمجھ سے تو پھر کر نظیر
مکن تکیہ بر عمر نا پائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

در مدح کرم

کرم کی میں کیا کیا کہوں خوبیاں
کرم کے ہیں مداح اہل جہاں

کرم ہے نکو نامے جاوداں
جو کچھ فہم ہے تو یہ تحقیق جاں
دلا ہر کہ بہناد خوان کرم
بشد نامدار جہان کرم

کرم میں وہ خوبی ہے اے مہرباں
کہ ہوتا ہے جس کا ہر ایک جا بیاں
زباں سے قلم سے قدم سے میاں
کیا کر کرم اور یقیں اس کو جاں
کرم نامدار جہانت کند
کرم کا مگار امانت کند

کرم کی بہت خوب ہے رسم و راہ
کرم کی ہر اک وقت ہے واہ واہ
کرم سے ہے عیش و طرب عز و جاہ
کرم سے ہے سب رتبہ و دستگاہ
کرم مایہ شاد مانی بود
کرم حاصل زندگانی بود

کرم یاں جنھوں نے کیا ہے مدام
ہوے ہیں بزرگی سے وہ نیک نام
انہیں لوگ کرتے ہیں جھک کر سلام
کرم کا نہایت بڑا ہے مقام
درائے کرم در جہاں کار نیست

وزیں گرم تر ہیچ بازار نیست

کرم سب کو دنیا میں آیا پسند
ہوئے ہیں جہاں میں وہی سربلند
کرم کا ہے رتبہ بہت ارجمند
کرم کر سدا گر ہے تو ہوش مند
دل عالمے از کرم تازہ دار
جہاں راز بخشش پر آوازہ دار

کرم میں جو رکھتے ہیں اپنا قیام
تو ان کا ہی رہتا ہے دنیا میں نام
نظیر اب تجھے ہے یہ لازم مدام
گھڑی پہر دن رات اور صبح و شام
ہمہ وقت شو در کرم مستقیم
کہ ہست آفرینندہ جان کریم

درصفت سخاوت

سخاوت کی دنیا میں ہے جس کو چاہ
تو اس پر نہایت ہے فضل آلہ
ہوا وہ خلائق میں باعز و جاہ
یہی بیت ہے اس سخن کی گواہ
سخاوت کند نیک بخت اختیار
کہ مرد از سخاوت شود بختیار

خدا نے اگر تجھ کو زر ہے دیا
تو کھا تو بھی اور غیر کو بھی کھلا
جو چاہے کہ ہووے ز اہل عطا
تو مقدور تک اپنے اے دلربا
بلطف و سخاوت جہانگیر باش
در اقلیم لطف و سخا میر باش
خدا کی عنایت ہے جس شخص پر
سخاوت کا وہ سیکھتا ہے ہنر
بڑی قدر ہے اس کی اے بہرہ ور
سخاوت کرے جو ہے صاحب نظر
سخاوت بود کار صاحبدلاں
سخاوت بود پیشہ مقبلاں
ہمیشہ سخاوت کر اے مہرباں
تو سب عیب تیرے رہیں گے نہاں
ستاوے گا تجھ کو نہ کوئی یہاں
نہیں کہہ گیا سعدی خوش بیاں
سخاوت من عیب را کیمیاست
سخاوت ہمہ درد ہارا دواست
سخاوت جو کرتے ہیں یاں اختیار
وہی ہیں جہاں میں بڑے ہوشیار
نظیر اب ہو تو بھی سخاوت شعار
کہ راضی سخی سے ہے پروردگار

مشو تا تواں از سخاوت بری
کہ گوے بہی از سخاوت بری

در مذمت بخیل

بخیلی کا پیشہ ہے جس نے کیا
وہ ہوتا ہے یاں گنج کا اژدہا
نہیں اس کے ملنے میں ہے فائدا
کنارہ ہے سب صورتوں میں روا
اگر چرخ گردد بکام بخیل
ور اقبال باشد غلام بخیل
سوا اس کے یہ بھی کیا رقم
کہ نام اس کا لیتے نہیں صبح دم
نحس اس کو کہتے ہیں اہل کرم
سمجھتے ہیں دریوزہ گر سے بھی کم
اگر در کفش گنج قاروں بود
وگر تابعش ربع مسکوں بود
جو حشمت بڑی اس نے پائی ہے یاں
ملی اس کو گر دولت جاوداں
تو اس میں بزرگوں کا ہے یہ بیاں
اگر تجھ کو حاجت ہے تو بھی میاں
مکن التفاتے بمال بخیل

مبر نام مال و منال بخیل

وہ ہے گو جہاں میں بڑا مالدار
ولیکن وہ نظروں میں ہے بیوقار
ذلیل اس کو کہتے ہیں سب اور خوار
کچھ اس کی نہیں قدر اے ہوشیار

بخیل ارچہ باشد تونگر بماں
بہ خواری چو مفلس خورد گو شماں

اگرچہ عبادت ہے اس کا چلن
ریاضت میں کھینچے ہے رنج و محن
بڑے زہد کرتا ہے دل سے کٹھن
ولے شاہد اس کا یہی ہے سخن

بخیل ار بود زاہد بجرو بر
بہشتے نہ باشد بحکم خبر

جوز رہے ترے پاس اے مہرباں
تو خرچ اس کو کر راہ حق میں میاں
بخیلی میں ہووے گا تیرا زیاں
نظیر اس سخن کو تو تحقیق جان

سخیاں ز اموال برمی خورند
بخیلاں غم سیم و زرمی خورند

درصفت تواضع

تواضع کی خوبی ہو کیا کیا بیاں
یہ پستی بلندی کی ہے نردباں
جو کرتا ہے ہے رسم تواضع عیاں
اسے دوست رکھتے ہیں اہل جہاں
دلا گر تواضع کنی اختیار
شود خلق دنیا ترا دوستدار
جو چاہے ملیں تجھ کو اخلاص مند
تواضع کی کر ان سے باتیں دو چند
کہ آویں ترے کام سب کو پسند
بزرگوں کا ہے یہ کلام بلند
تواضع بود مایہ دوستی
کہ عالی بود پایہ دوستی
اگر ہے ترے دل میں یہ مدعا
کہ عالم میں رتبہ ہو تیرا بڑا
کیا کر تواضع یہی ہے بھلا
ہر اک اہل معنی نے یوں ہے کہا
تواضع کند مردرا سرفراز
تواضع بود سروراں را طراز
بدن تو نے پایا جو انسان کا
تو ہرگز نہ کر کار حیوان کا
تکبر تو ہے کام شیطان کا
تواضع ہے باعث تری شان کا

تواضع کند ہر کہ ہست آدمی
نہ زیبد ز مردم بجز مردمی

بڑی یوں تو دولت کی ہیں خوبیاں
ولے ہے تواضع کی وہ عز و شاں
کہ یاں نام اور سیر فردوس واں
کہا ہے بزرگوں نے اے مہرباں
تواضع کلید در جنت است
سرافرازی و جاہ را زینت است

تواضع اگر ہو گا تیرا شعار
بڑھے گا ترا سب میں عز و وقار
تواضع کو مت چھوڑ اے ہوشیار
یہ معنی ہیں اس بیت کے آشکار
تواضع بود حرمت افزائے تو
کند در بہشت بریں جائے تو

اگر ہے جہاں میں تجھے دستگاہ
تواضع پہ لازم ہے ہر دم نگاہ
تواضع سے بڑھتی ہے توقیر و جاہ
یقیں کر تو ہے قول سعدی گواہ
تواضع زیادت کند جاہ را
کہ از مہر پرتو بود ماہ را

اگر چاہیے تجھ کو یاں اعتبار

بزرگی ملے اور بڑا ہو وقار
کرے تجھ کو دل سے ہر اک شخص پیار
تو اس کی یقیں جان اے غمگسار

تواضع عزیزت کند در جہاں
گرامی شوی پیش دلہا چو جاں

دل اپنے میں تخم تواضع کو بو
عمل کا ترے کھیت تو سبز ہو
تواضع بغیر ایک دم کو نہ ہو
یہی یاد رکھ دل میں اے نیک خو

کسے را کہ عادت تواضع بود
زجاہ و جلالش تمتع بود

ملے تجھ سے جو اس سے جھک کر تو مل
کھلا غنچہ دل کو اور تو بھی کھل
تواضع کو رکھ آپ سے متصل
بلندی اسی میں ہے اے صاف دل

تواضع مدار از خلائق دریغ
کہ گردن ازاں برکشی ہمچو تیغ

ملی جن کو ہے عقل میں امتیاز
وہی جھکتے ہیں سب سے باصد نیاز
ثمر سے ہے ڈالی کو جھکنے میں ناز
اسی بات میں سب پہ کھلتا ہے راز

تواضع کند ہو شمند گزیں
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں
تواضع جو کرتے ہیں اس جا امیر
وہ ہیں نیک پیش صغیر و کبیر
وہ ہوتے ہیں سب کے بہت دلپذیر
جو دیکھا تو سچ ہے یہ بات اے نظیر
تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوے اوست
نہیں پاس رکھتا جو یاں سیم و زر
اور اس میں تواضع کا کچھ ہے اثر
اسے لوگ کہتے ہیں نیکو سیر
ولے قول سعدی ہے اے پر گہر
کسے را گہ گردن کشی در سراست
تواضع ازویا فتن خوش تراست

درمذمت تکبر

تکبر جو کرتا ہے یاں ہر گھڑی
وہ کھینچے ہے آخر کو شرمندگی
تکبر سے ہے ربط بیدانشی
اگر ہے تو عاقل تو بھولے سے بھی
تکبر مگن زینہار اے پسر

کہ روزے زدستش در آئی بسر

تکبر جو کرتا ہے یاں اختیار
وہ رہتا ہے لوگوں کی نظروں میں خوار
حذر اس سے رکھتے ہیں اہل وقار
یہی یاد رکھ دل میں اے ہوشیار

کسے را کہ خصلت تکبر بود
سرش پر غرور از تصور بود

تکبر سے ہوتا ہے جو آشنا
وہ بیگانہ عقل سے ہے دانما
تکبر سے کر خوف اے پارسا
تکبر کی زشتی کہوں ماکجا

تکبر عزازیل راخوار کرو
برندان لعنت گرفتار کرو

بہت کھینچتا ہے جو اپنے تئیں
وہ گرتا ہے آخر بروئے زمیں
جو ناداں ہیں واقف وہ اس سے نہیں
ولیکن یقیں جان اے ہمنشیں

تکبر بود عادت جاہلاں
تکبر نیاید ز صاحبدلاں

جنہیں عقل اور ہوش کا ہے خیال
وہ رکھتے ہیں یاں عاجزی کے خصال

نہیں چلتے ہرگز تکبر کی چال
یہاں اس سخن کی یہی ہے مثال

تکبر بود مایہ مد بری
تکبر بود اصل بدگو ہری

تکبر کی زشتی ہے سب پر عیاں
سنا تو نے کچھ کچھ تو اس کا بیاں
سمجھ بوجھ مت کر تو اپنا زیاں
نظیر اب تعجب ہے یہ درمیاں

چو دانی تکبر چرامے کنی
خطا مے کنی و خطامی کنی

درفضیلت علم

جسے دولت علم کہتے ہیں یاں
وہی دولت بے خطر ہے میاں
نہ کر جہل پڑھ دل سے اے مہرباں
کہ ہے علم ہی دولت جاوداں

بنی آدم از علم یا بد کمال
نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

فضائل کی تجھ کو اگر ہے ہوس
پڑھا کر تو اور علم سے کر نہ بس
وگر معرفت چاہے اے نکتہ رس

تو ہر حال میں ہر گھڑی ہر نفس
چو شمع از پے علم باید گداخست
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت
تجھے علم تحصیل کرنا ہے یاں
تلاش اس کی ہے فرض تجھ پر میاں
اسی کی تو خواہش میں رہ ہر زماں
یقین جان لے اس کو اے مہرباں
طلب کردن علم شد بر تو فرض
وگر واجبست از پیش قطع ارض
عجب دولت علم کا ہے اثر
کرے خرچ اس کو جو شام و سحر
بڑھے دمبدم اور رہے بے خطر
جو بے علم ہے کیا وہ سمجھے مگر
خرد مند باشد طلبگار علم
کہ گرم است پیوستہ بازار علم
اسی فن کو کہتے ہیں کسب کمال
اسی کی کتابوں میں ہے قیل و قال
اسی سے دلائل اسی سے مثال
تو لازم ہے یوں اے ہمایوں خصال
برو دامن علم گیر استوار
کہ علمت رساند بہ دارالقرار

اسی سے معارف کی تحریر ہے
اسی سے حقائق کی تقریر ہے
اسی سے معانی کی تفسیر ہے
یہی نیک بختی کی جاگیر ہے
کسے را کہ شد در ازل بختیار
طلب کردن علم کرد اختیار
فقیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
امیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
وزیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
دبیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
ترا علم در دین و دنیا تمام
کہ کار تواز علم گیرد نظام
یہی علم بس سب کی توقیر ہے
بزرگی کی چہرے پہ تنویر ہے
جو بے علم ہے اس کی تحقیر ہے
نظیر اب یہی نیک تدبیر ہے
میا موز جز علم گر عاقلی
کہ بے علم بودن بود غافلی

در امتناع از صحبت جاہلان

نہیں علم ہے یاں جنہوں نے پڑھا

انہیں لو گکہتے ہیں جاہل سدا
نہیں بیٹھ تو پاس ان کے ذرا
غرض ان کے نزدیک ہرگز نہ جا

دلا گر خرد مندی و ہوشیار
مکن صحبت جاہلاں اختیار

جو ہے جاہل اس کے نہ جا متصل
نہ اس کے سخن سے تو جوں غنچہ کھل
سدا دور ہو اس سے ہرگز نہ مل
جو چاہے بزرگی تو اے صاف دل

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش
نیا میختہ چوں شکر شیر باش

نہ کر ربط جاہل سے ہر گز بجاں
ترا اس کے ملنے سے ہو گا زیاں
حذر دل میں کر اس سے تو ہر زماں
کہا ہے بزرگوں نے یوں اے میاں

ز جاہل حذر کردن اولےٰ بود
کزو ننگ دنیا و عقبےٰ بود

جو کرتا ہے جاہل وہ بہتر نہیں
جو کہتا ہے جاہل وہ ہے بدتریں
سمجھ نیک اس کو نہ اے خوش یقیں
کہ جاہل ہے بدعاقبت اور لعیں

زجاہل نیاید جز افعال بد
وزونشنود کس جز اقوال بد

نہ کر جاہلوں کی محبت پسند
نہ ڈال اپنی گردن میں ہر گز کمند
نہ دے اس کی الفت میں دل کو گزند
یہ قول بزرگاں ہے اے ہوشمند

ترا اژدہا گر بود یار غار
ازاں بہ کہ جاہل بد غمگسار

جہالت میں رہتا ہے جو مبتلا
نہیں اس کو عقبےٰ سے حاصل ذرا
ہے اور اک جن کا نہایت رسا
انہیں نے ہے تصدیق دل سے کیا

سر انجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

تجھے عاقلوں سے جو صحبت ہے یاں
غنیمت سمجھ ان سے ملنا میاں
عداوت سے ان کی نہیں کچھ زیاں
یہ قول بزرگاں ہے اے مہرباں

اگر خصم جان تو عاقل بود
بہ از دوستدارے کہ جاہل بود

جنہوں نے جہالت کا شیوہ کیا

ہر اک ان سے رہتا ہے دل میں خفا
کسی نے نہیں ان کو رتبہ دیا
سبھوں نے یہی ان کے حق میں کہا

سر جاہلاں بر سردار بہ
کہ جاہل بخواری گرفتار بہ

جہالت کا جس شخص میں ہے خمیر
وہ رہتا ہے خفت میں ہر دم اسیر
ذلیل اس کو کہتے ہیں برناؤ پیر
جو دیکھا تو سچ بات ہے اے نظیر

چو جاہل کسے در جہاں خوار نیست
کہ ناداں ترا جاہلی کار نیست

درصفت عدل

ہوا ہے جو عالم میں تو بادشا
دیا ہے تجھے ملک و تاج دلوا
سبب عدل ہے اس عنایات کا
سمجھ یہ سخن اے شہ مہ لقا

چو ایزد ترا ایں ہمہ کام داد
چرا بر نیاری سر انجام داد

کرے گا جو تو عدل کا کاروبار
بڑھے گا ترا جاہ اور اقتدار

عدالت سے ہے رتبہ شہر یار
تو رکھ یاد اے خسرو کامگار

چو عدل است پیرایہ خسروی
چرا عدل را دل نداری قوی

جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام
وہ رہتے ہیں عالم میں مت نیک نام
صفت ان کی ہوتی ہے ہر صبح و شام
سمجھ اس کو اے شاہ عالی مقام

چونو شیروان عدل کرو اختیار
کنوں نام نیک است از و یادگار

رہے گی تری عدل پر جو نگاہ
تو دولت رہے گی تری دیرگاہ
اگر ہے تجھے مال و حشمت کی چاہ
تو اس کو یقیں جان اے بادشاہ

ترا مملکت پائداری کند
اگر معدلت دستیاری کند

جو عادل رہے گا تو شام و سحر
کہیں گے تجھے خسرو داد گر
رہے گی تری مملکت خوب تر
یہ خوبی جو چاہے تو اے بہرہ ور

جہاں را بانصاف آباد دار

دل اہل انصاف راشاد دار

کرے گا جو تو معدلت روز و شب
تو ہو گا ترا سب میں عادل لقب
تری نیک نامی کا ہے یہ سبب
سمجھ اس کو اے شاہ عالی نسب

ترازیں بہ آخر چہ حاصل بود
کہ نامت شہنشاہ عادل بود

بڑھائے یہاں عدل عز و وقار
وہاں بھی ملے رتبہ و اعتبار
عدالت سے ہوتے ہیں سب کامگار
اسے گوش دل سے سن اے شہر یار

جہاں رابہ از عدل معمار نیست
کہ بالاتر از معدلت کار نیست

ہوئی جس کو یاں معدلت دلپذیر
بڑا صاحب بخت ہے وہ امیر
بہت خوش ہیں اس سے صغیر و کبیر
جو کی غور دل میں تو سچ ہے نظیر

زتاثیر عدل ست آرام ملک
کہ از عدل حاصل شود کام ملک

درمذمت ظلم

سعادت سے ہوتے ہیں جو بہرہ ور
تعدی وہ کرتے نہیں اور پر
سعادت کا ہے کب ستم میں اثر
میاں اس سخن کو بدل غور کر

اگر خواہی از نیک بختی نشاں
در ظلم بندی بر اہل جہاں

ہر اک دل کو ہے خوف اس سے بڑا
کسی پر نہ رکھ ظلم کو تو روا
ستم کا ہے پیشہ نہایت بڑا
جو چاہے زمانے میں اپنا بھلا

مدہ رخصت ظلم ور ہیچ حال
کہ خورشید ملکت نیا بد زوال

گل حکم کی گر تو دیکھے بہار
تو کر ظلم کا دور خاطر سے خار
نہ بیداد سے رکھ کسی دل پہ بار
سمجھ لے یہی بات اے کامگار

خرابی زبیداد بیند جہاں
چو بستان خرم زباد خزاں

ترے گھر جو ہے سلطنت کا نشاں
تو کر ظلم کو شہر سے بے نشاں
اسی میں ہے بس راحت جاوداں
یہی تجھ کو لازم ہے اے مہرباں

رعایت دریغ از رعیت مدار
مراد دل داد خواہاں برآر

جو کرتا ہے یاں ظلم کو اختیار
وہ ہوتا ہے دنیا و عقبیٰ میں خوار
برا اس کو کہتے ہیں لیل و نہار
سمجھ رکھ یہی بات اے تاجدار

ستم برضعیفان مسکیں مکن
کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن

ستم کی نہ چل ایک دم بھی تو راہ
ستانا دلوں کا بڑا ہے گناہ
نہ کر ظلم سے خلق کو تو تباہ
رکھ اے باہنر اس سخن پر نگاہ

ستم کش گر آہے بر آرد ز دل
زند سوز اور شعلہ در آب و گل

سکھاوے تجھے ظلم کو جو شعار
ترا دشمن جاں ہے وہ نابکار
اٹھا آہ کا مت دلوں سے شرار
اگر خیر چاہے تو اے کامگار

بآزار مظلوم مائل مباش
ز دور دل خلق غافل مباش

ستم کی روش جس نے دنیا میں کی

ہوئی اس کو حاصل نہ کچھ بہتری
ملی عاقبت میں بھی شرمندگی
جو کچھ ہوش ہے تجھ میں تو اے قوی
مگن برضعیفان بیچارہ زور
بیندیش آخر زتنگی گور

جو کرتا نہیں ظلم سے اجتناب
وہ ہوتا ہے آخر اسیر عقاب
سمجھتا نہیں وہ خانہ خراب
ستانا دلوں کا بڑا ہے عذاب
مکن مردم آزاری اے تندر اے
کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدائے

ستم کہ جو رکھتا ہے یارو بنا
تو رہتے ہیں سب لوگ اس سے خفا
نظیر اس سخن کو کہے تا کجا
یہ نکتہ ہے اہل خرد کا بجا
کسے کا تش ظلم زد ور جہاں
بر آورد از اہل عالم فغاں

درصفت قناعت

خدا کا بڑا جس پہ احسان ہے
قناعت کے گھر کا وہ مہمان ہے

بڑی آبرو اس کی اور شان ہے
خوشی خرمی اس کو ہر آن ہے

دلا گر قناعت بدست آوری
در اقلیم راحت کنی سروری

قناعت کی دولت ہے جس پاس یاں
وہ رہتا ہے آرام سے ہر زماں
نہیں خطرہ آتا کوئی درمیاں
تو دنیا کی دولت سے اے مہرباں

غنی گر نباشی مکن اضطراب
کہ سلطان نخواہد خراج از خراب

قناعت سے ہوتا ہے جو بہرہ ور
نہیں دیکھتا ہے کسی کا وہ در
بصد عیش رہتا ہے وہ اپنے گھر
اسے غور کر دل میں اے پر ہنر

قناعت تونگر کند مرو را
خبر وہ حریص جہاں گرد را

فقیری کے رتبے پہ کی جب نگاہ
تو اس کا ہے کچھ اور ہی عز و جاہ
اگرچہ ہے سختی سے ہونا تباہ
ولے جان لے اس کو لطف الہ

نہ دارو خرد مند از فقر عار

کہ باشد بنی راز فقر افتخار

قناعت کی دولت ہے یاں اس قدر
نہ پہونچے جسے دولت سیم و زر
ہر اک وقت رہتی ہے حق پر نظر
جو دیکھا تو دنیا میں شام و سحر
غنی راز رو سیم آرایش است
ولیکن فقیر اندر اسایش است
قناعت ہے سرمایہ افتخار
قناعت میں ہے خوبی و اعتبار
تجھے جس طرح رکھے پروردگار
اسی میں تو راضی رہ اے دوستدار
قناعت بہر حال اولیٰ تراست
قناعت کند ہر کہ نیک اختراست
قناعت سے ہوتا ہے جو آشنا
وہی کام کرتا ہے یاں عقل کا
اسے دے ہے عشرت کا عسرت مزا
جفاے فلک سے تو اے باصفا
اگر تنگدستی ز سختی منال
کہ پیش خرو مند ہیچست مال
کرے دل جو مہر قناعت منیر
وہ ہے مورد نور لطف قدیر

اسے لوگ کہتے ہیں روشن ضمیر
تجھے بھی ہے لازم یہاں اے نظیر

زنور قناعت بر افروز جاں
اگر داری از نیک بختی نشاں

در مذمت حرص

تجھے ہے مے حرص کا جو نشا
اسی سے نہیں ہوش تیرا بجا
میاں یہ تقاضا نہیں عقل کا
سوا اس سخن کے کہوں تجھ سے کیا

ایا مبتلا گشتہ در دام حرص
شدہ مست ولا یعقل از جام حرص

جو لالچ سے ہے جمع تو نے کیا
فراہم کرے گا گر اس کے سوا
نہیں اس سے مطلق تجھے فائدا
یہ ہمراہ تیرے نہیں جائے گا

گرفتم کہ اموال قاروں تراست
ہمہ دولت ربع مسکوں تراست

یہ اسباب ہے جو ترے رو برو
سمجھیو نہ اپنا اسے تو کبھو
نہ کر اس کی تحصیل میں جستجو

نہیں حال قاروں سے آگاہ تو
بخواری شد آخر گرفتار خاک
جو بیچارگاں بادل درد ناک
جو لینا ہے کچھ زندگی کا مزا
تو خوش ہو اسی میں جو کچھ مل گیا
میاں حرص کی راہ ہرگز نہ جا
سمجھ اس سخن کو تو دل میں ذرا
ہر آنکس کہ در بند حرص اوفتار
دہد خرمن زندگانی بباد
نہ رکھ حرص کا دوش پر اپنے بار
نہیں زر کے رہنے کا کچھ اعتبار
یہ کرتا نہیں ایک جا پر قرار
تو اس آتش غم میں لیل و نہار
چرامی گذاری زسودائے زر
چرامی کشی بار محنت چوخر
نہیں حرص کی کچھ بھلی رسم و راہ
تو اپنے تئیں اس میں مت کر تباہ
دکھا دے گی ذلت تجھے حب جاہ
تو بیتاب ہو کر میاں خوامخواہ
چرامی کنی محنت از بہر مال
کہ خواہد شدن ناگہاں پائمال

اگرچہ رواں زر سے ہیں کاروبار
پر اتنی بھی مت حرص کر اختیار
ذرا صبر کر اور نہ ہوے بے قرار
کہاں تک کہوں تجھ سے اے میرے یار

چناں عاشق روے زر گشتہ
کہ شوریدہ احوال و سرگشتہ

نہ ہو حرص کا اس قدر آشنا
تجھے مرص کرنے میں خوبی ہے کیا
نہیں اس میں حاصل ندامت سوا
کہوں کیا تجھے تو ہے زر پر فدا

چناں دادۂ دل بہ نقش درم
کہ ہستی ز ذوتش ندیم ندم

تجھے حرص کرنے سے کچھ بھی ہے ڈر
نہیں نفع اس میں تجھے جز ضرر
یہی دھیان ہے تجھ کو شام و سحر
درندوں سے ہے نفس تیرا بتر

چناں گشتہ صید بہر شکار
کہ یادت نیاید زروز شمار

اگر زندگی کا تو ہے قدر داں
تو زر کی ہوس میں نہ کر رائگاں
بھلے اور برے میں تفاوت یہاں
اگر جانتا ہے تو اے مہرباں

مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال
کہ ہم نرخ گوہر نہ باشد سفال

جسے دولت دیں ہے یاں دلپذیر
اسی کو ہے واں شادمانی کثیر

نہ ہو ٹکر دنیا میں ہر گز اسیر
کہا ہے بزرگوں نے یوں اے نظیر

مبادا دل آں فروما یہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

درصفت وفا

محبت میں ہیں وہ جو اہل وفا
تو ان کا ہے الفت میں رتبہ بڑا

بہت معتمد ہیں وفا آشنا
اگر تجھ کو بھی چاہیے مرتبا

دلاور وفا باش ثابت قدم
کہ بے سکہ رائج نہ باشد درم

جو ثابت قدم دوستی میں جیے
دل اپنے وفا میں انہوں نے دیے

محبت کی تو بھی اگر مے پیے
تو کچھو نہ ترک وفا کس لیے

بود بے وفائی سرشت زناں

میاموز کر وار زشت زناں

جو چاہے کہ سب خلق ہو دوستدار
تو کر دل سے مہر و وفا اختیار
اگر دوستی کے چمن کی بہار
تجھے دیکھنی ہے تو اے گلعذار
مکن بے وفائی چو دور سپہر
متاب از رخ دوستاں روے مہر

جو ملتا رہے گا تو یاروں سے یاں
تو پھر خوش رہے گا دل دوستاں
وگر ان سے ہو گا جدا اک زماں
تو پھر قول استاد کا ہے عیاں
جدائی ز احباب کردن خطاست
بریدن زیاراں خلاف وفاست

نہیں جن کے دل میں وفا کا نشاں
وہ شرمندہ یاروں سے رہتے ہیں یاں
سبک ہیں وہ نزدیک پیر و جواں
جو چاہے بزرگی تو اے مہرباں
مگر واں زکوے وفا روے دل
کہ در روے جاناں نباشی خجل

ترے دوست جتنے ہیں اور غمگسار
تو آزردہ ان کو نہ کر زینہار

ستمگر نہیں ہوتے الفت شعار
جو کی ہے محبت تو اے دوستدار
منہ پاے بیروں زکوئے وفا
کہ از دوستاں می نیر زد جفا
اگر دام الفت میں تو ہے اسیر
وگر دوستی ہے تجھے دلپذیر
تو کر دل میں حسن وفا جائے گیر
اسی بات کو یاد رکھ اے نظیر
زرراہ وفا گر نہ پہنچے عناں
شوی دوست اندر دل دشمناں

درصفت طاعت

جو رہتے ہیں طاعت میں شام و سحر
انہیں کو ہے عز و شرف بیشتر
کہاتے ہیں عالم میں روشن گہر
بہت سچ ہے جو کہہ گیا نکتہ ور
کسے را کہ اقبال باشد غلام
بود میل خاطر بطاعت مدام
جو مشغول طاعت ہیں لیل و نہار
بڑی ان کی عزت ہے اور اعتبار
بزرگی میں نام ان کا ہے یادگار

یقین ہے یہی بات اے باوقار
اگر بندی بہر طاعت میاں
کشاید در دولت جاوداں
جو رکھتے ہیں طاعت کا چہرے پہ نور
خجل مہر ہوتا ہے ان کے حضور
جو چاہے کہ ہو تیرگی دل سے دور
تو اس کو سمجھ رکھ تو اے پر شعور
ز طاعت بود روشنائی جاں
کہ روشن ز خورشید باشد جہاں
جو رکھتے ہیں طاعت سے آرام جاں
وہی لوگ عقبےٰ میں ہوں شادماں
ملے گا انہیں کو جہاں میں مکاں
تجھے ہے اگر ترس دوزخ میاں
یہ آب عبادت وضو تازہ دار
کہ فرد از آتش شوی رستگار
جنہیں ہے سب زور طاعت سے کام
مطیع ان کا رہتا ہے عالم مدام
بھلا ان کو کہتے ہیں سب خاص و عام
یہ خوبی عیاں ہے تو پھر صبح و شام
نشاید سر از بندگی تافتن
کہ دولت بطاعت تواں یافتن

جو طاعت سے دل کو لگاتے ہیں یاں
سعید ان کو کہتے ہیں اہل جہاں
انہیں میں تو روشن دلی کی ہے شاں
جو دیکھا تو عالم میں اے مہرباں

سعادت زطاعت میسر شود
دل از نور طاعت منور شود

جو کرتے ہیں طاعت کو یاں اختیار
شب و روز رکھتے ہیں طاعت سے کار
وہی ہیں ہنرمند اور بختیار
اسی پر نظر کرے اے ہوشیار

زطاعت نہ پیچد خردمند سر
کہ بالائے طاعت نباشد ہنر

ہوے ہیں جو طاعت سے روشن ضمیر
انہیں خلق کہتی ہے پیر اور فقیر
جو چاہے کہ دل ہو تجلی پذیر
تو لازم ہے تجھ کو بھی پھر اے نظیر

پرستندہ، آفر نیندہ باش
در ایوان طاعت نشیندہ باش

درصفت عبادت

جنھیں حق پرستی ہے یاں بیشتر

بڑے وہ توانگر ہیں اور بختور
صفت ان کی ہوتی ہے شام و سحر
دلا تو بھی اس کی یقین جان کر
اگر حق پرستی کنی اختیار
شود دولت ہمدم و بختیار
جو رکھتے ہیں یاں دولت اتقا
دل ان کا ہے پاکیزگی سے بھرا
ملے ہے سعادت انہیں برملا
بھلا اپنا چاہے تو اے باصفا
زتقویٰ چراغ رواں برفروز
کہ چوں نیک بختاں شوی نیکروز
جو پڑھتے ہیں خالق کی دل سے نماز
ملے ہے انہیں عزت و امتیاز
جو چاہے کہ ہو جاے تو سرفراز
تو دائم جہاں میں بہ عجز و نیاز
نماز از سر صدق برپائے دار
کہ حاصل کنی دولت پایدار
نہیں فسق سے کام کوئی بتر
تو دامن کو اس سے نہ آلودہ کر
تجھے اس سے لازم ہے کرنا حذر
اسی کو یقیں جان اے بہرہ ور

اگر دور باشی زفسق و فجور
نباشی ز گلزار فردوس دور

جو سمجھے شریعت کی باتیں بجا
کرے پیروی ان کی دل سے سدا
نظیر اس کو محشر میں خطرہ ہے کیا
سخن ہے یہ اہل خرد نے کہا
کسے را کہ از شرع باشد شعار
نترسد ز آشوب روز شمار

درمذمت عصیاں

برائی ہے عصیاں میں بالکل میاں
نہیں کچھ بھلائی کا اس میں نشاں
جو خوشنودی خالق دو جہاں
تجھے چاہئے ہے یہاں اور وہاں
ولا عزم عصیاں مگن زینہار
کہ فردا نہ باشی زحق شرمسار

جو ہوتے ہیں دنیا میں عصیاں شعار
وہی کھینچتے ہیں ندامت کے بار
اگر ہے تو کچھ عاقل و ہوشیار
تو اس کو یقیں جان اے غمگسار
زعصیاں کند ہوشمند احتراز

کہ از آب باشد شکر را گداز

کرے گا گنہ تو جو یاں روز و شب
تو ہو گا ترا سب میں عاصی لقب
ترا نور دانش چھپے گا یہ سب
سمجھ رکھ یہی دل میں اے با ادب
کند نیک بخت از گنہ اجتناب
کہ پنہاں شود نور مہر از سحاب

در تعریف شکر

تجھے شکر کرنے سے ہے افتخار
تجھے شکر کرنے سے ہے اعتبار
کہ شکر آب ہے تو شجرہ میوہ دار
تامل کر اور غور اے ہوشیار
زشکر جہاں آفرین سرمتاب
کہ در ابلغ دیں شکروا ہست آب

جو کرتے ہیں یاں شکر شام و سحر
فیزوں نعمت ان کی ہے اور سیم و زر
اگر دولت و بخت کا کچھ اثر
تجھے دیکھنا ہے تو اے بہرہ ور
زیادت کند شکر جاہ و جلال
زیادت کند شکر مال و منال

جو ہیں رتبہ شکر کے قدر داں
نہیں شکر سے چپ وہ رکھتے زباں
کیا کرتے ہیں دمبدم شکر یاں
تجھے بھی یہ لازم ہے اے مہرباں
نفس جزبہ شکر خدا برمیار
کہ واجب بود شکر پروردگار
جو کچھ نعمتیں تجھ کو بخشی ہیں یاں
وہ ہیں بے زباں اور تری اک زباں
کرے گا تو کس کس کا شکر اے میاں
جو شاکر ہے تو اس کو تحقیق جاں
اگر شکر حق تا بروز شمار
گزاری نباشد یکے از ہزار
نہ دے شکر سے تو بھی لب کو قرار
زباں کو ہلا شکر میں بار بار
نظیر اس سخن کو تو کر اعتبار
ادا گرچہ تجھ سے نہ ہو زینہار
ولے گفتن شکر اولیٰ تراست
کہ اسلام را شکراو زیورات

درصفت صبر

صبوری کی دولت بڑی ہے میاں

جنہیں ہے وہ رکھتے ہیں آرام جاں
ہر اک اس سے خوش دل ہے اور شادماں
صبوری کی کیا کیا کہوں خوبیاں

والا گر صبوری کئی اختیار
بدست آوری دولت پایدار

صبوری میں ہے اس قدر مرتبا
کہ ہے صابروں کے دلوں پر لکھا
نہیں لکھی جاتی ہے اس کی ثنا
غرض یہ سخن سن تو اے پارسا

صبوری بود کار پیغمبراں
نہ پیچند زیں روے دیں پروراں

صبوری کی راہ میں تو رکھ کر قدم
نہ مقصد کے ملنے سے ہو پر الم
نہ آنے دے خاطر میں کچھ درد و غم
یقیں کر اسی بات پر دم بدم

صبوری ترا کا مگاری دہد
ز رنج و بلا رستگاری دہد

صبوری جو کرتے ہیں یاں صبح و شام
تو ان کے صبوری سے جاری ہیں کام
ملے ہے انہیں رتبہ و احترام
یقیں کر یہی بات اے نیک نام

صبوری کشاید در کام جاں
کہ جز صابری نیست مفتاح آں

صبوری کرے گا جو دل سے یہاں
تو ہو گی تری اس میں خوبی عیاں
نہ گھبرا کسی کام میں میری جاں
نصیحت پہ سعدی کی راہ جاوداں

صبوری کنی گر ترا دیں بود
کہ تعجیل کار شیاطیں بود

جو کچھ ہے ترا مقصد و مدعا
نہیں گر وہ جلدی سے ہوتا روا
بر آنے میں اس کے میاں غم نہ کھا
یقیں اس کو تو جان اے دل ربا

صبوری کلید در آرزوست
کشایندۂ کشور آرزوست

جو کچھ آرزو جی میں ہے تیری یاں
نہ ملنے کا ہے رنج دل میں نہاں
جو چاہے ملے تجھ کو اس کا نشاں
اسی کو یقیں دل میں رکھ جاوداں

صبوری بر آرد مراد دلت
کہ از عالماں حل شود مشکلت

اگر ہے تو دام بلا میں اسیر

وگر ہے تری طبع کلفت پذیر
نہ لا رنج دل میں قلیل و کثیر
کہا ہے بزرگوں نے یوں اے نظیر

صبوری بہر حال اوئے بود
کہ در ضمن آں چند معنی بود

درصفت شراب عشق گوید

مے عشق ہے وہ نشاط التیام
کہ اس کا نشا ہے جنہیں صبح و شام
انہیں کو ہے دن رات عیش مدام
تو بس جلد لے کر صراحی و جام

بدہ ساقی آں آب آتش لباس
کہ مستی کند اہل دل التماس

وہ مے جس سے ہے چشم دل کو نگاہ
نہ کیونکر ہو سو جان سے اس کی چاہ
وہ ہے جان عشاق بے اشتباہ
بہار اس کی کیا کیا کہوں واہ واہ

مے لعل در ساغر زر نگار
بود روح پرور چو لعل نگار

جنہیں شوق ہے یاں مے عشق کا
عجب ان کے دل کو ہے ملتا مزا

چڑھا ہے جو اس مے کا ان کو نشا
تو کیفیت اس کی کہوں اب میں کیا

خوشا لذت شوق ارباب عشق
خوشا لذت ذوق اصحاب عشق

جو عشاق ہیں ان سے مت کر حجاب
انہیں لطف سے اپنے کر کامیاب
دل ان کا جو کرتا ہے مست و خراب
تولا ساقیا بھر کے جام شراب

شرابے چو لعل رواں بخش یار
شرابے مصفا چو روے نگار

جو ہے عاشقوں کو غم جاں گزا
تجھے اس کی لازم ہے کرنی دوا
جو چاہے خمار ان سے ہووے جدا
تو جلدی سے اے ساقی دلربا

بیار آں شرابے چو آب حیات
کہ بایدز بویش دل از غم نجات

وہ سرخی نہیں آنکھوں میں بھر رہی
عجب مشعل عشق روشن ہوئی
کبھی سر خوشی اور کبھی بے بسی
کہوں کیا میں اس کے سوا اس گھڑی

خوشا مے پرستی ز صاحبدلاں

خوشا ذوق مستی زاہل دلاں

کیا جس نے دل دوستی پر فدا

قدم راہ الفت میں اپنا رکھا

رہا ملتجی جلوۂ یار کا

صفت اس کی یارو کہوں اور کیا

خوشا دل کہ دار و تمنائے دوست

خوشا دل کہ در بند سودائے اوست

جو مشاق نظارۂ یار ہے

اسی کو محبت سزاوار ہے

اسے کب کسی سے یہاں کار ہے

نظیر اس کے لب پر یہ ہر بار ہے

خوشا دل کہ شیدا ست برروئے دوست

خوشا دل کہ شد منزلش کوے دوست

درصفت راستی

جو رکھتے ہیں یاں راستی میں کمال

وہی فی الحقیقتہ ہیں فرخندہ حال

دل ان کا چمکتا ہے اختر مثال

انہیں نیک باتوں پہ کر کے خیال

والا گر کنی راستی اختیار

شود دولتت ہمدم و بختیار

جو رکھتے ہیں یاں راستی کا اثر
بزرگی میں ہوتے ہیں وہ نامور
اسی حسن و خوبی پہ کر کے نظر
کہا شیخ سعدی نے اسے پر ہنر

نہ پیچد سر از راستی ہوشمند
کہ از راستی نام گردد بلند

جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب
نہیں ان کے دل کو ذرا رنج و تاب
دہن کی ہے بو ان کے مثل گلاب
جو پوچھے تو ان اے فراست مآب

بہ از راستی در جہاں کار نیست
کہ در گلبن راستی خار نیست

جو رکھتے ہیں یاں راستی کا شعار
انہیں کا ہے عالم میں عز و وقار
وہ ہوتے ہیں مقبول پروردگار
سمجھ کر یہی بات اے کامگار

دم از راستی گرزنی صبح وار
ز تاریکی جہل گیری کنار

جنہیں راستی کی خوش آئی ہے طیب
وہ ہیں گلشن صدق کے عندلیب
جو نا راستی کے ہوا عنقریب
سمجھ اس کا انجام اے خوش نصیب

کسے را کہ ناراستی کشت کار
کجا روز محشر شود رستگار

جو رکھتے ہیں یاں راستی پر نگاہ
انہیں کی بہت لوگ کرتے ہیں چاہ
بزرگی سے ہوتا ہے ان کا نباہ
جو ہے تو عقیل اور دانش پناہ

مزن دم بجز راستی زینہار
کہ دار و فضیلت یمیں بر یسار
رہے گا تو ناراستی میں اسیر
تو سب کی نگاہوں میں ہو گا حقیر
یہاں اور وہاں ہو گی ذلت کثیر
اسی کو یقیں دل میں کر اے نظیر

ز نا راستی نیست کارے بتر
کز و گم شود نام نیک اے پسر

درمذمت دروغ

جسے جھوٹھ کہتے ہیں اہل جہاں
وہ سینے کی ہے تیرگی کا نشاں
خرد کی ضیا کو ہے کرتا نہاں
نہیں یاد کیا قول دانشوراں

کسے را کہ گردد زبان دروغ

چراغ دلش را نباشد فروغ

کرے گا جو تو جھوٹ کو اختیار
طبیعت رہے گی الم سے فگار
کرے گا نہ کوئی ترا اعتبار
یقین جان لے اس کو اے ہوشیار

ترا شرمساری نماید دروغ
بکاذب در غم کشاید دروغ

اگر جھوٹ بولے گا تو ہر زماں
تو ہو گا خجل سب میں تو اے میاں
کریں گے حذر تجھ سے اہل جہاں
ہمیشہ یقیں کر اسے میری جاں

زکذاب گیرد خرد مند عار
کہ اور انیارد کسے در شمار

جسے جھوٹ رکھتا ہے کچھ شادماں
اسے خوار کرتا ہے پھر ہر زماں
سراسر بدی اس کے ہے درمیاں
اگر اعتبار اپنا چاہے تو یاں

دروغ اے برادر مگو زینہار
کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

جسے جھوٹ ہوتا ہے یاں دلپذیر
وہ ہوتا ہے یاں منفعل اور حقیر

نہیں اس کی توقیر کرتے کبیر
جو دیکھا تو سچ ہے یہی اے نظیر

دروغ آدمی را کند شرمسار
دروغ آدمی را کند بے وقار

در صنعت حق تعالیٰ شانہ

جہاں میں نئے رنگ کے ہیں چلن
عیاں ہے عجب طرز کی انجمن
تجھے دیکھتے ہیں جو طور زمن
تو چشم تامل سے اے یار من

نگہ کن دریں گنبد زر نگار
کہ سفقش بود بے ستون استوار

کہیں باغ دلستاں کہیں نیستاں
کہیں کوہ و صحرا کہیں بحر و کاں
کہیں ہے بہار اور کہیں ہے خزاں
انہیں دیکھ کر پھر تو اے مہرباں

سرا پردہ چرخ گردندہ بیں
درد شد مع ہائے فرد زندہ بیں

تامل ذرا کر تو پھر اور میں
ہر اک وضع میں اور ہر اک طور میں
جو دیکھا تو ٹھہرا یہی غور میں

کیا کیا کیا ہیں نقشے عیاں دور میں
یکے پاسبان و یکے پادشاہ
یکے داد خواہ و یکے تاج خواہ
کہیں دعوتوں کی ہیں تیاریاں
نشاط و طرب کی ہوا داریاں
کہیں رنج و غم کی گرفتاریاں
غرض ہیں عجب کچھ نموداریاں
یکے شاد مان و یکے درد مند
یکے کامران و یکے مستمند
کہیں بے کسی اور کہیں دستگاہ
کہیں بے وقاری کہیں عز و جاہ
پڑے کیوں نہ حیرت میں جا کر نگاہ
غرض کچھ عجب یاں کی ہے رسم و راہ
یکے بر حصیرو یکے بر سریر
یکے در پلاس و یکے در حریر
کہیں سختی و رنج سے ہائے ہے
کہیں درد و اندوہ سے وائے ہے
کہیں محفل عیش پیرائے ہے
عجائب تماشے کی یہ جائے ہے
یکے را عنا و یکے را غنا
یکے را بقا و یکے را فنا

کہیں بے زری اور کہیں گنج زر
کہیں خامشی اور کہیں شور و شر
کہیں غمزدہ اور کہیں شاد تر
نئی طرح کا یاں کا دیکھا اثر
یکے بینواؤ یکے مال دار
یکے نامراد و یکے کام گار
کہیں صبح عشرت کہیں شام غم
کہیں خرمی اور کہیں ہے الم
کہیں مہربانی کہیں ہے ستم
جہاں میں جہاں دیکھو یہ ہے بہم
یکے در تبسم یکے در غذاب
یکے در مشقت یکے کامیاب
کہیں شادمانی کہیں غم کشی
کہیں گھنگی اور کہیں تازگی
کہیں دل کی قوت کہیں سست جی
غرض کچھ عجب طرح ہے یاں کی بھی
یکے تندرست و یکے ناتواں
یکے سال خورد و یکے نوجواں
کہیں نرم وضعی کی چلتے ہیں راہ
کہیں سخت گوئی کہیں مہر و چاہ
کہیں لطف ہے اور کہیں ظلم و آہ
عجب ڈھب کی دیکھی ہے یہ بزم گاہ

یکے نیک خلق و یکے تندخوے
یکے بردبار و یکے جنگ جوے
کہیں ہے ہدایت کہیں گم رہی
کہیں راستی اور کہیں کجروی
کہیں پارسائی کہیں مے کشی
جہاں میں عجب دھوم ہے مچ رہی
یکے در صواب و یکے در خطا
یکے در دعاؤ یکے در دغا
کہیں ہے نشاط و طرب ہر زماں
بہار چمن نغمہ بلبلاں
کہیں کلفت دل ہے رخ پر عیاں
کہاں تک کہوں یاں کی نیرنگیاں
یکے در گلستان راحت مقیم
یکے باغم و رنج و محنت ندیم
کہیں بادۂ عیش ہے موج زن
پری زاد بیٹھے ہیں نازک بدن
کہیں رنج و غم سے لگی ہے لگن
غرض کچھ عجب ڈھب کی ہے انجمن
یکے را فروزند شمع طرب
یکے راز غم روز روشن چو شب
کہیں شاد کامی کے ہیں کاروبار

عیاں سیم و زر کے ہیں نقش و نگار
کہیں درد و غم سے ہے خاطر فگار
عجب طرز کے ہیں چلن آشکار
یکے رابروں رفتہ زاندازہ ماں
یکے در غم نان و خرچ عیال
کہیں ہیں تروتازگی کے نشاں
خوشی خرمی قہقہے خوبیاں
کہیں رنج و افسردگی ہے عیاں
عجب ڈھب کا ہے آج رنگ جہاں
یکے چوں گل از خرمی خندہ زن
یکے را دل آزردہ خاطر حزن
کہیں عز و اجلال ہے بیشمار
نمایاں ہے باغ چمن کی بہار
کہیں قید غم سے ہے دل داغدار
جہاں میں عجب رنگ ہے آشکار
یکے در جہاں جلالت امیر
یکے در کمندر حوادث اسیر
کہیں پارسائی کا اقبال ہے
عبادت سے ہر ایک خوشحال ہے
کہیں طبع عصیاں کے دنبال ہے
غرض کچھ عجب یاں کا احوال ہے

یکے بستہ از بہر طاعت کمر
یکے در گنہ برد عمرے بسر
کہیں راہ و رسم مناجات ہے
تلاوت ہے تقویٰ ہے طاعات ہے
کہیں بدھ و بنگ دن رات ہے
عجب آئینہ یاں طلسمات ہے
یکے را شب و روز مصحف بدست
یکے خفتہ در کنج میخانہ مست
کہیں علم کا ہو رہا ہے کمال
معانی کی ہے بحث اور قیل و قال
کہیں ہیں جہالت کے دل میں خیال
عجب رنگ کی ہے یہاں چال ڈھال
یکے عالم و مقبل و ہوشیار
یکے جاہل و مدبر و شرمسار
کہیں تو شریعت کے اقرار ہیں
مسائل کی بحثیں ہیں تکرار ہیں
کہیں منکری میں گرفتار ہیں
عجب رنگ پریاں کے اطوار ہیں
یکے بردر شرع مسمار وار
یکے در رہ کفر زنار دار
کہیں خواہش مرشد رہنما

کہ ارشاد لاویں سب اس کے بجا
کہیں فاجری مرتدی ہے بپا
غرض یاں عجب رنگ ہے مچ رہا
یکے نیک کردار نیک اعتقاد
یکے غرق در بحر نسق و فساد
کہیں زور و قوت میں میں استوار
جہاد ان سے ہوتے ہیں نت آشکار
کہیں ضعف سے چھپتے پھرتے ہیں زار
عجب طرح کا یاں کا ہے کاروبار
یکے غازی و چابک و پہلواں
یکے بزدل و سست ترسندہ جاں
کہیں دین و ایماں سے ہیں نیک نام
حسابوں میں لکھتے ہیں دنیا رو دام
کہیں ہیں گرفتار کفر و ظلام
عجب طور کا یاں کا ہے انتظام
یکے کاتبد اہل دیانت ضمیر
یکے دزد باطن کہ نامش دبیر
زمانے میں ہیں یہ بھی نیرنگیاں
کہیں کچھ ہے ظاہر کہیں کچھ عیاں
انہیں دیکھ کر ہو نہ غافل میاں
جو بھولا تو بھولا مگر مہرباں

ازیں پس مکن تکیہ بر روزگار
کہ ناگہ زجانت بر آرد و مار

جو حشمت ترے پاس ہے بیشمار
تو اس کا بھروسا نہ کر زینہار
نہیں اس کے رہنے کا کچھ اعتبار
اگر عقل ہے تجھ کو اے ہوشیار

مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم
کہ پیش از تو بودست بعد از تو ہم

اگر ہے جہاں میں تو دارا نشاں
سپہ بھی بہت ہے ترے ہمعناں
اگر ہے تو دانشور و کامراں
نہ ہو اس پہ نازاں تو اے مہرباں

مکن تکیہ بر لشکر بیعدد
کہ شاید زنصرت نیابی مدد

اگر حکم اور ملک ہے بیشتر
تو ہرگز بھروسا تو اس کا نہ کر
یہ ہوتا ہے دم میں ادھر سے ادھر
عجب کہہ گیا سعدی نکتہ ور

مکن تکیہ بر ملک و فرماندہی
کہ ناگہ چو فرماں رسد جاں دہی

اگر تجھ کو شوکت سے ہے احترام

تو مغرور اس پر نہ ہو صبح و شام
جو کچھ عقل سے تجھ کو رہتا ہے کام
تو زنہار اے صاحب احتشام
مکن شادمانی بجاہ و جلال
کہ بے خوف نقصاں نباشد کمال

جہاں میں اگر تو ہے کشور ستاں
سب اسباب دولت کے ہیں تیرے یاں
نہ ہو اس پہ مغرور ہرگز میاں
اگر ہے تو دانشور و اہل شاں
مگن تکیہ بر ملک و تاج دلوا
کہ ناگہ در آید سپاہ بلا

جو آگے تھے یاں صاحب زیب و فر
کہاں ہیں وہ اب دل میں ٹک غور کر
نہیں استقامت کا اس جا اثر
تھے اگلے زمانے میں بھی جلوہ گر
بسا باد شاہان سلطاں نشاں
بسا پہلوانان کشور ستاں

جہاں کا یہی ہے چلن اے جواں
کہ رہتا نہیں یاں کوئی جاوداں
ہوئی ہے بہاروں کی آخر خزاں
سوا اس کے تھے زیب باغ جہاں

بسا ماہ رویان شمشاد قد

بسا نازنینان خورشید خد

عجب زیب و زینت سے تھے ہمقریں

کہاتے تھے محبوب اور نازنیں

کوئی مہروش اور کوئی مہ جبیں

اسی طرح تھے زیب روے زمیں

بسا نو عروسان آراستہ

بسا خوب رویان نو خاستہ

ہیں اب جس طرح گلبدن نوجواں

اسی طور آگے بھی تھے دلستاں

یہی دل فریبی یہی شوخیاں

بصد ناز و انداز رستہ تھے یاں

بصا نامدار و بسا کام گار

بسا سروقد و بسا گلعذار

وہ ایسا ہی رکھتے تھے حسن و جمال

کہ تھے گلشن ناز کے نونہال

بہت خوشنما اور شیریں مقال

کہوں کیا ہوا ان کا انجام حال

کہ کردند پیراہن عمر چاک

کشیدند سر در گریبان خاک

غرض ہو گئے ہیں وہ زیبا صنم

کہ تھے دام دل جن کی زلفوں کے خم
عجب شوخیاں اور طرز ستم
کروں کیا بیاں اب میں با چشم نم
چناں خرمن عمر شاں شد بباد
کہ ہرگز کسے زاں نشانے نداد

جہاں میں عیاں ہیں یہی کاروبار
تو غفلت میں رہ کر نہ ہو شرمسار
زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار
جو کچھ عقل ہے تجھ کو تو زنہار
منہ دل بریں منزل جانستاں
کہ دروے زبینی دلے شادماں

جو دل کو لگا دے گا غفلت سے یاں
رہے گا الم میں بشور و فغاں
اگرچہ دل آویز ہے یہ مکاں
نہیں ہے مگر یہ رہ جاوداں
منہ دل بریں کاخ خرم ہوا
کہ می بار داز آسمانش بلا

رہے گا جو غفلت میں یاں مبتلا
وہ پائے گا ہر لحظہ رنج و عنا
ندامت بھی کھینچے گا اس کے سوا
اگر ہے تجھے عقل و فہم رسا

منہ دل بریں دیر کہنہ خراب
کہ خالی نہ باشد زرنج و عذاب
جو غفلت ترے دل میں ہے جایگیر
تو ہو گا کمند الم میں اسیر
لگیں گے طبیعت میں کلفت کے تیر
جو آرام چاہے تو ہر گز نظیر
منہ دل بریں دیر ناپائدار
ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

ختم شد دیوان اردو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کلام نظیر بزبان فارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان نظیر فارسی

متفرقات ردیف الف

بالہ گوش تو اے غنچہ دہن خوش بالا
داشتم گوہر دل، بروز بالا بالا
چو بیند ایں طلائی آرسی را
بود خجلت گل سورج مکھی را
روی خودمی پوشی اے رنگین ادا ہر دم زمن
طالب دیدار را تاب تحمل تا کجا
گل چنپا پسند من ازان است
کہ روزے دیدہ ام چنپا کلی را
دو شالہ از تن خوباں چو گرم الفت شد
باتصال دعا می دہدزمستاں را
شال رومال بر سر تو چنیں
کہ صد خساں نہادہ برسر 1 ما
ازیں معنی بخندیداد بطرزے

کزد گرد و تجلل عقد ثریا
جز عنایات نازنیں خوباں
کہ نشاند نیاز منداں را؟
گل درانگشت تو اے رنگیں ادا
شاخ را بگذاشت در عشق حنا

متفرقات ردیف ب

بس کہ حسن گل و ہداراحت سجان عندلیب
بہرآں باشد بگلشن آشیان عندلیب
فی المثل صیاد گر سازد اسیرش پیش گل
از پرے تاہم تواں دیدن نشان عندلیب
جنبش جھمکہ تو مے سازد
خاطر آرمیدہ را بے تاب
سی برتبہ والاے خویش می نازد
ز لطف گوہر دندان تو بسی دوزیب
عرق آں طور بر نازک تن لنست
کہ باشد در چمن نسرین سیراب
عجب دارم من از پازیب خوباں
کہ زیب از پابود گویند پا زیب
اے گل اندام گلشن حسنت
باد پیوستہ خرم و سیراب

متفرقات ردیف ث

اے سروقد، بیا کہ بہ امید دیدنت
مشتاق تو بہ زیر درختے فتادہ است

طرۂ مقیش بردستار چوں گل ہمچناں
ناتواں گفتن کہ ایں از ہار نسریں برگل است

دوپتہ تو گلابی، دمن بایں حیرت
کہ برگ گل بچیں عرض و طول بس عجب است

غنچہ راحسن شگفتن زنیسم سحر است
بہرایں غنچہ مگر وصل نسیم وگر است

جز تبسم نتواں گفت نسمیش اصلا
یا تکلم کہ بہ از قندونبات و شکر است

بودیگ لعل در آغوش حمرت
کنار رنگ پاں خوش ازدو لعل است

من آں نیم کہ بتر سم زچین پیشانی
چنیں معاملہ اکثر بہ پیشم آمدہ است

حنا گرفت سر انگشت او چو از فندق
برائے آں کہ بگیر ندسا عداز انگشت

بچشمت رشتہ کاجل بفہم
یکے از رشتہ داران فسوں است

نیک برجیں تو رخشاں تر آمدہ است
ایں طرفہ اخترے است کہ برملہ برآمد است

تشبیہ خال زلف بروایں کہ افعیے
گردک زدہ بسیایہ سنبل نشستہ است
چیست تمثیل از برائے خال ایں چاہ ذقن
قرص عنبر بر سر چہ از گرہ افتادہ است
آرسی دیدن خوباں ز نزاکت سبب است
نازکاں را طلب آئینہ تکلیف لب است
قرار زفت زلکن کہ تابش آمیز است
بحسن چنیں ہر دم عجب دل آویز است
چھلہ چندایں نانگشتان تو، اے نازنیں
در فریب ماہی دل قول باہم بستہ است
جگنو اے گل در گلوے تو عجب تابندہ است
آں کہ جگنو نام دارد پیش ایں شرمندہ است
قبائے چھینٹ در آغوش نازنیں خوباں
برائے زینت ملتان و خوبی چین است
شال بر فرق تو چنیں زرد است
کہ بہم رنگ جنس خود فرد است
صندل زجہہ تو بزینت رسیدہ است
یا از عتاب چیں بہ جبینت رسیدہ است
نسریں صفت نرمہ گوش تو شنیدہ است
در گوش تو اکنوں پے تحقیق رسیدہ است
چہ جائے غیر، چنین است ایں لباس بسنت
کہ دل بجلوہ رباید ز دست سادہ بسنت

نوید اے دل کہ معشوق ستم گار
بعاشق پروری شاید کمر بست
ایں جمائل کز گل صد برگ ہست اے نازنیں
پیشتر صد برگ نامش بودا کنوں صد گل است
کرم کردھن با حوال غریباں
زوال داراں زدل واری قواں گفت
ازیں کہ یافت تمنایم آں گل خوبی
دلم جو لالہ و گلنار از سرور شگفت
تبسم کرد و گفت آں شوخ از من
ترا ایں ہم شکر باشد نعیمت
اند کے لطف ہم نشینی تو
برمن، اے گل عذار بسیار است
صیاد صیدر الفریے ربودہ است
از دام رفتہ است، چنیں نیز بودہ است
گفتم اے نازنیں نکو گفتی
سحر حسنت فزوں تر از جادو است
گتم کہ درست گفتی اے شوخ
پروانہ خام بایدم گفت
در چمن اے نازنیں گل از برائے بلبل است
گفت ''بے جا، ناز بلبل نیز از بہر گل است''
گفتم سرور یافت دلم از جمال تو
فرمودہ طبع من ز تو ہم خرمی گرفت

گفتم اے جان، چنیں سخن گفتن
تا قناعت بہر روش خوب است
گر بتاں مے کنند استہزا
بت پرستاں ہم ایں قدر طیبت
زراہ منصفی لازم نہ ایں است
تبسم کرو و گفت ایں جا ہمیں است
گفتم اکنوں تواں بچارہ شتافت
گفت اگر دل قرار خواہد یافت
گفتم اے نازنیں، شرم آگیں
حسن را شرم خوبی و گراست
گفتم اے نازنیں خوش رفتار
دل من شد نثار رفتارت
طبع خوباں بسے بود نازک
پاس آں لازم محبان است
ناز نیناں لطف ہم فرمودہ اند
گر چنیں باشد، نہایت خوش تر است
تبسم کرد و گفتاہ طیبت است ایں
بگفتم حرف من ہم آں چناں است
آرزویم ہمیں 1 مگر اے جاں
ایں جسارت 2 زروے طیبت ہست
لباس دھانی اور بہر آن است
کہ خود ہم در نزاکت دھان پان است

حسن را اشعر نظیر کزو

جوہر و جوہری سز و بصفت

د

1

غزل

بود عہدے کہ زمن راز نہاں نتواں کرد

این زمانے است کزاں ہیچ عیاں نتواں کرد

شکوہ ہاگر بنویسم عجبے نیست، کہ تو

بمن آں کردۂ اے جاں کہ بیاں نتواں کرد

کہ چنیں ہا شود از تو بوفا اندیشاں

خود بفرما کہ شکایت بچساں نتواں کرد؟

کج روی خوب بناشد، دگرت خوش آید

تاہم اے غنچہ دہاں، سرور رواں نتواں کرد

از فریبت دلم آزردہ نبا شد چہ حساب

نیش را از غلطی نوش گماں نتواں کرد

بامن ایں طور سلوک ازرہ عیاری ہا

می تواں کرد بگو رشک بتاں نتواں کرد

ہرچہ رفت از تو بحال دل من رفت ولے

بعد ازیں یاد تو باشد کہ چناں نتواں کرد
قوت نفع رسانی چو نداری بکسے
ایں ہم از سود شناسی کہ زیاں نتواں کرد
بر زباں حرف محبت، بدل انداز خلاف
ایں فسو نہا بصداقت منشاں نتواں کرد
جا ہلاتے کہ ترا طرز ریا یاد دہند
نظر لطف بآں بے خرداں نتواں کرد
گر نظیر از تو کند مکرو فسوں ممکن نیست
نیک پندار کہ از تیر کماں نتواں کرد

متفرقات ردیف دال

برو دشت ختن صد رشک برکف
اگر آں زلف درد ست من آید
خرم آں بلبل کہ در صحن گلستاں پیش گل
برکشد آواز شوق و گوش اور ساز و پسند
کسے کہ مائل بستان حسن شد، اورا
بہم شبیہ 1 نگہ نیز فرحت افزاید
حب سہی قامتان گلشن حسن
دل قمری و شاں کہ شاد کند
آں را کہ بہر دید نش آید پری چوں عاشقاں
اے دل چنین رنگیں ادا از بہر درشن می رود
زلف بر دوش بتان دل ستاں دانی کہ چیست

دام را بردوش خود صیاد اکثر می نہد
پہنچی بساعد تو عجب خوش نما رسید
دانم کہ دست بستہ بایں مدعا رسید
زانگشت تو خوبی ہانجور انگشتری دارد
بگرد حلقہ اش گردم، عجب زیبادری دارد
زردیک پچہ بابروے تو الفت دارد
گل صد برگ بایں برگ محبت دارد
حوض باسرو سہی در باغ زیب افزا بود
مے پرستان چمن را ساغر و مینا بود
خیال بود ز مدت کہ مے پرست شوم
حنائے پاے تو اے گل حنا پرست نمود
جھومر از الفت مو ناز مہیا دارد
ایں شب تار ہمیں عقد ثریا دارد
این کرن پھول بگوش تو شگفت است چنیں
کہ بحسرت گل خورشید نگہ مے دارد
رحم کن بر نزاکت بازو
اند کے نرم بند بازو بند
نورتن، اے نو گل پر ناز، بربازوے تو
نہ چساں گفتن، بجاصد ناز بر خود مے کند
دید آرام دلم نالہ بہ جنبش آمد
یافت بے تابی جاں، خال سیہ تسکیں داد
جز فسوں گر نتواں گفت کہ ایں مارسیہ

گیروآں طور بافسوں کہ بہ پشت آویزد
زینت ایں در دندان مسی مالیدہ
پیش چشم ہمہ جا صبح و مسا خواہد بود
چناں فزود چنیں تو شان افشاں را
کہ قدر تاب بساط گہر باد نہ رسد
عرق آمد بجبین تو بایں آب، کزو
گر شود چہرہ کنوں آب گہر، آب شود
عرق جبہہ تابان بتاں آئنہ ایست
کہ در و شرم و حیا چہرۂ خود مے نگرد
عرق بر عارض گل رنگ خوباں
بہار شبنم و گل مے نماید
عرق آمد بآں نکہت بجسم نازکت، اے گل
کزو گردد خجل بوے گلابی کز عراق آید
راکھنی اگرچہ باہمگی ساز مے کند
لیکن بجسن دست بتاں ناز مے کند
غرور حسن دریں روز عید گر لطفے
کند بحال غریباں، کجا بعید بود
پنبہ عطر فشاں، کاکل مشکیں، و ہوا
بوکن اے شوخ بطرزے کہ زہم فرق بود
دل فریبے در انجمن آمد
چہ کنم از فریب باید دید
در آمد جامہ زیب ایں جابا یں عزم

که بزم از جلوهٔ او زیب گیرد
بحفل ایں چنیں زیبا نگار نازنیں آمد
که از حسن رخ او شمع لطف آستیں خواہد
گراز پروانہ پرسد، مے ددم زیں انجمن بیروں
بہ پیش روے تابانش دل او ہم چنیں خواہد
چنیں معاملہ ہم مے شود کہ صیاداں
نہند دام بشب صیدرا بروز کشند
شب وصل چنیں صنم، اے دل
چہ عجب گردر از تر گردد
ز تشریف تو اکنوں من بچندیں لطف می نازم
کہ یار آمد دل آمد، راحت آمد، انبساط آمد
قاشے کہ بوسہ لب شیریں تو در گرفت
خواہم کہ بوسہ لب او تالبم رسد
بخندید دزگا ہے جانب من
نموداز لطف، و تسکین دلم کرو
من نہ خواہم رفت ہمراہ تو گفت اے حیلہ گر
صید از صیاد خو درم تاکجا خواہد نمود
اسیر شہد مگس مے شور زروے ہوس
وگرنہ شہد مگس رانجود نمے خواہد
خاطرم زیں نوید مثل چمن
درمیان بہار خرم شد
بتان نازنیں از بہر یاراں

بہنگام کرم دریائے لطف اند
چو آں دل بر تبسم بر لب آورد
دل من نیز فرحت یاب گردید
پرستندۂ حسن، اے نازنیں
دل دلبراں رنجہ کے مے کند
چوں زدست ناز ہم آمد بدست
گفتم اکنوں خاطر من شاد شد
ازیں جامن ہمینم آرزو بود
ز لطف نازنیں خوباں برآمد
لذت انبہ خوردن ایں طور
پیش من بہ ازیں کہ مے باشد
صیدرم داردو صیاد فسوں مے خواند
ہر کسے مصلحت خویش نکومے داند
قدر دشنام از لب خوباں
دل مشتاق بازمے داند
خوردن سیب از چنیں خوبی
غیر لطف بتاں نمے باشد
شادم از دل کہ زمن رنج خود اظہار نکرد
بنگہ رفت ہماں طور کہ تکرار نکرد
خاطرم یافت از تبسم او
انبساطے کہ شرح نتواں کرد
گفتم کہ عزم بوسہ دلم دارد از بست

گفتار بگیر تا دل تو لذتش برد
در چمن چوں غنچہ خنداں مے شود
خاطر بلبل گلستاں مے شود
گفتم اے نازنیں چنیں ہستم
گفت آئینہ گیر، وبیں لب خود
تبسم کر دم و گفتم بآں شوخ
کہ خوباں در سخن حاضر جواب اند
دل فگاراں را نیازے تا دل خود خوش کنند
نازنیناں رانگا ہے تا دل ایشاں برند
طبع خوباں اگر نہ راہ دہد
پیش ایشاں کسے چساں آید
رخ رنگیں ادا یاں ہر کرا پیش نظر باشد
بجا باشد کہ نقد دل بیک دیدن کجا ارزد
خے کائینہ را حیرت فزاید
چنیں تصویر پیش او چہ باشد
گفتمش طرفہ ایں سخن گفتا
ہر سخن را جواب مے باید
گفتم اے نازنین گل رخسار
در بتاں لطف و ہم عتاب بود
تابود طرز دل بری اے جاں
حسن و ناز تو در ترقی باد
گفتم اے نوگل حدیقہ حسن

بلبل کہ رام، تواں فہمید
در گلشن حسن اے گل نو
سرو تو ہمیشہ تازہ تر باد
بگفتم مانع ہمراہ بودن
حیا باشد تبسم زیر لب کرد
چو بشنید ایں سخن آں سرو سیمیں
تبسم کرد و ہمراہ خودم برد
چو گفت آں شرم گیں ایں حرف با من
دل و دینم نثار شرم اوشد
فریب ناز و ادائے بتاں کہ می داند
مگر کسے کہ بر ایشاں نثارے باشد
گفتم اے نازنیں، چنیں طبیعت!
گفت مثل ظرافت باید
گر نما نیند لطف محبوباں
بر محباں خود عجب نبود
گفتم اے جاں قد دم محبوباں
ہمچنیں؟ گفت ہمچنیں باشد
گفتم اے جاں با متحاں فرمود
از پس امتحاں چہ خواہد بود
گفتم اے زیب دل براں، دل من
بر ہمیں آمدن فدائے تو شد
گفتمش جز نگاہ محبوباں

بر دلم ایں چنیں کہ لطف کند
گفتم اے جاں، دریں چہ غرض کنم
خوب باشد اگر بہم 2 باشد
عجب نبود مراد من اگر اے جاں چنیں باشد
ترا ہم از حنا بستن چہ خواہش غری ایں باشد
ہر کرا امتحان ایں معنی 3 است
ہر چہ گوید ہماں بجا باشد
دل فریبان چساں چنیں نہ کنند
حسن از بہر دل بری باشد
خرام ناز بتاں گرچہ مے رباید دل
قیام نیز تواں دید تا چہ مے سازد
اے گل اندام، اے پری رخسار
الفت 4 دل ہمیں نشاں دارد
در نزاکت دست خوباں دل فریب و دل رباست
ہم بحمرت پیش مشتاقاں بسے زیبا بود
اے مہر فزا رخ تو در حسن
تابندہ چہ مہر خاوری باد
از نسیم عنایت خوباں
غنچہ دل شگفتہ مے گردد
از چنیں دلبراں حذر خوب است
گفت خوب است، گر تواں گردید
گفتم کہ رہم ز دل فریباں

گفتا بری اگر گزارند

کسے را کہ حسن کسے دل رباید

پری چیست، رشک پری مے نمایش

بچشم منصفی باید بریں حرفم نگہ کردن

کہ می آید پری پیش من اے جاں یا نمی اید

جمال روے تو، اے زیب خوباں

اگر بیند پری دیوانہ گردد

از چنیں دل براں ز راہ کرم

گر چنیں شد، کجا بعید بود

از چنیں دلبراں چگو نہ کسے

حرف گوید، کہ دل بحرف برند

اے بت نازنیں گدائے توام

گفت آں 5 شکوہ کے بجا باشد

چشم گر کار او ہمیں باشد

سرمہ ہم مہرباں نہ مے گردد

تبسم کرد و گفت آن نازنیں زود

ہمیں کافی کہ خود رامے نمایند

جمال روے تو اے مجمع کرشمہ و ناز

بطبع اہل محبت سرور افزا باد

مثل 1 او عمر تو ہم اے گل رو

در ریاض جہاں دراز شواد

لطف خوبان نازنیں اے جاں

ناز اہل نیاز مے باشد
ظرافت از دل آرایان گل رو
بہار شاد مانی مے فزاید
چوں 2 رقم شد بقدر استعداد
بہر ہر دل سرور افزا باد
مہر حسن از مطلع در شد پدید
پیش مشتاقان سحر اکنوں دمید
بایں نازک میاں ربط کمر بند
بعزم آں کہ دل ہا گرد گردند
کرا لطف پری زاداں نوا زد
چساں براوج بخت خود ننازد
بہر فرحت 3 در جہاں مشہور باد
ہر کہ خواند طبع او مسرور باد
چو از من ایں سخن آں شوخ بشنید
زابرو چیں بر آورد و بخندید
نظیر از لطف حسن است ایں کہ ہر دم
دل از فرحت بہ پیراہن نگنجد
نظیر از رتبہ حسن است ایں زینت کہ رنگ پاں
بلطف لعل خوبان پری رو زیب می گیرد
نظیر از حسن وصف سبز رنگاں
بسبزان مضامین مے نماید

(2)

بسکہ تنشیط و طرب گردید باخاطر دو چار
جلوہ گرشد در نظر صد خوش دلی ہر کنار
یک طرف گل کرد شاخ خرمی، وز جانبے
باہزاراں تازگی نخل نشاط آمد ببار
ابتسام غنچہ دل از نسیم انبساط
شد چناں ظاہر کہ خندو غنچہ گل در بہار
زاستماع ایں نوید جاں فزا آمد پدید
خیل راحت از یمیں، انبوہ فرحت از یسار
باکمال شادمانی، در نگاہ چشم دل
از زمیں تا آسماں شد عیش و عشرت آشکار

متفرقات ردیف رائے مہملہ

زیں سنہری دوپٹہ صد احساں
برطلا وَ شہاب، و ہار سنگار
در گلستاں آمدی، اے نازنیں گل عذار
صددر احساں کشادی بر رخ باغ و بہار
سرور ابابد کہ گرد قامت گردد بشوق

کبک رابا یدکہ برپایت شود ازدل نثار
حسن گل ہم عشق بلبل ہر کسے را خوش کند
خاطر خوبان و طبع عاشقاں رابیشتر
اے بت مہ جبیں پری پیکر
لمعہ حسن تو قمر در بر
شب مہ گرچہ بہ بود، لیکن
ہمرہ مہ زخاں بود بہتر
مہوشے آمد دریں بزم از برائے آں کزد
چشم مشتاقاں رہداز درد و رنج انتظار
پسند من چنیں شدایں حمائل
کہ مے داند دلم، دیگر چہ اظہار
گر تو باشی عاشق خوباں، ترا از جاں چہ کار
اور تو دل دادی بتاں را، ازرہ ایماں چہ کار؟
بے گمان خضر طریق عشقے، اے روشن ضمیر
دائما وار دولت رانو جواں ایں چرخ پیر
ایں سخن چوں بت سمن بر گفت
شد دل من سمن سمن مسرور
گفتم اے جاں مزاح مے سازم
ورنہ کے مے روم بجائے دگر
گفتم اے گل عذار چشم ترا
نرگس اصلا نے شود ہمیسر
ظرافت عجب کر دی، اے گل عذار

بود شاد طبع تو لیل و نہار
بود چوں دل براں را فکر تسخیر
بخوبی مے شود تبدیل تدبیر
گفتم کہ چہ؟ گفت، شوخ عیار
"دیوانہ بہ کار خویش ہشیار"

ہر دم نظیر، از لب و چشم پری رخاں
باشد نمود پستہ و بادام در نظر

متفرقات ردیف زائے معجمہ

خر پزہ خوردہ ام بسے ہر بار
نے بایں لطف خرمی آمیز
گر چنیں اختلاط دست دہد
کردہ باشم ہمیشہ خود فالیز
طبع من شاد شدز گفتن او
زاں کہ باشد ہمیں بہ ناز و نیاز
اگرچہ ناز دراں رمز فہم مے باشند
بہ یمن صحبت ایشاں نیاز منداں نیز
گفتم اے نازنین طرفہ جمال
خاطر م خوش بود ز حسن نیاز

متفرقات ردیف شین

گل نسریں بگوش تو چنان است
کہ صد عقد گہر گردد نثارش
گر نہ گردید لطف بوسہ بمن
راحتم دست دا دا ز بدش

ہر فریبے کہ دل براں سازند
دل شاں جمع باد از اثرش

ردیف ظ

فرد

تغافل ایں قدر، اے نازنیں، روانہ بود
وگر زیادہ ازیں خیریت، خدا حافظ

متفرقات ردیف ف

گوہر بہ گوش سیم براں پیش فہم من
ایں در مگر برآمدہ است از ہمیں صدف
چو از من آں پری پیکر چنیں گفت
تبسم کردم و گفتم زہے لطف!

ردیف ل

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

تعریف حقہ

حقہ آمد بہ بزم اہل جمال
تا کند طبع دل براں خوش حال
نیچہ سر پوش ہم چلم خوب است
واندریں جملہ خوب تر مہنال
دور از لب بلور و نزدیکش
مے شود از بلور لعل مثال
یعنے از حمرت چنیں یاقوت
گاہ آں حال گاہ ایں احوال
گر شنیدے کہ حقہ مے آید
مے نمودے نظیر استقبال

متفرقات ردیف ل

صیاد و چند تگرود چساں دریں شب ماہ
کہ ہم مہ فلک وہم مہ سپہر جمال
ناز را لطف گہے ایں کہ نیاز ارد دل
گہ عتابے کہ ازو نیز بدست آرد دل
حسن کہ سحر کند نغمہ ہم افسوں دارد
طرفہ گارے ازیں ہر دو نگہ و ارد دل

مقطع

نظیر لطف جمال است ایں کہ غنچہ طبع
بو صف گلبدناں می شود شگفتہ چو گل

ردیف میم

سحر بسیر گلستان پر بہار شدم
ز صحن باغ بر یار گل عذار شدم
چو فہم کرد کہ می آید آں زسیر چمن
بگفت اے ز تو دل تنگ غنچہ وار شدم
تو خود قرار نمودی کہ عندلیب صفت
زشوق بر گل رخسار تو نثار شدم
پس ایں نہ گفتن ورفتن درون باغ چہ بود
مگر ترا بجت نہ غمگسار شدم؟
شنیدم ایں سخن راست از لبش چو نظیر
بروے یارچہ گویم چہ شرمسار شدم

دیگر

(5)

بازور کوے تو اے مہر فزا آمدہ ام
حرف بے جانتواں گفت بجا آمدہ ام
خبرم ہیچ نباشد، بکش اندیشہ مدار

که خوداز بهر تو اندیشه نما آمده ام
اولاً کرده ام از حیله دل خود راجع
بعد ازاں سوے تو اے حیله گرا آمده ام
سبب آمدن از عاشق بدنام مپرس
تو مگر نیک ندانی که چرا آمده ام
گر وفا را تو شناسی بمن اقرار بکن
تا بگویم که من از راه وفا آمده ام
قصه کوته، زتو پنهاں نتواں کردن خیر
بوفا آمده ام یا بریا آمده ام
من نظیر تو کنوں خواه بکش خواه بخش
بهر نظاره ات اے مهر لقا آمده ام

متفرقات ردیف میم

کمر بند تو نافرمانی، ومن در هو اے ایں
نبا فرمانی هوش و خرد بند کمر بستم
عجب دستار نافرمانی اے گل بسته زیبا
چو نافرماں، اگر فرما کنی گرد سرت گردم
یک پیچه گلابی داری چناں که هر گز
گل رابایں بزرگی در گلشنے نه دیدم
عجب خال سیه برعارضت، اے سیم تن دیدم
بروے برگ نسریں دانه مشک ختن دیدم
حنائے دست تو دیدم کنوں چه کارکنم

گر همیں کہ برو لعل دل شار کنم
حنائے دست نہاں در دوپٹہ بنمودی
چہ سود لعل نہفتن بہ پردۂ شبنم
بانک بر بازوے تو اے سیم از حسن خم
می نماید ایں کہ من ہم بانک باز طرفہ ام
ترا گل دستہ بردست است، ومن ایں نکتہ وانستم
کہ ظاہر می کنی تا ایں قدمر دل بستہ می دارم
لطف کن برمن کہ امید نگاہ آور دہ ام
دل پئے نذر تو اے چشم سیاہ آور دہ ام
نگہ بر آرسی پیہم نمودی
سرت گردم، نگاہے ایں طرف ہم
زدندان مسی مالیدۂ تو در نگاہ من
عیاں شدا ندک از تاب گہر، ہم اندک از نیلم
بریں تعویذ دست تو فداد لہائے مشتاقاں
اگر دردست من اید، پری تسخیر گردانم
درگلو ہیکل بہر تعویذ می سازو عیاں
ایں کہ از تائید چندیں نقش ایں جا آمدم
من از حرف لب شیریں خوباں آں قدرد شادم
کہ در ظاہر نظیرم لیک در باطن چو فرہادم
منم چوں غنچہ تشریفت نسیم است
چساں مانند گل خنداں نگردم
چہ شد گرخستہ جان و ناتوانم

کنوں ہم تیر مژگاں رانشانم
چو حذ خود بہ پندرام بہ پیش نازنیں خوباں
میان محفل ایشاں زتربز ہم بتر باشم
ازلبست ہمسری اگر مے کرد
پستہ رابستہ مے فرستادم
ایں سخن آں صنم چو گفت بہ من
دل خود رابہ زلف او بستم
بتے کو قدر دان عاشقان است
دل و جاں را نثار او نمودم
گفتم نہ دہم 1 بگفت از ناز
البتہ چنیں، اگر نہ گیرم
گفتم اے نازنیں، تبسم تو
بہرآں تامن آشنا باشم
گفتم اے نازنین شیریں لب
من فدائے تبسم تو شدم
لب پاں خوردۂ بتاں از حسن
خوش بر آورد آرزوے دلم
کسے کز دام خوبان پری رو
رہا گردد، عجب آید بفہم
اگر فریب نمودم بہ پیش تو اے جاں
نثار حسن تو ام، غیر ازیں چہ می گفتم
ز حرف انبساط افزاے خوباں

بفهمیدم که من نزدیک شنیم
از عنایات نازنیں خوباں
یافتم ہر چہ بود مقصودم
نمودم قد خود چوگان بہ تسلیم
چناں کز مثل خود ہا گوے بردم
مسی مالیدن آنجامے شود خوب
کہ آں ہم خوب، وآں ہم خوب، وآں ہم
بمہر دلبراں آید ہمیں پیوستہ از دستم
نباید ناخوش از من شدکہ ازاہل ہوش ہستم
چہ خوش از دیدن آں شوخ رشک حور گردیدم
زگلگشت چمن ہمراہ او مسرور گردیدم
گفتمت کہ خوش فریب نمودی بناز گفت
باتو فریب ہیچ نکردم، مگر کنم
خندیدم و گفتم اے پری رو،
دیوانہ حسن دل برانم
فدائے حسن تو اے گل عذار گردیدم
کہ خوب گفتی، ومن نیز خوب فہمیدم
گفتم اے نازنین سحر نگاہ
سن صد جاں گدائے چشم تو ام
من نیم ایں چنیں، بگفت از ناز
من فریب تو خوب مے دانم
کے تواں شد کہ آں لا نیاروکس

تاب این رشک از کجا آرم
یا تبسم، یا بود چین جبیں
اے صنم پیش تو اکنوں آمدم
دلم ممنون حرف خود نمودی
بود حسن تو افزوں، اے دل آرام
چہ شد گرخستہ جان و نا توانم
کنوں ہم تیر مژگاں را نشانم
صفت خو بیش عیاں کردم
وصف الطاف او بیاں کردم

ردیف ''ن'' غزل نمبر 6

نقش مہرت در دل من خوش نشست اے نازنیں
دمبدم شوق ملاقات تو ہست، اے نازنیں
دل بیاد تو زجاں دربے قرار یبا فزوں
جاں بہ بیتابی فزوں تو اول است، اے نازنیں
درد دوری می نماید طرفہ صورتہا، توزدد
روے خود بنما بایں صورت پرست، اے نازنیں
کے روا باشد کہ من ہر لحظہ باشم در خمار
دیگراں از چشم مے گون تو مست، اے نازنیں
حرف عشق تو بلب ہر گز نیاور دے نظیر
بودے اور اگر عنان دل بدست، اے نازنیں

دیگر حسن

(7)

نازو ادا و غرور داخل سامان حسن
عشق بایں پرولی تابع فرمان حسن
جان و دل عاشقان بلبل و قمری وش اند
نیست بہارے چنیں در چمنستان حسن
سرو بقد بتاں فاختر ساں در نیاز
ناز بلندی بجاست ہرچہ کندشان حسن
زاہد خلوت نشیں کرد رہا گوشہ را
دید مگر یک نظر گوشہ و امان حسن
عزم در آورد چوں بہر فسون و فریب
ملک دل از آں خود کرد، زہے آن حسن
جلوہ نمود و بدل داد ہزار انبساط
ایں ہمہ لطف جمال، ویں ہمہ احسان حسن
غنچہ دل را نظیر، خرم و خنداں نمود
تازہ ترو سبز تر باد گلستان حسن

متفرقات ردیف نون

ایں زلف گل عذاراں بہتر زدام یاراں

در دام یک دو طائر در حلقہ اش ہزاراں
بکت سبز است آں گلستاں راہم کاندراں
سر بزیبائی کشد سرد قدت اے دلستاں
جاے آں 1 باشد کہ باصد ناز چوں آری قدم
جاے پاے تو بود ہر دم بچشم بوستاں 2
زیں فاصلہ نشینی دریافتم دو معنی
خوبان ناز پرور دانند خوبی آں
اول ہمیں کہ دیدن اردور روشنی را
لطفے بود کہ دل را فرحت دہد فراواں
دیگر چہ نرم و نازک ہستند، پس چگو نہ
تاب آورد نزاکت در گرمی چراغاں
لطفے کہ بود دل را درپے روئے خوباں
کے طبع کسے داند جزپے روئے محبوباں
گہ گام بصد شوخی گہ جنبش دامانے
گہ شیوۂ بے باکاں، گہ پیشہ مجوباں
بود در زور دل من راوں
رام کردند بتاں رام کی سوں
خرمی افزا بہار دل فریبان چمن
صحبت رنگیں حضور جامہ زیبان چمن
یک طرف در ناز حسن زینت آرایان باغ
یک طرف در شور عشق بے شکیبان چمن
چشم مے گوں، نگاہ پر افسوں

بعد ازیں سرمہ، ہرسہ آفت جاں
ٹیکہ پیشانی تو ایں قدر زیبا گزیں
قرص خورشید آرزو دارد کہ گرد ہمچنیں
مسی بہ رتبہ والاے خوبش مے نازد
نمود برشبہ سلک گہر عجب احساں
بر روے تو عرق ز نزاکت برآمد است
یا از نگاہ گرم کسے، ہر دو مے تواں
چناں محو پری رو شمع رویا نم کہ اے یاراں
مرا دیوانہ و پروانہ باید پیش ازیں گفتن
حذر در عشق بازی کارخانان است اے ناداں
اگر خواہی کہ باشی پختہ، مشق عشق بازی کن
لطف طیبت بفہم من آن است
کہ بود از بتان غنچہ دہن
از فریب دلبراں غافل بناید شدد مے
ورنگہ غفلت گرا گردید مال دوستاں
گفتم اے نازنیں زہرہ جبیں
پیش ازیں ہمچنیں شود از من
گفتم اے جان جاں، زروے گماں
گفت زیں پیش شد یقیں اکنوں
گفتم اے نازنین غنچہ دہن
ہست آئینہ چنیں دل من
گفتم اے جاں بطیبت ایں سخن ست

ورنہ کے ہم چنیں شود از من
گفتم اے نازنیں بجا گفتی
من بصد جاں نثار چشم بتاں
از کہ آموختی چنیں طیت؟
گفتم از لطف نازنین خوباں
چہ گویم وصف دست نازنیناں
دلم شیدائے حسن دست ایناں
مراد خاطر بلبل شعاراں
بود حاصل زلطف گل عذاراں
گفتم اے نازنیں ز محبوباں
بسخن پیش کے تواں بردن
کیست جز عین لطف محبوباں
کہ بر آرد مراد مشتاقاں
حسن ناز تو بود ہر دم فزوں، اے نازنیں
انچہ گفتی ہمچناں من، ہرچہ گفتم ہمچنیں
آنچہ گفتی بسے بجا گفتی
گفتم از لطف نازنیں خوباں
دو بار روے تو دیدم ز لطف خندیدن
زراستی چہ قدر شاد مے کہ شدم ہائے جاں
از طبع نازنیناں نسیاں عجب بناشد
بارے نہ یاد بودم احسان سر لطف ایناں
گر نمے آمدم بکوے بتاں

کے نگہ کرومے بہ روئے بتاں
ہر کرا دل نثار خوباں شد
چوں نیاید بہ پیش محبوباں
سزد کہ از طلب نازنیں دلم سازد
ہزار ناز بخت خود از شرف اکنوں
گفتم از لطفت اے پری رخسار
خاطرم جمع شد کہ ہست چنیں
مے نماید ندرت حسن بتاں
لالہ را در برگ نافرماں نہاں
سبز چوری زمردے است کزاں
سر بر آور و پنجہ مرجاں
سر تاج من آفتاب رویاں
من از دل و جان غلام ایشاں
در دل خود چوں نہ باش
ہر کہ داند قدر ناز دلبراں
چہ گویم بے تکلف طرفہ جامن
تواں کردن بیانش تا کجا من
گفتمش اے زینت بزم بتاں
می شناسم ایں ہم از بالاے آں
یکے را در میانش کلفت جاں
یکے را در نگاہش ہر دو آساں
حسن شریں لباں، نظیر، چنیں

کہ کند وصف آں بیاں شیریں
عرق آلودہ پیراہن نظیر از جسم محبوباں
دماغ دل معطرے کند، خوش صحبت خوباں
نظیر از حسن، خوے ناز نیناں
تبلجی ہم بود از شہد شیریں
ظہور حسن وارد آں قدر آں داور رنگیں
کہ وصف آں بصد مضمون رنگیں خوبی گفتن

متفرقات ردیف ''و''

رخ او گوے برد از نسریں
شاہدش کیست؟ خال عارض او
اے پری زاد، انچہ شد از من
نہ کنم پیش ازیں زگفتن تو
طالع آں کہ نازنیں خوباں
ایں قدر لطف ہم کنند برو

متفرقات ردیف ہ

سرخ دستار بت خوش قد دیبا بستہ
برسرو سرو عیاں ساختہ خوش گل دستہ
فصل بہار گرچہ فزاید جمال باغ
لیکن ز شان قدرتش آں ہم نمونہ

بہ شوق دیدنت بے باک یا ترسیدہ ترسیدہ
بہر صورت دریں جا آمدم پرسیدہ پرسیدہ
طلب شرط است در دل اے صنم باحسن تابندہ
بکثرت شہرہ وار دور جہاں ''جونیدہ یابندہ''
فدائے پائے تو گردم کہ شور پائل تو
دلان بے خبر افتادہ راکند آگاہ
ہوش و دل من از نگہے صید ساختہ
ایں است آں مثل کہ بیک گزد و فاختہ
گفتم اے نازنیں، بس است ایں ہم
گفت تاخوش ز آمدن شدۂ

ردیف ''ی''

مدام خوش دل و مسرور و شادماں باشی
ہمیشہ ملتفت حال دوستاں باشی
دلم زمہر تو کر دست کام جاں حاصل
تو ہم بکام دل خویش کامراں باشی
بسے زحسن وفائے تو شاد د خرسندم
تو ہم بصد طرب و عیش تواماں باشی
بیاد آوری مخلصان وہم را زاں
میان اہل وفا شہرۂ زماں باشی
وگر زیادہ چہ گفتن ازیں کہ میخواہد

متفرقات ردیف ''ی''

می شود ازمہ شب مہتاب ظاہر در جہاں
ماہ روے نازنیناں رابود ایں چاندنی
نہد صوفی گلابی بہر صہبا
زر ستارے چنیں گہرے گلابی
نمایاں از مے گلگوں لبے از خود فراموشی
بہاے بادہ درد مست خریداران مدہوشی
در دل من چیست زیں چمپا کلی
آں کہ باشد ہندی او بے کلی
عجب ایں چیرۂ خوش باندھنوں اے گل کنوں لبستی
نترسم در صفت زاں کس کہ گوید باندھنوں لبستی
ازیں چوری پسند من صداے
نخواہد شد بغیر از چوری بنگری
دلے دارم وفا کیش و جفا کش
اگر گیرند خوباں از نگا ہے
گفتم از دل خجل شوی ہر جا
پیش ازیں گر سر ہوس داری
ایں مثل چوں بگفت آں طناز
گفتم اے نوجواں، تو پیر شوی
چساں در دل نگرد و خرم و شاد

مراد آں کہ حاصل شد بزودی

اگرچہ برف بہ سرما گرفتہ ام بسیار

دلے نہ خوردہ ام اے نانیں بایں خوبی

زلعل دل براں پان و مسی را

بود حاصل بہار دل فریبی

گفتم اے جاں دل از تو بستانم

گفت وقتے کہ دل ستاں باشی

گفتم اے دل بر پری رخسار

من اسیر تو ام، بجا گفتی

گفتم اے نازنین غنچہ دہن

سخنے طرفہ دل نشیں گفتی

تبسم کرد و لطف و مہربانی

دلم شد ہم قرین شادمانی

بہار حسن تو، اے زیب خوباں

بود ہر دم فزوں در باغ خوبی

عیاں عشرت، نظیر، از نام ہولی

بخوش وقتی زہے ہنگام ہولی

بوصف حسن خوش تقریر باشی

تو ہم در عشق خوباں پیر باشی

نمبر 1 خط منظوم

چمن رو، مہر سیما، سرو قامت

بہار گلشن خوبی سلامت
پس از عرض سلام الفت آباد
مبرہن بر دل عشرت قریں باد
کہ دوش آمد بگوش ایں منتظر را
زہر سو ایں نوید فرحت افزا
کہ رشک گل و غیرت دہ ماہ
بصد حشمت، بصد ثروت، بصد جاہ
بہار افزائے دولت خانہ گردید
سر زلف وطن را شانہ گردید
جو ایں حرف نشاط افزا شنیدم
بہار صد چمن در جوش دیدم
بحمد اللہ امید الفت آمود
ہمیں بود، و ہمیں بود، و ہمیں بود
اگرچہ بہر وصل ایں بود رایم
کہ طائر ساں پرواز اندا آیم
نہال گلشن دیدار گر دم
زباغ وصل بر خوردار گردم
ولیکن کردہ ام زاں روصبوری
کہ دارم پیش خود کارے ضروری
چومن کار ضروری پیش دارم
زلطف تو چنیں امید وارم
گہ بہر یک دم از الفت شعاری

قدم بر فرق و بر چشم گزاری
بوصل خود دلم را شاد سازی
زبند ہجر خود آز او سازی
دلم راگر چنیں راحت رسانی
نخواہد شد بعید از مہربانی

پریز فتن نہایت دل پزیر است
دو حرف مختصر عرض نظیر ست

نمبر 2 خط منظوم

محیط بخشش و بذل استقامت
ملا ذو منبع احساں سلامت
چو شوق صحبت رنگیں نگارم
ہماتا موج در دریا شمارم
مگر بعد از سلام الفت آرا
بنوک خامہ آرم مدعا را
کہ امروز از برائے غسل دریا
جہانے حاضر و خلقے است یکجا
چنین مجمع بنا شد جائے دیگر
بجوش آمد مگر دریائے دیگر
نظر تامے رسد یکسر بہار ست
چمن برساحل دریا نثار ست
ز غسل مرد مان و بازی آب

بہر سو شوخے گرداب بے تاب
زعکس گل عذاراں، آب دریا
برنگ نہر گلشن در نظر ہا
بساحل بسکہ مہ رویاں عیا نند
شکار وام الفت ماہیا نند
بغرحت قطرہ زن ہر موج آب است
مے مقصود در جام حباب است
بہار حسن و آب بحر در جوش
بہم پہلو بہ پہلو دوش بردوش
چو بر دریا ہمچیں رنگیں بہار است
ولم از بہر آں پر بے قرار است
دریں صورت نظر بر بے قراری
عطا سازندرتھ بہر سواری
چوزاں مجمع ہمہ شادند امروز
کنم من ہم دل خود عشرت اندوز
کہ باشد دیدن عالم غنیمت
اگر یک لحظہ یاشد دم غنیمت
نظیر اکنوں نہ دارد غیر ازیں یاد
کہ باشد خانہ الطاف آباد

نمبر 3 خط منظوم

اے مجمع لطف و مہربانی

وے مصدر مہرو قدر دانی

امروز بہ بزم آشنایاں

صد فرحت و عشرت است شایاں

مشغول سخن سخنورا نند

ہم صاحب فہم سا معا نند

گہ وصف ز کاکل نگار است

چنداں کہ عیاں بنفشہ زار است

وصفے کہ بہ عارض است شایاں

چوں لمعہ مہرومہ نمایاں

تقریر ز حسن نازنیناں

عشق آور انجمن نشیناں

گفتار ز چشم غمزہ پرواز

ہر دم بفسون و سحر ہمراز

از شرح میان نازک یار

حیرت بمیان مو نمو دار

گاہے زبیان خوش ادایاں

صد ناز بشوخی فراواں

از حرف قد برنگ شمشاد

ہر مصرعہ بیت سرو آزاد

اظہار ز خوبی سراپا

آراست در انجمن چمنہا

القصہ چناں خوش انجمن ہست

کز نزہت خرمی چمن ہست
از خوبی و لطف ہمچو محفل
کیفیت طرفہ ہست حاصل
دریافتہ صحبت سخن را
افزائش زیب انجمن را
ور خاطر آرزوے آن است
یک لحظہ نہ بلکہ ہر زمان است
کز لطف بیاس مہر و الفت
وز راہ عنایت و محبت
ایں وقت تو نیز زود آئی
ہم شاد شوی و خوش نمائی

نمبر 4 خط منظوم

صاحباء الطاف سازا مشفقا
در جہاں باشی سلامت دائما
بعد شوق صحبت عشرت نزاد
بر ضمیر روشنت مکشوف باد
یاد ایامے کہ بے ایں دل فگار
رہ نکرد دے دردلت صبر و قرار
گرد رمگے در ملاقات آمدے
برزبانت حرف ہیہات آمدے
می شدمی گر لاعلاج از من جدا

گر یہ مے گشتی بہ چشمت آشنا

چوں برفتے بر زباں حرف فراق

خاطرت مے گشت از آرام طاق

بہر تسکینم گزشتے بر زباں

وعدہ ہا وصد قسم بالائے آں

حیف آں مہرو وفاے برمحل

شد بایں نامہربانی ہا بدل

یعنے از روزے کہ رفتی آں طرف

تادر مقصود خود آری بکف

نہ خطے، نہ رقعہ لطف التیام

نہ پیامے، نہ دعاے، نہ سلام

پس ہماں رافت کہ می شد ہر نفس

شد یقیں بہر فریبم بود و بس

من بفہم آں کہ باشی با وفا

زاں بدامت گشتہ بودم مبتلا

جوش زو چوں دردلم بحر ملال

برزباں ایں شعر آمد حسب حال

حیلہ گر را آشنا پنداشتم

سیم در زر را طلا پنداشتم

چوں ز فہم خود شدم خجلت پذیر

عقل در گوش دلم گفت، اے نظیر

امتحاں نا کردہ کارے ساختن

نمبر 5 خط منظوم

نامہ آں سرو قامت گل بدن
در جواب خط شوق آمیز من
در زمان خوش دلے اصدا ریافت
غم ز خاطر رفت، و شادی باریافت
عشرت دیگر کہ صد فرحت فزود
آں کہ خطش دستخط خاص بود
برسر نامہ چو نام آں نگار
در نظر آمد برنگ نو بہار
لطف او بکشا و چوں راہے بچشم
گاہ بر سر داشتم گاہے بچشم
در سرو چشمم پے آں لطف کیش
صد کشاکش متصل شد بلکہ پیش
چوں ز چشم و سرستا نیدم بزور
ہستی در خاطرم افگند شور
گہ ہر اس آں کہ ایں رنگیں جواب
مشعر لطف است یا حرف عتاب
گہ گمان ایں کہ آں ابرو کمان
ہست از من صاف دل یا بد گماں
گہ سرور صلح، گہ ترس جلال

گہ امید لطف، گہ بیم ملال
گاہ خوف آں کی طبع ناز کش
گشتہ باشد از خط من رنج کش
گاہ رعب آں کہ در انشاے من
رفتہ باشد سہو در ربط سخن
الغرض بعداز امید وبیم ہا
برکشا دم آں نگاریں نامہ را
چوں نگاہ من براں گردید صرف
بود خط بحر نوازش حرف حرف
لفظ نقطش چوں بخواندم برملا
خاطرم شد جمع، و ہوش آمد بجا
باغ جانم از طرب گل گل شگفت
عشرت ازہر سو مبارک باؤ گفت
آرزو دارم کزنیان دائما
شاد باشم از عنایت نامہ ہا
تابود بر آسماں مہر منیر
باد الطاف تو بر جان نظیر

نمبر 7 ذکر بہار وشکر پروردگار

بنازم بر الطاف پروردگار
کہ از قدرت آور و فصل بہار
برنگینی صنعت او نگر

بآرایش قدرت او نگر
کجا شکر او گردد ازما ادا
بود گر زبا نہا چو برگ گیا
بود ایں ہمہ لطف از بہرآں
کہ تا شاد گردند ازاں بندگاں
پس اے بندگاں لطف او بنگرید
بمقدور شکرش بجا آورید

نمبر 8 صفت اکبرآباد

بود دائم دل باشندگاں شاد
مدام آباد باشد اکبر آباد
عجب خاطر پند و دل پذیر است
ز ادنیٰ، ساکنان او نظیر است

نمبر 9 صفت جمنا

زجمنا عالمے صد عیش یاب است
بخوبی خوش تراز بحر خوش آب است
ز آبش ماند ایں جا مثل گلشن
چراغ خضر تا سازند روشن

نمبر 10 صفت راہ

زمے عیش و عشرت رہے رسم و راہ
کہ آید بہارے چنیں درنگاہ
چو رنگیں کند ہر صنم راہ را
بود ہمسر باغ ہم راہ را
بوصف چنیں راہ طبع نظیر
چہ گوید جز ایں نکتہ دل پذیر
رہے را کہ لطف بتاں می رسد
بہار چمن کے بآں مے رسد

نمبر 11 صفت میلہ

عیاں صد خیل خوش حالی بہر جا
نشاط و عیش و خوش وقتی مہیا
بہار خوش دلی ہر سو نمایاں
ہجوم عشرت و فرحت فراواں

نمبر 12 صفت روضہ تاج گنج

فضایش پر بہار و نزہت افزا
بہر جا نرگس و نسریں مہیا
چنیں خوبی کہ از ہر سو عیاں است
ہمہ از دولت شاہ جہان است

نمبر 13 صفت چراغ

جمال ہر چراغ آں طور رخشاں
کزاں خجلت برد لعل بدخشاں
زعکس لمعہا پیش تامل
خم ہر موج مثل شاخ پرگل

نمبر 14 صفت دسہرہ

عیاں ہر جا بہار جامہ زیباں
نمایاں ناز و حسن دل فریباں
صف اہل تماشا زینت افزا
ہمہ اسباب خوش وقتی مہیا
بروے نیلکنٹھ از یمن بہرہ
زہے فرحت فزا روز دسہرہ

نمبر 15 صفت راس

چناں خوش حال گردیدم کہ در دل
نشاط و عیش و عشرت کرد منزل
برائے دیدن راس کنول نین
بیایم بعدازیں بالراس والعین

نمبر 16 صفت شب مہتاب

چہ گویم وصف آں لیل منور
نگہ در بحر نور آمد شناور
ضیائے ماہ و حسن خود پسنداں
بدلہا فرحت و عشرت دو چنداں

نمبر 17 صفت گل بازی

بحسن دست ایں خوبان گل باز
ز رنج دم بہ دم گل می کند ناز
دلم بہر مس دست دو گل رو
بہ گل ہمراہ مے گردو بہر سو
بوقت از مژہ برداشت نہا
چہ خواہش گرد گل رازو و تنہا

نمبر 18 صفت بازی شطرنج

دو گل ہستند در منصوبہ سازی
عجب سر مہرہ دار و سرفرازی
بساط از طرح صد عشرت یگانہ
رخ فرحت عیاں در خانہ خانہ

نمبر 19 صفت دوالی

ز شیرینی دکانہا زینت ارقام
عیاں سیم و دگر باپستہ بادام
فراواں خوش دلے در ہر قیاسے
نمایاں جا بجا کھیلیں بتاسے
کسے خرما طلب از لطف یابی
کسے مسرور برفی و گلابی
کسے دیداز تلنگنی دل فریبی
کسے خوش حال از لطف جلیبی
کسے مشغول مکدو سیو مٹھری
کسے گجرے بگف بروش ہٹھری
کسے را اسپ خواہش درتگ و تاز
کہ گیرد اسپ خوش رنگ و پر از ساز
را دل دریں امیدواری
کہ گیرد فیل باز ریں عماری
کسے تکرار در گھڑی بہل خوشتر
کسے رابحث طوطی بہر دیگر
کسے بہر خیال طبع عالی
گرفت از شوق فانوس خیالی
بریں اشیائے بازی طرفہ و بہ
خریداراں فراہم از کہ ومہ

نمبر 20 صفت راکھی

نمایاں عالمے بازینت و شاں
ز راکھی زیب ہر ساعد فراواں
اززاں راکھی کہ در دست بتان است
بہار طرفہ بہر عاشقاں است

نمبر 21 صفت نسبت

از جوش بہار زر فشانی
دل ہا بہزار شادمانی
وز کثرت خلعت طلائی
سامان ہزار دل کشائی

نمبر 22 صحبت محبوبان

خوشا صحبت نازنینان حسن
خوشا الفت مہ جبینان حسن
کسے را کہ بخشش بہ فرخندگی است
بایں دل فریباں سربندگی است
ولے را کہ اختر بلندی گر است
بایں سرو بالا بتاں آشنا است
رخ شاں کہ چوں مہ بہ تابندگی است

نگاہے براں حاصل زندگی است
رہے طالع چشم من، اے نظیر
کہ می گردد از حسن شاں مستنیر

نمبر 23 بیان سراپائے معشوق فرضی پیش معشوقے دیگر

چہ گویم خوبی ادائے پر ہی رو
نگاہش دل ستان و چشم جادو
رخ او چوں مہ و ابرو چو ہمشیر
صف مژگان سناں کش غمزہ چوں تیر
زلعل او شکر در کام دلہا
بدام زلف او آرام دلہا
قدس نورستہ سرو باغ خوبی
خرام او تذرو باغ خوبی
ز سرتا پا عیاں شد طرز نیکو
ندارد زیں سراپا فرق یک مو

رباعیاں

صنعت تضمین میں

نمبر 1

یک بار بآں سمن برغنچہ دہن
گفتم بہ نیاز و عجز ''کائے رشک چمن''
بیمار کہ کرد نرگس شہلا را؟
چشمش بزبان مژہ فرمود کہ ''من''

نمبر 2

آن شوخ پری زاد چو آمد بسخن
گفتم کہ ''فدائے زلف تو مشک ختن''
دردشت غزال را کہ آوارہ نمود؟
چشمش بزبان مژہ فرمود کہ ''من''

نمبر 3

در بزم مے آمد آن بت نسریں تن
در جام چہرہ گشت پرتو افگن

گفتم کہ ''دل مرا سیہ مست کہ کرد؟''
چشمش بزبان مژہ فرمود کہ ''من''

نمبر 4

آمد برمن چو آن نگار پرفن
جادو بہ نظر بکاکل افگندہ شکن
گفتم بفسوں نظیر را محو کہ کرد؟
چشمش بزبان مژہ فرمود کہ ''من''

دیگر

نمبر 5

در بزم چو آمد آن نگار رنگیں
بنشست بصد غرور و نازو تمکیں
گفتم کہ دمے گرد تو گردم اے شوخ
فرمود چہ خوش، تو لائق گفتن ایں

نمبر 6

آراست چو حسن خویش آن بعت چیں
آن دم بزبان نرم و صد عجز قریں

گفتم کہ سر زلف ترا دست کنم
فرمود چہ خوش تو لائق گفتن ایں

نمبر 7

آمد شب مہ چوآں مہ زہرہ جبیں
با عشرت و انبساط و زیب و تزئیں
گفتم کہ بیا تو در برمن یک دم
فرمود چہ خوش تو لائق گفتن ایں

نمبر 8

مالید مسی چو آں بت عشوہ گزیں
بنمودہ زبان دہان خود را رنگیں
گفتم کہ یکے بوسہ بگیرم زلبت
فرمود چہ خوش تو لائق گفتن ایں

دیگر مسلسل

نمبر 9

دل بروزمن چو ناز نینے زیبا
پر حیلہ، و پر فریب پر ناز و ادا

گفتم کہ دلم وہ" بہ تبسم فرمود
"البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا"

نمبر 10

چون روز دگر بان بت عشوہ نما
گفتم کہ نہ شد وعدہ دی روز وفا
بشنید و بخندید و بفر مودہ امروز
"البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا"

نمبر 11

چوں بعد دو پاس پیش آں مہر لقا
حاضر شدم و بگفتم اے حیلہ گرا
حالا چہ بخاطر است؟ گفتا بدہم
"البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا"

نمبر 12

چوں بعد ز پاس زود مانند صبا
خوش رفتم و گفتمش کہ اے مہر فزا
اکنوں چہ قرار؟ گفت نہ خواہی یافت
"البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا"

نمبر 13

چوں بعد ز ساعتے برفتم آنجا
گفتم کہ چنیں دیر مفرما گفتا
اندیشہ مکن کہ دل بدستت آید
''البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا''

نمبر 14

ہم بعد ز لحظہ رفتم و باغوغا
گفتم کہ چنیں لیت و لعل تا یکجا
فرمود کہ پیش ازیں تعلل نہ شود
''البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا''

نمبر 15

ناچار ز روے عجز گفتم او را
آن لحظہ بفرما کہ چہ باشد؟ گفتا
چنداں طلبی نظیر خواہم بہ تو گفت
''البتہ مگر تو بعد یک لحظہ بیا''

خط بہ پیرایہ رباعی

نمبر 16

اے مشفق دوستاں اخلاق گزیں
یاد آور یاران صداقت آئیں
خوش وقت نمودی تو دلم رابسیار
پیوستہ دل تو باد با عیش قریں

نمبر 17

از شوق ملاقات تو اے لطف نشان
این است مگر بیان یک شمہ آں
بسیاری یاد تست ہر لحظہ بدل
تذکار تلطف تو ہر دم بزباں

نمبر 18

این نامہ رنگین لطافت آمود
رنگیں چمنے نمود از لطف درود
رنگینی نقش چیں میان ہر چیں
معلوم چنیں شد کہ چنیں خواہد بود

نمبر 19

دریاؤ نن سرور سامی خاطر
در محفل دل کرد زہر سو حاضر
تبشیط و سرور و عشرت و فرحت را
چنداں کہ زبان خامہ ازوے قاصر

نمبر 20

از لطف رباعی کہ آمد بر قسم
بر صفحہ دل نمود از عیش رقم
ہر مصرعہ اونجا طرم کردو و چار
عیش و طرب و نشاط و عشرت پیہم

نمبر 21

چندان صفت حسن صباحت ورزید
انوار مانیش بجائے برسید
کز جوش تجلیات ہر مصرعہ آں
چوں مطلع مہرو خانہ می گروید

نمبر 22

از خوبی طبع تست حسن اشعار
وزہر سخن تو زینت نظم اے یار

گشت از تو دلم شدا تراہم باشد
صد عیش و نشاط و خوش دلی، بلکہ ہزار

نمبر 23

آیندہ بلطف آن بخوبی ہمزاد
امید ہمیں کہ بہر شایان و داد
از مہر بنا مہ و چنیں تحفہ نظیر
ہم زدد بیاد آید و ہم کردد شاد

نمبر 24

رباعی مستزاد

ظاہر ز سراپائے تو باصد تزئیں اے باغ جمال
ریحان و گل و نرگس و سرو و نسریں رنگیں تمثال
اسرار چمن در چمن از فہم تو یار بکشاید دیر
یک لحظہ دریں بیاد ہنشیں واکن فی الحال

نمبر 25

رباعی سادہ

صد مہر تفقد ازپے دل بردن
کردی چور بودی نگنی لطف من
تا آمدن صید فریب صیاد
باشد پس ازن چہ کار با حیلہ وفن

نمبر 26

دیگر

میل دل من بسوئے تو می باشد
مہر تو بمن ز حسن خومی باشد
لطفے کہ محبت دو جانب دارد
در اہل وفا بسے نکومی باشد

واسوخت

(1)

دوستاں شرح پریشانی من گوش کنید
قصہ بے سرو سامانی من گوش کنید
گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید
داستان غم پنہانی من گوش کنید
شرح ایں آتش جانسوز نگفتن تا کے
سو ختم سو ختم ایں سوز نہفتن تا کے

روزگارے من و دل ساکن کوئے بودیم
تابع خوئے بت عربدہ جوئے بودیم
عقل و دین باختہ دیوانہ روئے بودیم
بستہ سلسلہ سلسلہ بوئے بودیم
کس وراں سلسلہ غٹر از من دلبند بنود
یک گرفتار ازیں جملہ کہ ہستند بنود

ایں ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت
یوسفی بود ولے ہیچ خریدار نداشت
نرگس غمزہ زنش ایں ہمہ بیمار نداشت
سنبل پر شکنش ہیچ گرفتار نداشت
اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم

باعث گرمی بازار شدش من بودم
عشق من شد سبب خوبی رعنائی او
داد رسوائی من شهرهٔ زیبائی او
بسکه کردم همه جا شرں دل افزائی او
شهر پر گشت ز غوغائے تماشائی او
ایں زماں عاشق سر گشتہ فراواں دارد
کے سرو برگ من بے سرو ساماں وارد
چارهٔ نیست بر آرم به ازیں رائے دگر
که وهم جائے دگر دل بدل آرائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پائے دگر
برکف پائے وگر بوسه زنم جائے دگر
بعد ازاں رائے من انیست همیں خواهد بود
من بریں هستم والبته چنیں خواهد بود
پیش تو یار نو دیار کهن هر دو یکیست
حرمت مدعی و حرمت من هر دو یکیست
قول زاغ و غزل مرغ چمن هر دو یکیست
نالہ بلبل و فریاد زغن هر دو یکیست
تو ندانستہ که قدر همه یکساں نه بود
زاغ را مرتبه مرغ خوش الحاں نه بود
چنیں ست پئے کار دگر باشم به
عند روزے پئے دلدار دگر باشم به

مرغ خوش نغمہ گلزار دگر باشم بہ
عندلیب گل رخسار دگر باشم بہ
تو گلے کو کہ شوم بلبل دستاں سازش
سازم از تازہ جوانان چمن ممتازش
آنکہ در جانم از و دمبدم آزارے ہست
میتواں یافت کہ از من بدلش بارے ہست
ازمن و بندگی من اگرش عارے ہست
بہ فروشد کہ بہر گوشہ خریدارے ہست
بہ وفاداری من نیست دریں شہر کے
بندۂ ہمچو مرا ہست خریدار بے
مدتے در رہ عشق تو دو یدیم بس ست
راہ صد بادیہ بیداد بد یدیم بس ست
قدم ازراہ طلب باز کشیدیم بس ست
اول و آخر ایں مرحلہ دیدیم بس ست
بعد ازیں ماہ سرکوئے دل آرائے دگر
یہ غزالی و غزل خوانی و غوغائے دگر
ایت پسر چند بکام و گرانت ینم
سر خوش و مست ز جام و گرانت ینم
مایہ عیش مدام و گرانت ینم
ساقی مجلس عام و گرانت ینم

تو چہ دانی کہ شدی یار بہ بے باکی چند
چہ ہو سہا کہ ندارم بہ ہو سناکی چند
تو پیندار کہ مہر از دل پر خوں نہ رود
آتش عشق بجاں افتدو بیروں نہ رود
ایں محبت بصد افسانہ و افسوں نہ رود
چہ گمان غلط ست ایں نرود چوں نہ رود
چند کس از تو دیا ران تو ازردہ نہ بود
دوزخ از سردی ایں طائفہ افسردہ نہ بود
یار ایں طائفہ خانہ برانداز مباش
از تو حیف ست بایں طائف دمساز مباش
میثوی شہرہ بایں فرقہ ہم آواز مباش
غافل از لعب حریفان دغا باز مباش
بہ کہ مشغول بایں شغل نسازی خود را
ایں نہ کار یست مبادا کہ ببازی خود را
در مکین تو بسے عیب شماراں ہستند
سینہ پر کینہ ز تو سینہ فگاراں ہستند
داغ بر سینہ ز تو کینہ گذاریاں ہستند
غرض انیست کہ در قصد تو یاراں ہستند
باش مردانہ کہ ناگاہ قضائے نہ خوری
واقف میکشی خود باش کہ پائے نہ خوری

گرچہ از خاطر وحشی ہوس روئے تو رفت
ازولش آرئے قامت دلجوئے تو رفت
دل آزردہ و آزردہ دل از کوئے تو رفت
بادل پر گلہ از ناخوشی خوئے تو رفت
حاشا للہ کہ وفائے تو فراموش کند
سخن مصلحت آمیز کساں گوش کند

ایضاً

(2)

اے گل تازہ کہ بوئے زوفانیست ترا
خبراز سرزنش خار جفا نیست ترا
التفاتے باسیران بلا نیست ترا
ما اسیر تو واصلا غم مانیست ترا
رحم بر بلبل بے برگ و نوانیست ترا
بر اسیر غم خود رحم چرانیست ترا
فارغ از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من ایں ہمہ بے باک نمی باید بود
ہمچوگل چند بروئے ہمہ چنداں باشی
ہمرہ غیر بہ گلگشت گلستاں باشی
آن زماں بادگراں دست و گریباں باشی

جمع با جمع نہ باشند پریشاں باشی
زاں میندیش کہ از کردہ پشیماں باشی
یاد حیرانی ما آری و حیراں باشی
مانبا شیم کہ باند کہ جفائے تو کشد؟
بجفا سازد ور صدا جور برائے تو کشد؟
شب بکا شانہ اغیار نمی باید بود
ہمہ جابا ہمہ کس یار نمی باید بود
ہمرہ غیر بہ گلزار نمی باید بود
غیر راشمع شب تار نمی باید بود
تشنہ خون من زار نمی باید بود
تابایں مرتبہ خونخوار نمی باید بود
من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت بے باکی و خود کامی تست

دیگرے جز تو مرا ایں ہمہ آزار نہ کرد
چوں تو کس در نظر حلق مرا خوار نہ کرد
آنچہ کر دی تو بمن ہیچ ستم گار نہ کرد
ایں ستمہاد گرے بامن بیمار نہ کرد
ہیچ کس ایں ہمہ آزار من زار نہ کرد
ہیچ سنگیں دل ایں کار بمن کار نہ کرد

گرز آزردن من ہست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پئے آزر دن من

جان من سنگدلی دل بہ تو وا دن غلط است
چشم امید بروئے تو کشادن غلط است
بسر راہ تو چوں خاک فتا دن غلط است
روئے تر کردہ بروئے تو نہادن غلط است
رفتن اولی است زکوئے تو ستادن غلط است
جان شریں بہ تمنائے تو وا دن غلط است

چوں نہ دانی کہ غم عاشق زارت باشد
چوں شود خاک براں خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ مے دانم و تدبیرے نیست
ہمچو زلف تو پریشانم و تدبیرے نیست
از غمت سر بہ گریبانم و تدبیرے نیست
چوں دل رفتہ زدا مانم و تدبیرے نیست
از برائے تو پریشانم و تدبیرے نیست
چہ تواں کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست

شرح درماندگی خود بہ کہ تقریر کنم
عاجزم، چارۂ من نیست، چہ تدبیر کنم

نخل نو خیز گلستان جہاں بسیار است
گل ایں باغ و چمن سرور داں بسیار است
بالب ہمچو شکر تنگ وہاں بسیار است
ترک زریں کمرو موئے میاں بسیار است

جان من ہمچو تو غارت گر جان بسیار است
نہ کر غیر از تو جواں نیست جواں بسیار است
دیگرے ایں ہمہ ازار بہ عاشق نہ کند
قصد آزر دن یاران موافق نہ کند
مدتے شد کہ در آزارم و می دانی تو
بہ کمند تو گرفتارم و می دانی تو
از غم عشق تو بیمارم و می دانی تو
خون دل از مژہ می بارم و می دانی تو
از برائے تو چنیں زارم و می دانی تو
چہ تواں کرد در آزارم و می رانی تو
تا بہ کے از ستم و جور تو دل خوں باشم
از مژہ خون جگر ریزم و مخزوں باشم
مکن آں طور کہ شرمندہ شوم از خویت
نہ گنم بار دگر یاد قد دل جویت
دیدہ پوشم زتماشائے رخ نیکویت
سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت
دست بردل نہم و پائے کشم از کویت
گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت
بشنو پند، مکن قصد دل ازردہ خویش
ورنہ بسیار پشیماں شوی از کردۂ خویش
چند صبح آیم واز خاک درت شام روم
از سر راہ تو چوں خاک بنا کام روم

به سر راه تو آیم نه شوی رام، روم
صد دعا گویم و آزرده به دشنام روم
دور و دراز تو من تیره سر انجام روم
بنود زهره که همراه تو یک گام روم
کس چرا این همه سنگین دل و بد خو باشد
جان من این روشے نیست که نیکو باشد
از چه بامن نه شوی پارچه می پرهیزی؟
یار شو بامن بیمار، چه می پرهیزی؟
حرف زن اے بت خونخواز، چه می پرهیزی؟
کیست مانع زمن زار، چه می پرهیزی؟
نه حدیثے کنی اظهار، چه می پرهیزی؟
به کشا لعل شکر بار، چه می پرهیزی؟
که ترا گفت که بامن زوفا حرف مزن؟
چین برابر وزدن دیک باربما حرف مزن
درومن کشته شمشیر بلا می داند
سوزمن سوخته داغ جفا می داند
پاک بازم همه کس طور مرامی داند
عاشقے هیچه منت نیست خدا می داند
مسکنم ساکن صحرائے فنا می داند
همه کس حال من بے سروپا می داند
چاره من کن ومگذار که بے چاره شوم
سر خود گیرم واز کوئے تو آواره شوم

از سر کوے تو بادیدۂ تر خواہم رفت
چہرہ آلودہ بخوں ناب جگر خواہم رفت
تا نظر می کنی از پیش نظر خواہم رفت
نگہ این بار چو ہر بار دگر خواہم رفت
کر نہ رفتم زورت شام و سحر خواہم رفت
روئے باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت
از جفائے تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف کہ ایں بار برفتم رفتم

ختم شد کلیات نظیر

اکبرآبادی

www.IqbalCyberLibrary.Net
©2002-2006

حواشی

کلیاتِ نظیر

صفحہ 36

1 ''جناب'' سے مراد شاید کوئی مجتہد صاحب ہوں گے، شیعوں کے یہاں اصطلاح میں ''جناب'' کا لقب مجتہد ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

صفحہ 45

1 ترجمہ قرآن صفحہ 5

صفحہ 78

1 یعنی ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی 12 آسی 2 سیماب، پارہ سیماب سے کیمیا بنتی ہے 12

صفحہ 79

1 اب اس قسم کی جمع متروک ہے۔ آسی 2 آشا کو چشم تماشا کہا گیا ہے صحبت کے معنے میں ہے 12

صفحہ 80

1 یہ ایک نسخے میں آغاز قطعہ مقطع سے ہے 12 2 ندان، آخر کار پرانا لفظ ہے اور اب اردو میں متروک ہے 12

صفحہ 82

1 جھنکارا، صحیح جھنکار، اس میں عطف بڑھانا نظیر کا اختراع و تصرف ہے 12 2 یار میں الف ندائیہ ہے آسی

صفحہ 83

1۔شت چنکی12 2۔اداونا زروش ناز آسی

صفحہ 84

1۔جھپ،فوراً آسی 2۔پیار کرنا فارسی کے محاورہ کا ترجمہ ہوسکتا ہے کبو دیں اس خلاف دو رکا ہے 12

صفحہ 85

1۔یہ غزل مجمع الاشعار سے لی گئی ہے۔دوشعر اس کے بادنی تغیر غزل سابق میں گزر چکے ہیں باقی شعر نئے ہیں۔معلوم ہوتا ہے اسی غزل کی نظیر نے نظر ثانی کی ہے یا ممکن ہے کہ دوغزلہ ہو 12 2۔صومہ عبادت خانہ ترسایاں ونصرانیاں12 3۔شانہ اول یعنی کنگھی دوم بمعنی گندھا12۔4۔لمبی سے مراد درازی شوق آسی

صفحہ 86

1۔نور ظہور کا وقت صبح کے وقت کو کہتے ہیں12۔2۔ گل کھانا،آگ میں گرم کی ہوئی چیز سے داغ کھانا 12۔3۔محتسب،منہیات شرعیہ پر احتساب رکھنے والا صدر الصدور شاہی زمانہ میں ایک بڑا عہدہ ہوتا تھا12۔آسی

صفحہ 87

1۔بھان متی،شعبدہ باز،بازی گر 12۔2۔جھپا کا،جلدی 12۔3۔جھڑا کا مراد صفایا،خاتمہ 12 آسی

صفحہ 89

1۔پالا پڑنا،سابقہ ہونا،معاملہ پڑنا12۔2۔میر کی غزل بھی اسی میں موجود ہے الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا الخ مقابلہ کرو12 آسی

صفحہ 90

1۔لٹ جانا،زار ونزار ہونا نحیف ہونا12۔2۔اکھنا،سوکھنا اجڑنا خراب وتباہ ہونا 12۔3۔غٹ،مجمع،گروہ،پرا 12۔4۔ٹنا،مکرنا 12۔5۔دل پھٹنا،دل میں کدورت

پیدا ہونا، بیزار ہونا 12۔ 6 قینچی باندھ کر لپٹنا دونوں ہاتھ کھول کر اس طرح لپٹنا کہ دوسرا مجبور ہو جائے، قینچی باندھنا، حریف کی دونوں ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں ڈال دینا 12 آسی

صفحہ 91

1 اصل آیت یوں ہے

فکانت الجبال کثیا مھیلا

2 اس غزل میں سات زبانیں استعمال کی ہیں 12 آسی

صفحہ 92

1 اس کی عبارت بہ ترکیب نحوی ٹھیک نہیں مگر ہر جگہ یوں ہی مندرج ہے 12

صفحہ 93

1 جھلا ہوگا، برداشت ہوا ہوگا 2 منھ کلنا، بات نہ کر سکنا 12 آسی

صفحہ 95

1 بوجھ کا سمجھے تھے، یعنی تم کو ہوشیار جانتے تھے 12۔ 2 اس زمین میں بھی اکثر اساتذہ کی غزلیں موجود ہیں مثلاً داغ، ذوق، بیان یزدانی وغیرہ ہم آسی

صفحہ 96

1 آب رواں ایک کپڑے کا نام 2 چھلا، کیچڑ دلدل کی زمین 12۔ 3 دہل، خوف 4 ہلے گہلے، خوشحال لوگ، بیفکرے، خوش فعلیاں کرنے والے 12۔ 5 بادلہ ایک کپڑا، روپہلا، نقرئی، سنگ، چاندی سا چمکدار 12۔ آسی 6 بے ستون وہ پہاڑ جس سے فرہاد نے جوے شیر نکالی تھی 12۔

صفحہ 98

1 جھمکڑا، جلوا، جمال 12 آسی

صفحہ 100

1 گھٹا، سیاہ نشان جو جسم پر پڑ جاتا ہے 12 ۔2 تبلس، پہننا، لباس کرنا 12 آسی صفحہ 101

1 ایک نقاش کا نام ہے، جو بابل کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا اس کا اصلی نام قورنیقوس بن فاتن تھا۔ یہ حکیم قادرون کا شاگرد تھا۔ اس نے دین زردشت اور دین مسیحی کو امتزاج دے کر ایک نئے مذہب کی ایجاد کی اور خود پیغمبری کا دعویٰ کیا تو اس کے بہت سے پیرو ہو گئے۔ اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ شاپورگان، کنز الاحیا، سفر الجبابرہ وغیرہ ہم اس کی مشہور تصانیف اس نے بہت سیاحی کی اور فن نقاشی میں روم اور چین کے نقاشوں سے بھی بڑھ گیا اس کا خیال تھا کہ عورتوں سے مقاربت کرنے سے پاک روحیں آسمان سے آتی اور کثیف جسموں میں رہتی ہیں اس لئے جماع نہ کرنا چاہئے شاپور بادشاہ سے اسی بات پر اس کا مکالمہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تیرے کہنے پر عمل کیا جائے تو دنیا ویران ہو جائے مانی نے کہا کہ جانوں کی آبادی ہوگی۔ اس لیے اجسام کی ویرانی کی پروا نہ کرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تجھے مار ڈالا جائے تو آبادی ہوگی یا ویرانی اس نے کہا جسم کی ویرانی اور جان کی آبادی۔ بادشاہ نے کہا ہم تیرے ہی قول پر عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا اور شہر شاپور کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اس کی پیرو جماعت کا نام بالوتیہ ہے 12 مستفاد از فرہنگ انند راج 2 ہیر اور رانجھا دو عاشق و معشوق کا نام۔ رانجھا ہیر پر عاشق تھا 12 مولانا عبدالباری آسی 3 تک کی بجائے تلک اب اکثر فصحا کے نزدیک غیر فصیح اور متروک ہے 4 نور کا بقہ یہ لفظ دو طرح پر رائج ہے۔ بقہ اور بکا کا بگڑا ہوا ہے جس کے معنی زمین کے اس ٹکڑے کے ہیں جو اوروں سے ممتاز ہو۔ منیر شکوہ آبادی جو نور کا مقام ہے بقعہ ہے نور کا بقے کی بجائے بکا رائج ہو گیا۔ جس کے صحیح معنی میشت خاک مشت نور وغیرہ اس گل کے سامنے نہیں جمتے لوں کے رنگ۔ بکے اڑا رہا ہے چمن میں گلاب کے برق لکھنوی 12 آسی

صفحہ 102

1۔باس، بو، اکثر بد بو کے معنی میں اور کمتر خوشبو کے معنی میں آتا ہے 12۔2۔یعنی یہی بہت تھا کہ زخم لگا، مگر یہ زخم فریب سے لگا جانا اور بھی مہلک ہے 12 آسی

صفحہ 103

1۔بعض لوگ ازدحام میں (ز) کی بجائے (ژ) بولتے اور لکھتے ہیں وہ قطعی غلط ہے 12 آسی 2۔ایراد، اعتراض کرنا 12 آسی 3۔اشارات، اشارے، مجاز ارمز و کنایہ، علم حکمت کی ایک کتاب جو بوعلی سینا کی تصنیف ہے۔متن اصل کتاب۔جس پر حاشیہ لکھا گیا ہو 12۔4۔رشتہ در گردنم افگندہ دوست + میبر دہر جا کہ خواہ اوست 12۔5۔اہل صلاح وزہد، عابد، زاہد لوگ، فرش کر دینا پچھاڑنا گرانا 12۔6۔زہر کھانا۔حسد کرنا، جلنا 12

صفحہ 104

1۔شہر آرا، شہر کو آراستہ کرنے والا 12 آسی 2۔ارنی بفتح اول وکسر دوم صحیح ہے مگر فارسی کے شعر نے بہ سکون دوم بھی استعمال کیا ہے۔موسیٰ ازیں جام تہی بود دست شیشہ بکر پایہ ارنی شکست۔نظامی گنجوری 12۔3۔چھل بلیا، ٹھگ، دھوکے باز، باولیا، باولا، پاگل 12۔4۔بلیا، زوردار، بلی 12۔5۔کھیر پکائی قسمت سے دلیا ہو گیا۔یعنی قسمت نے بنا بنایا کام بگاڑ دیا 12۔عبدالباری آرسی۔

صفحہ 105

1۔دل یا ظرف کو کہتے ہیں 12۔2۔جل کھانا، فریب کھانا اور سبز گوشے بجنا سبز مر کر داسبزے دام ہمرنگ زمی بود گرفتار شدند

صفحہ 106

1۔رم، بھاگ تیزی کے ساتھ دوڑ وغیرہ۔2۔فہمید، سمجھ، عقل 12۔3۔دھج، وضع شکل فی زمانہ مونث ہے 12۔آسی 4۔شفق فام، سرخ آسی

صفحہ 107

1 خلہ پا، پاؤں میں لگی ہوئی پھانسی 2 طیب، خوشبو 12 آسی 12

صفحہ 109

1 شہ پڑنا ہے یہاں مراد۔ افتاد پڑنا، مصیبت پڑنا ہے 12 آسی 2 کتاں الٰہی۔ اس کا ایک کپڑا تیار کیا جاتا ہے جو مشہور ہے کہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے 12۔ 3 تحت نیچے عبدالباری آسی۔

صفحہ 110

1 پرے سرکنا، علیحدہ ہٹنا 12۔ 2 عبدالباری آسی

صفحہ 112

1 وہاں باندھ لیا یعنی منہ بند کر دیا 12۔ 2 غزل کے پہلے مصرع اور اس مصرع میں باندھ لیا۔ بمعنی گرفتار کے ہیں 12 آسی

صفحہ 114

1 لگا کر لے جانا۔ بہلا پھسلا کر ساتھ لے جانا 12۔ 2 مرآۃ آئینہ 12۔ 3 نخلہ بمعنی نخل 12۔ 4 فندق، ایک میوہ کا نام جسے پور سے تشبیہ دیتے ہیں 12 آسی

صفحہ 115

1 سنبل کو اب مذکر بولتے ہیں 12۔ 2 گانسرین، سیوتی 12۔ 3 تریاک، افیون 12۔ 4 آسی 5 کلجھڑی، گرہ، گتھی 12۔ 6 گری پڑی۔ گئی گزری بقید 12۔ 7 ہموارہ، ہمیشہ 12 آسی۔

صفحہ 116

1 چوپٹ پڑنا، گویا برباد تباہ ہونا پٹ پڑنا یہاں اسی معنی میں ہے 12۔ 2 شیشہ بازی اس کو کہتے ہیں جو نٹ شیشے کے برتن وغیرہ سر پر رکھ کر بانس اور بلیوں وغیرہ پر چڑھتے ہیں کلائیں نٹوں کی کثرت اور کرتب 12۔ 3 ہٹ پڑا یعنی اس کے لینے کے

لئے بلند ہوا 12۔4 یعنی پہاڑ پر تیشہ زنی کی آوازیں آ رہی ہیں 12۔5 پٹ پڑنا یہاں الٹا پڑنے کے معنی میں ہے 12 آسی

صفحہ 118

1 ہو چلے بمعنی ملاقات کرتے چلے 12۔2 اضطرابی بمعنی بے چینی اکثر فصحا کے نزدیک درست نہیں ہے 12

صفحہ 126

1 مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز۔2 سئی بمعنی سے یہ قدیم دہان کا لفظ ہے اور نظیر کے سامنے سئی قریب قریب متروک ہو چکا تھا 12 آسی 3 حسن بالا دست۔حسن بلند مرتبہ 12۔4 چنکی، زہ کمان وغیرہ 12۔5 گن گیا، یعنی اثر جاتا رہا 12

صفحہ 127

1 ذیل، دامن، 12 آسی 2 خدا اس کو اچھی طرح اگائے 12۔3 پس افسوس پھر افسوس، پھر افسوس 12 آسی

صفحہ 128

1 مطلا لفظ فارسی ہے اہل فارس نے با قاعدہ عربی اس کو اسم مفعول کی صورت میں استعمال کیا ہے مگر اس کی صحت میں کلام ہے اگر چہ آج بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے لمبب وغیرہ بھی اسی قسم کے لفظ ہیں 12 آسی۔2 نہر کی جمع انہار ہے پھر انہار کو بصورت جمع انہاروں کہنا صحیح نہیں اب اس کے استعمال سے اجتناب ضرور ہے متقدمین بے پروائی سے الفاظ لکھ جاتے ہیں 12

صفحہ 129

1 تشیط، انشاط، خوشی 12۔2 خطفہ بجلی کی چمک 12 آسی 3 مہتاب، پھلجھڑی، 4. پہنچے، یعنی اس کا سا رتبہ حاصل کرے عبدلباری آسی

صفحہ 130

1 غور بہ تذکیر و بہ تانیث دونوں طرح صحیح ہے 12 عبدالباری آسی

صفحہ 140

1 یہ مطلع کسی دوسری غزل کا ہے غزل دستیاب نہیں ہوئی 12 اشرف علی

صفحہ 143

1 حریر، ایک ریشمی کپڑا 12 ۔2 باج، خراج، محصول 12 آسی

صفحہ 144

1 تکل ایک قسم کا پتنگ جس میں دو کانپیں ہوتی ہیں 12 ۔2 سر پیچ پگڑی، چیڑ 12 آسی 3 جھوک، لرزش، لچک، ریلا، خمیدگی، دھکا 12 ۔4 آن بمعنی ساعت، لحظہ، دونوں مصرعوں میں آیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تحریف کاتب ہو۔ مگر مطابق اصل لکھ دیا گیا۔ ورنہ یہ ایطائے جلی کی بدترین مثال ہے 12 آسی

صفحہ 143

1 یعنی پری کا رخ ویسا نہیں ہوسکتا 12 آسی 2 سقوط، عین 12

صفحہ 147

1 چھند بند، مکر و فریب 12 ۔2 یعنی جس کے ایک ایک حلقے میں کمند کے بند کا اثر ہے 12 آسی 3 نیمہ ایک قسم کا اونچا جامہ۔ یا اونچی صدری 12 ۔4 امولا۔ بے قیمت، بیش بہا آسی

صفحہ 148

1 کاغذ بمعنی خط نامہ 12 ۔2 جب نہ تب گاہ بیگاہ 12 آسی

صفحہ 149

1 دھڑا کے کا تعویذ یعنی زور کا تعویذ 12 آسی 2 آب ارغوانی مراد سرخ پانی، خون کے آنسو 3 پانی بھرنا، عاجز ہونا 12

صفحہ 151

1 حالی ہو عزم دیر شاید کعبے سے پھر کر لوٹ آتا ہے۔ دور ہی سے ہم کو نظر گھر اپنا 12 آسی 2 لبیں باندھ کر بیٹھنا، سکوت اختیار کر کے بیٹھنا 12 آسی

صفحہ 152

1 ندان، آخر کار 12 آسی 2 آسمان پر دماغ ہونا، غرور ہونا 12۔ 3 سبزہ، سبز رنگ کا بندا جو کان میں پہنا جاتا ہے زمرد، پنا، 4 جگنی، گلے کا ایک زیور، چنپا کلی گلے کا ایک زیور 12 5 عذر، بیوفائی، شکست عہد 12۔ 6 صدر زمانہ شاہی کا ایک معزز عہدہ 12 آسی

صفحہ 155

1 چھن بالکسر، گھنٹہ، ساعت 12۔ 2 ہول کرنا، کسی دھار دار آلہ کا چبھونا 12 آسی

صفحہ 156

1 کاکل بلدار۔ اکثر فصحا ایسی ترکیبوں کو جائز نہیں رکھتے 12 آسی 2 جتن، ہمراہی 3 ساعد، پنجا، 4 نسرین نسترن، سیوتی، سیوتی سفید پھولوں کا نام ہے نسرین لغات میں سفید گلاب بھی بتایا گیا ہے۔ آسی

صفحہ 157

1 ریزہ الماس، ہیرے کی کنی جس کے کھانے سے کلیجے وغیرہ میں زخم پڑتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے آنسو نہ بنے جائینگے اے ناصح نادان ہیرے کی کنی جان کے کائی نہیں جاتی داغ۔ نہ پوچھ نسخہ مرہم جراحت دل کا کہ اس میں ریزہ الماس جزو اعظم ہے غالب 2 سہم، خوف، ڈر،

صفحہ 158

1 پریشان گو، بکواس کرنے والا، بلی فضول گو 12 آسی

صفحہ 162

1 ابلاغ بھیجنا 12۔2 معاتب ،معتوب 12 عبدالباری آسی

صفحہ 163

1 مگر، گھڑیال ،مگر مچھ جو ایک دریائی درندہ ہے کان کے ایک زیور کا نام 12۔2 کلف ،جھائیں ،ایک قسم کے داغ جو منھ پر پڑ جاتے ہیں 12

صفحہ 164

1 چیں شکن 12۔2 یعنی حیرت سے سب اس کی صورت تک کر رہ گئے 12

صفحہ 165

1 یعنی اس کو دیکھتا ہے تو خوف وخطر کے ساتھ دیکھ 12 آسی

صفحہ 166

1 پرنیاں ،ایک نفیس ریشمی کپڑا 12 آسی

صفحہ 167

1 انکل ،اندازہ ،شناخت 12 آسی

صفحہ 168

1 جل میں آنا ،فریب کھانا ،دھوکہ کھانا 12۔2 یعنی جو تیر نگہ سے دل کو چھانتا ہے دل اسی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہے 12 آسی

صفحہ 169

1 خوش آئے یعنی اچھے معلوم ہوئے خوش آمدید کا محاورہ ہے 12 آسی

صفحہ 172

1 احتمال ،برداشت اٹھانا 12۔2 قدم آنا 12 آسی 3 پیش نہ لے جانا کچھ کر نہ سکنا 12۔4 یہ سب خدائے کریم کے اسم پاک ہیں 12۔5 بہرام ستارۂ مریخ ایک فرشتے کا نام کہ مسافر کی محافظت پر مقرر ہے 12 آسی

صفحہ 173

1 خلش کو متقدمین نے بند کیر بھی استعمال کیا ہے جیسے سودا کا یہ شعر ہے زباں ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کے کہ جس نے دل سے سنایا خلش رہائی کا مگر فی زمانہ فصحا اس کو تبذکیر ہی فصیح جانتے ہیں۔ آسی 2 کف پا تلو کف کئی معنوں میں مستعمل ہے پھین۔ جھاگ، بلغم اس معنی میں کف بالاتفاق تذکر ہے۔ ہتیلی یا تلوے کے معنی میں کف پا رمختلف فیہ ہے مثال مونث زیب و زینت سے بری حسن خداداد ہے برق + کف موسیٰ کبھی منہدی سے حنائی نہ ہوئی۔ فتح اللہ برق لکھنہ ہی مثال مذکر کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے سامنے خورشید کے اس نے کف پا کر دیا۔ آتش 3 کف اٹھانے والا، مست خرابی، اکثر افیون کھانے والوں کے لیے مستعل ہے 12 آسی 4 عیار کی بجائے عیارے استعمال کیا ہے 12 آسی 5 آپ ہی کے بجائے آپی استعمال کیا گیا ہے جواب بالکل نا جائز ہے 12 آسی

صفحہ 174

1 گھی کے چراغ جلنا، خوشی منانے کی علامت 12

صفحہ 175

1 چھاتی پہ مونگ دلنا علانیہ تکلیف پہنچانا 12۔ 2 پگڑی بدلنا۔ بھائی چارہ کرنا، دوستی کرنا 12 آسی 3 توئی ایک قسم کی کپڑے پر بنی ہوئی بیل۔ کناری پتلا گوٹا، گوکھرو ایک قسم کا چپنا ہوا اور موڑا ہوا گوٹا۔ بنت لمبی چٹ جس پر سنہری نقرئی تاروں کا کام ہو 12 آسی 4 ادھر درمیان 12۔ 5 لاہی ایک سرخ کپڑا 12۔ 6 حیل جمع حیلہ 12۔ 7 وقت صبح دم کی قسم کی ترکیبوں پر تامل ہوتا ہے اگر چہ اہل فارس نے استعمال کی ہیں جیسے صائب کا یہ شعر مرد چوں پیر شود حرص جوان می گردد + خوب سگ وقت سحر گاہ گراں میگردد 12 آسی

صفحہ 176

1 ہت پھیر، مراد اساس 12 آسی

صفحہ 178

1۔ چار حرف بھیجنا، لعنت بھیجنا 12 آسی

صفحہ 179

1۔ تئیں متروک ہے اور اس کے بجائے اب کو زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے 12۔ 2۔ میں نے کیا خطا کی ہے کہ تو میرا حال نہیں دیکھتا اور ایسا میں نے کیا کیا ہے کہ دم بھر بیٹھنے کے لیے تو مجھ سے نہیں کہتا 12۔ 3۔ سوائے اس کے تو مجھ پر ظلم و جور کرے اور کچھ نہیں کرتا میری طرف سے تیری نگاہ میں عتاب بھرا ہے اور پیشانی پر شکن پڑی ہے 12۔ 4۔ کیا تو میرا دل اسی لیے لے گیا تھا کہ مجھ پر ظلم کرے اس نے سنا تو بولا کہ جی ہاں اسی لیے میں نے دل لیا تھا 12 آسی

صفحہ 180

1۔ عجوزہ۔ بڑھیا 12

صفحہ 181

1۔ درثمیں، قیمتی موتی 12

صفحہ 191

1۔ مشاطہ کنگھی کرنے والی اور عورتوں کا بناؤ سنگھار کرنے والی عورت 12 آسی

صفحہ 193

1۔ بسم اللہ کا لفظ دعائیہ بھی استعمال ہوتا ہے اور کسی کام کے شروع کرتے وقت بھی کہتے ہیں 12 آسی ۔2۔ لگن لگنا، لو لگنا تعلق خاطر ہونا، دھن بندھنا 12۔

صفحہ 194

1۔ یہ غزل بطریق سلام کہی گئی ہے 12 عشق اللہ آزاد فقیروں کا سلام 12 آسی۔

2۔ ہاتھ پانا قبضہ پانا قدرت پانا 12 آسی

صفحہ 195

1 یعنی اس کے گورے ہاتھ عجب تاب پر قدرت رکھتے ہیں آسی

صفحہ 200

1 چپی، آہستہ آہستہ پاؤں ہاتھ دبانا 12 ۔ 2 رتجگا، رات بھر کسی تقریب کے لیے جاگنا 12 آسی

صفحہ 202

1 منکا ڈھلنا۔ مرتے وقت آدمی کی گردن کا کسی طرف مائل ہونا 12 ۔ 2 اختفا، پوشیدہ ہونا، چھپانا 12 آسی ۔ 3 مرادشوالا 12 ۔ 4 بہونچی ۔ ہاتھ کی کلائی پر پہننے والا ایک مشہور زیور 12 آسی۔

صفحہ 203

1 پچکے۔ یعنی ذرا ہچکچائے 12

صفحہ 204

1 ہمکنا، بچے کا گود سے دوسری گود میں جانے کا ارادہ کرنا ہمک کر چلنا ناز و انداز سے چلنا 12 آسی

صفحہ 205

1 قامت کی تذکیر و تانیث میں فصحا کا اختلاف ہے 12 ۔ 2 شہاب ایک سرخ رنگ 12 آسی

صفحہ 206

1 جو کچھ ضد میں عین ساقط ہوتا ہے ممکن ہے کوئی عذر ہو 12 آسی

صفحہ 207

1 مشت، گھونسا، مکا 12 آسی 12

صفحہ 208

1 اور تو کیا ہے، مگر ہلکے سے اک کی 2 ک س م ران ی 3 ایک شب ہم پاس رہ

جاتے تو کیا اندھیر تھا، کیوں جی کچھ اس میں گھٹ جاتی۔۔۔۔۔آپ کی 4 ہے یقیں اس دم ہماری دیکھ کر شکل۔۔۔۔۔ہوگئی ہوگی۔۔۔۔۔کرپانی پانی آپ کی 5 گر نہیں باور تو جھک کر دیکھ لو کرتی اٹھا، تر تو کیا بلکہ ٹپکتی ہوگی۔۔۔۔۔آپ کی 6 خوب سا کوٹے یعنی اچھی طرح مارے 12۔7 گل کرنا۔عجیب وغریب کام کرنا 12 آسی

صفحہ 210

1 دیوانے کی بجائے دوانہ قدیم زبان ہے 12۔2 ہند میں گرہ یا در ہنے کے لیے دیا کرتے ہیں 12

صفحہ 211

1 دوت دبک ڈانٹ ڈپٹ 12 آسی

صفحہ 212

1 نیل بگڑنا، شامت آنا 12 آسی

صفحہ 213

1 بازی گر، بھانمتی، تماشا دکھانے والا، شعبدہ باز 12۔2 مراد کالی ناگنی 12 آسی

صفحہ 232

1 نمط، طور، طرح، بط شراب، ایک ظرف جس میں شراب بھرتے ہیں۔ایک قسم کی صراحی 12۔2 شط، دریا عبدالباری آسی

صفحہ 234

1 جیب نظیر کے زمانہ میں مذکر بولا جاتا تھا اب متروک ہے بلکہ دہلی اور لکھنو کے فصحا مونث ہی بولتے ہیں 12 اشرف علی

صفحہ 235

1 اسی مقطع ومطلع سے بادنی تغیر ایک غزل صفحہ نمبر 223 پر پہلے گزر چکی ہے غالبًا نظیر نے اسی غزل کی نظر ثانی کی ہے یا ممکن ہے کہ دو غزلہ ہو 12 اشرف علی

صفحہ 247

1 چمک ۔ درد کی ایک قسم کی ٹیس ۔ کوندن دمبدم درد کی چمک ہونا 12 آسی

صفحہ 249

1 تورہ مختلف اقسام کے لذیذ کھانے جو خوانوں میں لگا کر بڑے تکلف کے ساتھ امیروں کے وہاں تقریبات میں تقسیم ہوتے ہیں ایک معنی اس کے ناز و غرور بھی ہیں 12 شہباز

صفحہ 250

1 شہ، شطرنج بازوں کی اصطلاح میں بادشاہ کو کسی مہرے کی زد سے بچانے کے لیے تنبیہہ کی آواز ۔ جسے کشت بھی کہتے ہیں رخ کی رعایت سے یہاں شہ لایا گیا ہے کہ اس کا رخ ایسا ہے جو ہر معشوق کو ہٹنے اور بچنے کی صدا دیتا ہے 12 آسی

صفحہ 251

1 اس میں اشارہ ہے دہلی چھوڑنے کی طرف جو نظیر کا وطن اصلی تھا 12 شہباز ۔ 2 ست بمعنی دستاں 12

صفحہ 252

1 چاند اول ۔ مجازاً معشوق ۔ چاند دوم ۔ مہینہ آسی

صفحہ 253

1 پو وہ جگہ جہاں پانی کی سبیل رکھی جاتی ہے اسی کو پنسال پنسالا اور پنسلا بھی کہتے ہیں 12 ۔ 2 ذی فراش ۔ شخص جو کمزوری کے سبب دن رات بچھونے پر پڑا رہے ۔ تا وقتیکہ صیغہ تصغیر کا خیال نہ کیا جائے قافیہ صحیح نہیں ہوتا غالباً تلفظ عوام کی رعایت کی ہوگی ۔ شہباز

صفحہ 254

1 عشق کا بالکنا ہے آگ سے استعار کیا ہے اور جان کا کباب سے 12 شہباز

صفحہ 256

1 چہرے اپر، بجائے چہرے کے اوپر۔ اب متروک ہے 12 آسی 2 گھر گئے کلمہ بد دعا، یعنی اے خانہ برباد 12۔ 3 دہل، بضم اول و دوم صحیح ہے نہ کہ بہ سکون ہا 12۔ 4 درے سے یہاں مراد دروازے 12 آسی 5 خرم سے مراد سبز 12 آسی۔ 6 کیکر یا کیکرا کا درہ عوام میں ببول کے درخت کو کہتے ہیں ببول کو دار بس نے کیکڑ لکھا ہے مگر منشی سید احمد کیکر کہتے ہیں غالباً کیکر ہی صحیح ہے کیکر اس کی تفہیم ہے 12 شہباز کیکر بمعنی ببول درست ہے نہ کی کیکرایا کیا کرا۔ آسی

صفحہ 258

1 چھن، لحظہ، ساعت، پل 2 ملانا کے بجائے ملونا عوام کی بول چال میں ہے خواص اس کو جائز نہیں سمجھتے 12 آسی

صفحہ 260

1 آتش زدی کی بجائے آتش زدہ فصیح ہے۔ نظیر کے زمانے میں اس کو صحیح مانا جا سکتا ہے مگر اس زمانے کے فصحا اس قسم کی ترکیبیں استعمال نہیں کرتے ایسے ہی یکباری بجائے یک بارگی فصیح نہیں 12۔ 2. کمر کوہ، وسط کوہ 12 آسی۔ 3۔ گمڈا یعنی آ کر پھیل گیا۔ اب نہیں بولا جاتا ممکن ہے کہ اس زمانہ میں اڈنا کا مترادف گمڈنا بھی ہو۔ اڈنا بھی قریب قریب ایسے ہی معنوں میں بولتے ہیں ایسے ہی اس بند میں بوچھار کی بجائے بوچھارلایا گیا ہے۔ جو صرف نظیر کی جدت طبع اور قافیہ کی ضرورت کے لحاظ سے لایا گیا ہے 12 محمد اشرف علی لکھنوی

صفحہ 261

1 طرہ یہاں گوٹ کے معنی میں کیا ہے 12۔ 2 چگل ایک شہر کا نام 12

صفحہ 262

1 بالا دینا۔ دھوکا دینے کے معنی میں ہے شاید یہاں بالا کرنا اسی معنی میں لایا گیا

ہے 12 آسی ۔2 رہے، ہٹ، رٹ، ضد، اشرف علی لکھنوی

صفحہ 264

1 چیٹک، دھن، لو، شوق 12 محمد اشرف علی

صفحہ 267

1 بانک ایک قسم کے چھلے کا نام ہے 12 اشرف علی

صفحہ 269

1 جھوک، جنبش، لچک، دھکا، ہچکولا 12 ۔2 تس اب متروک الاستعمال ہے 12 اشرف علی۔

صفحہ 270

1 انتعاش کے معنے بلند ہونے اور اٹھنے کے ہیں مگر اہل فارس عیش و نشاط کے معنی میں استعمال کرتے ہیں 12 ۔2 منظر اب مذکر بولتے ہیں 12 ۔3 طلا لفظ فارسی ہے مطلا بقاعدہ اہل عرب فارسی دانوں کا تراشا ہوا لفظ ہے جیسے بلب 12 ۔4 قانون ایک باجے کا نام ہے 12 محمد اشرف علی 5 طنین مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز اشرف علی 6 خطفہ، بجلی کی چمک، بجلی کا گرنا 12 اشرف علی

صفحہ 273

1 سٹ گیا۔ شاید سٹک گیا کی جگہ استعمال کیا ہے اشرف علی

صفحہ 275

1 وہیر، یعنی دھجی عام طور سے یہ لفظ مستعمل نہیں صرف نظیر کی ایجاد و اختراع ہے 12 اشرف علی لکھنوی

صفحہ 277

1 رات دن کی جگہ رات و دن، قدما لکھتے تھے اب فصحا خلاف فصاحت سمجھتے ہیں 12 محمد اشرف علی مہتمم دارالارقام لکھنو

صفحہ 283

1 دھر سے یعنی شروع سے 12 ۔2 ندان، آخر کار 12 اشرف علی لکھنوی

صفحہ 284

1 آثار، مراد قبر، نشان قبر 12 ۔2 رستے میں چور کا لٹکنا، چور کے کند ڈال کر کسی بڑے اونچے مقام پر چڑھنے سے مراد ہے 12 ۔3 نت ہمیشہ 12 اشرف علی

صفحہ 285

1 ورنہ اور ورنے ایک ہی معنی میں آتا ہے 12 ۔2 یار باشی کی بجائے یار باشے کہا گیا ہے 12 ۔3 باشہ ایک شکاری پرند کا نام ہے 12 ۔4 چاندی سونا، روپیہ اشرفی 12 محمد اشرف علی لکھنوی 5 چھپ تختی۔ سینے اور جسم وغیرہ کی موزونی اور خوبصورتی 12 ۔6 ایاغ، پیالہ 12

صفحہ 286

1 گزری وہ بازار جہاں پرانا سامان فروخت ہوتا ہے 12 اشرف علی

صفحہ 287

1 لاہا، فائدہ 12 ۔2 ادا کا۔ بجائے ادا 3 لپا کے سے جلدی سے 12 اشرف علی

صفحہ 289

1 کیسر، زعفران

صفحہ 294

1 بیسر، چھوٹی نتھنی جو بعض عورتیں بلاق کی جگہ پہنتی ہیں 12 اشرف علی

صفحہ 295

1 موتی کسی کا نام، کسی وقت خاص کی طرف اشارہ ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موتی نظیر کی معشوقہ تھی 12 اشرف علی

صفحہ 296

1 ڈشت، ظالم، بد، برا، اشرف علی 2 دھڑی، مسی کی تہہ جو عورتیں ہونٹوں پر جماتی ہیں 12۔ 3 ترتیب فی زمانہ مذکر بولتے ہیں 12 اشرف علی

صفحہ 297

1 کڑے، پایل، گڑیاں وغیرہ یہ سب پاؤں کے زیوروں کے نام ہیں 12۔ 2 تھرکنا ادا کے ساتھ جسم میں جنبش ہونا 12 اشرف علی

صفحہ 298

1 نک سک ونکھ سکھ، ناک نقشہ بقول مولف نور اللغات دہلی میں بکسر اول وضم ثالث اور لکھنو میں بکسر اول وسوم بولا جاتا ہے 12 اشرف علی عفی عنہ

صفحہ 299

1 ہربڑی، ہلچل 12 اشرف علی

صفحہ 300

1 بھرن، موسلا دھار بارش

صفحہ 301

1 درے، دروازے 12۔ 2 دھپ دھوں لپاڈگی مار پیٹ 12 اشرف علی لکھنوی 3 لالہ نافرمان ایک قسم کا لالہ صرف نافرمان بھی کہتے ہیں 12 اشرف علی 4 کھل کھیلنا جو جی میں آئے کہہ گزرنا یا کر گزرنا 12۔ 5 اچپل، چلبلا، شوخ۔ اشرف علی

صفحہ 304

1 بساروں گا، بیان کروں گا۔ اشرف علی 2 مٹ بھیڑ، منھ بھیڑ۔ مڈبھیڑ، منڈ بھیڑ، سب کے آخر میں رائے ثقیلہ ہے۔ مگر یہاں چونکہ یہ قافیہ واقع ہوا ہے لہٰذا (ر) ہی سے پڑھنا پڑے گا 12 اشرف علی

صفحہ 309

1 اس سے نصیب پھوٹا۔ یعنی اس سے پالا پڑا 12

صفحہ 312

1 کاٹھ کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی ضرب المثل ہے 12۔2 آکھ مدار کے درخت کا نام 12۔3 سوکھا ساکھ یعنی خشک 12۔4 یہ پورا محاورہ ہے۔ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ 12۔5 اچھپلیاں بمعنی شوخیاں 12 اشرف علی عفی عنہ

صفحہ 313

1 یعنے تیرے بھاویں نہیں 12۔2 متقدمین نام کے بجائے ناؤں بھی لکھتے تھے 12۔3 یعنی ہمیشہ ایک سے دن نہیں رہتے 12 اشرف علی لکھنوی

صفحہ 314

1 جھنکا، شاید بمعنے جھنکار لیا گیا ہے 12۔2 نین آنکھیں 12۔ اشرف علی لکھنوی 3 مندیل۔ پگڑی، زرین عمامہ 12

صفحہ 315

1 بچارا، یہاں اختیار کیا کے معنی میں ہے۔ دوسرے مصرع میں یارا میں الف ندائیہ ہے جو فی زمانہ اردو میں فصیح نہیں سمجھا جاتا 12 اشرف علی 2 یہ سب کنکوے کی قسموں کے نام ہیں 12۔3 پھدکی۔ ایک چھوٹے پرند کا نام 12۔4 چکئی ایک گول تراشی ہوئی لکڑی جو بیچ سے خالی ہوتی ہے اور جس میں تاگا باندھ کر بچے دور پھینکتے ہیں اور ہاتھ کے اشارہ سے وہ پھر تاگے کو درمیان میں لپیٹتی چلی آتی ہے 12 اشرف علی لکھنوی

صفحہ 317

1 بیدادی کی بجائے بیدادی گو شروع دور میں اردو میں صحیح ہو۔ مگر متروک الاستعمال ہے 12 اشرف علی 2 نرقلندر، بڑے قلندر 12

صفحہ 318

1 گل کرنا بہ عجب کام ہے۔ اب یہی محاورہ ہے ممکن ہے کہ زمانہ قدیم میں گل

پھول کترنا محاورہ ہو 12 اشرف علی 2 جباڑا شاید جبر کرنے والے کے معنی میں لیا ہے جبار سے بگڑا ہوا 3 لقا مکھی وغیرہ کبوتروں کی قسموں کے نام ہیں 12 ۔اشرف علی 4 پر گھرا۔ دو ڈھائی برس کے کبوتر کو کہتے ہیں یہ بھی لڑا ہوا ہوتا ہے گو صرف دو ایک لڑائی 12 شہباز

صفحہ 319

1 مکری، ایک قسم کی پہیلی 12 ۔2 کبت، ایک قسم کی ہندی کی نظم 3 سکھی، سکھیاں، ایک قسم کی پہیلی، کھنڈ، ایک قسم کی گنوارو نظم 12

صفحہ 320

1 رنگ بھریا۔ رانگے کے کھلونے اور زیور بنانیوالا 12 اشرف علی 2 خندی، ایک قسم کی گالی، ٹھٹھول باز عورت 12 اشرف علی

صفحہ 323

1 جھگڑا پر چھا ہونا یعنی کسی جھگڑے کا فیصل ہونا۔ پر چھا ہونا صرف۔ بھیڑ چھٹنا 12 ۔2 توطیا۔ اہتمام طوفان، بہتان، اشرف علی

صفحہ 325

1 آٹا نبڑا بوچا مٹکا۔ کہاوت ہے۔ یعنی مطلب نکلا اور مطلبی لوگ غائب ہوے 12 اشرف علی

صفحہ 333

1 گھور، فراوانی، افراط 12 ۔2 بور، چاندی یا سونے کے پھول، ایک قسم کا زیور، پاؤں کے چھوٹے چھوٹے گھنگھرو 12 شہباز 3 کرکسا۔ زباں دراز و سخت کلام۔ بعض نسخوں میں گرگ سا بھی ہے 12 شہباز

صفحہ 334

1 اشغلے کرنے۔ مکر کرنے، فریب کرنے 12 شہباز 2 بلوریں لینا۔ موجیں مارنا

12۔3 گلابیاں ہے شراب کی پیالیاں4 یک نہ دھک بے شان وگمان12 شہباز

صفحہ 335

1 پرستیان۔ سستیاں۔ کہتیاں وغیرہ نظیر کے زمانہ میں شاید بولا جانا ہو فی زمانہ غیر فصیح ولغو ہے12

صفحہ 336

1 کھالنا، برباد کرنا12 شہباز2 کوئی اس نظم کو داسوخت کہتا ہے کوئی ترکیب بند مجھے دونوں میں عذر ہے چونکہ یہ فراق۔ نظم گائی بھی جاتی ہے اور نہایت گہرا اثر سوز و گداز کا رکھتی ہے لہٰذا اس کو سوز فراق سے ملقب کیا گیا۔

صفحہ 337

1 سنیہہ۔ دوستی، محبت، عشق12۔2 اپاؤ دوا علاج۔ تدبیر12 شہباز3 ہرا دل دون آگ، پرگھٹ، ظاہر، لکھنا دریافت کرنا12 شہباز

صفحہ 339

1 الگن زلف گیسو12۔2 درگ آنکھ نگاہ12۔3 سامرت دیا سامرتھ قابلیت طاقت12

صفحہ 376

1 منزہ۔ پاک، عظیم عظمت والا، بڑا12۔2. در، موتی، مرجان مونگا12 آسی3 سار سیاہ رنگ اک ایک خوش آواز پرندہ4 انتہا12

صفحہ 377

1 مراد انسان12 آسی2 طرح نقاش3 صبیح۔ خوبصورت سفید رنگ12۔4 منان بہت احسان کرنے والا بہت نعمتیں دینے والا خدائے تعالیٰ کا ایک نام12

صفحہ 378

1 کھچم کھچا، مخلوق اور دنیا کی تمام چیزیں، ٹھاٹ باٹ، کائنات2 پھیرو، پرند

اڑنے والے جانور نر ناری مرد عورت 12 اشرف علی 3 تنگری ترکی میں خدا کو کہتے ہیں 12۔4 الکھ جو دیکھنے میں نہ آئے۔ زنکار، پوشیدہ، الوپ، غائب 12۔5 نرنجن بری از ہوائے نفسانی وشہوت 12 نردھاری منشن کا روپ دھارن کرنے والا جس کا کوئی روپ نہ ہو 12۔6 ڈبرا یا ڈابر۔ جھیل۔ جوہڑ، نشیب جہاں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے چقر چھوٹا تالاب۔ عذبر 12۔7 جوہڑ، بارانی تالاب چقر، جھیل، ڈابر، تال، آبگیر، فدبیر 12۔8 ناگھڑیال کی قسم کا ایک جانور 12۔9 امربیل۔ اکاس بیل جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بن جڑ اور بن پانی ہمیشہ رہتی ہے وہ اس کا مادہ امر قرار دیتے ہیں اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس کی جڑ آسمان پر ہوتی ہے وہ امبر بیل کہتے ہیں 10 ہندی میں جیو جنتو حشرت الاصول کو کہتے ہیں مگر نظیر نے تصرف کر کے جنتو کو جنتر کر دیا ہے جس طرح امربیل کو بیل امر یا مدن بان کو بان مدن کر لیا ہے یا ممکن ہے کہ بول چال میں جی جنتر ہی ہو 12 لانچی مچھلی کی ایک قسم ہے 12۔11 پیلو ایک درخت جس کی مسواکیں بناتے ہیں 12۔12 پاکھر ایک بڑے سایہ دار درخت کا نام ہے جس کے پھل کا اچار طحال کے واسطے بہت مفید ہے 12۔13 ڈیلا یا ڈیلیا ایک پہاڑی درخت کا نام جس کا زرد یا سرخ اور بڑا پھول ہوتا ہے 12۔14 ایک قسم کا درخت جس کے پھولوں میں اکثر مٹھاس نکلتی ہے اور اس کی لکڑی سے کوئیلوں کی بارود خوب بنتی ہے۔ پیلا بانسہ 12 شہباز سوسمار جو سوراخوں وغیرہ میں رہتا ہے 12 آسی 15 بر بیر کا مخفف ہے اور یہ عوام کی بول چال میں سبب 16 گو اصل کتاب میں سدا پھل لکھا ہے مگر میرے خیال میں سری پھل کا نسخہ بہتر ہے۔ سدا پھل وہ درخت جو ہمیشہ پھلوں سے لدا پھندا رہے ہمیشہ پھل لرنے والا درخت ہر سال پھلنے والا درخت سری پھل ناریل، نارجیل صحرائی، بعض جگہ سری پھل بیل کو بھی کہتے ہیں 12 سیتا پھل شریفہ شہباز 17 گلگل ایک قسم کا بڑا درخت 12 اشرف علی

1 کرسی آٹھواں آسمان ۔چھوٹا تخت تخت رب العالمین جس کی تعریف مجال انسانی سے باہر ہے ۔سدرہ آسمان ہفتم پر بیر کا ایک درخت جس کو سدرۃ المنتہٰی کہتے ہیں رفرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا گھوڑا ۔نام مقام اسرافیل 2 طہور شراب جنت ۔قصور ۔قصر کی جمع رضوان داروغہ بہشت کروبی ۔فرشتہ ۔مقرب ۔غلمان جنت کے امرد لڑکے ۔لوح سے مراد لوح محفوظ 12 ۔3 ثوابت وہ ستارے جو گردش نہیں کرتے سیارے گردش کرنے والے ستارے 12

صفحہ 380

1 برجنگل بحار، بحر کی جمع 12 آسی 2 پنکھ بڑھا ۔گڑھ پنکھ ۔پرندوں کے نام 12

صفحہ 381

1 حواصل ایک سفید آبی پرند کا نام جس کا پوٹا بڑا اور آگے نکلا ہوا ہوتا ہے بزا ایک دریائی پرندہ 12 شہباز 2 دادر ہندی میں مینڈک کو کہتے ہیں گیتوں میں سور کے ساتھ اس کا ذکر اکثر آیا ہے ۔اس لیے دونوں میں ایک قسم کا مضبوط اور دلچسپ رشتہ پیدا ہو گیا ہے 3 متداول نسخوں میں بند 4,5,6 ہیں 12 ۔4 کوہی جو تلفظ عام میں کوئی ہو گیا ہے 5 کونج فرہنگ آصفیہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ سارس قاز کی جنس سے ہے بعض اہل دہلی سے تحقیق ہوا کہ قاز کی یہ بگڑی ہوئی شکل ہے 6 مارچوئی چوئی ماریا چوہی مار ہے جس کو فارسی میں موشک خوار کہتے ہیں 12 ۔7 آیۃ کا ٹکڑا ہے یوم نطوی السماء کطی السجل قیامت کے بیان میں 12 شہباز 8 نون کو بالاتباع پڑھنے سے وزن ٹھیک ہوتا ہے 12 شہباز

صفحہ 382

1 ڈانس ۔ایک قسم کا بڑا مچھر 12 شہباز 2 طہٰ و یسین قرآن پاک کی دو سورتیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام 12 آسی

صفحہ 385

1 نستارا یعنی چھٹکارا عقائد ہنود کے مطابق عذاب تناسخ سے نجات ۔مسلمانوں کے عقائد کے مطابق محض عذاب سے نجات 12

صفحہ 386

1 لافتی الاعلیٰ لا سیف الا ذو الفقار

اشارہ ہے حدیث مشہور کی طرف 12 آسی ۔2 نماز جماعت کی اطلاع کے لیے تکبیر کہنا۔جس میں قد قامت الصلوۃ بھی دو مرتبہ کہتے ہیں قامت بھی اسی کلمہ کی طرف اشارہ ہے 12 ۔3 غلمان جنت کے امرد لڑکے 12 ۔4 خیبر ۔ارض حجاز میں ایک قلعہ کا نام جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر حضرت علی نے فتح کیا۔ 12 ۔5 بیر العلم یا بیر الالم ایک کنویں کا نام جس میں ایک روایت کے موافق حضرت علی نے کفار سے جنگ کی۔ پر بیر العلم کی ترکیب درست نہیں ۔یہ ایسی ہی ہے جیسے شب لیلۃ القدر 12 ۔6 عرصات میدان ہائے قیامت 12 ۔7 سائبان سایہ کرنے والا مجازا چھپر 12 آسی

صفحہ 387

1 داؤ عاطفہ کا استعمال اس صورت میں کہ ایک لفظ ہندی اور ایک فارسی اب بعض فصحا جائز نہیں رکھتے اور بعض جائز سمجھتے ہیں 12 ۔2 جیھ زبان 3 نجف کی ف کے نیچے اضافت توصیفی کی ضرورت ہے قریب کے بجائے عنقریب کو صرف ضرورت شعری جائز کر دے تو کر دے ورنہ عنقریب اور قریب کے محل استعمال میں بڑا فرق ہے۔نجف وہ شہر جہاں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے 12 ۔4 ہیبت،خوف 5 شاہ نجف سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ 12 آسی 6 بغبغا ناشور مچانا اونٹ کی طرح بلبلا نا شور وفریاد کرنا دل سے فریاد کرنا 12 ۔7 قنبر حضرت علیؑ کے غلام کا نام 12

صفحہ 388

1۔ کوئی بروزن فع اب مستعمل نہیں بلکہ خلاف فصاحت ہے 12 آسی 2۔ اب ہوے گا کے بجائے ہوگا فصیح ہے 12۔ 3۔ بچے میں جیم فارسی مشدد ہے۔ اردو میں یوں ہی چاہیے فارسی میں صرف فتح جیم فارسی کے ساتھ بھی بولتے ہیں 12۔ 4۔ کنے نزدیک عوام کی زباں ہے۔ تحریر میں لانا خلاف فصاحت ہے 12 آسی

صفحہ 389

1۔ نل۔ بمعنی شور، اب زیادہ فصحا کی زبان پر بتذکیر ہے 12۔ 2۔ ہیں کے بجائے ہیں گے اب فصیح نہیں سمجھا جاتا 12۔ 3۔ اس قسم کی تعقید شعر کو سست کر دیتی ہے 12۔ آسی 4۔ براد ہاڑا ہونا، برا حال ہونا۔ خوارج، خارجی کی جمع 12۔ 5۔ جہاڑا کوئی لفظ متداول کتب لغت میں نہیں۔ غالباً یہ جیھاڑا کا آزادانہ لہجہ ہے جیھاڑا جیھ سے بنا ہے اور اس کے معنی ہیں وہ شخص جو نہایت زبردست زبان رکھتا ہو۔ فصیح گویا، بڑ ابولنے والا، بڑا نل مچانے والا نل سے مغز کھا جانے والا۔ پہلے مصرع میں اجاڑا بمعنی اجاڑ 12۔ 6۔ کڑاڑا۔ دریا کا بلند کنارا، دریا کا ٹیلا 12۔ 7۔ زال رستم کا باپ۔ سام رستم کا دادا 8۔ نریمان۔ سام کا باپ رستم کا پردادا، چھکے چھوٹنا، ہوش اڑنا۔ حواس باختہ ہونا، دھوم دھڑکا، رونق، چہل پہل یہاں مراد۔ چرچے شہرت۔ ذکر اذکار 12

صفحہ 390

1۔ نادعلی۔ ایک دعا کا نام 12۔ 2۔ گڑھ۔ قلعہ 12 آسی 3۔ چڑے بحذف ہا بھی درست ہے چنانچہ ذوق کا مطلع ہے جھمکے ہے ترے ماتھے پر جھومر کا پڑا چاند + کا بوسہ چڑے چاند کا وعدہ تھا چڑا چاند 12 پروفیسر شہباز 4۔ پہلے مصرع میں ترے اور ٹیپ کے مصرع میں تم۔ یہ شتر گربہ ہے جو ممکن ہے کہ نظیر کے زمانے میں صحیح مان لیا جائے مگر اب جائز نہیں۔ عبدالباری آسی 5۔ نے۔ بے ضرورت ہے 12۔ 6۔ کاوادینا گھوڑے کو اس طرح چکر دینا کہ ایک دائرہ سا بن جائے 7۔ دستی ہے یعنی دکھائی دیتی ہے نجوموں یعنی ستاروں میں 8۔ نواڑا۔ کشتی 12 9۔ جایا، بچہ، لڑکا، 10۔ اب باجنا متروک

ہے اس کی جگہ بجنابولتے ہیں نقیب وہ لوگ جو بادشاہوں یا امراوزرا کی سواری کے آگے آگے آواز لگاتے جاتے ہیں یا کسی کی باریابی دربار کے موقع پر باآواز بلند پکار کر بتاتے ہیں۔چوبدار ہرکارہ آسی

صفحہ 391

1 چاروں طرف 2 دہاڑنا۔شیر کا گرجنا، شیر کو بولنا، ڈروکنا، چنگھاڑنا، غرانا۔ گونجنا12 شہباز 3 صمصام تلوار 12۔4 دلدل گھوڑے کا نام 12 اشرف علی 5 زمین 12۔6 باشندہ فوج 7 لمبے لمبے قدم رکھنا12

صفحہ 392

1 بھیڑ،ہجوم، بڑی جماعت، جتھا12۔2 باڑا، احاطہ، چاردیواری، بکھیر، دان، خیرات وغیرہ جوشادی میں ہندولوگ فقیروں اور کمینوں وغیرہ کو دیتے ہیں12 شہباز 3 شناور، تیراک، تیرنے والا۔اشرف علی 4 ستارے سے مراد وہ چھوٹی چمکدار ٹکلیاں جو سلمے ستارے میں ہوتی ہیں اور جوتوں پر بھی ٹانکتے ہیں 5 قطب ایک مشہور ٹھہرا ہوا تارا جس کے گرد دو تارے گردش کرتے ہیں اور ان کو فرقدان یا فرقدوین کہتے ہیں قطب خود گردش نہیں کرتا12۔6 عرق پسینہ 12۔7 مدح بنانا کی بجائے اب مدح کہنا یا مدح لکھنا یا مدح کرنا۔کہنا چاہیے12

صفحہ 393

1 ضد12۔2 دہاڑنا شیروں کی طرح شور کرنا۔بڑے زور سے چیخنا12 اشرف علی 3 کشتی 12۔4 لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا 5 ادراک یعنی قوت مدرکہ 12۔6 تحت الثریٰ سے مراد زمین کے نیچے یا نیچے کی زمین 12 اشرف علی

صفحہ 394

1 عدن بہشت کے باغ جن میں اہل بہشت ہمیشہ رہیں گے صحیح لفظ بفتح اول و

سکون دوم ہے 12۔2 لبن بفتح اول و دوم دودھ 12۔3 یعنی جنہیں ان کی محبت ہے مصرع بحالت موجودہ ترکیب الجھا ہوا ہے بہشتی حلہ لباس بہشتی 12۔4 پل بہ پل ایک متروک ترکیب ہے مصرع ثانی سے مراد یہ کہ وہی دین و دنیا میں برخوردار ہے 12۔5 نل، کھوٹا 12۔6 طوبیٰ جنت کا ایک درخت جس کی ایک شاخ جنت کے ہر گھر میں پہونچی ہوئی ہوگی اور اس سے طرح طرح کے میوے اہل بہشت کو حاصل ہوں گے 7 تریاک، کسی زہر کو دور کرنے والی دوا 12 آسی 8 سالنا۔ سوراخ کرنا، چھیدنا، تکلیف دینا، آزار پہونچانا 9 اپنے سانچے میں ڈھالتا ہے یعنے پہلے آگ میں گلاتا ہے پھر مصیبت کے نئے نئے قالب میں ڈھولتا ہے 12۔10 ڈلیا ٹوکری۔ مٹی پھینکنے کی 12 پروفیسر شہباز

صفحہ 395

1 سمرن، تسبیح پنجتن جیسے کہ اس مصرع میں آیا ہے اس کو نصحاے حال قابل اتباع نہیں سمجھتے۔ یعنی بروزن فاعلن فصیح اور بروزن فعلن غیر فصیح 12 آسی

صفحہ 397

1 قفل جڑ دیا یعنی تالا بند کر دیا آسی 2 داستانہ۔ یعنی داستانہ۔ سلاح جنگ میں سے ایک لوہے کی چیز تھی جسے لڑنے والے اس غرض سے ہاتھوں سے کہنیوں تک پہنتے تھے کہ وہ جگہ زخم سے محفوظ رہے 3 نور کی جگہ انوار لایا گیا ہے 12 آسی

صفحہ 398

1 دستکار یعنی دستکاری 12۔2 جس شہرت، نیک نامی، تعریف 3 کوئی جوان نہیں مگر علی۔ کوئی تلوار نہیں مگر ذوالفقار آسی

صفحہ 399

1 نصفت، انصاف 12 آسی

صفحہ 402

1 مقتدا وہ جس کی پیروی کی جائے 12 ۔ 2 ہندی اور فارسی الفاظ میں واؤ عاطفہ کو اب اکثر فصحا خلاف فصاحت جانتے ہیں 12 آسی 3 چین کے ایک مشہور بادشاہ کا نام جس کو ماں باپ نے ایک بت کے نذر چڑھایا تھا بعد کو بات تک چین کے ہر بادشاہ کا یہی خطاب یا لقب رہا۔ خاقان۔ بڑا بادشاہ۔ پہلے چین اور ترکستان کے بادشاہوں کا یہی خطاب ہوتا تھا12

صفحہ 403

1 درچشم مہر ومہ کے میں ''کے'' زائد ہے۔اس لیے کہ درچشم مہر ومہ خود وہی معنی دیتا ہے۔اس قسم کی ترکیبیں متاخرین کے لیے واجب الاترک ہیں۔قدما کے یہاں اس کو ناجائز نہیں جانتے تھے 12 آسی

صفحہ 404

1 کرپا، مہربانی مرحمت 12 ۔ 2 خیال دھیان 12 ۔ 3 قدم کے قریب پنجابی فقرہ ہے12

صفحہ 405

1 پناہ، حمایت شہباز 2 گرو، استاد، مرشد، نرباہ نباہ کا ہندوانہ لہجہ 12 ۔ 3 سیس نواکر، سر جھکا کر 12 ۔ 4 ارداس۔سکھوں کے لہجہ میں عرضداشت ہے 12 ۔ 5 وچ پنجابی میں بیچ کو کہتے ہیں 12 ۔ 6 سیوک، خادم پرستندہ 12 شہباز

صفحہ 406

1 نت ہمیشہ برابر 12 ۔ 2 کہتے ہیں مضبوط سے پکڑتے ہیں۔ ہاتھ گہتے ہیں۔ دستگیری فرماتے ہیں 12 ۔ 3.خوشی 10 ۔ 4 دل کے ترددات کو دور کرتے ہیں 12 شہباز

صفحہ 407

1 چلپک بروزن کمرک نانے کہ خمیر آں را تنک ساختہ درمیان روغن بریاں کردہ

باشند 12 برہان قاطع۔ 2 لپٹنی کوئی سریش نما سیال غذا بری قسم کا حلوا جس کا قوام گوند یا سریش کا سا میلا اور نفرت انگیز ہو 12 شہباز

صفحہ 408

1 چبوترے سے یہاں مراد کوتوالی یا تھانہ۔ انگریزی عملداری کے شروع میں اونچے چبوترے پر تھانہ وغیرہ قائم ہوتا تھا 12۔ 2 اس نظم میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں جو آتش بازیوں کے نام ہیں۔ لٹو، تونبڑی، ٹونٹا، زرکیاں، کلھیا، ہت پھول، کلکاری، چھچھوندر، ہوائی، پٹاخہ، قلم تڑی، سینک گھن چکر۔ یہ آتش بازیاں پہلے عام طور سے شبرات کے روز رات کو چھڑاتے تھے 12۔ 3 بشنی۔ آشنا، رنڈی باز 12 عبدالباری آسی

صفحہ 409

1 تجرید تنہائی علیحدگی دنیا سے قطع تعلق 12۔ 2 نہال سقوط عین بقرید۔ اصل میں بقرعید تھا۔ اردو میں بقرید تھا۔ اور اس کو مہند سمجھنا چاہیے۔ بعض بکرید بولتے ہیں وہ فصیح نہیں 12 آسی 3 شیر دودھ کو کہتے ہیں مگر عید کے روز سویوں میں چاول شامل کر کے جو پکاتے ہیں اس کھانے کا نام بھی شیر ہے 4 کلال، شراب فروش، کلواری 12۔ 5 حب الاصلی 12

صفحہ 410

1 لڈو کی چاپ یعنی لڈو کے چبانے سے متقدمین کی زبان ہو سکتی ہے مگر اب اس طرح نہیں بولتے چٹکار، چٹخاری 2 معانقہ گلے ملنا 3 غٹ کے غٹ۔ گروہ کے گروہ 12 آسی 4 ایک باریک ریشمی کپڑے کا نام پھلجھڑی جس سے پھول جھڑیں 12 آسی

صفحہ 411

1 کنار بمعنی آغوش و بغل بفتح اول و دوم ہے۔ اس کی تذکیر و تانیث میں اختلاف ہے مذکر کی مثال یہ ہے ہلال ماہ محرم سمجھ کے روتا ہوں + کبھی جو یار سے خالی کنار ہوتا

ہے + امداد علی بحر لکھنوی 12 مثال مونث خفقان الفتوں سے ہمدم کی + طوق گردن کنار آب وغم کی + مومن دہلوی۔ مولف نور اللغات نے لکھا ہے کہ اب زیادہ بہ تانیث مستعمل ہے 12۔2 سو کو بعض فصحا متروک قرار دیتے ہیں مگر اس کا مترادف لفظ اردو میں اور کوئی نہیں ہے لہٰذا یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا 12۔3 خوشی بجائے خوش۔ کی مثالیں متقدمین کے کلام میں ملتی ہیں جیسے آتش لکھنوی کا یہ مصرع خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے بلکہ کمی کی بجائے کمتی بھی متقدین نے لکھا ہے۔ اب ان الفاظ میں احتیاط ضروری ہے 12۔4 اپر۔ بغیر واؤ بجائے اوپر اب بالاتفاق متروک ہے 12 عبدالباری آسی۔

صفحہ 412

1 بادلا اور زری دو کپڑوں کا نام 12۔2 صحن بالاتفاق مذکر ہے 12۔3 اڑس لیاں اب اردو میں جمع اس طرح نہیں لاتے 12۔4 یہ جمع بھی قدیم زمانے کی ہے اب یوں بولتے ہیں پری رخ جو ملتے ملتے عاجز آتے ہیں 12 آسی

صفحہ 413

1 یہ نظم آرزوؤں کے بعد لکھی گئی ہے۔ اسی واسطے ہر جگہ کھڑی بولی ہے۔ کھلنتا، لڑنتا، نچنتا، بسنتا، راجہ کی جگہ رجا 12۔2 لکڑ بھونتا کے معنی کسی لغت میں نہیں ملے اور نہ مل سکتے تھے۔ یہ خاص تصرف میاں نظیر کا ہے لڑکے کو آزاد اور شوخی سے لکڑ کر لیا گیا ہے اور بھونتا بھانے سے بنالیا گیا ہے یعنی وہ لڑکا جو سب کا بھائے طفل عالم فریب 12 پروفیسر شہباز 3 ایک قسم کی کشتی کا نام ہے 12۔4 یعنی رات ہوئی 12۔5 راجہ کی تصغیر 6 دھون بیس سیر کا ایک وزن۔ اصل میں آدھ من تھا کثرت استعمال سے دھون ہو گیا 12 شہباز 7 جھجھ بڑی گھنی اور لمبی داڑھی کو کہتے ہیں جھجھاڑ لمبی گھنی داڑھی والا داڑھی کی طرح گنجان گھسا 12۔8 جھاڑ۔ بھیڑ 12۔9 صفیر، آواز 12 پروفیسر شہباز

صفحہ 415

1۔ شیدا کی بجائے شیدائی کو بعض فصحا غیر فصیح سمجھتے ہیں کیونکہ شیدا خود ہی شیدائی کے معنی دیتا ہے۔ مگر یہ خیال درست نہیں فصحائے ایران نے اس طرح استعمال کیا ہے جیسے کہ حافظ کا یہ شعر حافظ شب ہجراں شد صبح شب وصل آمد۔ شادیت مبارکباد اے عاشق شیدائی یہاں صرف شیدائی ہی نہیں عاشق بھی شیدائی ہے۔ اول میں موجود ہے دوسرے مصرع میں دکھلائی ہے مثلاً اس کی بجائے دکھائی زیادہ فصیح جانتے ہیں 12 آسی 2۔ آن ناز انداز اداوغیرہ 12 آسی

صفحہ 416

1۔ ہنسی مذاق۔ دھوم دھام 12۔ 2۔ حرکت بہ سکون رانا پسندیدہ کام کے معنی میں مہند سمجھنا چاہیے 12۔ 3۔ ارادہ 12

صفحہ 417

1۔ زنگ، زنگولا و گھنگرو 12 آسی 2۔ ناچنے والا۔ بھاؤ بتا بتا کر ناچنے والا 12

صفحہ 418

1۔ گھڑوا ہاتھ کا ایک ہندوانہ زیور 12۔ 2۔ پانی رکھنے کا ایک برتن 12۔ 3۔ ابرن یا ابھرن زیور 12۔ 4۔ نگاہیں 12۔ 5۔ بجیں کی بجائے باجیں جگہ کی جاجا گہ یا ہر بار کی جگہ ہر باری اب فصحا کے یہاں متروک ہیں 12 آسی

صفحہ 419

1۔ پکڑتی تھامتی ہے 2۔ مردنگ ایک قسم کی ڈھولک، سنگ، ساتھ، اب خواص اس معنی میں استعمال نہیں کرتے 12

صفحہ 420

1۔ برج، متھرا۔ گوکل بندرابن وغیرہ 12۔ 2۔ مرلی، بانسری 12۔ 3۔ اچپلی 4۔ ابلا نازک اندام عورت 12۔ 5۔ سیانی سن تمیز کو پہونچی ہوئی۔ نپٹ، بالکل، سراسر، 6۔ جگ زمانہ 7۔ نال ساتھ ہمراہ 12۔ 8۔ ہے کے بجائے بیگانی زمانہ فصیح نہیں سمجھنا جاتا 12

آسی 9 اب نظم میں واؤ کا اظہار غیر فصیح سمجھا جاتا ہے 12

صفحہ 421

1 اور کی ''رے'' تقطیع میں نہیں آتی مگر قدما اس طرح لکھ جاتے تھے 12 ۔ 2 اختلال ۔ خلل پڑنا 12 آسی 3 مطابق اصل 12 ۔ 4 آگے کی جگہ اگاڑی اور پیچھے کی جگہ پچھاڑی اب نہیں لکھتے ۔ بلکہ اگاڑی پچھاڑی ان رسیوں کے معنی میں مستعمل ہے جو گھوڑے کے اگلے اور پچھلے پاؤں میں باندھ کر میخ وغیرہ سے باندھ دیتے ہیں 12 ۔ 5 گڑوا پانی رکھنے کا برتن 12

صفحہ 422

1 گوکل پورہ ۔ نائی کی منڈی ۔ عالم گنج شاہ گنج ، کناری بازار ، موتی کٹرہ ۔ پیپل منڈی ، پلٹھی ۔ یہ سب اکبر آباد کے محلوں کے نام ہیں 12 آسی 2 جامہ ، محض ، کپڑا ، قبا پیراہن نوشاہ کا ایک خاص لباس 12 آسی 3. کوکلا ہندی میں کوئل کو کہتے ہیں 12 ۔ 4 برشگال ۔ برسات 12 آسی 5 ڈھولی کھال آگرے میں غالباً جمنا کی چھوٹی سی شاخ کا نام ہے ممکن ہے کہ یہ دھوبی کھال ہو یعنی جمنا کا وہ حصہ جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں 12 آسی 6 نگر ، موضع ، جگہ ، گاؤں 12 7 تازہ ہوئے قلوب ، بجائے قلب تازہ ہو ممکن ہے کہ اس وقت لکھا جاتا ہو ۔ مگر اب درست نہیں 12 آسی ۔

صفحہ 423

1 چیرا ایک قسم کی پگڑی ۔ طرہ مقیش کے تاروں کا گچھا ۔ پھندنا 12 ۔ 2 نیمہ ایک قسم کا اونچا جامہ ۔ گیسر زعفران ۔ گل صد برگ ۔ ایک قسم کا گلاب کا بہت عمدہ پھول 12 آسی 3 منھ چنگ ایک باجے کا نام جو منھ سے بجایا جاتا ہے 12 ۔ 4. ٹھٹھ ، مجمع ، بھیڑ 12

صفحہ 424

1 بھاؤ بتا کرنا چنے والے 12 ۔ 2 غول ۔ گروہ جہاں نقطے لگے ہیں وہاں سے غیر

مہذب الفاظ نکال دیے ہیں 12 آسی ۔3 دینگا مشتی ۔زبردستی ۔جبریہ کام پشتی 12 ۔
4 ہاڑہڈیاں 12 ۔5 ٹکیہ ۔سلفہ گانجے چرس وغیرہ کی قسم کی چیزیں ،ککڑ ،ایک قسم کا
حقہ 12 ۔6 لتھڑ پتھر ،سناہوا ۔شرابور 12 آسی

صفحہ 425

1 ڈھمدھمی ۔خنجری ڈفلی 12 ۔2 خوش رنگت ،قدیم ترکیب ہوسکتی ہے 12 ۔3
رخشندگی کی جگہ رخشانی یا تابندگی کی جگہ تابانی مجھے باوجود تلاش لغت نہیں ملے 12 ۔4
سین کی جمع ۔اشارے 12 آسی 5 کامنی دلربا حسین عورت ۔اس لفظ کا استعمال بعض
ٹھمریوں میں جوگن کے ساتھ بھی پایا گیا ہے ۔جیسے لٹ دھاری جوگن کانیاں ۔لہٰذا
اس میں جوگن کا مفہوم بھی شامل ہے ۔یعنی حسین جوگن یا جوگن کے بھیس میں حسین
12 ۔6 گات کی جمع گاتیں نون کے ساتھ ہے مگر یہاں پر رعایت قافیہ نون کو خلاف
کردیا ہے 12 پروفیسر شہباز

صفحہ 426

1 لفظ صرف بکسر اول وسکون دوم ترجیح ہے مگر شاید یہ گفتگوے عوام کو نظم کیا گیا ہے
12 ۔2 اصل بفتح اول وبسکون دوم صحیح ہے مگر شاید گفتگوے عوام کو پیش نظر رکھ کر یہ کہا
گیا ہے 12

صفحہ 427

1 گنڈا چار کوڑی کا ہوتا ہے ۔یا چار پیسے 12 ۔2 نکی موٹھ بھی ایک قسم کا جوا ہوتا
ہے ۔سوختہ مصرع ثانی میں شاید کسی قسم کے جوے کے معنی میں ملایا گیا ہے مگر اس معنی
میں نظر سے نہیں گزرا 12 ۔3 زارا شاید مزید علیہ زارا ہو 12 ۔4 نوگری ہاتھ کا ایک
زیور ۔کھڑوے بھی ایک قسم کا زیور ہوتا ہے 12 ۔5 گھڑوے یہ لفظ بھی نگاہ سے نہیں
گزرا 12 آسی

صفحہ 428

1 وہ رنگین ڈورا جو رکھشا بندھن ۔یا سلونوں کے دن ہندو اپنی کلائی پر باندھتے یا برہمن وغیرہ ان کی کلائی پر باندھتے ہیں 12 آسی

صفحہ 429

1 ازدحام ۔کی جگہ اکثر لوگ اژدحام بولتے ہیں وہ صحیح نہیں 12

صفحہ 430

1 راس، ناچ، کھیل، تماشا میلا 12 ۔2 گوپیاں، کنھیا جی کی سہیلیاں ۔گائے چرانیوالیاں ۔ دودھ بیچنے والیاں 3 بلاس خوش عیش ۔چین، اطمینان، مکھ بلاس، کلام عشرت فرجام 12 ۔4 موہن فریفتہ کرنے والا ۔کشن کے بیسیوں ناموں میں سے ایک نام یہ بھی ہے اور نام جو اس نظم میں مستعمل ہوئے ہیں یہ ہیں کنج بہاری ۔نند لال مرلیا والے ۔کانھ جی کنھیا 12 ۔5 نرت ناچ 12 ۔6 برن رنگ 12 ۔7 مکٹ، تاج، للک للک کر کچھ کہنا، عاجزانہ التجا کرنا 12 ۔8 انوپ، بیمثل، بے نظیر، نادر، لاجواب 12 شہباز مرحوم 9 حسن شمائل 12۔

صفحہ 431

1 رادھا کنھیا جی کی معشوقہ جن کو رادھکا بھی کہتے ہیں 12 ۔2 چندریاں ہندوؤں کی زبان میں چاند 12 ۔3 اس نظم میں دوم سوم چہارم تین بندوں میں ساری وقتیں بند ہیں ۔دوسرے اور تیسرے بند میں تو آگرے کے محلے اور مقامات مشہور ہیں اور چوتھے میں دریا کی مختلف کیفیتوں اور پانی کی مختلف ہیاتوں کے نام مقامات کی تحقیق ہوسکتی ہے ۔میری تحقیق میں وہ مقامات یہ ہیں: جھرنا، سجایا سجا کالانا، چھتری، برج خونی، دارا کا چوترا، مہتاب باغ، سید تیلی، قلعہ، روضہ، حکیم کا باغ، شیو داس کا چمن، پانی کی مختلف ہیاتوں کی تحقیق ذرا مشکل ہے ۔جن ہیاتوں کا چوتھے بند میں ذکر ہے ان کی تحقیق بعض مستند فرہنگ نگار اور آگرے کے ایک کہنہ مشق نکتہ پرداز سے کی گئی مگر پھر بھی بطور کامل نہ ہوسکی ۔ ہر چند موخر الذکر فاضل نے آگرے کے پرانے پرانے

پیراکوں سے بھی مدد لی۔ پہلا ہی لفظ کھری سمجھ میں نہ آیا۔ بعض نسخوں میں اس کو کھڑی بالرالمثقلہ لکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کھری ہے یعنی وہ ہیات پانی کی جس میں سطح آب پر چھوٹے چھوٹے سم کے سے نشان نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اخیر کے چند لفظوں میں دقت ہے۔ کسی پچھاڑ کو کوئی صاحب ایک لفظ قیاس کر کے کشتی پچھاڑ فرماتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں کسی الگ ہے اور پچھاڑ الگ۔ کرا کو بعض حضرات کرا پڑھتے ہیں۔ بعض گرا۔ بیچ میں جن ہیاتوں کا ذکر ہے گو ان کی لفظی تحقیق ہوگئی ہے مگر معنی میں ان کے بھی اختلاف ہے میری تحقیق ناقص کے مطابق تحقیق الفاظ یوں ہے۔ کٹھری، چادر، بند، ناند، چکوا، مینڈ ادیا مینڈ ھا، بھنور، اچھالن چکر، سمیٹ مالا، نیڈا گھمیر، تختہ، کسی، پچھاڑ، کرا (یا گرا) معنی کی تحقیق ناظرین خود فرمالیں 12 پروفیسر شہباز مرحوم 4 کھڑی لگانا، ایک قسم کی پیراکی جن میں کھڑے ہو کر پیرتے ہیں اگرچہ پروفیسر شہباز کو یہ تحقیق نہ ہو سکا مگر مجھ کو تحقیق ہے اسی طرح سے اور تمام لفظ چادر بند۔ ناند چکوانڈ ابھنور اچھالن۔ چکر سمیٹ مالا۔ میڈ اگھمیر، تختہ کسی۔ پچھاڑ، کرا، سب پانی کی پیتیں نہیں بلکہ پیراکی کی قسموں کے نام ہیں 12 آسی

صفحہ 432

1 کڑاڑا۔ دریا کا بلند کنارا۔ بجرا، کشتی، نواڑا کشتی 12۔2 مور پھولوں کا سہرا 12۔3 تیر کنارہ 12

صفحہ 433

1 بلدیو کرشن کے بڑے بھائی بلرام کا لقب ہے 12۔2 نویلا، نیا، نادر، طرفہ کار، عجوبہ 12۔3 مالک 12۔4 غلام 12۔5 گاؤں کا رہنے والا۔ دہقانی 12۔6 زاہد پرہیز گار 12۔7 مجسم خدا 12

صفحہ 434

1 بشن کے دس اوتار ہیں اس تفصیل سے 1 مچھاوتار 2 کچھاوتار 3 بارایا دراوتار

(سور اوتار) 4 نرسنگھ اوتار شیر اوتار 5 بوزا اوتار 6 پرسرام اوتار 7 رام اوتار 8 بلرام اوتار (بلدیو جی) 9 بدھ اوتار 10 کلنگی اوتار 12 شہباز 2 بن سنور کر 12 ۔ 3 زیارت 4 برن قسم طرح 5 دھاریں ہیں یعنی دھار رہے ہیں 12 آسی 6 جرمترادف جڑ یہاں اس کا استعمال اس قبیل سے ہے جیسے گھر گرست لاؤلشکر 12

صفحہ 435

1 ہٹ یا ہٹا بازار 2 بنا زیورات رکھنے کی ڈبیا 12 ۔ 3 گنا ریوڑی کی قسم کی ایک مٹھائی 12 ۔ 4 لیموں کی ایک قسم جو بہت ترش ہوتی ہے 12 ۔ 5 چھل بے ۔ فن فریب 12 ۔ 6 چٹا چاٹ سے ماخوذ ہے ۔ وہ غذا جو معمولی غذا کے علاوہ تبدیل ذائقہ کے لیے پکایا کرتے ہیں مثلاً فیرنی ۔ شیر برنج 12 ۔ 7 اٹا گیتوں میں تخفیف سنا گیا ہے ۔ اوپر کی منزل ۔ اٹاری بھی اسی سے ہے 8 کٹا مضبوط ہاتھ پاؤں کا آدمی اس کا استعمال اب عموماً ہٹے کے ساتھ ہوتا ہے ۔ ہٹا کٹا ۔ بھلا چنگا 9 وہ بھجن جو راس میں جشن کے ساتھ گائے جاتے ہیں خوشی کے بھجن 12 ۔ 10 کٹیلا، چالاک، بہادر 12 پروفیسر شہباز 11 جڑی یا جبڑی، سخت، مضبوط، مستحکم، بندھی ہوئی جکڑی ہوئی 12 ۔ 12 جیب کتری جیب کترنے کا آلہ یا عورت جیب کترنے والی 12 ۔ 13 ہڑی ہٹ یا ہاٹ کی تصغیر 12 ۔ 14 پھکو کی تصغیر 12 ۔ 15 جھک جھوری شوخی 12

صفحہ 436

1 حیلہ، فریب 12 ۔ 2 غصہ، شکر رنجی، برافروختگی 12 ۔ 3 ساکے سے وہ داستانیں مراد ہیں جو کچھ ہندو ایک جگہ بیٹھ کر اپنے نامور بہادروں کے متعلق دل بہلانے کے لیے گا گا کر بیان کرتے ہیں مثلاً آلا اودل کی لڑائی کنور بجی کے معرکے ساکے ہندوؤں میں شاہنامہ اور داستان غزا اور داستان امیر حمزہ وغیرہ کے قائم مقام ہیں 12 ۔ 4 اصطلاح شعر میں جس کو بند کہتے ہیں اسی کو ہندی میں کھنڈ کہتے ہیں ۔ ہر کھنڈ کے بعد دہرا بطور ٹیپ کے آتا ہے 12 ۔ 5 لپا کے جھپا کے، لپک جھپک کے صیغے

ہیں اس تضحیم میں کسی قدر ظریفانہ شوخی بھی شریک ہے 12۔6 جھانکیاں دریچے۔ غرفے موکھے 12۔7 معشوق حقیقی 12 شہباز مرحوم 8 آرتی ایک خاص رسم ہے کہ تھال میں چوکھ رکھ کر بت کے سر کے گرد پھراتے ہیں اس کے ساتھ گھنٹا بھی بجتا ہے 12۔9 تبرک 12۔10 ماکھن مکھن کا ہندوانہ لہجہ 12۔

صفحہ 437

1 اونگی ہندی میں خاموشی کو کہتے ہیں 12۔2 ایک بڑا دہرا ڈھول شہباز 3 چوڑیاں بیچنے والا 12۔4 لاکھ یا شیشے کی چوڑی 12۔5 عورت باغبان 12

صفحہ 438

1 گلگر ہیں جھیاں 12

صفحہ 440

1 گمزی، چھوٹی برجی 12

صفحہ 441

1 مجر، حجرہ، پتھر کا بنا ہوا مکان یا چار دیواری 12 آسی 2 آگرے میں پتنگ کے میلے کو نرجلا کہتے ہیں 12 شہباز۔3 دوبازوہ کنکوا جس کے دونوں بازو اصل رنگ کے خلاف لگائے گئے ہوں 12۔4 کہی بھی باز بحری کی قسم کی ایک شکاری چڑیا ہے بعض جگہ اس کو کٹی بولتے ہیں 12

صفحہ 442

1 للپر ا۔وہ پتنگ جس کے لال پر لگائے ہوں 12۔2 لنگوٹیا بھی ایک قسم کا پتنگ ہے 12۔3 چاندتارا بھی ایک پتنگ جس پر کاغذ کا چاند لگاتے ہیں پہاڑیا۔بڑی قسم کا ایک پتنگ 12۔4 بگلہ سفید پتنگ 12۔5 پناء ہیرا۔دوپنا سبز رنگ کے دو بازو لگا ہوا کنکوا غرض دھیڑ۔ابلقہ۔گلہریا۔دودھاریا۔مانگدار۔خربوزیہ۔بمنا، دوکونیا، چپ ککڑی یہ سب کنکوؤں کے نام ہیں 12۔6 پلیندی، پان وہ تکونا کاغذ جو کنکوے کے

نیچے کی طرف لگاتے ہیں اس کو بعض جگہ چڑا اور چوڑ بھی کہا جاتا ہے 12۔7 اصول بے بہا۔ گلسرا ایک قسم کا کنکوا۔ چوگھڑا۔ چمچکا کج کلاہ 12 آسی۔8 نکل۔ ایک خاص قسم کا کنکوا جس میں دو کانپیں لگی ہوتی ہیں۔ نخ۔ ایک قسم کی ریشمی مضبوط ڈور۔ جھجاؤ۔ ایک بڑا کنکوا 12۔9 پھیر پھار کر یعنی پتنگ کے رخ کو موڑ کر 10 ٹھمکی دینا خاص انداز سے پتنگ کی دوڑ سے جھٹکے دینا جی کنے۔ وہ ڈور جو خاص طور سے کنکوے کے ٹھڈے میں باندھتے ہیں 12 آسی

صفحہ 443

1 وہ بند جو دریا پر باندھتے ہیں جسے پشتہ یا بندھا بھی کہتے ہیں 12۔2 سال ایک لکڑی کا نام ہے جس کے شہتیر عمدہ ہوتے ہیں اسی کو ساکو بھی کہتے ہیں 12۔3 وہ بندش جو چھپر وغیرہ میں پھونس کو بانس کے ساتھ باندھنے یا خود بانسوں کا ڈھانچا باندھتے ہیں کرتے ہیں 12۔4 چور کے ساتھ چکار بطور تابع مہمل مستعمل ہے اور یہ ہندی کا ایک لفظ ہے لہٰذا اس میں واؤ لانا اب صحیح نہیں۔ متقدمین ایسی ترکیبیں اکثر لکھ جاتے تھے 12 آسی

صفحہ 444

1 بٹیا، کلابتو وغیرہ بٹنے والا 12۔2 بساطی، نانبائی، بھڑ بھونجے دینے جلا ہے ازار بند بنانے والا 3 دارائی ایک ریشمی کپڑا جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ مشروع بھی ایک کپڑا ہوتا ہے کہ عورتیں اس کے پائجامے بناتی ہیں 12۔4 کوتوال میں واؤ کا ظاہر ہونا فصیح ہے بروزن ہوشیار 12۔5 بند۔ یہاں بند کاغذ سے مراد ہے 12 آسی 6 کماں گر۔ کماں بنانے والے۔ صحاف۔ جلد کتاب بنانے والے 12۔7 ناخون کے گرد یا اوپر کے گوشے پر جو کھال ہوتی ہے اس کو کور کہتے ہیں 12 آسی

صفحہ 445

1 ڈمرو یا ڈبرو، ڈگڈگی کو کہتے ہیں یعنی شیشہ ساخت کی شکل کا ایک باجا جو بندر

والوں اور سپیروں کے پاس رہتا ہے 2 ادھار۔ ناشتے کے طور پر تھوڑا سا کھانا کھانا 12۔3 الفاظ جو کسی قدر دائرہ تہذیب سے باہر ہیں ان کی جگہ تین ستارے بنا دیے گئے ہیں۔ بند حذف نہیں کئے گئے اس لیے با اعتبار خوبی بندش قابل شہرت ہیں 12 شہباز 4 چھوٹا خیمہ جس میں اکثر سپاہی رہتے ہیں 5 سوار کا سامان سفر جو بیل یا ٹٹو پر چلتا ہے ایسے ٹٹوں کو پرتل کا ٹٹو کہتے ہیں 12۔6 کام تھکا یعنی کام چلنے سے رہ گیا۔ اب کام نہیں چلتا پروفیسر شہباز مرحوم

صفحہ 446

1 قرض بسکون دوم صحیح ہے 12۔2 وہ گھوڑا جو زین میں گھوڑے کی دم کے پاس شکار لٹکانے کے لیے بندھا ہوا ہے 12۔3 کنے۔ نزدیک۔ پاس 12 آسی

صفحہ 447

1 سپاہ مرد سپاہی 2 دوال بند وہ سپاہی جس کی کمر پر چمڑا یا چمڑے کی پیٹی بندھی ہو۔ نقار بند۔ صاحب نوبت و نقارہ 12۔3 نابودگی۔ نایابی، نہ ہونا، نہ ہوت 4 چادر پانی کی چوڑی دھار۔ آبشار، جھرنا 12 آسی 5 شہر بسکون دوم صحیح ہے عوام حسین بولتے ہیں 12۔6 خار بند۔ کانٹوں کی باڑھ جو کھیت یا باغ کے چار طرف حفاظت کے لیے لگا دیتے ہیں 12۔7 چار بند، کنایتاً عناصر اربعہ کو کہا جاتا ہے 12۔8 مراد بند اشعار 12

صفحہ 448

1 اس نظم میں کبوتر کے اقسام کی بڑی دقت تھی اور کل اقسام کی تحقیق ہو گئی مگر بند چہارم کا اکزاد۔ بند ششم کا مکہر اور بند ہفتم کا ہستر ا۔ ٹھیک نہ معلوم ہوا ناظرین تحقیق کر لیں اقسام تحقیق شدہ کے معنی بخوف تطویل نہیں لکھے گئے۔ فقط تصحیح لغت کر دی گئی ہے۔ اور عام مقصد کے لیے اتنا ہی کافی ہے 12۔2 انباز، ملا ہوا۔ 3 گولے، گرہ باز، بصرئی، کابلی، شیرازی، نساور، چویا، چندن، سبز، مکھی، شستر، اکر، طاؤسے، کل

پوٹیے ، نیلے، گلی، تھیٹر ، قے ، چیتے ، جوگیے ، کھیرے ، پٹیٹ ، چپ نفتے ، مکھرے ، زرچے ، گل آنکھ ،لال آنکھ اودے ، زردے ، کابرے ، تیرے ، مسی توسی پلکے ، سیمابی گھرگرے ،تنبولیے ، پان لال ، اگرئی ،سرمئی ،عنبری ، خال ، بھورے ،مگسی ، تابڑے ، بیرئے ،ہمسترے ، کاسنی ،لوٹن یہ سب کبوتروں کی قسمیں اور رنگ کے لحاظ سے ان کے نام ہیں12 آسی ۔

صفحہ 449

1۔ گڈا ہونا ۔گھنا ۔تگڈا ، تین تین کا ایک گڈا بن جاتا12

صفحہ 450

1۔ایک پرند کا نام 2۔دہاڑنا نل شور مچانا ، بڑے زور سے چیخنا12 ۔3۔ گدھی کی آواز ۔آسی

صفحہ 451

1۔ قیق ، آواز ، چیخ 12 ۔2۔جنگل کی بجائے پہلے جنگلا بھی بولتے تھے جنگلے کی راہ سے چلا دیس ۔گلزار نسیم 12 ۔3۔ڈھپلی ، ڈفلی کا عامیانہ لہجہ 12

صفحہ 452

1۔پہلوان میں ''ہ'' ساکن ہے 12 ۔2۔ کھرا یا خراخرگوش کو کہتے ہیں 12 ۔3۔بلیا بلی کی تصغیر ہے یعنی زور آور ۔قوی بازو ۔زبردست ۔امیر ، مال دار ،تونگر 12 آسی

صفحہ 453

1۔ کہاں بلجہ عوام 2۔دقتیں 12 ۔3۔ڈھالنا ۔لٹانا ، ارزاں بیچنا ، مفت پلے باندھنا ۔ سرہو کر دینا شاد تلمیذ میر جو دیکھنے دو دل بیچے ڈالتے ہیں + جو کوڑیوں کے مولوں یہ مال ڈھالتے ہیں 12 پروفیسر شہباز مرحوم 4۔حیا جس والے خوش نصیب ۔ صاحب خیر و برکت ۔ صاحب شہرت و نام 12 ۔5۔ بھوگ کے معنی ہیں حظ کے اور بلسنا تمتع اٹھانا بھوگ کا بلسیا ۔حظوظ و لذائذ دنیاوی سے پورا پورا تمتع اٹھانے والا 12 ۔6۔رسیا مزوں

میں دن رات پڑا رہنے والا آدمی ۔شوقین آدمی 12 ۔7 حشرات الارض کا رزاق خدا ہے یہ ایک مشہور مثل ہے 12 شہباز

صفحہ 455

1 کوڑیاں کا جھاڑ کسی ناگفتہ بہ سے کنایہ ہے 12

صفحہ 456

1 دوا کھلائی وہ عورت جو بچوں کی خدمت پر مامور ہو 12 آسی 2 گھرنا اگر قید کی رعایت سے بلکسر پڑھیں تو قافیہ ناقص رہتا ہے ممکن ہے کہ ہلنا کی طرح قدیم تلفظ گھرنا ہو۔گھرنا بالفتح کے معنی لغت میں نفرت ملامت اور شرم کے لکھے ہیں لیکن وہ نامونوس اور غیر متعارف لفظ ہے اور نظیر نے غالباً اس کا استعمال اس صاف و شفاف نظم میں نہ کیا ہوگا 12 شہباز مرحوم 3 ہاتھ اوٹنا ہاتھ پھیلانا 12 ۔4 گھونٹنا سے مراد منھ میں گھولتے رہنا 12

صفحہ 457

1 یعنے بال بچے 12 ۔2 آنچل ۔لپستان 12 آسی

صفحہ 458

1 یہ مصرعہ جرأت کی تقلید میں ہے اس کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مقطع یہ ہے جرأت کی غزل جس نے سنی اس نے کہا واہ کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ 12 شہباز

صفحہ 459

1 گال توڑنا ۔فرط شوق میں گال کاٹ دینا اس شعر کو ڈاکٹر فیلن نے اپنی ڈکشنری میں یوں نقل کیا ہے یہ ٹانگ گھسیٹے ہے تو وہ کھینچے پکڑ بال ۔تو ہاتھ مڑوڑے تو یہ توڑے ہے پکڑ گال 12 شہباز 2 بھاؤ بتانا ۔گانے یا گیت کے مضمون کا حرکات و سکنات سے نقشہ کھینچنا 12 آسی

صفحہ 460

1۔پن، عمر، زمانہ، عمر کے چار درجے ہیں: لڑکپن، جوانی، ادھیڑ پن۔ بڑھاپا ان میں سے ہر ایک درجے کو پن کہتے ہیں جب سب پن ہاری تو کہائی پنہاری یعنی جب ارزل عمر کو پہونچی اور کسی مصرف کی نہ رہی تو ممتاز نظموں میں ہے اور اس کی شہرت یورپ تک پہونچ گئی ہے یہی نظم سراپائے پیری اور بڑھاپے نامے کے ساتھ بھی ملقب ہے۔ چنانچہ اخیر نام سے موسیو دی تاسی اپنی فہرست میں اس کا ذکر کرتے ہیں 12۔3 مطبع احمدی کے نسخے میں ازس شعر کے بدلے تیسرے بند کا دوسرا شعر نقل ہو گیا تھا جس سے قافیوں میں عجب پیدا ہو گیا مطبع نول کشور کے اول نسخے میں قافیوں کی تصحیح میں تو کوشش کی گئی مگر مطلب اس میں بھی رکیک رہا۔ کبھی سنگ لنگ (گم شدہ کڑی) کے مل جانے سے مطلب اور قوافی دونوں کا سلسلہ ٹھیک ہے 12 شہباز

صفحہ 461

1۔روکھ۔ درخت 2۔خزاں کا زمانہ۔ برگ ریز 12 آسی 3۔بند 7,8,9 متداول نسخوں میں نہیں ہیں 12۔4۔مہمان 12۔5۔نشہ 12

صفحہ 462

1۔بند 12,13 بھی متداول نسخوں میں نہیں ہیں 12 شہباز 2۔ گویا بروزن خس فصیح ہے۔ فصحائے حال داؤ کے دبنے اور گرنے کو پسند نہیں کرتے آسی 3۔پھکو کی بجائے پھکوی 12۔4۔بند 15,16 ابھی متداول نسخوں میں نہیں ہیں 12 شہباز

صفحہ 463

1۔بند 19,20,23 بھی متداول نسخوں سے مفقود ہیں 12۔2۔جھانولی۔ چشم و ابرو کا اشارہ۔ چکمہ فریب، تالی دونوں کا بجانا 12 آسی

صفحہ 464

1۔بند 28 بھی متداول نسخوں سے غائب ہے 12۔2۔بند 30,31,33 بھی

متداول نسخوں سے مفقود ہیں 12۔3 دھوم دھڑ کے کرنا۔ دھوم دھام کرنا چھکے چھوٹنا، ہوش وحواس پراگندہ ہونا 12۔4 جھمکے دیدار 12 آسی

صفحہ 465

1 محاورہ ہے ڈھاک کے تین پات۔ مگر نظیر نے یہاں بضرورت شعر تصرف کرلیا ہے اور برا نہیں معلوم ہوتا 12 پروفیسر شہباز 2 بند 35 بھی متداول نسخوں میں نہیں ہے 3 ملولا، افسوس، پچھتاوا 12 قافیے اور تین مصرعوں میں بہت چستی سے آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہاں بھی کوئی ویسی ہی چست ترکیب ہو۔ میرے خیال میں ملولا کی جگہ بلدلا ہے یعنی خدا کسی کو ایسا شہر لا کر نہ دکھلائے جس میں سب برسر پرخاش ہوں 12 شہباز 4 بند 38 سے 43 تک بھی متداول نسخوں میں مفقد ہیں 12۔5 شیخ فارسی میں ایک تو شاخ کا مخفف ہے دوسرے زمین سخت اور سرکوہ کو کہتے ہیں 12 پروفیسر شہباز 6 نخ ریشمی مضبوط ڈور 12۔ آسی 7 پہلے جب کے معنی میں بولتے تھے 12۔8 بے انتہا 9 کب کی قدیم شکل 12

صفحہ 466

1 مطبع صفدری کے نسخے میں اس نظم کے 43 ہی بند تھے۔ جھانولی۔ تالی والا بند (بند 21) اس میں زیادہ ہے 12 شہباز 2 پٹھا بمعنی نوجوان 12۔3 گہری چھننا خوب میل جول ہونا۔ باہم محبت اور بے تکلفی ہونا 12 آسی

صفحہ 467

1 اکستیاں۔ قدما اس طرح کے جمع کے صیغے لکھتے تھے اب یہ صورت متروک الا ستعمال ہے 12 آسی۔ 2 چہابہ تخفیف واؤ موا کے وزن پر لکھنا اب فصحا جائز نہیں رکھتے۔ قدما اس طرح استعمال کرتے تھے اب بروزن موسا صحیح اور فصیح مانتے ہیں 12 آسی 3 اونڈا، گہرا، عمیق آسی

صفحہ 472

1 دو ایک بند اوپر کے غائب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اوپر جو تقریر تھی وہ بڑھاپے ہی کی تھی بند 20 میں خواری کے لفظ کا جوانی کے منہ سے نکلنا لکھا ہے حالانکہ وہ اس بند کے مطابق بڑھاپے کے منہ سے ہے پس ان دونوں بندوں میں کچھ تصرف کاتب کا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم 12 شہباز

صفحہ 473

1 دوتا۔ دوتاہ۔ دوتاہ ایک قسم کی پوشاک۔ دوتو دوتا کا ہندی لہجہ ہے 12 شہباز

صفحہ 474

1 نرمول ترکلمہ سلب، مول، جڑ یعنی وہ شے جس کی کوئی جڑ بنیاد نہ ہو بے بنیاد لاشے محض نرکا کچھ نرمول نہ رہا یعنی کچھ نام ونشان نہ رہا چونکہ یہ معنی بہ تکلف پیدا ہوتے ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ نرمول کی جگہ جرمول ہو۔ واللہ اعلم 12 شہباز 2 سکورایا سکوری، ایک چھوٹا مٹی کا برتن مٹی کی طشتری 12۔ 3 تری شکر 12۔ 4 مہی مکھن کا دودھ۔ دودھ جس سے مکھن نکال لیتے ہیں 12۔ 5 سندیہ شک و شبہ خوف۔ ڈر۔ تردد 12 شہباز

صفحہ 475

1 بھرم اس نظم میں خاص معنوں میں مستعمل ہوا ہے بھرم کے ایک یہ معنی ہیں عزت، اعتبار، حیثیت عرفی اور دوسرے معنی ہیں غلطی شک، خوف، حیرت 12 شہباز 2 اشارہ ہے موتو اقبل آن تموتوا کی طرف 12۔ 3 نرپت بادشاہ 12 شہباز

صفحہ 476

1 تھیوا۔ پتھر جو انگوٹھی میں جڑا جاتا ہے۔ نگین انگشتری یہاں وہ نگین مراد ہے جس پر مہر کھدوا لیتے ہیں 12 شہباز 2 ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے 12 آسی

صفحہ 479

1 درمیان میں (ے) کو ظاہر کر کے کہنا زیادہ فصیح ہے 12 آسی

صفحہ 480

1مرتاض۔ریاضت کرنے والا درویش 12 آی۔2 علی گوہر کی طرف ایک مخفی اشارہ ہے علی گوہر شاہ عالم کا نام تھا12

صفحہ 481

1 دہائی پھیرنا اپنے آپ کو قوت و جبروت سے مشتہر کرنا 12۔2 ناتی نواسا3 راج بنسی شاہی خاندان کا آدمی۔راجہ کے خاندان کا راجپوت قوم کا نام 12۔4 چتوڑگڑھ اودے پور میں ایک مقام ہے یہاں راجپوت راجاؤں کا ایک مشہور خاندان قائم ہوا جو غایت شرافت سے اپنے آپ کو آفتاب نسب خیال کرتا ہے اور سورج بنسی کے لقب سے ملقب ہے اس خاندان کے راجہ اپنے تئیں رام کی اولاد جانتے ہیں سب سے پہلے چوتڑگڑھ پر مامون نے حملہ کیا مگر اس کا حملہ ناکام رہا۔علاؤالدین نے حملہ کر کے اس پر فتح حاصل کی۔اس فتح کے بیسیوں قصے بن گئے ہیں۔ان ہی میں آلا اودل بھی ہے دوسری فتح اکبر نے حاصل کی 5 ستارا وہ جگہ ہے جہاں رام راجہ قلعہ جنجی سے بھاگ کر ماتھن ہوا تھا۔مگر اورنگ زیب نے 1700ء میں بذات خاص اس کا محاصرہ کر کے چوتھے ہی مہینہ فتح کر لیا۔تاریخ فتح 17 اپریل 1700ء 12۔6 کالنجر بندیل کھنڈ کا ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ جس کے محاصرے میں شیر شاہ کی جان گئی 12 شہباز7 امیر خاں محمد شاہ رنگیلے کا مصاحب تھا۔بادشاہ کا بہت ہی منہ چڑھا تھا اس کے سینکڑوں لطائف مشہور ہیں چنانچہ وہ پوت کپوت،سپوت والا لطیفہ بھی اسی کا ہے 12۔8 ذوالفقار خاں اورنگ زیب کا نہایت ہی چست و چالاک اور قابل زبردست سپہ سالار تھا1298ء قلعہ جنجی اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا12۔9 جھپان ایک قسم کی عماری نما پالکی جس کا سرد پہاڑوں پر رواج ہے 12۔10 دلی میں محلد ارخاں کا باغ شہر کے باہر چھاؤنی میں واقع ہے جیسا کہ غالب کے ایک فارسی کے رقعہ سے ظاہر ہوتا ہے 12۔11 کرنی بسولی۔معماروں کے اوزار 12۔مولوی عبدالباری

آسی 12 شہنواز خاں ناصر جنگ والی۔ ریاست حیدرآباد کا وزیر یعنی دارالمہام تھا۔ غلام علی آزاد کا معاصر علمی قابلیت خاصی رکھتا تھا۔ شعر وسخن سے بھی اس کو اچھا ذوق تھا 12۔13 کٹک زبان مارا ڑواڑی میں لشکر کو کہتے ہیں 12۔14 سرفراز خاں شجاع الدین کا بیٹا اور مرشد قلی خاں کا پوتا تھا 1740ء میں باپ کا جانشین ہوا۔ نادرشاہ کا حملہ بھی اسی زمانہ میں ہوا تھا۔ نادرشاہ جب ہند سے لوٹ مار کر چلا گیا تو علی وردی خاں صوبہ دار بہار نے محمد شاہ کے وزیر کو کچھ دے لے کر صوبہ داری بنگالہ کی سند حاصل کی۔ حصول سند کے بعد فوج لے کر مرشد آباد پر چڑھ آیا۔ سرفراز خاں گولی سے مارا گیا۔ علی وردی خاں اس کی جگہ تخت پر بیٹھا اور خطبہ سکہ جاری کیا۔ اور حسب وعدہ دہلی کو ایک کروڑ نقد اور ستر لاکھ کے جواہرات بطور نذر روانہ کیے 12 شہباز

صفحہ 482

1 جلیب اندر۔ جلو میں 12۔2 اعلام، فرمان، حکم نامہ 12۔3 لبید (یا لبیدا) بابے مجہول سونٹا۔ ایک سر دکرنے کا آلہ 12۔4 مردھا اصل میں مروہہ تھا یعنی وہ عہدہ دار جو دس جوانوں پر افسر ہو۔ ایک عہدہ دار جو دیہاتوں میں سرکار کی طرف سے مقرر کیا جاتا تھا 12۔5 بہیاں بہی کی جمع 12۔6 جمدھر، ہر قسم کا خنجر 12۔7 بکتر۔ ایک قسم کی زرہ جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔ لوہے کی کڑیوں کا بنا ہوا جامہ 12

صفحہ 483

1 سید (اصح شبد) لفظ کو کہتے ہیں نانک پنتھیوں کی اصطلاح میں سبد گیت کو بھی کہتے ہیں گیتا مہابھارت کا قصہ 12 شہباز۔2 عیش زیادہ تر مذکر بولتے ہیں 12۔3 جھمکانا چمکانا۔ جھلکانا۔ بھبکانا پانی کھنڈانا۔ پانی گرانا۔ پانی اوندھانا 12۔4 نویلا، تازہ، نیا، جدید 12۔5 اتیت ایک قسم کے ہندو فقیر۔ گسائیں۔6 جنگم چین مذہب کا فقیر 12۔7 سیوڑا ایک قسم کا فقیر جس کے سر پر جٹائیں ہوتی ہیں اور ہاتھ میں گھنٹا 12۔8 بالکا چیلا 12 آسی

صفحہ 484

1 بادشاہ بعض جگہ ہائے ہوز سے بھی صحیح ہے نظامی، خدایا جمار بادشاہی ترست (ماخدمت آید) خدائی تراست 12 آسی

صفحہ 485

1 یہ نظم نظیر کی بہت مشہور اور مقبول نظموں میں ہے نام اس کا نظیر نے کچھ نہیں رکھا اس نے عنوان فارسی لکھا تھا جس کا خلاصہ آج کل کی اردو میں ہے ''جہان کی فنا'' رحمٰن کی بقا عبدالرحمٰن خاں شاگرد نے اس نظم کو بلقب فنانامہ ملقب کیا غالباً تغلیبا 12۔2 ثابت وہ ستارے جو ایک جگہ قائم ہیں۔ مطلق سے مراد سیارے 12۔3 ہوحق ہو جانا فنافی اللہ ہو جانا۔ مٹ جانا۔ نیست ونابود ہو جانا 12 شہباز

صفحہ 487

1 وثاق۔ معاہدہ کرنا، باہم عہد باندھنا۔ وثاقی عہد بستہ، محبوب وثاقی دہ معشوق جس نے وفاداری کا عہد باندھا ہو، دوستی کا پکا، عہد کا مضبوط وفادار راسخ العہد دوست 12 شہباز

صفحہ 488

1 ایہام کوئی کلام کی قسم نہیں ہے بلکہ ایک صنعت کا نام ہے جس کا قدمائے شعرائے اردو میں بہت رواج تھا چنانچہ آبرو کا شعر ہے پانی پت آن چھوڑ جو کنور تم چلے تو راہ بیچ جاناں دلہ کیسی اس کی زبان شیریں ہے دل میرا قفل ہے تماشے کا اس قسم کے کلام کو مجازاً ایہام کہنے لگے۔ مثلاً فلاں شاعر ایسا خوب کہتا ہے یعنی اپنے کلام کو صنعت ایہام نہایت لطافت وخوبی کے ساتھ برتتا ہے 12۔2 نظیر کی لفظوں میں اس نظم نام ''چونسٹھ گھڑی کی کائنات'' بھی ہوسکتا ہے شہباز 3 تایا بڑے چچا کو کہتے ہیں 12

صفحہ 493

1 جم ۔ ملک الموت 12 ۔2 بھیج مالگزاری، لگان، قسط 12 شہباز

صفحہ 495

1 جھالر پھلوے کرن، مسلسل، آنچل پھند نے (ریشمی خواہ متقیش تار جومسند یا جھول وغیرہ کے گرد اگرد لاتے ہیں 12 ۔2 زنگ، گھنٹالی، گھنگرو، گھنٹی، ناسخ مری لیلیٰ کو یاں اگر لائے + باندھوں ناقہ میں رنگ سونے کا + شہباز 3 گھڑ بہل، شتر بہل، فیل بہل یہ سب زمانہ قدیم کی سواریاں تھیں 12 آسی 4 چنڈول سکھپال محافہ، ڈولا، ایک زنانہ سواری جسے کہار اٹھاتے ہیں 12 ۔ 5 بوچا ہوا دار، تامجان، ایک قسم کی امیروں کی سواری جسے کہار اٹھاتے ہیں 12 ۔ 6 چوپال (چوپہلا) ایک قسم کا ڈولا 12 ۔7 کھڑ کھڑیا، ہلکی پا کی 12

صفحہ 496

1 لڑھا۔ چھکڑے کی قسم کی ایک گاڑی 2 رکلا ایک قسم کی گاڑی جس پر توپ چلتی ہے 12 ۔ 3 اس نظم کو کتاب میں تو فقیروں کی صدا کے ذیل میں لکھا ہے لیکن فقرا کبڑی نامہ کہتے ہیں اس وجہ سے کہ ٹیپ میں کبڑی کا لفظ بار بار واقع ہوا ہے ۔ 12 شہباز ۔ 4 بھاجی ترکاری پکی ہوئی 12 ۔ 5 ناکند بچھیڑا۔ وہ گھوڑے کا بچہ جو ابھی ایک برس کا ہو اور جس کے پیدائشی دانت نہ گرے ہوں ۔ یہ نہایت سرکش ہوتا ہے دولتی جھاڑ نامرادسرکشی اور بدمعاشی کرنا۔ یعنی بہت سے برے کام کر چکے اب یہ باتیں نہ کیے جاؤ 12 آسی

صفحہ 498

1 یہ نظم بہت مشہور ہے اور اسی وجہ سے اس میں اختلاف نسخ بہت ہے ۔ لفظ الفاظ میں بلکہ بندوں کی ترتیب اور شمار میں بھی ۔ مطبع نظامی کے نسخے میں تیسرے بند کی جگہ چھٹا بند ہے اور تیسرا بند اس کا اس کا چوتھا بند ہے مطبع صفدی کے نسخے میں جو چوتھا بند ہے وہ مطبع احمدی کے نسخے میں پانچواں ہے اور مطبع نظامی کے نسخے میں بارھواں میں

نے مطبع احمدی کے نسخے کی ترتیب اس میں قائم رکھی ہے مطبع صفدری کے نسخے میں بارہ ہی بند ہیں ایک بند زائد 12۔2 پلاٹ کا بڑا تھیلا جس میں غلہ وغیرہ رکھتے ہیں 12۔3 سر بھارا بھی ایک قسم کا تھیلا ہے جس کو سر سے اٹکا کر پیٹھ پر لاد لیتے ہیں اور آگے کو جھک کر لے چلتے ہیں 12 شہباز 4 داکھ کشمش 12 ۔5 باندھنا پھرنا گشت لگانا خاک چھاننے پھرنا 12

صفحہ 499

1 تباہ ہونی، برباد ہونی، نیست و نابود ہونی 12۔2 آب دوانہ 12۔3 پٹا توڑ کر بھاگیا جلدی سے بھاگنا۔ کافور ہونا، رفو چکر ہونا۔ فوراً چل دینا 12 شہباز 4 تاش زری۔ ایک قسم کا زری کا ریشمی کپڑا، مشجر، بیلدار اور پھولدار کپڑا 12۔5 کھم کھمیار پولا جو چیز اندر سے خالی اور نرم ہو۔ کھکھل۔ کوٹ قلعہ 12 آسی 6 رینی۔ قلعہ کے گرد کی چھوٹی دیوار 12 آسی ۔7 رند، دیوار قلعہ یا شہر پناہ کے دوموکھے جو غنیم پر اندر سے بندوقیں چلانے کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں ناسخ گھر میں بیٹھے کھیلتے ہو تم شکار + روزن دیوار ہے جو رند ہے +12۔8 رہکلا مگر یہاں بہائے مخلوظ التلفظ ولام مشدد چھوٹی۔ توپ۔ زنبورک گھر چڑھی بھند کلی ٹھر توپ رکھنے کی گاڑی تھریہ 12

صفحہ 500

1 شروعات ایک مختلف فیہ لفظ ہے بعض فصحا شروع کے معنی میں شروعات کہنا درست سمجھتے ہیں اور بعض غلط۔ لغت سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اس نظم میں عنایت کی جگہ عنایات۔ مہم کی جگہ مہمات۔ کرامت کی جگہ کرامات۔ طلسم کی جگہ طلسمات وغیرہ بھی لائے گئے ہیں 12۔2 کرامات فی زمانہ مونث بولا جاتا ہے 12 آسی ۔3 گلابی ایک قسم کی بوتل یا صراحی جس میں شراب یا گلاب رکھتے ہیں 12۔

صفحہ 501

1 ڈھپک دھوے ادھر ادھر سرسری ڈھونڈھنا 12 آسی

صفحہ 502

1 عاشق سے وہ لوگ مراد ہیں جو سوسائٹی اور نیچر کی ہر ادا پر عاشق ہیں 12 ۔ 2 میگھ راجہ بادلوں کا راجہ فرشتہ جو بدلیوں پر موکل ہے رعد 12 شہباز 3 جنگل کا سماں ایک قسم کا پھولدار کپڑا 12 شہباز

صفحہ 504

1 غربا بفتح ر درست ہے 12 ۔ 2 آب عنب شراب انگوری 12 ۔ 3 امبریاں آموں کا باغ ۔ عام طور احریان بولتے ہیں 12 ۔ 4 تروتازہ شاداب 12 آسی 5 ڈابر ۔ چھوٹا سا تالاب یا جھیل جہاں نشیب کی وجہ سے پانی جمع ہو جائے ۔ دونڈنا جوش مارنا ۔ رمنڈنا ۔ غل مچانا ۔ 6 گھمنڈنا ۔ گھمنڈ کرنا 12 7 نقارہ بتشدید قاف صحیح اور فصیح ہے 12

صفحہ 505

1 جھنگار، جھینگر کی آواز ۔ سرنائی ۔ ایک باجا، یہ سورنا کا مخفف ہے ۔ نفیری وغیرہ 12 آسی 2 زٹل مور کی آواز ۔ بیہودہ لغو کلام 12 آسی 3 سوہنا ۔ زیب دینا، بھلا معلوم ہونا ۔ زیب تن ہونا 12 ۔ 4 سوگن، غمناک عورت، غمزدہ عورت جو کسی کا سوگ کرتی ہو 12 ۔ 5 برہ، فراق، برہ کی ماری، فراق زدہ، برہن 12

صفحہ 506

1 برہن، صدمہ، جدائی میں مبتلا 12 شہباز 2 مارو، جنگ جو، لڑاکا، گیتوں میں معشوق کو اس لفظ سے خطاب کیا جاتا ہے 12 ۔ 3 وہ ملک جس میں جنگل بہت ہوں جنگل بیابان 12 عمدہ زمانہ شاہی کا ایک عہدہ کنگلا ۔ مفلس 12 ۔ 4 اسارا چھپر سائبان 12 ۔ 5 پولے تلے گزارا کرنا مفلسانہ تنگی سے زندگانی بسر کرنی 12 شہباز

صفحہ 507

1 ندان ۔ آخر کار بالآخر 12 ۔ 2 پچ کھنا ۔ پچ منزلہ 3 کھن ۔ منزل شہباز 4 یعنی

برسات کی تمام بہاریں اس پر پھٹ پڑی ہیں12 آسی مرحوم

صفحہ 508

1 سر کی پال، 12۔ 2 کھوئی کپڑے یا بوریے کی وہ خاص شکل جو بارش سے بچنے کے لیے سر پر رکھنے سے پیدا ہوتی ہے مفلسوں کی بارانی12 شہباز3 پٹو، اونی موٹا کپڑا12۔4 پرتیاں یعنی پوری12۔5 سرتی ہوشیاری12 آسی۔6 نہٹالینا، ناخن سے صدمہ پہونچانا، ناخن سے خراش دینا ناخن سے زور سے چٹکی لینا12

صفحہ 509

1 بنڈی، ایک مختصر پورا جامہ12 شہباز

صفحہ 511

1 ایک بڑا مچان نما اونچا پلنگ12 شہباز

صفحہ 512

1 اٹاری چھایا ہوا اوپر کا کمرہ، کوٹھا، بالا خانہ، چھت کے اوپر کا مکان12۔2 چھلا بتشدید لام گھر کی وہ دیوار جو ایک رخ سے پختہ اور دوسری جانب سے کچی ہو۔ امداد علی تجر کا ایک شعر ہے خرابی لائے گا اک دن فراق اس یار جانی کا ہمارے قصر تن میں چاہیے چھلا نشانی کا+ چھل۔ دیوار کا کوئی ٹکڑا جو گر پڑا ہو۔ دیوار کی چند گری ہوئی اینٹیں12۔3 جھڑ، متواتر بارش، جھڑی12 شہباز4 پچھیت، مکاں کے پیچھے کی دیوار دالان کی پشت کی دیوار پچھواڑا۔ عقب خانہ12۔5 لفظ اصل میں چت لگن ہے مگر ٹھٹھے باز صاحب چونکہ جگت باز بھی ہیں چھت کی رعایت سے چھت لگن فرماتے ہیں12 شہباز

صفحہ 513

1 امس برسات کی گرمی12

صفحہ 514

1؎ آٹا یا آٹنا کنوئیں یا تالاب کو بھر دینا12 شہباز2؎ ادھن کھولتا ہوا پانی جس میں چاول یا سویاں یا اور کوئی چیز پکاتے ہیں12 شہباز

صفحہ516

1؎ یہ شعر کچھ بیجا دست اندازی کی نذر ہو گیا ہے ناظرین تصحیح فرمالیں2؎ فصحا کے نزدیک متروک الاستعمال ہے3؎ اس کی بھی تصحیح فرمالیں اشرف علی12 ۔4؎ چلا۔ سخت جاڑے کے چالیس مخصوص دن12 آسی5؎ مہاوٹ، ماگھ کے مہینے کی بارش12 آسی

صفحہ518

1؎ پیکار اردو میں پھیری پھر کر سودا بیچنے والے کو کہتے ہیں12 آسی2؎ جھجھ بڑی لمبی گھنی داڑھی۔ جھجھاڑ ابڑی لمبی گھنی داڑھی والا12 داڑھی سے چونکہ چہرے پر ایک خاص قسم کی شوکت اور رعب آجاتا ہے لہٰذا پر شوکت پر رعب زبردست قوی ہیکل یا بڑا لڑنے اور ریدھ کرنے والا12 شہباز

صفحہ519

1؎ کولا ایک قسم کی نارنگی12

صفحہ520

1؎ گھٹا میٹھا ہونا شاید بے چین ہونے کے معنی میں ہو یعنی جسے ایک حالت پر قرار نہ ہو مولف نور اللغات نے دل کھٹا میٹھا ہونے کے معنی کمال رغبت کے لکھے ہیں اور نظیر کا یہی شعر سند میں پیش کیا ہے12 آسی2؎ تیار میں یائے تشدید ہونا چاہئے نظیر کے دور میں اس طرح لکھتے ہوں اب جائز نہیں12 آسی

صفحہ521

1؎ چھان کی جمع2؎ باریک ریشہ بانس یا کسی اور شے کا جو کانٹے کی طرح بدن میں چبھ جاتا ہے پھانس کی تیزی نوک سے زیادہ دھار میں ہوتی ہے12 شہباز3؎ بھبک، خوشبو، تیز خوشبو مہک بسی ہوئی اور رچی ہوئی ہلکی ہلکی خوشبو12 آسی

صفحہ 522

1۔ توقع امید، 2۔ پنکھے کی 12 شہباز

صفحہ 523

1۔ گولی ایک خاص قسم کا مٹکا، دور میں کم، بلندی میں زیادہ گولی چھوٹا گول، گول کی تصغیر، 12۔2 کیا کہوں اگرچہ میں نے لینے کو تو لے لی ہے مگر اس کی حقیقت اور پوری صفت بیان کرنی مشکل ہے ایک معنی تو یہ ہوے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک گولی (گولی گولی) ٹھنڈی دوا کی گولی ہے تیسرے معنی یہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں صاف تو بات ہے کہ گولی ہے گولی ہے ایک نہیں ہزار بار گولی ہے 12

صفحہ 524

1۔ دل کھرا کھوٹا ہونے لگا یعنی دل میں خیالات فاسد پیدا ہونے لگے 12 شہباز

صفحہ 525

1۔ جوجرا، مستعمل برتن ٹوٹا ہوا برتن میر کا شعر ہے وہ دن کہاں کہ مست انداز خم میں تھے سب حجاب تو جوجرا ہے شکستہ سبو کی طرح 12۔2 کابل درہ یعنی درہ کابل 12۔3 تکلی، ریشم کی ریل، لکڑی جس پر ریشم چڑھاتے ہیں 12۔4 ہیر رانجھا پنجاب کی لیلےٰ مجنوں ہیں 12 شہباز

صفحہ 526

1۔ جمالی ایک خاص قسم کا خربوزہ جس کا گودا سرخ ہوتا ہے آگرے کے خربوزے بہت عمدہ ہوتے ہیں خصوصاً وہ جن کا گودا سبز ہوتا ہے۔ مصری کی کرکراہٹ اور مصری ہی کا مزہ 12 شہباز 2۔ اوس یعنی شبنم میں رکھ کر 12 شہباز

صفحہ 527

1۔ اس سے پیشتر کے بعض بند چھوٹے ہوتے ہیں 12۔2 ککڑی، کھیرا، سمجھنا بیقدر جاننا 12 آسی

صفحہ 528

1 بھیلا، گڑ کی بڑی بھیلی جو وزن میں پانچ چھ سیر سے زیادہ ہو گڑ کی چٹان بالفتح پرانا تلفظ ہے اور غیر فصیح 12 شہباز 2 رے، رونق بہار، کیفیت 12

صفحہ 529

1 اوکنا، قے کرنا 12 شہباز 2 شان شہد کی مکھیوں کے چھتے کو کہتے ہیں 12۔3 یعنی کل کے روز جب ہوا کا دامن آندھی کے سبب اس قدر وسیع ہوا کہ ہم اس میں گھر گئے اور نکلنا دشوار ہوا یعنی آندھی عالمگیر ہو گئی اور ہم آندھی میں بالکل گھر گئے 12 شہباز

صفحہ 530

1 اس نظم میں آزادوں کی زبان میں عشق حقیقی کا بیان ہے 12۔2 ٹکورا نوبت کی آواز 12

صفحہ 531

1 دگڑا، بڑی راہ، بڑی سڑک، شاہ راہ، شارع عام 12۔2 چکان گاڑھی گھٹی ہوئی بھنگ چھان چھان دے چکان۔ سو جھے بار (دروازہ) نہ کھان (مکان) بھنگڑوں کا مشہور فقرہ 12۔3 بڑی پگڑی آزادوں کا لہجہ ہے 12۔4 سبز، ہرا، وہ مقام جہاں ہری گھاس لہلہا رہی ہو۔ ایک چڑیا کا نام 12 شہباز 6 رینی کسم کو کپڑے میں رکھ کر پانی کے ذریعہ سے رنگ چوانے کو رینی کہتے ہیں مگر یہاں سبزی کی رینی مراد ہے 12۔7 چھلیل خوشبو دار تیل جسے کسی چیز کے پھولوں میں بسا کر خوشبو دار کیا ہو 12 آسی 8 سبزی و چرس پینے سے پیشتر لعل اور شہباز کا نام لے لیتے ہیں جو ان کے عقیدت میں دو بڑے بزرگ گزرے ہیں یہ مضمون غیاث اللعارف سے متفاد ہوتا ہے 12۔9 جھانجھ، تیزی ترنگ 12۔10 بھنگی، بنگ نوش یہ مصرعہ بطور ضرب المثل مستعمل ہے 12 شہباز

صفحہ 532

1 اعصا، عصا کا مزید علیہ جیسے شتر سے اشتر 12 ۔2 خوراک میں واو کو دبنایا گرنا نہ چاہئے متقدمین ایسا لکھ جاتے تھے اب کہ زبان ترقی کر چکی ہے ایسا نہ چاہئے 12 آسی ۔3 بند 7,8 کو خضر کا قول بھی سمجھ سکتے ہیں اور نظیر کا بھی 12 شہباز 4 صحن بفتح اول وسکون دوم درست ہے 12 آسی 5 یاقوتی ایک مرکب دوا جو مفرح اور مقوی قلب ہوتی ہے 12 آسی

صفحہ 533

1 منھا جالے نشے سے چہرے پر دمک آجاتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہے شہباز 2 بہت افیم، پوستی افیمی 12 ۔3 جھڑ وا یعنے صاف کر کے 12 شہباز 4 کھڑوا ایک زیور جو کلائی پر پہنا جاتا ہے 12 ۔5 سیندھی کھجور کی تاڑی 12 ۔6 بوزہ ایک قسم کی جو اور چاولوں وغیرہ کی شراب جسے انگریزی میں بیر کہتے ہیں 12 ۔7 مبرا وفوج یا کسی جماعت کا منتشر ہو جانا تتر بتر ہو جانا کل قیدیوں کا حبس سے آزاد ہو جانا شعور مبرا ہو گا یعنے تتر بتر ہو جائیگا منتشر ہو جائے گا کافور ہو جائے گا باقی نہ رہے گا 12 ۔8 دھڑا کے دھوم میں اصل میں دھڑا کا زور کی آواز کو کہتے ہیں جو دھڑ سے کان میں آئے جیسے بندوق کی آواز توپ کی آواز بم کے گولے کی آواز اور چونکہ دھوم کی تقریبات میں اس قسم کی آوازیں اکثر سنائی دیتی ہیں لہٰذا دھڑا کے کے معنی دھوم کے ہو گئے ۔ دھوم کے ساتھ جب بولتے ہیں تو دھڑ کا بسقوط الف وتشدید کاف کہتے ہیں 12 ۔9 جھڑا کا، بوچھار، سخت جھری، زور کی جھڑی 12 ۔10 جھڑ جھڑانا، زورے جنبش دینی، زور سے جھاڑنا، کان پھنپھنانا 12 شہباز

صفحہ 534

1 سندیہ، خوف، تو دد، کھٹکا 12 شہباز 2 داتار، داتاری، داتا، تینوں ایک معنی رکھتے ہیں ۔ دینے والا معطی، رزاق، جواد، کریم 12 ۔3 بھنڈاری، خزانچی، میر سامان

صفحہ 535

1 سرت ہوش 12 شہباز

صفحہ 537

1 موتی نظیر کی معشوقہ کا نام 12

صفحہ 539

1 اس نظم کی بندش میں فارسیت ہے اور عبارت میں رزانت ۔طرز ادا میں متانت ،شاعرانہ سنجیدگی اور نکتہ سنجانہ سخن سنجی شروع سے اخیر تک قائم ہے 12 شہباز

صفحہ 540

1 سفر گزیں ۔مسافر 12 ۔2 اس نظم کا عنوان متداول نسخوں میں دنیا کی نیکی بدی ہے لیکن اس سے پوری طرح نظم کا مقصد ادا نہیں ہوتا ۔اگر اسی عنوان کے لفظوں کو قائم رکھا جائے تو مقصد نظم اس عبارت میں ادا کیا جا سکتا ہے دنیا کی نیکی بدی دنیا ہی میں آگے آتی ہے یعنے دنیا دار المکافاۃ ہے 12 شہباز

صفحہ 542

1 پٹی ایک قسم کی مٹھائی 12 شہباز 2 چنیا بیا ے مجہول ایک غلہ کا نام ہے 12 شہباز

صفحہ 543

1 فاربس نے مکیری کے معنی میدے کے سوداگر کے لکھے ہیں اور اس کو دکھنی زبان کا لفظ بتایا ہے غالبًا اسی لفظ کی ہندوستانی شکل مکیری ہے ۔مکیری کوئی چھوٹے درجہ کے پیشہ ور ہیں جیسے جلاہے ، دھنیے ، بقال 12 ۔2 ٹیو کی ستون تھونی 12 ۔3 چولی چولھے کی تصغیر ہے 12 ۔4 گانڈا ۔گنا 12

صفحہ 544

1۔ تتلی بالکسر کو یہاں بالضم باندھنا ہے۔ غالباً قدیم محاورے میں اس کا تلفظ یوں ہی ہوگا 12۔ 2۔ اس مصرع میں قافیے کو بہ تکلف باندھا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کسی نے تو کارنمایاں کر کے شاباش حاصل کی ہے۔ ہر طرف سے تعریف ہو رہی ہے اور کوئی ایسے بدنصیب ہیں کہ دوڑ کر گئے تھے کسی اور مطلب کے لیے مگر وہاں دھتکارے گئے اور شاباش کی جگہ دوت دبک بتائی گئی۔ دت ایک کلمہ ہے۔ برملامت اور نفرت کی جگہ بولتے ہیں 12 شہباز۔ 2۔ اس نظم کا دوسرا عنوان ہے ''کلجگ کا بیان'' 12۔ 3۔ بسکھ یا بسیکھا خواص مثل۔ ان تینوں کا یہی بسیکھ یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ 12 شہباز

صفحہ 545

1۔ کپٹ، دھوکا، دغا، کپٹ کے معنی منافقت کے بھی ہیں جو ایک اعلیٰ درجہ کا دھوکا ہے۔ کپٹ دے یعنی منافقت کا برتاؤ کرے۔ وفاداری کے بدلے بےوفائی کرے 12 شہباز

صفحہ 546

1۔ اس نظم کا عنوان تھا دنیا دوں کے تماشے مگر میں نے نظیر ہی کا فقرہ لے کر مذاق جدید کے موافق عنوان کر دیا۔ اس نظم کا مطلب غالباً کبیر داس کے اس قول سے اخذ کیا گیا ہے۔ کبیر داس کی الٹی بانی برسے کمل بھیگے پانی + کبیر داس کی الٹوانسیاں مشق ہیں اس نظم کے مناسب مضمون میر کا بھی ایک مطلع ہے ہوتا ہے یاں جہاں میں ہر روز و شب تماشا دیکھا جو خوب تو ہے دنیا عجب تماشا 12 شہباز 2۔ چھلنا دھوکا دینا۔ فریب دینا۔ مطلب مصرع کا ہے کہ لٹے چھلاوا ہو رہے ہیں۔ ابھی یہاں ہیں ابھی وہاں ابھی مخفی ہیں ابھی عیاں 12۔ 3۔ پڑھن مچھلی کی ایک قسم 12 شہباز

صفحہ 547

1۔ چمگاڈر وزن میں نہیں آتا۔ شاید چگدڑ با سقاط میم و الف لکھا ہو لیکن وہ مسموع

نہیں ۔بہر حال مصرع نقص سے خالی نہیں اسی واسطے اس بند کو بعض نسخوں سے خارج کر دیا ہے لیکن نقص وزن کے سوا مضامین بہت خاصے ہیں ۔اس طرح کا نقص نظیر کے بعض اور کلام میں بھی ہے مطالب کے بیان کے شوق میں وہ بعض اوقات بالکل ضرورت وزن سے قطع نظر کر جاتا ہے ممکن ہے کہ بعض حرفوں کا استعمال اس زمانہ میں جائز سمجھا جاتا ہو 12 شہباز 2 بھبلا بھبھل کا مضخم ہے بھبھل موٹی جسم عورت کو کہتے ہیں 12۔3 ابلا نازنیں، نازک اندام 12

صفحہ 548

1 چھٹنا چھانٹ کر دھان سے چھا کا جدا کر لینا چھانٹ کر وہاں سے چانول نکالنا شہباز

صفحہ 550

1 اس بند میں قافیہ شائگاں کا عیب ہے لیکن متقدمین شعرائے اردو اس عیب کو جائز رکھتے تھے چنانچہ استاد مسلم الثبوت سراج الدین علی خاں آرزو کا ایک مشہور اور مقبول مطلع ہے رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے شہباز 2 کہہ کے زان جما کے قابو میں کر کے 12۔3 دھنتر یا (دھنترا) دھن دولت والا آدمی زبردست طاقتور شہباز

صفحہ 552

1 نی زمانیوں کہنا چاہئے اگر تو نے بخیلی سے یہ جمع کی یا تو نے بخیلی سے جمع کیا 12 آسی 2 خندی ہنسوڑ بدچلن عورت 12۔3 جھل شہوت نفسانی 12 آسی

صفحہ 553

1 یعنی بعد تشہیر کامل 12 شہباز

صفحہ 554

1 اکبر آباد میں کوئی بزرگ شاہ جھونپڑا تھے ان کی زبان پر بند کا شعر ہر وقت جاری

رہتا تھا۔نظیر کو پسند آیا اس کی تضمین کر دی۔ اس تضمین میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کا جسم یا جھونپڑا ہے جس میں وہ آن کر ٹھہر گیا ہے ایک دن اس کو اس جھونپڑے سے کوچ کرنا پڑیگا12 شہباز2 نماناوہ جسے کوئی ناز اور غرور نہ ہو12 آسی

صفحہ 555

1 تونبڑی جو ایک باجا ہے بیل ایک قسم کا باجا عموماً اس کو بیلا کہتے ہیں اور یہ کسی قدر سارنگی سے مشابہ ہوتا ہے12 ۔2 برہ نر نبور جس کو اب عموماً بھڑ کہتے ہیں12 ۔3 اس کو عوام اپنے محاورے میں (شجرہ کلہ یا شجرہ قلہ) کہتے ہیں12 ۔4 جھگا لباس اوپر پہننے کا کپڑا پیراہن کفنی تگا یہاں بطور تابع مہمل کے مستعمل ہوا ہے لیکن اصل میں یہ تاگا ہے اور اس سے مراد سیلی جو فقرا گلے میں پہنتے ہیں جھگا تگا لباس درویشی مع کفنی و سیلی23 ۔5 پگا جس کو عموماً پگھا بھی کہتے ہیں وہ مضبوط رسا جو گائے بیل کے گلے میں باندھا جاتا ہے یہ مصرعہ ایک مشہور مثل سے ماخوذ ہے 12 ۔ 6 کٹم خاندان اہل قرابت ۔رشتہ دار12

صفحہ 556

1 آت گھات کا تابع مہمل قدم12 شہباز2 بلی چپو کو کہتے ہیں جس کی مدد سے ملاح ناؤ کھیتے ہیں12 شہباز

صفحہ 557

1 اس نظم کا قدیم عنوان یہ ہے ''خدائے زمین و آسماں کے انعام'' دوسرا عنوان یہ بھی ہوسکتا ہے اور معطی حقیقی خدا ہے لیکن پوری نظم سے جو تعلیم نکلتی ہے وہ توکل کی ہے۔لہٰذا دونوں پر توکل کو ترجیح دی گئی12 شہباز

صفحہ 558

1 اشارہ ہے اس آیت کی طرف

اللہ غنی و انتم الفقراء 12 شہباز

صفحہ 560

1 یہ نظم نظیر کی لاجواب نظموں میں ہے۔ اعلیٰ درجے کی شاعری اعلیٰ درجہ کے خیالات تصوف سے نہایت عمدگی کے ساتھ شیر وشکر ہے کلام میں کہیں پست و بلند نہیں ٹیپ کچھ مامقیماں کی ٹیپ سے ملتی ہوئی ہے 12 شہباز۔ 2 رائے بیل کو بضرورت شعری رابیل کرلیا ہے اور وہ بیلے کی ایک قسم ہے 12 شہباز 3 سماچار حالات روایات مضامین 12

صفحہ 561

1 بھوگی متمتع مال ومتاع دنیا سے حصہ کافی رکھنے والا وہ جو دن رات عیش وعشرت میں پڑا رہے عیاش یہ لفظ جوگی کا مقابل ہے جس کے معنی ہیں زاہد متورع اور پرہیز گار کے ممکن ہے کہ بھوگی فقرہ کا بھی کوئی گروہ ہو جو تزہد کے خلاف عیش وعشرت کو حاصل زندگی بتاتا ہو۔ جس طرح یورپ میں اپیکور کے پیرو 12 شہباز 2 جتنے نسخے نظر سے گزرے سب میں دیوات لکھا ہوا ہے مگر میرے خیال میں یہ ربوات کی تصحیف ہے۔ ربوات جمع ہے ربوہ کی جس کے معنی بلندی اور ٹیلے کے ہیں پروفیسر شہباز 12 میرے نزدیک شاید صحیح دیہات ہو 12 آسی 3 مرگانگ ہندی میں کشتہ کو کہتے ہیں 12۔ 4 تھانگ چوروں کا نشیمن تھانگ لگانا چوروں کو پناہ دینی اور ان سے بصلہ پناہ دہی دیدہ و دانستہ چوری کا مال لینا 12۔ 5 پوست ملنا افیون کی چسکی تیار کرنا پوست افیون 12۔ 6 جیب زبان جیب ہے دابی سکوت محض ہے شہباز 7 مایا مہر شفف لیکن یہ معمولی معنی ہیں اصلاحی معنی تصوف ہنود میں اس کے بہت گہرے ہیں مایا اس میں ایک خاص قسم کے مغالطے اور دھوکے کا نام ہے جس کو طلسم خیالی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے وہ دھوکا جو انسان کو خداوند قادر مطلق کی نیرنگی قدرت سے پیدا ہوتا ہے یعنی وہ سمجھتا ہے کہ عالم خارج میں اشیاء وجود رکھتی ہیں حالانکہ غیر از خیال ان کا کوئی وجود فی الخارج نہیں اور یہ حالت خدا نے براہ شفقت انسان کی دل بستگی کے لیے پیدا کر رکھی ہے 12

صفحہ 562

1 اس نظم کا مشہور نام خوشحال نامہ ہے عبدالرحمٰن خان شاکر نے اسی نام سے اس کو شائع کیا تھا متداول نسخوں میں اس کے صرف آٹھ بند ہیں 12 شہباز

صفحہ 563

1 جھانکی مارنا، نظارہ کرنا، دید حاصل کرنا آسی 2 جتی پارسا نفس کش فقیر، فقیروں کی ایک قسم ہے 12۔ 3 بستار کے معنی افراط۔ فراوانی۔ بہتایت لکھے ہیں وہی بستار کیا یعنی اس کی کثرت کردی سر سے پا تک منڈوا ہی ڈالا۔ کہیں ایک بال نام کو بھی جسم پر نہ رکھا 12۔ 4 استھل فقرا کے رہنے کی جگہ ایک قسم کی خانقاہ جس میں فقرا آباد رہتے ہیں اور کچھ انہیں دینا نہیں پڑتا۔ ہندو فقیروں کی خانقاہ 12۔ 5 چوپال یا (چوپاڑ) گانو میں لوگوں کے جمع ہونے کی عام جگہ بستی میں کوئی مکان جس میں سب لوگ کسی مقصد عمومی کے لیے جمع ہوں جماعت خانہ بڑے بڑے مانچے جس میں رکھے ہوتے ہیں پرانی دنیا کا ٹون ہال دیہات میں کبھی کبھی اس مکان سے پاسالے اور مکتب خانے کا کام بھی لیا جاتا ہے 12 شہباز

صفحہ 564

1 یہ بند اور بند 6,7 متداول نسخوں میں نہیں ہیں 12 شہباز 2 فی زمانا جاں بمعنی سمجھ میں نون غنہ درست نہیں بلکہ نون کا اعلان ضروری ہے اسی لیے دور حاضر کے فصحا یہاں اور میاں کے ساتھ جن میں نون کا اعلان نہیں قافیہ نہیں کرتے 12 آسی

صفحہ 566

1 اشارہ ہے اس حدیث کی طرف

الدنیا مزرعة الآخرة 12

2 بانچنا پڑھنا 12۔ 3 انجام مال خبر، سراغ 12۔ 4 گانے اور ناچنے کا فن 12۔ 5 فاربس نے نٹوے کے معنی بازی گر اور نٹ کے لکھے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک قوم

جدا گانہ ہے جو جامہ اور پگڑی پہن کرنا چتی پھرتی ہے نہایت ہی نیچے درجے کے ناچنے والے لونڈے 12۔6 نٹنا۔ انکار کرنا، نٹ ماننا، ہار ماننا، دعویٰ موسیقی دانی سے انکار کرنا 7 کاچھ کاچھنا بھیس بدلنا کسی تماشے میں بھیس بدل کر کوئی نقل کرنا۔ مثل بیمسے کاچھ کاچھے تیسے ناچ ناچے کاچھے کو۔ ضرورت شعری کھچے کرلیا ہے جیسے ناچے کونچے 12۔8 نرت، ناچ 12 پروفیسر شہباز 9 ہرنا، لبھانا، موہ لینا 12۔10 سرت کی بگڑی ہوئی صورت۔ خیال، یاد 12۔11 مورچھا، منشی، بیہوشی، مورچھا آنا یا کھانا، غش کھانا 12

صفحہ 567

1 نر ماری کے ساتھ آتا ہے ہندی میں اس کے معنی مرد کے ہیں 12 شہباز 2 یہ بند اور بند 5,6,7,8,12 متداول نسخوں میں نہیں ہیں 12

صفحہ 568

1 کشن قرمساق دیوث پاجی، بد ذات حرام زادہ، شریر النفس۔ مفسد جنوائی، داماد، خالصے لگنا، بحق شہنشاہ ضبط ہونا 12۔2 بعض نسخوں میں دل لکھا ہے اور بعض میں ڈل۔ ڈل زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ عرف عام میں ڈل نقدی کو کہتے ہیں درحالیکہ وہ رقم معتد بہ ہو۔ دل بڑی فوج کو کہتے ہیں اور اس کے معنی انبار اور مقدار کے بھی لکھے ہیں 12 شہباز

صفحہ 570

1 آرستہ آراستہ لامخفف ہے۔ ایک نسخہ اس کا دارستہ بھی ہے 12۔2 عموماً فصیح شعرا کی زبان پر بوگولا ہے مگر نظیر نے اکثر ببولا ہی لکھا ہے اور شاید باعتبار ماخذ یہی اصح اور باعتبار استعمال یہی اقدم ہے 12۔3 سانچے کی ڈھلی کیاریاں 12 شہباز

صفحہ 571

1 ڈلیا، غالباً یہ وہی پھول ہے جس کو انگریزی میں ڈہلیا کہتے ہیں پھول پیالے کی

طرح بڑا بڑا زرد سرخ ہر قسم کا ہوتا ہے جو زرد ہوتا ہے اس کا کنارہ سرخ ہوتا ہے اور جو سرخ ہوتا ہے اس کا کنارہ زرد متن و حاشیہ کا یہ اختلاف اسے نہایت خوشنما کر کے دکھاتا ہے 12۔2 گل باسی، گل عباسی، مشہور تلفظ کو یہاں باندھ دیا ہے اور بسبیل تقابل باسی سے ایک تازہ لطف پیدا کیا ہے 12۔3 برنا، ایک درخت اور اس کے پھل کا نام جو گوبر سے مشابہ اور مزے میں تلخ ہے۔ یہاں اس کا پھول مراد ہے 12 شہباز 4 باشا ایک چھوٹا سا وزن آٹھ رتی کا جس سے چاندی تولتے ہیں اور رتی کو سرخ بھی کہتے ہیں اور حبہ بھی ہندی نام ماس کا گھنگچی ہے عربی میں عین الدیک اور فارسی میں چشم خروس کہتے ہیں 12

صفحہ 572

1 بن روئی کا کھیت روئی کے درخت 12۔2 آک ایک قسم کا درخت ہے جو کھر سا میں سرسبز رہتا ہے اور برسات میں اکثر اس کے پتے گل جاتے ہیں اس کا دودھ نرمی رنگنے اور دوائیوں میں ڈالنے کے کام آتا ہے آک کی بڑھیا آک کے پھل کی روئی جو نہایت ملائم اور چمکدار ہوتی ہے 12۔3 بسو پلاس دھاک کا پھول جس میں سے زرد رنگ نکلتا ہے 12۔4 اڑسا ایک درخت ہے جو دوا کے کام آتا ہے 12 شہباز

صفحہ 575

1 گیند تڑی ایک کھیل کا نام ہے جس میں گیند کو جب اچکتا ہے تو ہاتھ سے یا چوگان سے مارتے ہیں اور اسی طرح گھڑیوں سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ جب تڑی کھیلتے میں چور کسی لڑکے کی کمر پر مار دیتا ہے تو اس وقت پکار کر کہہ دیتا ہے کہ تڑی ہے۔ یعنی اب یہ چور گیا 12 شہباز

صفحہ 579

1 اس نظم کا عنوان قدیم نسخوں میں پیسے کی عزت تھا بعد میں یہ پیسے نامہ سے ملقب

ہوئی میں نے زمانہ حال کے لحاظ سے پیسے کی فلاسفی کر دیا ہے اس لیے کہ اس میں پیسے کے متعلق حکیمانہ تجربے بند ہیں عنوان میں اس قسم کا تصرف میں نے اکثر نظموں میں کیا ہے اور یقیناً خوش نما ہے 12 شہباز

صفحہ 580

1 روپے کے چالیسواں حصہ پیسا۔ دام سلاطین ہند کے مناصب و خراج ملک میں روپے کے چالیسویں حصے سے مراد ہوا کرتی تھی اور نیز پیسے کے پچیسویں حصے سے مراد ہوا کرتی تھی اور نیز پیسے کے پچیسویں حصے کو دام کہتے ہیں 12 شہباز 2 وہ سیاہ بٹا ہوا دھاگا جو چرخے کو تکلے سے ملاتا ہے اور چرخے کی گردش کے ساتھ تکلے کو پھراتا ہے یہاں بے حقیقت شے سے مراد ہے 12۔ 3 دستا دکھائی دینا، معلوم ہونا۔ شاعر نے معلوم ہوتا ہے اس لفظ کو یہاں بالفتح استعمال کیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ دستی فارسی لفظ ہو قبضے کا مترادف 12 شہباز

صفحہ 581

1 درب، سونا، چاندی، درپن آئینہ، فاربس نے درب کے معنی کامیابی و دولت و فراغ مالی و خوشحالی بھی لکھے ہیں مگر غالباً یہ معنی اصطلاحی ہیں نہ لغوی 12۔ 2 بھگت زہد و تقویٰ 12 شہباز

صفحہ 582

1 رے رونق، کیفیت 12۔ 2 چلکی اشرفی، سونے چاندی کا سکہ 12۔ 3 چلکنا، چمکنا، جگمگانا 12

صفحہ 583

1 چمن کاروہ کپڑا جس میں اعلیٰ درجہ کی صنعت کی گلکاری کی ہو معلوم ہو کہ چمن زار کھلا ہوا ہے 12۔ 2 روپ چاندی روپے کو بھی کہتے ہیں اور یہاں وہی مراد ہے 12 شہباز

صفحہ 584

1 اس نظم کا ایک عنوان ''تلاش زر'' بھی ہے 12۔2 اشارہ ہے اس مشہور شعر کی طرف اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی 12 شہباز 3 اشارہ ہے اس مشہور مثل کی طرف زر برسر فولاد نہی نرم شود 12 شہباز

صفحہ 586

1 اسی زر کے جال کو نظیر نے ایک مطلع میں نہایت خوبی سے باندھا ہے جال میں زر کے اگر موتی کا دانا ہو گا + وہ نہ اس دام میں آئے گا جو دانا ہو گا 12 شہباز 2 یعنی لوگ کہتے ہیں کہ کم بخت کو کلمہ تک تو درست آتا ہی نہیں 12

صفحہ 587

1 چپانا، شرمندہ کرنا، شرمانا، شرم دلانا، لجانا، پانی پانی کرنا، رافت کی مثنوی سراپائے حور کا مطلع ہے وہ سب تھیں گل اندام اور مہ جبیں + پری جن کو دیکھ اپنے جی میں چپیں 12۔2 ست، طاقت زور، جان، دم، خیر و برکت 12 پروفیسر عبدالغفور شہباز 3 جھکڑی جھانکڑ کی تصغیر، جھاڑی خاردار درخت 12

صفحہ 588

1 انگلیوں پر نچانا۔ ہنسی اڑانا، ذلیل کرنا، حیران کرنا، ستانا 12۔2 دمڑی، پیسے کا چوتھا حصہ، چھ دام پورے پیسے کی آٹھوں حصے کو کہتے ہیں 12۔3 بول بولنا۔ نیلام کی آواز لگانا دام لگانا، منت ماننا، کسی دیوی دیوتا کے نام کا کچھ اٹھانا 12۔4 چدر، چادر کا مخفف 12۔5 منڈ چڑا۔ یہ اصل میں منڈت شرا تھا جس کے معنی ہیں منڈی ہوئی کھوپڑی والا گنجی چاند والا یا ممکن ہے کہ منڈ چرا منڈا اور چیرا سے مرکب ہو یعنی وہ شخص جو منڈ کر کسی بزرگ کا چیلا ہوا ہو۔ آزاد فقیر، بینوا 12 شہباز

صفحہ 589

1 والیدری، مولدری کی قدیم شکل مفلس غریب آدمی منحوس آدمی، اگھوری آدمی،

میلا کچیلا آدمی، میلا غچلی 12۔2 آبی یعنی آب ہی تخفیفاً (ہ) تلفظ میں گرا دی گئی ہے 12 شہباز

صفحہ 590

1 اشتراتے کے ضمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر یہاں رعایت تلفظ اردو فتح کے ساتھ بندھ گیا ہے۔ اس مصرع میں اس مشہور حکایت کی طرف اشارہ ہے جس کا مضحک خاتمہ اس جملے پر ہے کہ اے میری الٹی کے سننے والے مانگا نیچے دیا اوپر حکایت سے قطع نظر ایک مطلب سیدھا سادا بھی ہے یعنی مفلس اپنا اونٹ آپ ہی ہے 12 شہباز 2 بخاری بہادر چیخانے یا دالان کے اندر کی وہ کوٹھری جو غلہ وغیرہ کے واسطے دیوار میں بنا دیتے ہیں اصل میں بخاری کے معنی آتش دان کے ہیں جو دالان یا کمرے کی دیوار میں ایام سرما میں مکان گرم رکھنے کے واسطے بنا دیتے ہیں چنانچہ کسی کا شعر ہے خوش است بادۂ گلرنگ با کباب شکاری بدست یار پری چہرہ، درگنا ربخاری، چونکہ عوام لوگ اس کی اصل سے واقف نہ تھے اس سبب سے وہ اس کوکلی کو کہنے لگے جو دالان کے اندر دیوار میں کوٹھی کے بجائے غلہ رکھنے کے واسطے بنا دیتے ہیں پس رفتہ رفتہ بخاری ایک عام لفظ ہو گیا اور سب اسی معنی میں استعمال کرنے لگے 12۔3 جھانکڑ جھاڑی خاردار درخت 12 پروفیسر شہباز

صفحہ 591

1 آدر، عزت 12۔2 ٹبر تبار سے بگڑ کر بنا ہے اقربا، خاندان، قبیلہ، کنبا، کٹم کنبے کا خرچ، جان صاحب پنج تن پاک کی ہے آس مجھے اے باجی + جن کے صدقے میں مرا سارا ہے ٹبر چلتا 12 شہباز

صفحہ 592

1 اس نظم میں ان نوجوانوں کو نصیحت ہے جو بے فکرے پن سے شب و روز شوق کے جانوروں میں مشغول رہتے ہیں اور تلاش معاش کا خیال بھی نہیں کرتے 12

شہباز

صفحہ 594

1 راؤ چاؤ، ہنسی خوشی، چہل پہل، پیار محبت 12 شہباز

صفحہ 595

1 اس لفظ کو بعض نسخوں میں پتیر لکھا ہے اور بعض میں پنیر صرف مطبع نظامی کے نسخے میں فطیر ہے اور یہی صحیح ہے فطیر اس روٹی کو کہتے ہیں جس میں خمیر نہ ہو۔ چپاتی 12

صفحہ 597

1 ملمچی ملمع والا جو ملمع کا کام کرتا ہے دکن میں یہ لفظ آج تک رائج ہے چنانچہ اورنگ آباد میں ایک ملمچی بازار بھی ہے 12 شہباز

صفحہ 598

1 یائے مجہول و جیم عربی ڈھیر انبار روٹیوں کی تھی 12 پروفیسر شہباز

صفحہ 599

1 حرمت، عزت، 12۔2 چال چلن 12۔3 سدا، ہمیشہ 12۔4 تئیں، واسطے، کو، لیے 12۔5 میری، سرداری 12۔6 عین مخصوص 12۔7 سربسر، بالکل، 12 ابو الخیر محمد اشرف علی

صفحہ 600

1 نباہ، بسر اوقات 12۔2 بنے ٹھنے، خوبصورت، سجے ہوے 12۔3 بنے، ولھا، 12 محمد اشرف علی 4 وہیں، فوراً اسی دم 12۔5 سووہ 12

صفحہ 601

1 تن، بدن 2 کل مشین 12۔3 کل، آرام 12۔4 چل بچل، بیکار، اشرف علی 5 یعنی دولت جو علالت کے ساتھ ہو 12۔6 نپٹ، محض سراسر 12 شہباز

صفحہ 602

1 اس نظم کے عموماً دس ہی بند مشہور ہیں ''خوشامد کیجئے'' والے بند بخیال تکرار اور ایک آدھ بند اور ساقط کر دیے گئے ہیں 12 شہباز

صفحہ 604

1 بینوا محتاج، 12۔2 میرے خیال میں جگا رہا ہے، اصح ہے، جو کھا رہا ہے اسی کی تصحیف ہے جو بعض قدیم نسخوں میں پایا جاتا ہے جگانے کے معنی ہیں جمع کر کر کے رکھنا۔ حفاظت سے رکھنا، ٹکڑے جگا رہا ہے یعنے حفاظت سے رکھتا جاتا ہے تا کہ آئندہ کام آئیں چبانے سے جگانے میں زیادہ بلاغت ہے 12 عبدالغفور شہباز

صفحہ 605

1 کہاتا، مشہور 12۔2 برملا، کھلم کھلا 12 اشرف علی 3 اس لفظ کو چونکہ نظیر نے مطابق تلفظ باندھا ہے لہٰذا اکثر م فصحا نے اس کی تصحیح میں اپنے منصب سے تجاوز کر کے خواہ مخواہ بعض لفظ کم و بیش کر دیئے ہیں مشعل گو مفعل کے وزن پر ہے لیکن اردو کا تلفظ ہے مثال بروزن مقال۔ جمع کی صورت میں تین طرح سے اس کو لکھتے ہیں (1) مشعلیں (2) مشعالیں (3) مشالیں نظیر نے غالباً صورت ثانی کو ترجیح دی ہے 12 شہباز

صفحہ 606

1 شنگ، طرحدار 12۔2 کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ مسلمانوں کے اعتقاد کا پہلا سبق اور جزو اعظم ہے 12۔3 مرید، شاگرد 12 اشرف علی لکھنوی

صفحہ 608

1 پنوانا، گالیاں، سنوانا، فضیحتی کرانا 12 شہباز

صفحہ 609

1 دو پیسے جو بطور انعام دیے جاتے ہیں 12 شہباز

صفحہ 615

1 ٹانٹ، کھوپڑی 2 کھات سڑی ہوئی غلاظت جو کھیتوں میں تقویت زمین کے لیے ڈالی جاتی ہے اسی کو پانس بھی کہتے ہیں 12

صفحہ 616

1 جھنڈی وہ کھونٹی جو پودوں کے کاٹ لینے کے بعد کھیتوں میں کھڑی رہ جاتی ہے گنے کی جڑ مکئی یا جوار وغیرہ کے درخت کی جڑ یہاں مونچھوں کا گچھا مراد ہے 12۔ 2 بھبا قا، بھنبا کا بڑا سوراخ جو آر پار ہو جائے بڑا چھید 12 شہباز

صفحہ 621

1 تشہید کے معنی ہے عمارت بلند کے یہاں تمہید مراد ہے 12 شہباز

صفحہ 623

1 بعض نسخوں میں اس بند کے بعد وہ بند لکھا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے ماں باپ کے تھی دل کو ادھر لگ رہی خوشی (بند 3) 12 شہباز

صفحہ 625

1 روم پرانا لفظ ہے روئیں کا مرادف 12۔ 2 اس مصرع کے مطلب میں کسی قدر رعایت لفظی کی وجہ سے اشکال ہے۔ چنڈول ایک جانور کا بھی نام ہے اور ایک سواری کا بھی شاعر اگن کا چنڈول قرار دیتا ہے اور ابلقے کو جھپان اور دھیڑ کو نوشہ 12 شہباز 3 سمنبر، سفید رنگ 12۔

صفحہ 626

1 سیمرغ، رخ، ہما، عنقا، موسیقار، فنکس کی طرح رومان کا پرند ہے 12 ابوالخیر 2 بڑ نکے، بڑی ناک ایک ایک پرند 12۔ 3 غش بہوت 12۔ 4. کھپی، پسند آئی 12۔ 5 چھاپنو، شرمیلی، ایک پرند کا نام ہے 12۔ 6 جھپ فوراً 7 دارا۔ نثار کیا 12۔ 8 پیت، محبت 12 اشرف علی 9 سہارا۔ برداشت کیا 12

صفحہ 627

1 پنکھ، پر 12 ۔2 پسارا، پھیلایا 12 ۔3 کرارا، مضبوط 12 ۔4 کیفیت حالت 12 اشرف علی لکھنوی 5 پرانا لفظ ہے معنی میں نباہ کے 12

صفحہ 628

1 برنا ایک میوہ دار درخت کا نام 12 شہباز

صفحہ 629

1 بہلا پھسلا، 2 ڈر، پرہیز 12 ۔3 بدمعاش، بدوضع 12 اشرف علی لکھنوی 4 زمین سے مل کر 12 ۔5 فوراً، جلدی سے 12

صفحہ 630

1 جیتا جاپا 12 اشرف علی 2 اودھوت سیا (آبدھوت) ہندو فقیروں کا ایک گروہ جو واجب الوجود کے سوا دوسرے کو نہیں مانتا اور نہ کسی قاعدے پر خدا کی پرستش ہی کرتا ہے 12 ۔3 پھاوڑی، بیساکھی، بیراگن ظفر تکیہ، جوگیوں کی لاٹھی 12 ۔4 کھپر، مٹی کا پیالا جوگیوں کے استعمال کا 12 ۔5 امل پانی کرنا۔ بھنگ پینا (شراب کے علاوہ سب نشوں کی نسبت بولتے ہیں) امل شراب کے علاوہ سب قسم کا نشہ 12

صفحہ 631

1 نا کانی دینا طرح دینا، ٹالنا، سنی ان سنی کرنا۔ کان میں بول مارنا۔ شنیدہ ناشنیدہ کرنا۔ درگزر کرنا 12 شہباز

صفحہ 632

1 میں کا قافیہ کہیں سہیں کے ساتھ کسی قدر رکیک ہے اور قدیم تلفظ کو ظاہر کرتا ہے چونکہ ہر قافیے میں میں کا التزام ہے عجب نہیں کہ نظیر نے یوں لکھا ہو دور جس دن سے ہوے مجھ چمن حسن سے ہیں+ نہ ہمیں باغ الخ اس طور پر اختلاف ضمیر کا عیب بھی مٹ جاتا ہے 12 شہباز

صفحہ 633

1 حلقہ 12 ۔2 مثل، مانند 12 ۔3 ایک تونبے کا باجا جسے منہ سے اکثر سپیرے بجاتے پھرا کرتے ہیں 12 ۔4 ایک قسم کی چادر یا دوپٹا جو لباس ہے اور خاص کر دکن میں پہنا جاتا ہے اور بطور خلعت دیا جاتا ہے 12 ۔5 ابرن یا ابھرن زیور، کہنا 12 شہباز

صفحہ 634

1 روزہ، فاقہ کسی کا شعر ہے لنگھت گرتر اکنافربہ + سبر خوردن تواز لنگھن پہ 12 ۔ 2 استھل فقیر کے رہنے کی جگہ خانقاہ 12 شہباز 3 متھرا کے نزدیک ایک مشہور پرستش گاہ اور تیرتھ کا مقام ہے اشرف علی 4 ان بن، جھگڑا، الجھن 12 ۔5 معشوق 12 ۔6 اتیت، جوگیوں کی ایک قسم ہے 12 شہباز

صفحہ 635

1 رشتہ، تعلق 12، 2 جسم ۔ بدن 12 اشرف علی لکھنوی 3 کٹھن مشکل 12 ۔4 لگن، دھن 12 ۔5 چین، زینت 12 ۔6 اکسیر، امرت 12 ۔7 قدح، پیالہ 12 ۔8 نین، آنکھیں 12 ۔9 استھل، خانقاہ، اڈہ اشرف علی لکھنوی

صفحہ 636

1 اچپل، شوخ 12 ۔2 آسن نشست، 12 ۔3 چتر، شامیانہ 12 ۔4 سنگھاسن، چوکی، ایک قدیم سواری کا نام 12 اشرف علی

صفحہ 637

1 تونبہ، کشکول 12 ۔2 منکوں، تسبیح کے دانے 12 اشرف علی 3 جلیو، جل جائے 12 ۔4 چندرماں، چاند سبا 12

صفحہ 638

1 ساجن، معشوق 12 اشرف علی 2 کاشی، بنارس کا قدیم نام ہے یہ ہندوؤں کا بڑا مقدس شہر، پرستش گاہ اور تیرتھ ہے ۔ یہ زمانہ قدیم میں بہت بڑا دارالعلوم تھا اب بھی

سنسکرت کے بڑے بڑے علماء اور جوتشی وہاں رہتے ہیں۔اس مقام پر شیخ علی حزیں کی قبر ہے 12۔3 دکن شاہی زمانہ میں رکن نہایت دور دراز جگہ سمجھی جاتی تھی 12 اشرف علی

صفحہ 639

1 چرن، قدم، پاؤں 12 اشرف علی 2 کمتی کمی 12۔3 من، میرے 12۔4 شہانا، شاہانہ 12۔5 شانہ، کنگھی 12 اشرف علی

صفحہ 640

1 بہاریں، جھاڑیں، صاف کریں 12۔2 جلیو، جل جائے 12۔3 متوالا۔ سرشار، دیوانہ 12۔4 کنگ، گنگا 12۔5 جمن، جمنا اشرف علی

صفحہ 641

1 بہاروں، جھاڑون، صاف کروں 12۔2 پیا، پیارے عاشق 12 اشرف علی

صفحہ 643

1 ریت، رسم ورواج 12۔2 جنم، زمانہ 12۔3 بالا، بچہ، طفل 12۔4 منڈل، مکان 12۔5 بتھا، رنج وغم 12۔6 پچھتر، ساعت 12۔7 اوتار پیغمبر 12۔8 سبھ، نیک، سعد 12۔9 گربھ، حمل 12۔10 نارومن روشن ضمیر 12 محمد اشرف علی 11 شٹ سے مراد شسٹا جار یعنی مہذب اطوار 12 شہباز 12 ابکار، حرکات، افعال 12۔13 کنس متھرا کا راجہ اور نہایت ظالم و بدکردار شخص تھا اس کے اطوار اون کے سے تھے۔یہ کرشن جی کا ماموں تھا۔آخر کار کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔کنس اور کرشن کا قصہ بالکل فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سا ہے۔ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں اور تاریخ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ مشابہت نہایت پر لطف اور بار آور نکتہ ہے 12 ابوالخیر محمد اشرف علی عفی عنہ مہتمم دارالارقام لکھنو 14 بل، زور 12۔15 تیج، رعب 13۔16 انیک، انواع اقسام 12۔17 ڈیل، جسم 12۔18 گج،

ہاتھی 12۔19 ترنگ، گھوڑے 12۔20 نیکے ،عمدہ اعلی، 12۔21 پاپی، گنہگار 12۔22 کٹک دل بیشمار فوج 12۔23 بھج شکل وشباہت 12۔24 دوجا، دوسرا 25 بلی، قوی، طاقتور 12۔26 جان، تیر 12۔27 بڑھ بل، مشہور، طاقتور 12

صفحہ 644

1 ڈشٹ، بدذات، شیطان، ظالم 12۔2 جدھ، تعلیٰ 12۔3 موں، مجھ پر 12۔ 4 واس 12۔5 بول، باتیں 12۔6 گربھ، غرور 12۔7 سبھا، انجمن 12، 8 پرکھ، عاقل دانا 12۔9 مارن ہارا، مارنے والا قاتل 12۔10 سورکھ، شیطان گنہگار 12 ابو الخیر محمد اشرف علی 11 تعلیٰ کی لینا غرور کرنا 12 شہباز 12 بھو، ڈر، خوف 12۔13 سگرے، سارے 12۔14 بسرے، زائل ہوے 12۔15 مات پتا، ماں باپ 16 ناؤں، نام 12۔17 ریکھا، لکیر 12 اشرف علی 18 بسدیو کرشن جی کے باپ کا نام ہے 12۔19 دیوکی، کرشن جی کی ماں کا نام ہے 12۔20 نکشن، نکلنے 12۔21 رسوئی، طعام، کھانا پکانے کا مکان 12۔22 دوار، دروازہ 12۔23 یارے، والے 12۔24 چنڈال، بدذات شیطان 12۔25 پرگھٹ، پیدائش 12

صفحہ 645

1 روہنی ایک پنچھتر کا نام ہے یعنی یہ اس ساعت سعد و نیک کا نام ہے جس میں کرشن جی پیدا ہوئے 12۔2 گوکل، ہندوؤں کا ایک مقدس مقام ہے جو متھرا کے نزدیک ہے۔ یہ بہت تیرتھ کی جگہ ہے۔ کرشن جی کا بچپن اسی مقام پر گزرا 12۔3 باشی، باشندے 12۔4 دیا، عنایت، مہربانی 12 اشرف علی 5 حال، فوراً 12۔ 6 کرم، قسمت 12۔7 مکھ، منھ 12۔8 البشر، خدا 12۔9 سانکر، سانکل زنجیر در، کنڈی 12۔10 نربھو، بیخون 12۔11 بپتا، اضطراب، مصیبت 12۔12 پک پاؤں 12۔13 براجے پہونچے، رونق افروز ہوے 12۔14 نند، اس شخص کا نام جس نے کرشن کی بطور باپ کے پرورش کی اس لیے اس کو رضاعی بارے سمجھنا چاہئے

12 اشرف علی

صفحہ 646

1 دیوے، چراغ 12 ۔2 اچنبھا، عجیب بات 12 ۔3 جسودانند کی زوجہ کا نام ہے یہ کرشن جی کی رضاعی ماں تھی 12 ۔4 بھور، صبح 12 ۔5 لجیایا، شرمایا 12 ۔6 کارج، کام 12 ۔7 ناری، عورت، 120 ۔8 بچا، زچہ 12 ۔9 بلہاری، تصدق، نثار 12 اشرف علی

صفحہ 647

1 سکھری، خربوزے، کیلے اور دہی کا ہونا، شکر اور بعض مسالے کے ساتھ 12 ۔ 2 ایک قسم کی مٹھائی 12 شہباز 3 ست، فرزند، بیٹا 12 ۔4 ذات نعانی یعنی خدا 12 شہباز

صفحہ 652

1 مرلی، بانسری 12 ۔2 رادھا کرشن جی کی معشوقہ کا نام ہے 12 اشرف علی 3 میت، محبت 12 ۔4 بیاکلی، اضطراب، بے چینی 12 ۔5 کوڑھ، کند ذہن 12 ۔6 گنی، عاقل 12 ۔ 7 کانھ جی، کنھی اجی 12 ۔ 8 گوالوں، چرواہوں 12 ۔ 9 گوئیں، گائیں 12 ۔10 بنسی، بانسری 12

صفحہ 653

1 پنچھی بٹوہی، چڑیوں کے نام ہیں 12 ۔2 شام جی، کرشن جی 12 ۔3 مرار، بانسری 12 ۔4 موہن پیارے 12 ۔5 جتن، طریقے، ڈھب 12 ۔6 بچن درود 12 ۔7 چل پون ۔ پاؤں چلنے والا 12 اشرف علی

کلام نظیر بزبان فارسی

صفحہ 172

1 بغیر اضافت بھی پڑھ سکتے ہیں اور شاید زیادہ گرم وہی ہے 12 شہباز

صفحہ 714

1 کہ نزد تو بیا بم 12 ۔2 اصرار نیامدن 12 شہباز

صفحہ 716

1 گل وغیرہ 12

صفحہ 717

1 دل مقدر ہے 12 ۔2 رغبت مقدر ہے 12 ۔3 یعنے دل ربائی 12 ۔4 یعنی معشوق کے دل میں انتظار کی خلش پیدا ہو جاتی ہے 12 ۔5 یعنی اس کا گلہ کہ چلتے وقت یہ نہ پوچھا کہ آپ پھر کب تشریف لائیے گا؟ 12

صفحہ 718

1 دوسرا فرضی معشوق جس کو مزاح سے درازی عمر کی دعا دی تھی 12 شہباز 2 کتاب طرز تقریر 12 ۔3 کتاب بزم عیش 12

صفحہ 721

1 دل مقدر ہے 12

صفحہ 722

1 یعنی چھتری 12 اشرف علی

صفحہ 723

1 مناسب آں باشید 12 ۔2 نرگس 12

قطعہ تاریخ طبع

از حضرت شفیق صدیقی جونپوری

کیا ندرت آفریں یہ کلام نظیر ہے
ایک ایک نقطہ غیر ماہ منیر ہے
نظموں میں زندگی پہ ہے تنقید کی مثال
دلکش کلام، طرز بیان دلپذیر ہے
لکھ عیسوی میں طبع کی تاریخ اے شفیق
درس حیات ہے کہ پیام نظیر

1951ء

The End----------اختتام